الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

سوانح حیات

فخر کشمیر

پیر غلام دستگیر القادری

ڈاکٹر سلطان الطاف علی

اعزاز فضیلت

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

Marfat.com

سوانح حیات

فخرِ کشمیر

پیر غلام دستگیر القادری

عصری پس منظر۔ جہاد کشمیر۔ طریقت۔ پیر صحبت
جنوبی وزیرستان۔ شخصیات۔ سندات جہاد
تصانیف

ڈاکٹر سلطان الطاف علی

اعزاز فضیلت

باھو پبلیکیشنز
لاھور، حضرت سلطان باھو، کوئٹہ
0092-81-2440948,03337851474,03009386739,03004205177

Marfat.com

Pir Ghulam Dastgir Alqadri
Fakhr-e-Kashmir
1.Dr.Sultan Altaf Ali
author
2.Biography
ISBN:978-969-9039-18-8

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: سوانح حیات، فخرِ کشمیر پیر غلام دستگیر القادری
تالیف : ڈاکٹر سلطان الطاف علی
ناشر : باھو پبلی کیشنز
بار اوّل : 2015ء
سرورق : محسن سلطان
قیمت : 750 روپے

یہ کتاب یا اس کا کوئی حصہ بغیر اجازت طبع نہیں کیا جا سکتا

باھو پبلیکیشنز

۱۱۲۔بی نشیمن غوثیہ، کریم پارک راوی روڈ لاہور 03004205177
دربار حضرت سلطان باھو، ضلع جھنگ 03007944108-03009386739
حق باھو ہاؤس، اتفاق اسٹریٹ کچی بیگ سرآب روڈ کوئٹہ 0092-81-2440948
033337851474

Marfat.com

انتساب

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ

کے نام

جن کے فقر، فکر و عمل کی حضرت صاحب مُعجز نما تصویر تھے

Marfat.com

مصطلحات

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ	حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ العزیز
حضرت قدس سرہٗ	
حضرت صاحب	پیر غلام دستگیر القادری، فخرِ کشمیر
بڑے حضرت صاحب	حضرت سلطان محمد نوازؒ
پیر آف وانا	پیر سیّد یوسف گیلانی، غازیِ کشمیر لیفٹیننٹ کرنل
دربار شریف / دربار / دربار مقدس	دربار حضرت سلطان باھوؒ
ف	فوت یا وفات
و	ولادت یا تولّد
ء	عیسوی
ھ	ہجری

PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY

Marfat.com

فقیر	معنوی لحاظ سے تو اس سے مراد عاشق و مرد عارف ہے مگر خانقاہی نظام میں پیرزادوں کے ہاں رضا کارانہ خدمات سرانجام دینے والے عقیدتمند بھی فقیر کہلاتے ہیں۔ بالعموم لنگر اور مہمانداری کے امور سرانجام دیتے ہیں۔
ملنگ	معنوی نقطہ نظر سے تارک و فارغ از دنیائے دون ملنگ ہوتا ہے البتہ خانقاہی نظام میں پیروں کے ہاں ننگ و نام سے مبرا صوفی منش افراد جو نظر آتے ہیں ملنگ کہلاتے ہیں۔ یہ کسی کام پر مقرر نہیں ہوتے البتہ ان سے جو بھی کام چاہا ذمہ کر دیا۔ ان میں سے بعض تو صوم و صیام سے بھی آزاد ہوتے ہیں اور ان میں بعض عامل و صوفی باصفا ہوتے ہیں۔ یہ ہر قسم کے حالات میں خانقاہ کی انتظامیہ کے لئے معتمد ہوتے ہیں۔

Marfat.com

فہرست مطالب

داستانِ نگارش	27
باب اوّل احوال اولین	37
علاقائی و خاندانی پسِ منظر	37
والدین	38
ولادت	41
سلسلۂ نسبی	41
بیعت و شجرہ طریقت	43
تحصیلات علمی	44
استاد فقیر صاحب	51
مسجد املی والی ملتان	53
طریقت و تبلیغ کے دورے	54
برادران	56
اولاد و احفاد	60
افغانستان	61
خانقاہ، چاہ سمندری نزد پُرانا دربار شریف	64
تعمیر مسجد و خانقاہ	
سجادہ نشینی	64
صلح نامہ	65

Marfat.com

رقبہ چاہ سمندری	65
تعین روز عرس مبارک حضرت سلطان العارفین قدس سرہ'	66
خدمتگزار فقیران	67
دوست محمد اعوان	67
مزارات خانقاہ کی شہادت	67
دربار مقدس سلطان نور محمدؒ وسلطان محمد نوازؒ کی بنیاد نو	68
اراضی کوٹ نواز	68
اراضی قالو والہ	69
اراضی موضع ڈول	69
اراضی کیچی بیگ سرآب	69
اراضی مدرسہ سونگر	70
اراضی موضع سلطان باھوؒ	71
اراضی لانٹر والا	72
اراضی متفرق موضع سلطان باھوؒ	72
اراضی ٹبہ سردار بخش بھکر	73
اراضی حبہ باغڑ بیرمل	73
باب دوم سیّد اعزالدین یوسف فیض اللہ الگیلانی (پیر آف وانا)	75
حضرت صاحب کا لڑکپن اور پیر صاحب سے ملاقات	77
لیفٹیننٹ کرنل	78
قائداعظم	79

Marfat.com

پیر صاحب، مزید کچھ یادیں	79
ملاّ شور بازار	80
درگاہ سردار بخش شہید بھکر	81
وقف جائیداد اور اولاد غوث الاعظم	81
شعیب قریشی سفیرِ پاکستان	81
ایک نئی قوم ''صبّی''	81
قوم اباذی اور سفرِ خلیج	82
پیر صاحب پھلروان میں	84
ایک حادثہ اور پیر صاحب کے ہمراہ	84
ھلال عید اور پیر صاحب	86
باب سوم پاکستان	87
ملی خدمات	87
تحریک پاکستان اور حضرت صاحب کا عملی حصہ	88
تحریک پاکستان آپ بیتی و تاثرات	93
جہاد کشمیر	99
فخرِ کشمیر	106
باب چہارم جہاد کشمیر	107
آپ بیتی و تاثرات	107
جہاد کشمیر، سندات و تصدیق نامے	171
جہاد کشمیر، رہنمایان جہاد کا اجلاس	188

Marfat.com

جہاد کشمیر، ملک سیلانی کا انٹرویو 188
جنگ بندی 189
جہاد کی اہمیت 190
حضرت صاحب کا اسلحہ 190
جہاد کشمیر اور قبائل پاکستان 191
باب پنجم جنوبی وزیرستان 192
ابوسعید سے ملاقات 194
پستے تکیۃ القادریہ 195
اراضی مانڑو چلی 196
تعلیم اور حضرت صاحب 198
عیدیں 199
پاکستان کے لئے جذبہ جہاد 200
فتنۂ ملاّ 200
ملک ھڑپ محسود 201
سلطان نور محمد و سلطان فتح محمد کا ہمعصر 201
فتنۂ ملنگ 202
چاند ماری 202
ملک گلاب خان محسود 203
محمد عمر خان درامن خیل 204
قاضی لسوندی شریف 204

Marfat.com

ملا شیر علی خان	205
سید دربار علی شاہ	208
عجیب موت	209
مدرسہ سپین مزک	210
جرگہ سپنکی	211
نناوتی	211
مردار الکڈ	212
جرگہ نگزخیل بدر	212
جنات	212
اورنگزیب شامن خیل	213
محسود مشاہیر	213
وہابیت	214
بدین زئی تنگی	214
عیسیٰ خان نابینا	215
قبائلی معاملات	215
فیصلہ تنازعہ	216
نصیحت و فیصلہ حدود پستے	216
افغانستان پر روسی غلبہ اور تحریک پاکستان کا واقعہ	217
الاعظم درامن خیل	218
ذکر و اذکار	218

Marfat.com

انگریزی کا درس	219
فال حافظ	219
چم چم	221
محسود طلباء	221
نصائح	222
وزیر محسود تنازعہ	223
شخصیات، مشاہیر، خلفاء، محبین	224
نامور مقربین	225
متفرق خلفاء، عقیدتمندان افغانستان	226
ڈیرہ اسماعیل خان و ٹانک سے وابستہ احباب	227
عقیدتمندان گومل	227
عقیدتمندان بلوچستان وسلیمانخیل	228
کچھ یادیں	228
تعصبات	229
شمن خیل مسجد و درس	229
ملا نور محمد کردار و انجام	231
میر علی میں دہشت گردی	233
وزیرستان کے طلباء	234
مولوی لسوندی	234
جرگہ درامن خیل	234

Marfat.com

باب ششم جنگ ستمبر 1965ء، پاکستان اور جنگ 1971ء

حضرت صاحب اور پیر آف وانا 236
اعلان جہاد 236
فال 238
پاکستان اور جنگ 1971ء 241
پاکستان و عالم اسلام 245
سوار خان کی آمد دربار شریف 246
پیر صاحب کی علالت 247
پیر صاحب آف وانا کی علالت اور سفرِ حج 1972ء 248
عید الضحیٰ اور پھلروان 249
شادی سیّد احمد عادل 249
عید اور پیر صاحب 250
پیر آف وانا کی وفات پر ماحول 250
بعد از وصال پیر آف وانا اور رویت ہلال 251
شہزادہ فیض اللہ شجاع الگیلانی 252
تاریخ وصال پیر آف وانا 252
باب ہفتم سندھ بلوچستان 254
دینی مدارس 255
ذوق ادب 256
دشت کنبیلا خطاب عید الفطر 257

Marfat.com

اسپلنجی جہاد کشمیر پر مبارک بادی	258
وڈیرہ عبدالمجید خان کھوسہ	258
سردار قطب خان ساتکزئی	258
انتقام	259
عید میلاد النبی سونگر	259
فورٹ سنڈیمن	260
گنداخہ	260
سادات صحبت پور	261
نواب یوسف علی خان مگسی	261
تنظیم الاعوان اجلاس کوئٹہ	261
اقوام مری میں سلسلۂ قادریہ	262
باب ہشتم مشاہیر پاکستان	265
لیاقت علی خان	266
سیاست پاکستان	266
جنرل محمد اعظم خان	269
پاکستان اور عالم اسلام	271
پاکستان	271
پاکستان و دنیائے اسلام	274
انقلاب کابل	274
بالا حکام	276

Marfat.com

جنرل محمد زمان کیانی 279

میجر یوسف کمشنر 280

کیپٹن صالح محمد 280

باب نہم احباب واقارب ومشاہیر 281

فصیح الدین وردگ 281

نواب اکبر خان بگٹی 282

ڈاکٹر محمد اقبال 284

شہزادہ محمود ممتاز وسید غالب گیلانی 285

سلطان حامد نواز 286

سائیں محمد مشتاق 286

ہمدانی برادران 286

احوال خانوادہ واعزا 287

میاں رب نواز 291

انوار العلوم ملتان 291

داخلہ نور سلطان 291

رفعت سلطان 291

شہادت قاضی احمد بخش 292

سلطان محمد اکبر 292

حافظ جلیل احمد 293

تعلیم نسواں 293

Marfat.com

محکمہ اوقاف و دربار شریف 294
دستار فضیلت نور سلطان 294
سالانہ جلسہ انوار باھو بھکر 294
نذیر سلطان 295
مسجد و درگاہ سردار بخش 296
نماز عید 296
افتتاح مسجد و خانقاہ مجوزہ محمد عزیز صاحب 296
سلطان محمد عزیز 296
برادری ولواحقین 297
سلطان حمید 298
مشرف سلطانؒ 300
پنگھوڑا مشتاق سالم 300
بیعت سلطان محمد حسین 301
باب دہم کچھ واقعات اور جائزے 302
اصلاح معاشرہ کے لئے خدمات 302
رب نواز خیاط کا جن یا موکل 306
کتب کا تحفہ 308
علمی امور 308
''آواز'' رفعت سلطان 311
خانہ فرہنگ ایران کوئٹہ 311

Marfat.com

روزنامچے 313
ملتان 314
خدمات کا سرٹیفکیٹ 314
قادیانی مسئلہ 314
سزا سب کے لئے 315
رسومات 316
گجرات کیمپ۔ جنت میں ملے گی 316
سیلاب 1953ء 317
باب یازدھم شخصیات 318
فیض یافتگان اور دراویش وخلفاء 318
مائی صاحبہ سرور بی بی 318
مولانا فضل الٰہی 318
حضرت محمد سلطان 318
ملک چنن الدین 319
چوہدری احمد دین 319
مولوی عبدالرحمٰن 320
میر جعفر خان جمالی 320
حکیم علی اکبر 321
حافظ برکت علی قادری 321
سیّد رمضان شاہ ہمدانی 322

Marfat.com

محمد یوسف فرنس	322
شیخ مولوی ضیاء الدین سیالکوٹی	323
الحاج عبدالقیوم خان	323
غلام دستگیر پوپلزئی	323
جعفر واغستانی	324
پیر شامی سیّد محمد سعدی	324
احمد ظفر گیلانی	324
وفات حضرت محمد عبدالعزیز	325
سلطان فیاض الحسن	326
حکیم غلام رسول	327
مستان شاہ	327
ملک غلام مصطفیٰ	327
پیر سیّد زین الدین گیلانی	328
فقیر امیر خان	329
مستری عبدالحمید (ڈپٹی)	329
پیر سیّد شوکت حسین گیلانی	329
پیر رفیع الدین شاہ ایڈووکیٹ	330
فضل حسین قریشی	330
حکیم سلطان محمد	330
حکیم سلطان بخش	331

Marfat.com

جام غلام قادر خان	334
فقیر نور محمد کلاچوی	335
مولوی مہر اللہ خروٹی	335
سیّد حسن آغا	337
پیر صاحبان	337
ڈاکٹر انعام الحق کوثر	337
ڈاکٹر باقر	338
میر عبد الرشید شاہوانی	339
ترکیہ کے صحافی	339
درویش بابا بشیر احمد	339
خلیفہ صوفی زمان	340
خلیفہ شہبازی	340
کاکو ملنگ	340
خلیفہ اسلم خروٹی	340
روحانی خطابات	341
کچھ اظہار واقعی	343
باب دوازدھم مقدس مقامات	344
مدینہ کا پودینہ	344
مدینہ منورہ کے احباب	344 تا
مستری نور محمد۔ ضیاء الدین مدنی۔ حاجی عبد الکریم	345

Marfat.com

بورک نکا	346
حاجی قربوغہ شریف	347
دربار پیر بہادر شاہ	347
حج وزیارت 1963ء	348
حج وزیارت 1978ء	349
میاں جمیل احمد شرقپوری	350
درویش غلام رسول بلیوں والے	350
وفات حاجی سلطان نور حسین	351
حج وزیارت 1982ء	352
بھیرہ کا مجذوب	352
پوپلزئی درویش مدینہ	353
سیّدی کامل	354
امیر حسین شاہ مسکین درویش	355
ابوحزام	355
مائی بھاگاں	356
راجہ گلزار	357
زیارات وہوائے وطن	357
مساجد وزیارات	357
شہدائے بالاکوٹ	357
زیارت سلطان ابراہیم	358

Marfat.com

زیارت سلطان ولی محمدؒ 358
موھڑہ شریف مری 359
گمبٹ شریف 361
کرم ایجنسی 362
حجرہ شاہ مقیم 363
آستانہ مہاجر کیمپ 364
دربار سلطان محمد عبدالعزیز 364
اتفاق اسلامک اکادمی 364
باب سیزدھم تلخ و شیرین 366
ملک زرجان درامن خیل 366
اُلٹا انصاف 367
انسانیت موت کے دروازہ پر 367
عجیب واقعہ 369
وفات حضرت مُرید سلطان 369
سلطان غلام میراں کو حادثہ 370
لطیف سلطان کا مُرغ 371
دیوانی حاجرہ 371
وفات حضرت محمد مشتاق 372
سیّد یوسف گیلانی پیر آف وانا 373
احباب کا دائرہ اور ذاتی مسائل 374

Marfat.com

خبر دل سوز	374
وفات الحاج سلطان نور حسین پر تاثرات	375
ایکسی ڈینٹ	376
حادثہ گگو	376
حبیب اللہ سعدی	377
تصور سیدنا عبد القادر جیلانی	377
شیخ کا کا احمد کردی	377
بغداد میں سفیر پاکستان	378
علالت ریڈنگ انگلینڈ	379
حضرت سلطان باھو ٹرسٹ برمنگھم	379
ارشاد و نصائح و تلقین	380
دوناں و دوناں	385
قبولیت اسلام	385
ھدایت و تعلیم عامہ	386
اقوال زریں	386
علم و ادب میں رجحان	387
خطی کتب حضرت سلطان باھوؒ	388
شعر و ادب	388
ماھر لسانیات، ارباب علم و عرفان	389
اورینٹل کالج یونیورسٹی لاھور میں ادبی خدمات	390

Marfat.com

سرچشمۂ ادب وذوق	391
تصانیف شاعری	392
تصانیف حضرت سلطان باھوؒ	394
مکتبہ قادریہ	394
جدید تعلیم کی اہمیت	395
حافظ شیرازی کا دیوان	396
جماعت قادریہ	398
حسنات الابرار	399
سیلاب 1973ء	400
پاکستان اعوان کانفرنس	401
میلاد النبی ﷺ	401
سُنی کانفرنس ملتان	402
علمائے دین کی آمد	402
انجمن طلبائے اسلام	402
علمائے اہلسنت جلسہ	403
بزمِ باھو، جشن باھو کی تقریبات	404
شرح ابیات باھو پر ہدایات	405
کلام باھو وتصوف	406
ادب وتصوف	409
نظر ثانی	410

۱۷۱۶۱۵

Marfat.com

مکتوبات 410
ایک درویش کے نام مکتوب 412
مکتوبات سے کچھ احوال 414

باب چہاردھم شخصیت

415
واردات روحانی 417
ظاہر و باطن کا حال 420
خاص واقعہ 421
ارتقاء فکری اور روحانی واردات 421
آئینہ اور آنکھیں 423
ای عشق چہ فرمائی 425
درگاہ فاضل شاہ گیلانی (سندھ) 427
محرکات واردات روحانی 428
واردات روحانی اور پیر آف وانا 429
روحانی واردات 429
قوالی اور ہمارا غمِ دل 430
پیر صاحب آف وانا پھلروان میں 431
پیر صاحب آف وانا سرگودھا میں 431
پیر صاحب آف وانا اور روحانی واردات 432
ارتقائے فکری اور روحانی واردات 433
شب برات 437

Marfat.com

مردم شناسی	438
سوسائٹیاں اور انجمنیں	438
اعوان تنظیم بلوچستان	440
خانوادہ وطریقت کی وسیع ذمہ داریاں	441
مسلک و دین کی خدمت	441
حضرت صاحب ایک تعارف	442
طریقت وخلافت	444
ادب وشعر۔ادب وشاعری	447
کرامات یا دست قدرت	449
منت	454
نذر بوسیلہ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش	455
چہل ابدال	455
اجازت نامے	457
پنیالہ والے کا دم	460
باب پانزدھم سال آخرین 1986ء	462
عاشورہ کس نے دیکھنا ہے	465
انکشاف احوال	467
علالت	468
عجیب روحانی کیفیات	470
ہسپتال میں داخلہ	470

Marfat.com

وصال حضرت صاحب	476
بلوچستان، ایک صدارتی خطبہ	478
ذکر وصال	480
شب وصال	481
وصال۔تاثرات حقیقت کے آئینہ میں	482
وصال۔منقبت از فقیر عبدالحمید کلاچوی	483
وصال۔تاثرات علامہ نور سلطان	485
وصال۔منقبت علامہ نور سلطان	485
تاریخ وصال در شعر	487
وصال۔منقبت از ارشد سلطان القادری	487
وصال۔منقبت از رفعت سلطان	488
وصال۔نذرانہ عقیدت از صوفی خورشید عالم خطاط	489
قصیدہ از علامی صائم چشتی	490
وصال۔نذرانہ عقیدت از صوفی برکت علی قادری	491
دم وصال۔خانوادہ کا اعتراف حزین	492
قل خوانی و چہلم	493
باب شانزدھم تصانیف	494
اردو شاعری	494
فارسی شاعری (پیرِ مغان)	517
الرسالۃ الغوثیہ	532

Marfat.com

536	مثنوی روحی (فارسی منظوم)	
541	سفرنامہ بغداد	
555	رسالہ اظہار حقیقت	
567	Sources Of the book حوالہ جات	مآخذ
II	Jehad-E-Kashmir in brief	باب ھفدھم
XVI	Certificates in services of Jehad-e-Kashmir	

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

داستانِ نگارش

مولانا ابو الکلام آزاد نے اپنے زمانہ اسیری قلعہ احمد نگر میں اپنی معروف و دلپذیر کتاب غبار خاطر تصنیف کی ۔انہیں تین سالہ اسیری کے دوران کسی قسم کا رسل رسائل نہیں ملتا تھا مگر اس کے باوجود انہوں نے جو کچھ لکھا دنیائے ادب کا ایک خوبصورت مرقع ثابت ہوا۔وہ غبار خاطر کے آغاز میں کہتے ہیں :

؎ مپرس تا چہ نوشت ست کلکِ قاصر ما
خطِ غبارِ من ست این غبارِ خاطرِ ما

یعنی یہ نہ پوچھیے کہ ہمارے اس ناقص قلم نے کیا لکھا ہے یہ تو ہمارے دل کا غبار ہے جو میری تحریر سے اخذ ہوا ہے ۔دراصل حضرت صاحب غلام دستگیر القادری کی ذات گرامی کے اس قدر احسانات ہیں کہ میں نہیں چاہتا کہ اُن کی زندگی کا دورگُم نام ہو کر رہ جائے ۔میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا فرض ہے کہ اُن کے اعلیٰ کردار اور عظیم کارناموں کو صفحہ قرطاس پر لا کر اس آگہی کو ہمیشہ کے لئے روشن کر دیں۔اللہ جلشانہٗ کا بھی فرمان ہے کہ تم نعمتوں اور احسانات کا اظہار کر کے شکر گزاری کیا کرو۔حضرت صاحب کے احسانات مجھ پر اور باقی بھائیوں ،بھتیجوں، بھانجوں اور اپنے فرزندان پر ہی نہیں بلکہ اپنے پورے خانوادہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کو انہوں نے بیدار اور مائل پرواز کیا اُس کا بھی شکر ادا کرنا ہمارے احساس کو بارہا جھنجوڑ رہا ہے ۔حضرت صاحب نے پاکستان اور ملتِ پاکستان کے لئے جو خدمات سرانجام دیں اُن کا اظہار نہ کیا جائے تو سراسر بخل و نااہلی میں شمار ہوتا ہے ۔انہی احساسات کے غبار نے مجھے آمادہ کیا کہ میں جبکہ حضرت صاحب کی زندگی کے شب و روز اور ساز و سوز و جدوجہد دل افروز کو آج سب سے زیادہ جاننے والا ہوں تو میرا فرض بنتا ہے کہ اُن کی زندگی اور خدمات پر

Marfat.com

سے پردہ اُٹھا کر ہمیشہ کے لئے اسے تاریخ کا روشن باب بنا دوں۔عجیب اتفاق ہوا کہ مجھے بھی مولانا آزاد کی طرح اس موقعہ یہ حقائق سامنے آئے کہ حضرت صاحب کے روزنامچے اور ان کی خطی تصنیفات تاخیر سے حاصل ہوئے جن کے بغیر مجھے آپکی ذات گرامی کے اہم تاریخی واقعات کو بیان کرنے میں دشواری ہوئی میں نے ہمت نہ ہاری اور کام شروع کر دیا۔علامہ محمد اقبالؒ کا یہ شعر میرے لئے حوصلہ افزائی کا باعث بن گیا کہ:

بوعلی اندر غبارِ ناقہ گم
دستِ رومی پردۂ محمل گرفت

یعنی بوعلی (سینا) اونٹوں (پر سفر کرتے ہوئے قافلے) کے گرد وغبار میں گم ہو کر رہ گیا جبکہ جلال الدین رومیؒ کا ہاتھ کجاوے کے مطلوبہ پردے پر پہنچ گیا۔میں نے اپنی یاداشتوں اور ذاتی مواد کا ذخیرہ جمع کیا اور دست ناتوان نے رحمت و برکات کے اقدار سے رابطہ جوڑ لیا۔وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد ﷺ و نور عرشہ محمد ﷺ اتنے میں روزنامچے بھی تصرف میں آ گئے۔درود لامحدود بر حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ باد۔

فقر محمدی ﷺ کے انوار و فیوضات علم تصوف کا سرچشمہ ہیں اور یہی فقر ہی روح اسلام ہے۔اسی علم و فن کو عمل میں لانے کے لئے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ (ف:۱۱۰ھ) نے شریعت کی رُو سے طریقت کے سلاسل فیضیاب کئے۔ان سلاسل طریقت نے پوری دنیا میں صوفیائے کرام کے گروہ در گروہ شخصیات و مراکز پیدا کر کے مشرق و مغرب میں اسلام کی اشاعت کا کام شروع کر دیا۔صوفیاء نے کلام و خطاب اور قال و حال کے ذریعہ خلق خدا میں روح اسلام کی تفہیم کرانی شروع کرا دی۔اِن صوفیاء میں حضرت جنید بغدادی (ف:۲۹۷ھ) اور حضرت بایزید بسطامی (ف:۲۶۱ھ) کے دل نشین انداز اور دل افروز محافل نے صحو و سکر کی ایسی خانقاہیں قائم کر دیں جس سے تصوف اسلامی انفس و آفاق میں خالق و مالک کے انوار و لقاء کو خلق خدا پر بے نقاب کرنے کا باعث ہوا۔جنید و بایزید تو عراق و ایران کی سرزمین

Marfat.com

سے اُٹھے اور محفل عشق کے جام عارفانہ سالکین و طالبانِ حق میں تقسیم کرنے لگے جبکہ کچھ عرصہ بعد مشرق میں سرزمین پاکستان و ہند میں نظام الدین اولیاء (ف: ۷۲۵ھ) اور امیر خسرو (ف:۷۲۵ھ) نے پھر سے جنید و بایزید کی یاد تازہ کر دی۔ایک طرف صحو و جام محبت کے انوار تو دوسری طرف سُکر اور عشق و سرمستی کے رقص محبوب حقیقی کے حضور ہونے لگے۔حضرت جنید بغدادیؒ کے نزدیک تصوف بندے اور خدا کے درمیان رہنے والے فاصلے کو دور کرنے کی کوشش کا نام ہے۔نیز فرماتے ہیں کہ جوھر یا اصل کے اعتبار سے تصوف ایک خدائی صفت ہے جو بندے میں انعکاس ہو کر انسانی صفت بن جاتی ہے۔بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ حرم وہ جگہ نہیں جہاں مجاہدہ ہوتا ہے بلکہ حرم وہ جگہ ہے جہاں حق تعالیٰ کا مشاہدہ ہوتا ہے۔بایزیدؒ نے فرمایا کہ طریقت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی مقصود ہوتا ہے اور تکبر طریقت کی راہ میں رکاوٹ ہے۔بہر حال حسن بصریؒ اور جنید بغدادیؒ صاحب علم وحلم بن کر اُبھرے،حبیب عجمی اور بایزید بسطامی صاحب سُکر و توکل تارک اسباب ہو کر معجزہ نما ہوئے۔یہ سب صفات بندہ مومن کی راہ عمل میں اس کی شانیں ہیں جو نظام الدین اولیاء اور امیر خسرو میں آکر ظاہر ہوئیں۔حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ نے دل کو لمحہ بھر کے لئے بھی غفلت میں مبتلا ہونے کو کفر قرار دیا ہے۔اُن کے فقر میں علمِ جنیدی اور توکل بسطامی کے انوار جمع ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ پیر غلام دستگیر القادری (حضرت صاحبؒ) میں عملاً فقر جنیدی و بسطامی کی عظمتوں کے ساتھ نظام الدین اولیاء و امیر خسرو کا رنگِ علم وعمل وعرفان پایا جاتا ہے جو آگے چل کر تفصیلات سے واضح ہوتا ہے۔ہم جب حضرت صاحبؒ کی زندگی اور تصانیف پر غور کرتے ہیں تو وہاں محبت سے ہم آہنگی پاتے ہیں۔اُن کی زندگی اور تصانیف سے آج بھی وہ فیضان ملتا ہے جو اُن کی زندگی میں اُن کے پاس بیٹھنے والوں کو ملا کرتا تھا۔

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

؎ میں کہ میری غزل میں ہے آتشِ رفتہ کا سراغ
میری تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

Marfat.com

یہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں خلق خدا کی بھی اسی طرح آواز سنائی دے رہی ہے۔اور حضرت صاحبؒ کا کردار و عمل بھی یہی کچھ ظاہر کر رہا ہے۔حضرت صاحبؒ کے وصال پر تعزیتی پیغامات میں پیر صاحب سید یوسف فیض اللہ گیلانی کے فرزندان سید احمد عادل گیلانی، سید فیض اللہ شجاع گیلانی اور سید ھارون گیلانی فرماتے ہیں کہ ''حضرت صاحبؒ جہاد کشمیر کے محاذ سے لیکر پیر صاحبؒ کے آخری وقت تک اکثر آپکی خدمت میں رہے اور جتنا وقت اپنے گھر گزارا اس سے زیادہ ہمارے ساتھ گزارا''۔گویا حضرت صاحبؒ نے امیر خسرو دھلویؒ کی طرح زندگی کا بیشتر وقت اپنے مُرشد صحبت پیر آف وانا کے ساتھ گزارا۔

خانوادحضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی بزرگ شخصیت سلطان احمد بخشؒ لکھتے ہیں کہ ''حضرت سلطان غلام دستگیر ہمارے خاندان کے ''بابر'' تھے اور ''شاہجہان'' بھی تھے۔بابر اس لحاظ سے کہ انہوں نے اپنے خاندان کو یکجا کرنے انہیں اپنے صحیح مقام سے آگاہ کرنے اور تشخص سے آگہی دینے میں اہم کردار ادا کیا۔نیز انہوں نے بابر کی طرح امیری ،فقیری، جہاد اور بہادری میں عمر گزاری اور وہ شاہجہان اس لحاظ سے تھے کہ انہوں نے بہت عظیم الشان عمارات تعمیر کرائیں جن میں اُن کے والد و دادا کا دربار اور مسجد خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو انہوں نے پتھروں سے تعمیر کرایا۔اُن کی وفات سے بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے''۔صاحبزادہ سلطان خضر حیات نائب سجادہ نشین دربار حضرت سلطان باھوؒ لکھتے ہیں کہ ''حضرت غلام دستگیر میرے محسن اور شفیق بھائی تھے۔اس دیدہ ور نڈر اور عظیم شخصیت کی جتنی بھی خوبیاں بیان کی جائیں کم ہیں۔اپنے مسلک پر پکے اور صاحب علم تھے۔سنجیدہ ،بامعنی ،پُر خلوص انداز اور خوشگوار لہجے میں جرات مندی سے گفتگو فرماتے۔اُن کا ہر بول مشعل راہ اور قرآن وسنت کے اصولوں پر مبنی ہوتا، پیر طریقت اور مجسمہ شرافت وصداقت تھے۔خانوادہ سلطان العارفین کے کم سن بچے کا بھی کھڑے ہو کر استقبال کرتے ،اپنے پیر و مُرشد کا احترام بے پناہ کرتے۔اپنے عہد پر ڈٹ جاتے تھے۔آپ کی وفات سے اولاد سلطان باھو اور قوم

Marfat.com

اعوان ہی نہیں بلکہ مُلک پاکستان کو نا قابل تلافی نقصان ہوا ہے''۔
سیّد غلام مجتبیٰ شاہ ہمدانی جلیل آباد کالونی ملتان سے رقمطراز ہوئے کہ:

؎ نشانِ مرد مومن با تو گویم
چون مرگ آید تبسم بر لب او

برادرم غلام دستگیر صاحب القادریؒ کی عظیم شخصیت ،اولوالعزم کردار، نیک سیرت، بلند افکار الفاظ میں بیان نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ مسجد میں ہوں تو روحانی بزرگ میدان کارزار میں ہوں تو مردِ مجاھد، گھر میں ہوں تو سب کے لئے شفقت کا منبع، مُریدوں کی مجلس میں رہبر و رہنما، علیحدگی میں مستغرق عبادت۔ آپکی حضور خاتم النبیین ﷺ سے محبت وعقیدت کی گہرائی قابل رشک تھی۔ حضور ﷺ سے کمال عقیدت کے باعث آپ مجسمہ نیکی تھے۔ اور آپ کے افکار و کردار حضور ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے مرھون منت تھے۔ آپکے وعظ و نصیحت لاکھوں انسانوں کے لئے شمع فیروزاں ہوئے۔

فقیر عبدالحمید سروری قادری سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ کلاچی (ڈیرہ اسماعیل خان) لکھتے ہیں کہ ''احقر کو دو بار حضرت صاحب موصوفؒ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ رُخِ انور سے فقر سلطانی کے انوار و تجلیات صاف طور پر مترشح ہوتے تھے۔ آپ اپنے ظاہری و باطنی محاسن و اوصاف، سیرت و کردار کی رفعت و پاکیزگی اور اخلاق عادات کی عظمت کے اعتبار سے سلطان العارفین حضرت سلطان باھُوؒ کے فیوض و برکات کا آئینہ منور اور عکسِ جمیل تھے۔ آپ بلا شبہ فرشتہ سیرت بزرگ تھے۔ آپ کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ آپ جنیدؒ وقت اور بایزیدؒ دوراں تھے تو بالکل بجا ہوگا۔ آپ کا نورانی چہرہ مبارک دیکھ کر بے ساختہ نچھاور اور نثار ہونے کو جی چاہتا اور تمنا پیدا ہوتی تھی۔ اور دلوں میں روحانی ہیجان اجاگر ہونے لگتا تھا۔ آپ کے دیدار سے عبادت کا سا لطف و سرور حاصل ہوتا تھا''۔

○ اس کتاب کا ایک اہم حصہ پیر صاحب سیّد اعزالدین یوسف گیلانی پیر آف وانا کے ذکرِ خیر پر مشتمل ہے جو حضرت صاحبؒ کے پیرِ صحبت تھے۔ جہاد کشمیر میں رہنما اور امیر

Marfat.com

المجاہدین تھے۔اور جن کے احوال کو شامل کئے بغیر خود حضرت صاحب کی سوانح بھی مکمل نہیں پیش کی جا سکتی تھی۔ بلکہ یوں کہیے کہ پیر صاحب کی زندگی حضرت صاحب کے حالات میں اس طرح مدغم و یکجا نظر آتی ہے جیسے شیر و شکر یکجا ہو جاتے ہیں۔ جہاد کشمیر میں تو دونوں رہنما اولوالعزم کا حصہ اور غازی کا کردار پیش کرتے ہیں جبکہ باقی زندگی میں ایک دوسرے سے لمحہ بھر کی جدائی کو برداشت نہ کر سکتے تھے ایک بار پیر صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت صاحب پر، اور حضرت صاحب آپ پر عاشق ہیں تو آپ نے اپنے جواب میں تصوف کی ایک بڑی حقیقت کو منکشف کرتے ہوئے فرمایا ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ معشوق کون ہے!

○ اس سوانح میں خاص طور پر جنوبی وزیرستان کا ایک باب قائم کیا ہے وہاں کی اقوام میں بالخصوص وزیر، محسود، بھٹنی حضرت صاحب کے مُرید و عقیدتمند رہے اور بزم ورزم کے ہمکار و ہمنوا بن کر رہے۔اپنے روزناموں میں آپ نے محسود قوم کو ہر جگہ مسعود لکھا ہے جس کو راقم نے تدوین کرتے ہوئے محسود لکھ دیا ہے۔

○ اسی طرح سوانح کے اندر مختلف ممتاز شخصیات کا تذکرہ بھی ملتا ہے جس میں مشائخ، علماء، فقراء، حکام، سیاستدان، قبائلی و قومی رہنما بھی شامل ہوتے ہیں اُن میں بعض وہ شخصیات بھی ہیں جن کے حالات سے آگہی معلومات کا خزانہ بن جاتا ہے۔

○ جہادِ کشمیر کے باب میں کشمیر کی تاریخ اور دوران جہاد ناعاقبت اندیش افراد کی سازشوں کا ذکر نہیں کیا ایسا کرنے سے حضرت صاحب کی سوانح حیات پر محض ایک ناخوشگوار اضافہ سا ہو جاتا۔اس میں صرف اُن کی اپنی آپ بیتی سے تمام جہاد کا ذکر کیا گیا ہے۔البتہ ایک بات بڑی معجزانہ ہے اور ایمان والوں کے لیے حوصلہ افزا ہے کہ ہر محاذ میں مجاہدین چاہے قبائل ہوتے اور یا اے۔کے لشکر کے ہوتے بڑی بے سروسامانی سے اور نسبتاً کم تعداد میں حملہ آور ہوتے تھے اور دوسری طرف دشمن کے جنگجو ایمونیشن ٹینکوں توپوں اور ہوائی چھتری سے لیس ہوتے اور تعداد میں کئی گُنا زیادہ ہوتے مگر اُن کے دلوں پر بہت زیادہ رعب چھا جاتا اور وہ گھبرا کر بھاگنا شروع کرتے اور ان کا بیش

Marfat.com

بہا اسلحہ اور سامان مجاہدین حاصل کر لیتے تھے۔

جہاد کشمیر کے حصہ سے میں نے کوشش کی ہے کہ کوئی اہم واقعہ نہ رہ جائے ، تحریک پاکستان میں حضرت صاحبؒ کا حصہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنے تعلق کے اور ایسے علاقے جہاں کانگریس چھایا ہوا تھا بڑے خلوص اور مردانہ وار جرات کے ساتھ دورے کر کے وہاں کی کایا پلٹ دی۔ جہاد کشمیر کے لئے ابتدائی حصہ حضرت صاحب کی آپ بیتی کے انداز میں ذرا تفصیلاً دے دیا ہے جبکہ ایک حصہ اختصار کے ساتھ اہم نوٹس کے طور پر دے دیا ہے تا کہ ریکارڈ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے۔آپ دیکھیں گے کہ امیر المجاہدین پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی اور حضرت صاحبؒ کمانڈر پیر آف وانا لشکر نے نہ صرف یہ کہ مکمل خدمت جہاد فی سبیل اللہ کی صورت میں کی ہے دوران جہاد حضرت صاحب کو ذاتی ٹرانسپورٹ کے لئے بھی مشکلات کا سامنا رہا ہے۔پرانی جیپیں جو بارہا سفر میں خراب ہو جاتیں ان پر سفر کرنا پڑا بلکہ بعض اوقات بگھی اور تانگوں پر سفر کرتے رہے۔بارہا پیدل بھی نازک مواقع میں چلتے رہے اور پھر انتظامیہ کی طرف سے راشن ،امیونیشن کے مسائل تو آئے دن جاری رہے۔جن مقامات پر منظم پاکستانی یا آزاد کشمیر فوج کی ضرورت پڑتی انہیں بروقت میسر نہ کیا جاتا تھا یہ بات پھر سے دھراتا ہوں کہ کئی بار ایسا ہوا کہ مجاہدین اسلحہ و بارود کے بغیر ہو گئے وہ نہتے ہو کر دشمن کے اندرون میں گھس کر مقابلہ کرتے رہے اور ذات کریمی کی طرف سے معجزانہ فتوحات در فتوحات حاصل ہوتی رہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت بھی ہوئی اور اطمینان بھی ہوا کہ حضرت صاحب نے اپنی آپ بیتی میں جو واقعات اور تاثرات لکھے ہیں جہاد کشمیر پر دیگر مولفین اور مجاہدین نے بھی جو کچھ لکھا ہے ان کے ہی واقعات و حالات کی توثیق ہو جاتی ہے۔مثلاً جنرل اکبر خان نے اپنی تصنیف ''کشمیر کے حملہ آور'' میں قبائل کی اہمیت و افادیت و جسارت پر لکھا ہے کہ'' قبائلیوں نے کشمیر محاذ پر جا کر ایسا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا لیا تھا جو اور کوئی نہیں اٹھا سکتا تھا اور یہ بھی کہ قبائلی پٹھان پاکستان کی قوت کا ایک اہم حصہ تھے اور اب بھی اہم حصہ

Marfat.com

ہیں"۔(ص:۱۹۳) آگے لکھتے ہیں "یہ (قبائل) ہیں وہ لوگ جو آج ہماری قوت کا اہم عنصر ہیں ۔وہ جو ۱۹۴۷ء۔ ۱۹۴۸ء میں کشمیر محاذ پر گئے تھے انہیں میں سے تھے جس طرح وہ اجنبی علاقے میں گھروں سے سینکڑوں میل دور اُس باقاعدہ فوج کے خلاف جو جدید اسلحہ سے لیس تھی اور جسے توپ خانے اور ایئر فورس کی بھرپور مدد حاصل تھی ،اپنی ہی بنائی ہوئی رائفلوں سے لڑے،شاید اور کوئی اس طرح نہ لڑ سکتا"۔(ص:۱۹۸) آخر میں لکھا "اِن قبائل نے پاکستان کی تاریخ کا پہلا باب اپنے خون سے لکھنے کا شرف حاصل کیا"۔(ص:۱۹۸)۔

بہر حال حضرت صاحب کی جہاد میں آپ بیتی ایسے ہی خیالات کی مکمل عکاسی ہے اس لئے ان کی آپ بیتی میں دیگر کشمیر کے مجاہدین و مولفین کی کتابوں سے اقتباسات دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور ہمارا مقصد بھی اس تصنیف میں صرف حضرت صاحب کی خدمات ،کردار اور شخصیت کو ہی پیش کرنا مقصود رہا ہے۔

○ یہ سوانح سترہ ابواب پر مشتمل ہے اس میں حضرت صاحب کے بچپن اور لڑکپن کی کچھ جھلکیاں ملتی ہیں ۔تعلیم و تربیت کے احوال ملتے ہیں۔طریقت و مُریدین سے تعلق کے حالات بھی لکھے ہیں ۔زندگی میں آنے والے تلخ و شیریں حالات و واقعات بھی پیش کئے گئے ہیں۔ارشاد نصائح و تلقین کی فصل میں آپ ملاحظہ کریں گے کہ حضرت صاحب زندگی میں کامیابیوں کے حصول کے لئے کس قدر محنت و توجہ کی تربیت دیتے ہیں۔

تصانیف و تالیفات میں آپکے علم و ادب پر مشتمل آثار پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ فارسی اور اردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔آپ کی اردو اور فارسی شاعری پر مفصل تبصرہ متعلقہ باب میں درج کر دیا گیا ہے جس سے اُن کی قادر الکلامی اور معنی آفرینی سے آگہی حاصل ہوتی ہے۔اردو اور فارسی شاعری پر نہ صرف یہ کہ تنقیدی و علمی تبصرہ کے ساتھ اس پر لکھا ہے بلکہ قارئین کو کافی حد تک ان کی شاعری اور اس میں دیئے گئے افکار سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحب کا سفر نامہ بغداد ۱۹۶۶ء کا ہے اور اس وقت کے تاثرات سے پتہ چلتا ہے کہ عراقی مغربی تہذیب میں رنگے

Marfat.com

ہوئے تھے اور تعلیم و خوشحالی، اتحاد و یکجہتی سے آراستہ تھے۔ گوناگوں عقائد کے باوجود تعصبات سے پاک تھے گویا ۱۸ سال بعد صدام حسین کے دور میں جب امریکہ و یورپ نے عراق کے تیل پر قبضہ کرنے کی ٹھانی اور اس عرب خطہ کو عسکری لحاظ سے کمزور کر دینے کا فیصلہ کیا اور اتحادیوں کو ساتھ رکھ کر اس خطہ پر قیامت نازل کر دی اور ظالمانہ جنگ کے بعد جو نظام قائم کر دیا گیا اس میں سُنی شیعہ فرقہ کو ہوا دے دی گئی جس کے باعث عراقی اب تیس سالوں سے فرقہ وارانہ جنگ میں مبتلا ہیں اور امریکہ اپنے سیاسی، معاشی اور دفاعی مقاصد حاصل کر رہا ہے۔

؎ تفو بر تو ای چرخ گردون تفو

○ رسالہ اظہار حقیقت ۷۵ صفحات پر مشتمل ایک ایسا مسودہ ہے جس میں حضرت صاحب نے پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی پیر آف وانا کے نسبی شجرہ رزاقی کے بارے میں پیدا شدہ غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے تحقیق کے ساتھ ۱۹۸۴ء میں لکھا۔ اُن کی خواہش تھی کہ اسے شائع کر دیا جائے جناب پیر صاحب نے طبع کرانے سے روک دیا اس لئے کہ اس میں بعض اعزائے گیلانیہ کی دل شکنی بھی ہو سکتی ہے چنانچہ یہ مخطوطہ پڑا رہا اب جبکہ تیس سال سے تجاوز عرصہ گزر گیا ہے مناسب سمجھا ہے کہ وقت کے مطابق حضرت صاحب کی یہ تحریر ایڈیٹنگ کے ساتھ ان کی سوانحی کتاب میں شائع کر دی جائے۔ اس رسالہ کا بیشتر حصہ اب وقت گزرنے کے باعث مکمل شائع کرانے کے لئے ضروری نہیں سمجھا اس لئے غیر ضروری حصوں کو شامل کرنے سے حذف کیا ہے۔ اب اس میں صرف وہ حقائق ہیں جو خاندان گیلانیہ کی معلومات کے لئے اہم ہیں۔

○ حضرت صاحب کی تالیفات میں الرسالۃ الغوثیہ کا بھی حال آتا ہے۔ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی اس تصنیف کو آپ نے مرتب فرما کر اس کا اردو میں عام فہم ترجمہ کر کے ایک شاندار علمی و ادبی کام سرانجام دیا ہے۔

○ مثنوی روحی آپ کا ایک ادبی شاہکار ہے جو آپ نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے رسالہ روحی کا فارسی میں منظوم ترجمہ کر کے پیش کیا ہے۔ آپ کی جملہ تصانیف

Marfat.com

سے آپ کی پوری شخصیت کے انوار و محامد جھلکتے ہوئے نظر آتے ہیں اس لئے تصانیف سے متعلق تمام حصے بڑے پُر تاثیر ہیں۔

ڈاکٹر سلطان الطاف علی
بروز پنج شنبہ
۱۶ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ / ۴ جون ۲۰۱۵ء
دربار حضرت سلطان باھوؒ (جھنگ)

یاد آوری:

یہ بھی توفیق ایزد تعالیٰ سے ہوا کہ اس کتاب کی کمپوزنگ کا نازک کام سلطان محمد مشتاق سالم نے حق باھو ہاؤس کیچی بیگ سرآب روڈ کوئٹہ میں 25 شعبان المعظم 1436ھ کو شروع کیا اور 21 رمضان المبارک 1436ھ پایہ تکمیل کو پہنچایا۔

بروز پنجشنبہ 21 رمضان المبارک 1436ھ
بمطابق 9 جولائی 2015ء

Marfat.com

باب اوّل۔ احوال اوّلین

علاقائی و خاندانی پس منظر

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ العزیز کی خانقاہ جب شورکوٹ سے منتقل ہو کر بمقام پُرانا دربار شریف (چاہ پیپل والا) پر قائم ہوئی یہاں کا گردونواح موضع حضرت سلطان باھوؒ سے مشہور ہوا اور اب تک یہ علاقہ اسی نام سے مشہور ہے۔ ۱۹۱۸ء میں جب خانقاہ مبارک موجودہ نئے دربار شریف کے مقام پر منتقل ہوا تو یہ سارا علاقہ اسی طرح موضع حضرت سلطان باھو کے نام سے مشہور چلا آرہا ہے۔ اس موضع کے شمال میں قصبہ گڑھ مہاراجہ کو گڑھ مہاراجہ موڑ تک ملانے والی حدود ہے جہاں اب پختہ روڈ ہے۔ مغرب میں ڈُل، سیوی اور کپوری کے مواضعات ہیں۔ جنوب مغرب میں دراج، بھڈوال قبائل اور پیر عبدالرحمن ہاشمیؒ کی خانقاہ ہے۔ جنوب میں پُرانا دربار شریف کی حدود سے لے کر ہٹھاڑ کی اراضی چند کیلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہے۔ مشرق میں ہٹھاڑ کی اراضی باقرے والا اور حویلی گل شاہؒ آجاتی ہے۔ اسی موضع حضرت سلطان باھوؒ کے اندر پُرانا دربار شریف چاہ غوث والا سے نصف کلومیٹر جانب شمال چاہ سمندری واقع ہے جہاں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے سجادہ نشین دوم سلطان محمد حسین کے فرزند سلطان نور محمد (مزار دربار شریف میں ہے)، اُن کے فرزند سلطان ولی محمد (مزار جمالدین روڈ، رحیم یار خان) پھر اُن کے فرزند سلطان غلام میراں اور ان کی اولاد کے مزارات کی خانقاہ وہاں ''سلطان نور محمدؒ و سلطان محمد نوازؒ'' کی خانقاہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت صاحبؒ اپنے خانوادہ کے اس سیکشن چاہ سمندری کی خانقاہ مذکورہ کے اپنے والد حضرت سلطان محمد نوازؒ کے بعد دوسرے سجادہ نشین قرار پائے گئے تھے۔ آپ کے دور میں موضع حضرت سلطان باھوؒ اور قصبہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ میں تھے جبکہ اِن دنوں احمد پور سیال کی تحصیل میں آجاتا ہے۔ ضلع بدستور جھنگ کا چلا آرہا ہے۔ یہاں

Marfat.com

کے گرد و نواح میں نامور قبیلہ سیال کا مشہور چلا آرہا ہے۔ جو اکثر و بیشتر سیاست سے منسلک رہتے ہیں۔ حضرت صاحبؒ کے دور میں خانوادہ حضرت سلطان باھوؒ کے سجادہ نشین اور پھر ان کے برادرزادہ محمد نذیر سلطان نے سیاست میں قدم رکھا۔ حضرت صاحب نے ہمیشہ اپنے خانوادہ کے ان امیدواروں کی حمایت فرمائی اور خود تحریک پاکستان واستحکام پاکستان کے مقاصد سے منسلک رہے حتیٰ کہ جہادِ کشمیر میں پیر آف وانا لشکر کو کمانڈ کرتے ہوئے خدمات سرانجام دیں۔ اِن عسکری خدمات کے علاوہ آپ کا بیشتر کام طریقت قادریہ کے فروغ میں منسلک رہنے اور اپنے پیرِ صحبت سیّد یوسف گیلانی پیر آف وانا کی رفاقت میں بسر کرنے میں گزرا ہے۔

والدین:

آپ کے والد گرامی سلطان محمد نواز (۱۸۸۶ـ۱۹۳۸) حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی اولاد میں آٹھویں پشت سے تھے۔ آپ کا شمار اپنے خانوادہ کے ان نامور سالکین، عارفین و صاحب ارشاد شخصیات میں سے ہوتا ہے جو اس خاندان کی عظمت وطریقت کے لحاظ سے باعث افتخار بنے۔ آپ نے سلاسل صوفیاء کے معارف پر گہری غور وفکر کر کے انہیں عملی زندگی میں ڈھالا اور خود گوشہ گُم نامی میں روپوش ہو کر رہے تاہم راقم الحروف نے بڑی کوشش وتحقیق سے کام لیتے ہوئے ان کی حیات و تعلیمات پر اُن کے ہی اسم گرامی پر ۲۳۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب شائع کر دی ہے جو محققین ومورخین وسالکین طریقت کے لئے باعث استفادہ ہے۔

سلطان محمد نواز (بڑے حضرت صاحبؒ) کے احوال وسیَر وتعلیمات کی بڑی اہمیت یہ تھی کہ انہوں نے انسانی جسم اور روح دونوں کے عروج پانے وقوی رکھنے پر زور دیا ہے۔ اور عملی طور پر خود کاربند رہے۔ اُن کی زندگی ایک نظم وضبط و جہد مسلسل کا نمونہ رہی۔ مسلمانوں کو دین سے منسلک رہنے وعقیدہ میں مرکزیت قائم رکھنے کی عملاً تعلیم دیتے رہے۔ آپ نے قرآن وحدیث وسیرت النبی ﷺ کو علم کی بنیاد رکھا۔ تمام مسالک صوفیاء کو اپنے اپنے شیوخ کے دائرہ کار سے سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؓ

Marfat.com

کے سرچشمہ معرفت سے فیضیاب پاتے تھے اور اپنے عقیدہ کا اظہار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے عشق اور مکمل پیروی میں کر کے دکھا دیا۔

آپ کے کلام میں وحدت الوجود کی عمدہ تعلیم شامل ہے۔ سلطان محمد نواز عارف نے فنا فی الشیخ کے مقام میں ایسی مرکزیت پا لی کہ پھر انہوں نے اسی میں اتمام فقر اور وحدت الوجود کے جلوے ہر طرف پائے۔ وہ اپنی تعلیم کو بڑے سہل اور واضح انداز میں پیش کرتے گئے ہیں۔ تعلیم و تلقین میں تصور اسم اللہ کو اپنی زندگی میں عملی طور پر جاری فرما کر طریقت میں اُس کی اہمیت کو واضح کیا۔ آپ نے پیر زمان شاہ، حضرت جی بُرھان اور پیر سیّد حسن جلال آبادی کو پیرِ صحبت کہہ کر پکارا ہے۔ سلسلہٴ نقشبندیہ میں پیر سراج الدین کے ہاں زانوئے تلمذ تہ کیا۔ سلسلہٴ سہروردیہ و سلسلہٴ چشتیہ کے اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دی اور دعوات پر کار پرداز رہے بلکہ اپنے فرزند سلطان غلام دستگیر القادری (حضرت صاحبؒ) کو دوران تعلیم ملتان میں وہاں کے اولیائے سہرورد و قادریہ پر حاضری دینے اور وظائف پڑھنے کی تلقین کی۔

خود آپ نے بالآخر پوری ریاضت و جستجو کے بعد اپنے والد مکرم حضرت سلطان نور محمدؒ سے سلسلہٴ قادریہ میں بیعت ہو کر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے فیوضات سے مالا مال ہوئے۔ آپ نے فارسی اور سرائیکی میں طریقت، عشق و عرفان پر اشعار لکھے جو مجموعہ کلام سلطان محمد نواز میں شائع ہو چکے ہیں اور جن کا اردو میں ترجمہ سلطان محمد نواز (حیات و تعلیمات) میں آ چکا ہے۔

آپ نے جہاں اپنے کئی ارادتمند خلفاء کو اپنی درس و تدریس سے نوازا وہاں اپنے عمو زاد بھائی سلطان محمد عزیز اور اپنے فرزندان سلطان غلام باھو، سلطان غلام دستگیر (حضرت صاحبؒ)، سلطان نور حسین کو بھی پورے جذبہ و محنت سے فارسی کلام میں سنائی غزنوی، عطار، رومی و آشکار پر درس دیا اور بالخصوص حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تعلیمات اور تصور اسم اللہ ذات سے آگہی دلائی۔

عبادت و ریاضت میں اکثر ایام صائم رہنا، تہجد و نوافل میں شاغل ہونا اور کئی

Marfat.com

کئی ماہ چپ رہ کر خاموشی کا روزہ رکھ لینا آپ کی زندگی میں دیکھا جا چکا ہے۔

آپ نے چار ازدواج اپنی زندگی میں کیئے۔ اوّل خاتون مائی سلطان بی بی دختر قاضی ولی محمد ابن قاضی اللہ یار سے نکاح ۱۹۱۰ء کو کیا۔ سلطان غلام باھوؒ اور خدیجہ اُن کے بطن سے ہوئے ان کو والد مکرم نے گرہ جمعہ شریف ڈیرہ اسماعیل خان میں سکونت پذیر کر دیا جہاں سلطان فتح محمد ولد سلطان یار محمد کی خانقاہ پر سجادہ نشین ہوئے۔ دوم نکاح، خاتون اوّل کے انتقال پر ۱۹۱۷ء میں خدیجہ بی بی دختر حافظ حکیم عبدالغفور خان مغل سے کیا جن سے سلطان غلام دستگیر القادری (حضرت صاحب)، سلطان نور حسین، سلطان عمر دراز اور راقم الحروف (سلطان الطاف علی) ہوئے۔ نکاح سوم ڈیرہ اسماعیل خان کے گنڈاپور خاندان میں مائی صاحبہ گلاب بی بی سے کیا جن سے سلطان محمد اشرف کی ولادت ہوئی۔ وہ زوجہ فالج میں مبتلا رہ کر فوت ہو گئیں۔ چہارم نکاح منکیرہ کے ایک ملک خاندان میں ہوا جو جلد ہی فوت ہو گئیں۔

والدہ محترمہ:

حضرت صاحب کی والدہ محترمہ جیسے کہ بیان ہوا ہے بڑے حضرت صاحب کی زوج اوّل کی وفات کے بعد اُن کے عقد میں آئیں۔ بڑی باعظمت خاتون تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں اور پرہیز گار تھیں۔ اُن کے برادران خان غلام مصطفیٰ خان اور حافظ محمد حیات اکل حلال کے حصول کے لئے ہمیشہ اپنے کسب میں مشغول رہے غلام مصطفیٰ خان صرافی سے منسلک رہے اور حافظ محمد حیات رنگ وروغن کے کسب فن میں لگے رہے۔ دونوں سے کوئی نرینہ اولاد نہ ہوئی۔ دراصل یہی زوجہ ہی بڑے حضرت صاحبؒ کی تمام زندگی میں رفیقہ حیات رہیں اور بڑے حضرت صاحب کی وفات سے بارہ سال بعد تک بقید حیات رہیں۔ اُن کی علالت میں علاج کے لئے بڑے حضرت صاحب کے ہم زُلف سیّد فیض الٰہی شاہ ہمدانی کے فرزند ڈاکٹر سیّد غلام مرتضیٰ شاہ جیکب آباد (سندھ) میں علاج معالجہ کرتے رہے۔ اُن کا انتقال ۲۷ ستمبر ۱۹۵۰ء کو ملتان میں ہوا۔ تدفین سلطان نور محمد و سلطان محمد نواز کی خانقاہ چاہ سمندری کی

Marfat.com

جامع مسجد کے عقب میں ہوئی ہے۔مائی صاحبہ خدیجہ بی بی صوم وصلوۃ کی پابند اور نہایت عبادت گزار خاتون تھیں۔وہ پاکیزہ سرشت اور مدبرانہ طور طریق کی مالک تھیں ۔لنگر کے نظام پر کڑی نظر رکھتیں اور اولاد کے ساتھ شفقت اور دعاؤں سے پیش آتی تھیں۔ رمضان المبارک میں اپنے ہاتھوں سے سب کو شربت افطاری کے لئے تقسیم کرتی تھیں۔

ولادت:

حضرت سلطان محمد نواز (۱۸۸۶ـ۱۹۳۸) کی زوجہ محترمہ خدیجہ بی بی جو حافظ حکیم عبدالغفور مغل ملتانی کی دختر نیک اختر تھیں ان کے بطن سے فقر محمدی ﷺ کے نیّر تابان، مجلہ غوثیہ کے مقرب اور علم و حکمت حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے رازدان کی ولادت با سعادت پُرانا دربار حضرت سلطان باھوؒ کے قریب بمقام چاہ سمندری ۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ/ ۱۴ نومبر ۱۹۱۹ء کو ہوئی جو پیر غلام دستگیر القادری کے نام سے موسوم ہوئے۔

ازدواج:

حضرت صاحب کا نکاح تاج بی بی دختر حضرت سلطان محمد حیاتؒ سے ۲۱ ذوالحج ۱۳۶۵ھ/ ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ۲۷ سال کی عمر میں ہوا۔مولوی عبدالکریم کا پاری جتک براہوی نے نکاح پڑھایا۔

سلسلہ نسبی:

آپ حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ سے نہم پشت میں تولد ہوئے۔حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے سات فرزندان سلطان نور محمد، سلطان ولی محمد، سلطان لطیف محمد، سلطان شریف محمد، سلطان حیات محمد، سلطان صالح محمد اور سلطان محمد اسحاق تھے اور ایک دختر مسماۃ رحمت خاتون تھی۔

شجرہ نسبی کی تفصیل یوں ہے:

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو (قدس سرہٗ العزیز)

سلطان ولی محمد (مزار مبارک چاچڑاں)

سلطان محمد حسین (مزار مبارک دربار عالیہ حضرت قدس سرہٗ کے اندر)

سلطان نور محمد (مزار مبارک دربار عالیہ حضرت قدس سرہٗ کے اندر)

سلطان ولی محمد (مزار مبارک موضع ولی محمد سلطان جمالدینی روڈ، رحیم یار خان)

سلطان غلام میراں (مزار مبارک خانقاہ سلطان نور محمد و سلطان محمد نواز چاہ سمندری نزد پُرانا دربار حضرت قدس سرہٗ)

سلطان غلام رسول (مزار مبارک خانقاہ سلطان نور محمد و سلطان محمد نواز چاہ سمندری نزد پُرانا دربار حضرت قدس سرہٗ)

سلطان نور محمد (مزار مبارک موسوم بہ خانقاہ خود و سلطان محمد نواز چاہ سمندری نزد پُرانا دربار حضرت قدس سرہٗ)

سلطان محمد نواز (مزار مبارک موسوم بہ خانقاہ سلطان نور محمد و خود ایشان چاہ سمندری نزد پُرانا دربار حضرت قدس سرہٗ)
(سجادہ نشین اوّل خانقاہ سلطان نور محمد چاہ سمندری نزد پُرانا دربار حضرت قدس سرہٗ)

سلطان غلام باھو (مزار گڑہ جمعہ شریف ڈیرہ اسماعیل خان) (ف ۲۰۰۱ء)

سلطان غلام دستگیر القادری (سجادہ نشین دوم خانقاہ چاہ سمندری مزار در خانقاہ چاہ سمندری) (ف ۱۹۸۶ء)

سلطان نور حسین (مزار خانقاہ چاہ سمندری) (ف ۱۹۷۸ء)

سلطان عمر دراز (مزار متصل بہ غرب خانقاہ چاہ سمندری) (ف ۲۰۱۲ء)

سلطان محمد اشرف مزار شہر کلاچی (ڈیرہ اسماعیل خان) (ف ۱۹۷۹ء)

سلطان الطاف علی (مصنف کتاب ھذا)

Marfat.com

یاد رہے حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کا سلسلۂ نسبی امیر زبیر ابن امیر المومنین کرم اللہ وجہہٗ سے جا ملتا ہے جو علوی ہاشمی اعوان قبیلہ سے برصغیر پاک و ہند کے معروف ولی اللہ ہوئے ہیں ۔(تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب مرآت سلطانی تصنیف ڈاکٹر سلطان الطاف علی)۔

بیعت و شجرہ طریقت:

حضرت صاحبؒ اپنے والد مکرم سلطان محمد نواز عارفؒ سے بیعت ہوئے اور اُن سے رشد و تلقین پائی۔طریقت میں یہ سلسلۂ قادریہ کے تحت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ تک تعلق روحانی جا پہنچتا ہے۔

سلسلۂ طریقت اس طرح دست بدست روحانی عروج پر فائز ہوتا ہوا چلا جاتا ہے:

(پیر) غلام دستگیر القادریؒ ازان سلطان محمد نوازؒ ازان سلطان نور محمدؒ
ازان سلطان غلام رسولؒ ازان سلطان غلام میراںؒ ازان سلطان ولی محمدؒ
ازان سلطان نور محمدؒ ازان سلطان محمد حسینؒ ازان سلطان ولی محمدؒ
ازان حضرت سلطان باھوؒ ازان پیر عبدالرحمٰن دہلوی گیلانیؒ ازان سید جلیلؒ
ازان سیّد بقاؒ ازان سیّد ستارؒ ازان سیّد فتاحؒ ازان سیّد نجم الدینؒ
ازان سیّد یحییٰؒ ازان سیّدنا جبارؒ ازان سیّدنا عبدالرزاقؒ
ازان سیّدنا محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ازان شیخ ابوسعید مبارک المخرمیؒ
ازان شیخ ابوالحسن ھنکاریؒ ازان شیخ ابی الفرح الطرطوسیؒ
ازان شیخ عبدالواحد التمیمیؒ ازان شیخ ابی بکر شبلیؒ ازان شیخ ابی قاسم جنید بغدادی
ازان شیخ سری سقطیؒ ازان شیخ معروف کرخیؒ ازان شیخ داؤد طائیؒ
ازان شیخ حبیب عجمیؒ ازان شیخ حسن بصریؒ ازان امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ

گویا حضرت صاحبؒ کا سلسلۂ طریقت ۳۱ (اکتیس) واسطوں سے امیر المومنین حضرت علیؓ تک جا پہنچتا ہے۔

Marfat.com

مہر مبارک بڑے حضرت صاحب سلطان محمد نوازؒ

محمد نواز در خاندان باھو گشت پیدا

تحصیلات علمی:

گورنمنٹ ہائی سکول ملتان میں اینگلو مڈل تک تعلیم مکمل کی تھی کہ والد محترم حضرت سلطان محمد نوازؒ (بڑے حضرت صاحب) نے یہ فرما کے سکول سے بُلا لیا کہ:

''میری خواہش تھی کہ تم اعلیٰ انگریزی تعلیم حاصل کر لو مگر اب چونکہ تمہارے ذمہ میری نظر میں ایسے کام سونپے جانے والے ہیں جن کی تیاری کے لئے ابھی سے تمہاری ضرورت ہے اور اب یہ سکول کی تعلیم کافی ہے''۔

حضرت صاحبؒ ۱۹۳۲ء کو اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی میں بھی زیرِ تعلیم رہے۔ والد محترم نے آپکو دو سال بُرہان شریف (نزد ٹیکسلا، حسن ابدال) میں فقیر حضرت جیؒ (ف ۱۹۴۳ء) کی صحبت میں علوم دین وسلوک سے آشنا ہونے کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد دو سال تک والد محترمؒ سے تصوف وسلوک میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بڑے حضرت صاحب سلطان محمد نوازؒ کے مکتوبات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت صاحبؒ نے ۱۹۳۷ء میں ملتان سے اینگلو مڈل میں کامیابی حاصل کر لی تھی۔ اور اس کے بعد خانگی امور ولنگر کے خدمات میں مشغول ہو گئے۔ مختلف علوم میں آپکا ذوق مسلم اتنا بلند تھا کہ فارسی و اردو ادب عالیہ پر روز بروز حاوی ہوتے گئے۔ صوفیائے اکابر عبداللہ انصاری، جنید بغدادی، بایزید بسطامی، حکیم سنائی، فرید الدین عطار، جلال الدین رومی، سعدی شیرازی، حافظ شیرازی، امیر خسرو کے علاوہ علی ہجویری، نظام الدین اولیاء، سچل سرمست، رحمٰن بابا، شاہ لطیف اور اُن کے کلام و احوال پر حاوی ہو گئے۔ تفسیر و حدیث کے مطالعہ میں ساتھ ساتھ منہمک رہے فقیر استاد صاحب سے بھی تفسیر پڑھتے رہے۔ انگریزی پر دسترس ایسی تھی جیسے کہ گریجویٹ ہوں۔ حضرت سلطان باھو قدس سرہ' کے فکر و فلسفہ پر

Marfat.com

ہمیشہ متوجہ رہے اور ادب فارسی و اردو میں منفرد و نمایاں انداز میں صاحب کتاب بنے۔

ایام تعلیم سکول ملتان:

حضرت سلطان محمد نواز (بڑے حضرت صاحبؒ) کا مکتوب ۲۰ ملاحظہ ہو۔اس کا سال ترسیل تو واضح نہ ہو سکا البتہ اخذ ہوتا ہے کہ جن ایام میں حضرت صاحب ملتان گورنمنٹ ہائی سکول میں داخل ہو رہے تھے اُس سال سے متعلق ہے گویا ۱۹۳۲-۳۳ سے بعد کا ہو سکتا ہے۔یہ خط گومل بازار سے لکھا گیا ہے اور تین فرزندان غلام دستگیر،نور حسین و عمر دراز کے نام پر ہے۔جس کا خلاصہ یوں ہے:

- جب سرٹیفکیٹ مل جائے تو ملتان چلے جائیں کتابیں ملتان کو پارسل کر دی ہیں۔
- اپنی تعلیم اور دربار شریف کے حال سے مطلع رکھیں۔
- امیر خان پر عتاب فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ سُنا ہے گھوڑے (بغیر اجازت) دربار شریف لے گیا ہے اُسے دو جوتے لگا دیں اور گھوڑے (سلطان) محمد عزیز صاحب کے حوالہ کر دیں وہ دو ماہ سنبھالیں گے پھر ہمیں اطلاع دینگے۔
- سلطان نور حسین دن رات پڑھائی میں لگ جائیں اور سکندر نامہ ختم کریں۔
- ملتان پہنچ کر اپنے گزر اوقات کا حال لکھنا۔
- شیر شاہ مہمانوں کا خیال رکھے اور حساب کتاب رکھے اسے تسلیمات ہوں۔
- اب وزیرستان کو مسافرت کا ارادہ ہے۔

سلطان محمد نواز (بڑے حضرت صاحبؒ) کے مکتوب ۱۲ (مطبوعہ کتاب سلطان محمد نواز حیات و تعلیمات) سے اخذ ہوتا ہے کہ مذکورہ مکتوب بڑے حضرت صاحبؒ نے ۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو اپنے فرزند سلطان غلام دستگیر القادری (حضرت صاحب) کے نام تحریر کیا تھا اور اِن دنوں حضرت صاحب ملتان گورنمنٹ ہائی سکول میں زیرِ تعلیم تھے۔اس خط میں اپنا پروگرام لکھا ہے،خیریت کا حال ہے۔نانی صاحبہ سے ادویہ کی ترکیب طلب کی ہے دربار شریف پر نور حسین و عمر دراز (پسران) کی خیریت کا لکھا ہے۔اُن کو اپنے ماموں صاحبان غلام مصطفیٰ و محمد حیات کا حال احوال لکھنے کی تاکید کی ہے۔

Marfat.com

حضرت صاحب کی طرف ان کا دوسرا مکتوب مبارک ۱۳، ۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء کا ہے اور مکتوب الیہ ملتان میں ہی زیر تعلیم ہوتے ہیں۔اس مکتوب میں اپنے پروگرام میں تبدیلی کا لکھا ہے۔اپنے بھائی سلطان محمد حیات کی علالت اور اپنی پریشانی کا لکھا ہے۔ اخراجات کے بارے میں استفسار کیا کہ کیسے چل رہے ہیں نیز تعلیم کیا ذوق وشوق سے چل رہی ہے۔پھر نصیحت کی کہ حصول تعلیم کا یہی وقت ہے اور یہ بھی فرمایا کہ پڑھنے کا شوق نہ ہو تو بتائیں۔اپنے سفر کی مصروفیات اور گھر کی ضروریات کو توجہ دلائی۔مکتوب ۱۴ میں حضرت صاحب کی طرف ۱۲۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو لکھتے ہیں کہ سلطان محمد حیات کو علاج کے لئے بھکر لائے ہیں اور قاضی پیر محمد کا علاج ہو رہا ہے۔اس مکتوب میں پھر سے پوچھا ہے کہ کیا وہ ملتان میں خوش ہے اور وہاں تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہیں ورنہ بھکر میں آکر دس جماعت مکمل کریں۔مزید بتایا کہ نور حسین و محمد مشتاق بھی ان کے ساتھ بھکر میں ہیں۔

مکتوب ۱۶ میں حضرت صاحب کے نام اور حافظ حکیم عبدالغفور خان کے نام دربار شریف سے ملتان تحریر کرتے ہوئے اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۲ رمضان کو سلطان محمد حیات کا انتقال ہو گیا ہے اور بروز پنج شنبہ اُن کی قل خوانی ہو گی۔(۳ دسمبر ۱۹۳۶ء کو یہ اطلاع ملی)۔

مکتوب نمبر ۱۷ میں ۹ دسمبر ۱۹۳۶ء کو حضرت صاحب کو تحریر فرماتے ہیں کہ اپنے برادر سلطان محمد حیات کی وفات اور پھر خانگی و تبلیغی سفر کی ذمہ داریوں کے بڑھ جانے سے وہ چاہتے ہیں کہ اُن کا فرزند اب زیادہ سے زیادہ اینگلو مڈل تک تعلیم مکمل کر کے سکول چھوڑ دے اور باقی امور کو سمجھے۔

مکتوب ۱۹ حضرت صاحب کے نام لیل پور (موجودہ فیصل آباد) سے بڑے حضرت صاحب نے سترہ جنوری ۱۹۳۷ء کو ملتان ارسال کیا ہے توجہ دلاتے ہیں کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اولیائے کرام کے مزارات پر ہر شام حاضری دیں اور صاحب مزار کی روح مبارک کو بارہ بارہ بار سورۃ مزمل پڑھ کر ایصال کریں۔مزید لکھتے ہیں ان ایام میں

Marfat.com

قندھار سے اُن کے مریدین سوداگری کے لئے ملتان آتے ہیں ان سے راہ و رسم رکھیں۔گویا اس مکتوب سے روحانی وظائف و دعوت قبور کی تربیت روحانی بھی دی جا رہی ہے نیز معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں بھی افغانستان کے لئے ملتان تجارت کا مرکز چلا آرہا تھا۔

مکتوب ۲۶ تین مارچ ۱۹۳۷ء کا ہے جس میں حضرت صاحب کو ان کے نانا حافظ حکیم عبدالغفور خان کے وصال پر اظہار تاسف کرتے ہیں۔مکتوب ۲۱ یہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء کا مکتوب ہے جس میں وڈیرہ عبدالمجید خان (کھوسہ) کو لکھتے ہیں کہ خیال تھا کہ خود آؤنگا یا غلام دستگیر کو بھیجوں گا مگر اب دربار شریف پر مکانات کا کام شروع ہے اس لئے بیس روز تک خود نہ آسکوں گا اور غلام دستگیر کو لکڑی مہیا کرنے کے کام پر لگایا ہے۔
اور باقی مکتوب بعض انتظامی اور خانگی امور سے متعلق ہیں۔مکتوبات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار کلاچی کے سکول میں بھی داخل ہوئے مگر وہاں تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔بہرحال اس سے اخذ ہوتا ہے کہ اکتوبر ۱۹۳۷ء یا اس سے قبل کسی مہینے میں حضرت صاحب ملتان سکول کی تعلیم سے اینگلو مڈل کرنے کے بعد فارغ ہو چکے تھے۔

حکم سفر و تربیت نفس:

مکتوب ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء کا مکتوب ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت صاحب اپنے والد مکرم کی ہدایت پر سندھ کے دورہ پر ہیں اور ۲۰ ذوالحج کو وہ چاہتے ہیں کہ مٹھڑی یا ڈھاڈر (بلوچستان) میں ان سے آکر ملیں گے۔اس مکتوب میں ذکر پاس انفاس کی ہدایت فرمائی ہے اور دربار مقدس (حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ) کے تصور میں رہنا،ہدایت فرمائی کہ اب سورۃ مزمل ۴۱ بار سے کم کر دیں۔تہجد کے وقت اور دن بھر باوضورہ کر پڑھنا ہے۔بعد نماز خفتن (عشاء) خلفاء و باقی شہر والوں کو جمع کر کے پانچ صد بار لا الہ الا اللہ کا ذکر کرنا اور دربار (حضرت قدس سرہٗ) کا تصور رکھنا۔پھر فرمایا،اے عزیز جوانی راغنیمت دانید و دم دم و وقت وقت کا راست،افسردگی و پژمردگی نصیب اعداء باد۔

Marfat.com

گویا تبلیغی سفر سندھ بلوچستان کے امور کے ساتھ روحانی وظائف اور ذکر و فکر کی تربیت کا سلسلہ ۳۸۔۱۹۳۷ء سے والد مکرم کی ہدایت پر شروع ہو چکا بلکہ وظائف و دعوت قبور کی تربیت تو ملتان بہ دوران تعلیم ہو چکی تھی۔

پدری تعلیم و تربیت:

بڑے حضرت صاحب سلطان محمد نوازؒ کے ہر کام میں کوئی ضابطہ تربیت اور اصول کارفرما ہوتا تھا۔ مہمانوں کی خدمت اکثر خود فرماتے یا اپنے بچوں سے کراتے۔ عرس اور زائرین کے ہجوم و اجتماعات کے موقع پر ہر قوم کو الگ الگ کھانا کھلاتے اور فرماتے اس طریقہ کار سے کوئی کسی کا کھانے سے رہ جانے کا احتمال نہیں ہوتا۔ دوسری قوم والا مل جائے تو اسے اٹھا دیتے تاکہ نظام درست رہے۔ رات کو مہمانوں اور زائرین میں بستر خود تقسیم کرتے۔ ایک سال بڑے حضرت صاحب نے عاشورہ محرم میں دو بستر الگ محفوظ رکھ لئے کہ مولوی بخت جمال بٹگئی محسود اور مولوی فتح محمد عرف فتح ملا صاحب برمی خیل کے آنے کی توقع ہے ان کے لئے الگ رہیں۔ عاشورہ گزر گیا وہ نہ آئے تو بڑے حضرت صاحب نے فرمایا غلام دستگیر میں نے تمہیں سمجھانے کے لئے کیا ہے کہ احتیاطاً اپنے متوقع مہمانوں کا سامان پہلے مہیا رکھیں۔ لنگر کے کھانے پینے میں عام و خاص میں کم تمیز فرماتے، جو چیز تیار ہوتی سب میں برابر تقسیم ہوتی۔ اگر کسی کے لئے خاص اہتمام کی ضرورت ہوتی تو سب کے لئے تیار کرا لی جاتی۔ بڑے حضرت صاحب کی محفل میں ہر شخص محسوس کرتا کہ آپ اس کی طرف ہی متوجہ ہیں اور اس کے ہی دل کی بات کر رہے ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں جب حضرت صاحب (سلطان غلام دستگیر طالبعلم) تعطیلات ہونے پر راولپنڈی کے سکول سے عاشورہ محرم میں دربار شریف آئے تو وزیرستان کے کافی لوگ آئے ہوئے تھے، اُن میں علماء بھی تھے۔ مولوی فتح محمد برمی خیل اور مولوی بخت جمال خلیفہ بٹگئی بھی آئے ہوئے تھے انہوں نے حضرت صاحبؒ کا طالب علموں والا لباس دیکھ کر پوچھا کہ کون ہیں؟ بڑے حضرت صاحب نے فرمایا میرا لڑکا ہے۔ پھر پوچھا کیا پڑھ رہے ہیں؟ بڑے

Marfat.com

حضرت صاحب نے جواب دیا سکول میں انگریزی پڑھ رہا ہے مریدوں نے کہا افسوس ہے آپ کی اولاد سکول میں پڑھے تو رشد و ہدایات کون کرے گا۔ بہتر ہوتا اگر ان کو کسی اچھے درس میں پڑھاتے تاکہ دین سے بہرہ ور ہوتے۔ آپ کی اولاد اگر اردو اور انگریزی پڑھے تو افسوس ہے اِن دنوں قبائل کو انگریز اور انگریزی سے نفرت بھی تھی۔ بڑے حضرت صاحب نے فرمایا مسلمانوں کے اندر مختلف طبقات کے لوگ ہیں۔ ایک عام لوگ ہیں جنہیں بغیر سوال جواب کے بلا کر کلمہ توحید پڑھایا جاتا ہے اور تلقین کر کے سلسلہ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ہمارا ایک بڑا طبقہ جس میں وکلاء اور مجسٹریٹ ہوتے ہیں اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے ہیں اُن کو بھی تلقین کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ لوگ ملا کی شکل و شباہت سے بھی نفرت کرتے ہیں اور ملا کے ڈر سے دین سے بھی دور رہتے ہیں۔ اُن کو بھی اسلام سکھانے کی رُشد و تلقین کرنے کی ضرورت ہے جس کے واسطے میرا مشن ہے میں اس لڑکے کو اردو اور انگریزی پڑھا کر اُن کا ہمرنگ بنانا چاہتا ہوں اس قابل بناؤں کہ یہ اُن کی زبان میں ان کو تلقین کریں۔ قرآن، حدیث، فقہ و تصوف و سلطان العارفین قدس سرہٗ کی کتابوں کا ترجمہ انگریزی زبان میں ان کو موقع ملے تو کر کے پیش کریں تاکہ ان کے عقائد اور خیالات صحیح اسلامی ہو جائیں۔ وہ ڈر جو ملائیت کی وجہ سے خواندہ لوگوں کو اسلام سے ہے دور ہو جائے۔ اس تعلیم کا مقصد زبان دانی اور تبلیغ ہے۔ اس کے بعد مولوی فتح محمد وغیرہ مطمئن ہو گئے۔ اسی تربیتی مقصد، معاشرے کی اصلاح اور بالخصوص حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی تعلیمات کو عوام تک عام کرنے تفہیم کرانے کے لئے اور باقی دنیا کے علمی و ادبی حلقوں تک اس کلام کو پہنچانے کے لئے بڑے حضرت صاحب نے جب ان کا آخری فرزند (بندہ راقم الحروف) مارچ ۱۹۳۸ء کو تولد ہوا تو آپ نے حضرت صاحبؒ سے مخاطب ہو کر فرمایا میرے اس فرزند کو اعلیٰ سطح کی تعلیم دی جائے انگریزی اور فارسی کا اسے عالم بنایا جائے تاکہ وہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے کلام پر تحقیق و تدوین کر کے اسے عام کرے۔ سبحان اللہ اس پر ہی کما حقہٗ عمل شروع ہو گیا:

Marfat.com

؎ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور چالیس روز بعد بڑے حضرت صاحبؒ کا انتقال ہو جاتا ہے اور اس گھر کے سربراہ اعلیٰ سلطان غلام دستگیر القادری (حضرت صاحب) ہی ہو جاتے ہیں۔

ملتان میں زمانہ طالب علمی:

یہ ایک یادگار مکتوب ہے جس سے آپ کے زمانہ طالب علمی کی مشکلات کا اندازہ ہوتا ہے۔

۹ جنوری ۱۹۳۷ء کو اپنے والد مکرم کے مقرر کیے ہوئے ساتھی کو پریشانی کا خط لکھتے ہیں جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ صاحب وعدہ کے مطابق ذمہ داری صحیح نہیں نبھا رہا ہے۔

خط کے کچھ حصے بوسیدہ ہونے کی وجہ سے نہیں پڑھے جا سکے۔ خط میں لکھا ہے

''خان صاحب اسلام علیکم سچ تو یہ ہے کہ آپ نے مجھے مصیبت میں پھنسایا ہے وہاں کہ آئے ہیں کہ میں جملہ اخراجات برداشت کروں گا۔ مگر۔۔۔ خیر۔۔۔ اب فیس کا بھی ہر ماہ نیا فساد ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آپ ادا کر رہے ہیں مگر۔۔۔ یہ مصیبت میرے سر پر ہے۔

میں نے کتاب بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اب میرے پاس تو پوری فیس نہیں ہے۔ پہلے نانا صاحب سے لے لیتا تھا وہ پرسوں جمعہ کی رات فوت ہو گئے ہیں۔ اب ہے آخری بات اگر آپ کے پاس گنجائش نہ ہو تو صاف الفاظ میں کہ دیجیے تا کہ میں انہیں اطلاع دے دوں اور وہ انتظام کر لیں اور میں اس مصیبت سے چھوٹ جاؤں۔

کتاب۔۔۔ کے پاس نہ تھی اس لئے نہیں ملی۔ والسلام

جواب کا طالب

غلام دستگیر سگ درگاہ

اسی مکتوب کے کونہ پر خان صاحب لکھ کر جواب دیتے ہیں:

صاحبزادہ جی میرے خیال میں آپ نے غلط فہمی سے کام لیا ہے۔ دیدہ ودانستہ نہیں بلکہ قسمت کے ہیر پھیر سے۔ آئندہ انشاء اللہ آپ کی دعا سے یہ شکایت بھی موقع نہیں پائے گی۔ کتاب کی قیمت فرمایئے۔

دستخط: حبیب اللہ خان نیازی

Marfat.com

استاد فقیر صاحب:

۱۹۴۴ء سے ایک عالم فاضل مگر گمنام شخصیت جو فقیر صاحب کے نام سے مشہور ہوئے ہمارے ہاں چاہ سمندری موضع حضرت سلطان باھو آنے لگے اور حضرت صاحب سے تعلق ہونے کے بعد سب صاحبزادگان کے بچوں کو قرآن شریف فارسی اور دیگر مضامین درجہ بدرجہ پڑھانے لگے۔خود حضرت صاحب بھی جناب استاد فقیر صاحب کے باقاعدہ شاگرد محرم الحرام ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء سے ہو چکے تھے اور درس قرآن پاک پارہ الم سے شروع کیا۔نور محمد صاحب بھی ہم سبق ہو گئے۔

استاد فقیر صاحب سے پارہ دوم کے بارہویں رکوع کا ترجمہ پڑھا گیا سلطان غلام سرور (چاچا صاحب) بھی ساتھ درس میں شامل ہوتے ہیں۔مثنوی تا قصہ طوطی کے روغن ریختہ بود پڑھا گیا۔فقیر صاحب کو ایک دکان بھی یہاں کھولنے کی سہولت دی گئی وہ ایک وقت دکان پر رہنے لگے۔

اگلے روز پارہ دوم کے پندرہویں رکوع کا ترجمہ پڑھا گیا چاچا صاحب بھی ساتھ رہے۔مثنوی بھی ترغیب مرشد ولی تک پڑھی۔

۱۷ فروری کو استاد فقیر صاحب سے پارہ سوم رکوع دوم کا ترجمہ پڑھا چاچا صاحب بھی ساتھ رہے مثنوی بھی ''واقف شدن بعض نصاریٰ و مکر وزیر'' تک پڑھا۔

پارہ سوم کا چوتھا رکوع، پانچواں رکوع، چھٹا اور ساتواں رکوع ہمراہ چاچا صاحب پڑھتے رہے۔مثنوی میں قصہ در بیان خلط ملط کردن احکام انجیل در بیان اختلاف در روش، خلوت گزیدن وزیر بھی پڑھا گیا۔

پارہ سوم کا چودھواں رکوع اور مثنوی ''کج دھن شدن آنشخص کہ نام احمدﷺ بتمسخر خواند'' تک پڑھا۔پھر پارہ سوم کا نواں رکوع اور مثنوی تا ''کشتن وزیر خودرا در خلوت'' بھی اس سے پہلے پڑھا گیا۔پارہ چہارم کا چھٹا رکوع پڑھا گیا۔گویا اسی طرح درس و تفسیر قرآن شریف اور مثنوی رومیؒ کی تعلیم جاری رہتی ہے۔

Marfat.com

مدرسہ چمن سلطانی:

فقیر صاحب کے ذریعہ جو تعلیمی سلسلہ حضرت صاحب نے جاری کرایا اس درسگاہ کا نام مدرسہ چمن سلطانی رکھا گیا تھا۔زیر تعلیم بچوں کے امتحانات حضرت صاحب خود ہی لیا کرتے تھے۔

۱۴ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء: مدرسہ چمن سلطانی جا کر دیکھا تعلیم اچھی ہو رہی ہے۔چھوٹے لڑکے الطاف، اسحاق، لطیف وغیرہ قاعدہ اردو ختم کر چکے ہیں اور درس قرآن شریف پڑھتے ہیں۔عمر دراز، غلام میراں بوستان عربی کی پہلی اور چند قواعد صرف کی کتابیں پڑھتے ہیں۔فیض احمد کا وقت بوجہ شرارت فقیر صاحب نے تبدیل کر دیا ہے اور بوقت عصر اسے پڑھایا جاتا ہے۔

دو روز بعد مدرسہ غوث والا (چمن سلطانی) کا امتحان لیا گیا۔ہر سہ طلباء عمر دراز، فیض احمد اور غلام میراں پاس ہوئے۔فقیر صاحب بہت اچھے طریقے سے تعلیم دے رہے تھے۔

چمن سلطانی کے امتحانات کے پیپرز بھی آپ کی طرف بذریعہ ڈاک بھیجے گئے۔۷ شوال ۱۳۶۴ھ کو لکھتے ہیں کہ کانک شہر یارو (بلوچستان) میں مدرسہ اسلامیہ غوث والا (چمن سلطانی) کے پرچہ جات حل شدہ کا معائنہ کر کے بذریعہ ڈاک واپس ارسال کئے ہیں اردو اچھی ہے فارسی میں کچھ کمزور ہیں۔ہر سہ پاس ہو گئے ہیں۔۱۹ شوال کو بھی مدرسہ کا معائنہ فرمایا طلباء کی پراگریس دیکھی اور لکھتے ہیں کہ ورزش کے لئے والی بال وغیرہ کا انتظام بھی ہے۔مدرسہ کے اخراجات بھی ادا کئے۔

۱۳ صفر ۱۳۶۵ھ کو مدرسہ اسلامیہ چمن سلطانی کے سالانہ امتحان کا نتیجہ نکالا گیا اپر کلاس میں عمر دراز اول، غلام میراں دوم، لوئر کلاس میں اسحاق سلطان 55 % اوّل، لطیف سلطان 55% سوم، الطاف علی 55% دوم انعامات بھی دیئے گئے۔

۲۶ جمادی الاول کو مدرسہ چمن سلطانی وزٹ کرتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں فرماتے ہیں چند دن پہلے کا نقشہ آنکھوں کے آگے آ گیا ہے اسحاق سلطان، سلطان خیر محمد، سلطان ولی محمد مرحوم چہکتے اور پڑھتے تھے آج وہ ہستیاں زیرِ خاک ہیں۔سلطان

Marfat.com

غلام میراں و لطیف سلطان اوستہ محمد چلے گئے صرف عمر دراز و الطاف علی بدل دونیم پڑھ رہے ہیں۔استاد صاحب (فقیر صاحب) مغموم بیٹھے ہیں۔یاس ہی یاس نظر آتی ہے۔

؎ چہ شد آن روز ہا خرم کہ خندیدیم بایاران (ناشاد)

آہ ہمارے چمن کی نو شگفتہ کلیوں کو خزاں کے جھونکے نے نیست و نابود کر دیا۔اگلے روز پھر مدرسہ اسلامیہ چمن سلطانی جانا ہوا اور مبلغ پانچ روپے چندہ دیا گیا۔عمر دراز نے سکندر نامہ بری اور منیۃ المصلّی اور دیگر صرف کی کتب شروع کی ہیں۔حساب وغیرہ میں کھیتوں کے سوال پڑھ رہا ہے۔الطاف علی نے کریما اور اسلام کی دوسری شروع کی ہوئی ہے۔قرآن پاک کا تیسرا پارہ پڑھتا ہے اور تفریق کے سوال حل کر رہا ہے پڑھائی اچھی ہو رہی ہے۔

۲۲ محرم ۱۳۶۶ھ چمن سلطانی کا سالانہ امتحان لیا گیا ہر مضمون کے الگ نتائج اور فارسی کا نتیجہ یہ ہوا:

عمر دراز 68.4%، غلام میراں 62.5%، الطاف علی 81.5%، لطیف سلطان 69.5% بہر حال سب پاس ہوئے۔

چمن سلطانی کا نظم و نسق بعض ضابطوں سے چل رہا ہے۔اس کے منتظم نور محمد صاحب کے خلاف مقدمہ چلایا گیا وہ تین یوم سبق سے اور تین یوم حساب بیت المال سے غیر حاضر رہے اور انہوں نے خلاف قانون غیر طالب علم یا غیر رکن مدرسہ کو مسمی صوفی فقیر کو مدرسہ بھیجا۔اور اپنا جرم سمجھنے کے باوجود شرم سے مدرسہ نہ آئے۔مبلغ ایک روپیہ کلدار جرمانہ ہوا۔

مسجد املی والی ملتان:

حضرت صاحب کی اہلیہ سال بھر سے مشن ہسپتال ملتان میں زیرِ علاج رہیں۔اس عرصہ میں حضرت صاحب کینٹ ملتان سے ہر صبح قریباً تین کلو میٹر کا سفر طے کر کے لوہاری دروازہ اور سول ہسپتال کے درمیان واقع بر لب سڑک ایک مسجد املی والا میں نماز ادا کرتے رہے اور وہاں درس قرآن سنا کرتے تھے۔چنانچہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

یہ ایک جاری فیض کا چشمہ ہے چنانچہ آج الصبح املی والی مسجد پہنچا۔ نماز فجر وہیں ادا کی۔ مولوی صاحب موصوف نے قرآن پاک کے ایک دو رکوع کی تفصیل مبارک نہایت اعلیٰ طریقہ سے پڑھی۔ آپ تفسیر ''روح المعانی'' پڑھا کرتے ہیں آج کے سبق میں قرآن پاک میں فرمایا کہ گمراہ رہبر اور ان کے گمراہ پیرو دونوں کو یکساں سزا ملے گی اور دوزخ کی تہ میں ہونگے۔ ہر قوم کے لئے ایک مقرر اجل ہے اور اس دن کسی کی رعایت نہیں کی جائے گی۔

ایک روز صبح کے درس کے بارے میں لکھتے ہیں: اہل دوزخ اہل جنت سے کہیں گے کہ ہمارے اوپر پانی ڈالو اور ہم کو اپنے کھانے میں نعمتوں سے کچھ دو جس پر اہل جنت کہیں گے کہ جنت کا کھانا اور پانی کافروں پر اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے پھر اہل دوزخ التجا کریں گے کہ اے اللہ ہمیں دوبارہ موقع دیا جائے کہ پھر دنیا پر جاویں اور وہ نیک عمل کریں جو ہم نے پہلے نہ کئے تھے۔ لیکن قیامت آچکی ہوگی اور انہیں کوئی مہلت نہ دی جائے گی۔ اہل دوزخ کے تمام رہبر و سردار بھی غائب ہونگے اور کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ اس سبق میں ظالم کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ظالم وہ نہیں جو کہ احکام الٰہی نہیں مانتے اور ان میں نکتہ چینی کرتے ہیں اور کافر کی تعریف میں فرمایا ہے کہ جو لوگ دین حق کو لہو و لعب بناتے ہیں۔

طریقت و تبلیغ کا آغاز:

حضرت صاحبؒ نے اپنے والد مکرم سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کر لی جبکہ میٹرک کر لینے کے بعد مزید تعلیم سے الگ ہو کر فارسی و تصوف پر والد صاحب سے ہی درس جاری رکھے۔ اور خود بھی قرآن و حدیث کا گہرا مطالعہ شروع کر دیا۔ نیز اکابر صوفیاء حکیم سنائی غزنوی، فرید الدین عطار، جلال الدین رومی، امیر خسرو، عمر خیام، سیدنا غوث الاعظمؓ و سیدنا سلطان العارفین قدس سرہٗ و علامہ اقبال کی کتابوں اور ان کا کلام مطالعہ کرنے میں مصروف ہونے لگے۔ اب بڑے حضرت صاحب والد مکرمؒ نے آپکو سلسلۂ طریقت قادریہ کے فروغ کے لئے تبلیغی دورے کرنے کی اجازت دے دی۔

Marfat.com

چنانچہ والد مکرم کی ہدایات پر گومل (کوٹ نواز)، شعیر، سپلی توئی، سپنکئی (جنوبی وزیرستان) کا دورہ کرتے ہوئے کلاچی (ڈیرہ اسماعیل خان) میں آکر دورہ کیا۔ وہاں سے کھوہی بہار اور دامن کوہ کے علاقہ استرانہ میں آئے اور یہاں سے موسیٰ خیل (بلوچستان) میں داخل ہونے کی ہدایت ملی تھی۔ اس طویل مسافرت کے حکم پر بعض بڑی اہم پند و نصائح بھی فرما دیں جس میں نشست و برخاست کے آداب، چھوٹوں اور بڑوں سے حسب مراتب سلوک و آداب، صبر و تحمل کا شعار پیدا کرنا، عبادات اور ذکر و فکر پر پابندی سے عمل کرنا اور خلق خدا کو تبلیغ حق سے آشنا کرنا اور صفائے قلب و نگہبانی قلب کے لئے تلقین کی گئی مزید برآں والد مکرم نے فرمایا کہ ایک نصیحت یاد رکھنا کہ دل خواہ جس چیز کا بھی ارادہ کرے اسے درست سمجھے کہ دل اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز ہے اس لئے دل جو کچھ بھی کہے وہ امر خدا تعالیٰ ہوتا ہے خواہ اس کی ظاہر جو بھی صورت ہو اس پر عمل کرے۔ البتہ یاد رکھو دل کی پہچان کروا ایسا نہ ہو کہ تم نفس اور خواہشات و شیطانی آواز کو کہیں دل کی آواز نہ سمجھو جس کام میں کوئی نفسانی خواہشات مثلاً غصہ، کینہ، حرص، شہوت وغیرہ کا شائبہ ہو تو وہ ہرگز دل کی آواز نہیں ہوتی۔ چنانچہ ان احکام و نصائح کو حاصل کرنے کے بعد حضرت صاحب پہلے کوٹ نواز (گومل) پہنچے تھے وہاں سے گھوڑے سواری کے لئے موجود تھے اور بڑے حضرت صاحب کی ہدایت کے مطابق دورہ جاری رکھا۔ کوٹ نواز کے صدو فقیر کا اسی سال انتقال ہوا تھا اس کا فاتحہ کہا۔ پھر نزدیک کے علاقہ سے کافی ملنگ، دوست و خلفاء وغیرہ ساتھ ہو گئے۔ جب استرانہ کے علاقہ کا ارادہ کیا تو ان کے ساتھ ایک ملنگ کوٹ نواز والا اور ایک ساتھی گل دین میانی عرف ددین دیوانہ ساتھ رہ گئے۔ تاہم انہوں نے حضرت صاحب کے حکم پر مشن جاری رکھا اور ایک شہر سے دوسرے شہر تک کسی واقف کو ساتھ لیکر آگے چلتے۔ جب کھوہی بہارا پہنچے تو وہاں کے علاقہ سے بالکل ناواقفیت تھی۔ موسیٰ خیل بازار جانے کے لئے دو چار پڑاؤ کی منزل تھی اس لئے ایک علاقہ کے واقف کار کو دو روپے روزانہ اجرت دے کر ساتھ تیار کر لیا۔ پیور کھوہی بہارا سے چل کر دن کو ڈیڑھ بجے چتراٹا پہنچے۔ چتراٹا ایک

Marfat.com

قلعہ ہے اور بارڈر کی پوسٹ ہے وہاں ایک درہ ہے جو ناصر قوم کی گزرگاہ ہے اور وھوا کی طرف جاتا ہے اس قدر سفر تک تو آپ کی طبیعت ہشاش بشاش رہی اور بڑے حضرت صاحب کے بتائے ہوئے پروگرام پر ان کی طبیعت لگی رہی مگر یہاں پہنچ کر ایسے محسوس کیا جیسے طبیعت بند ہوگئی اور جی نہیں چاہتا تھا کہ آگے جائیں۔گویا دل ساتھ نہ دے رہا تھا۔ددین تو مخبوط الحواس تھا البتہ عبدالرحمٰن سے انہوں نے مشورہ لیا کہ کیا کیا جائے تو اس نے کہا کہ میرا بھی دل بند ہے چنانچہ بجائے آگے سفر جاری رکھنے کے انہوں نے رہبر کو پیسے دیکر رخصت کر دیا اور چتروٹا سے وھوا کے درہ کا سفر اختیار کر کے پندرہ سولہ میل کی مسافت کے بعد وھوا پہنچ گئے وہ جمعہ کا دن تھا ڈیڑھ بجے کا وقت تھا جو انہوں نے وہاں نوٹ کر لیا تھا۔پھر وھوا سے پروآ کے رستے سے سیدھا جمعہ شریف (ڈیرہ اسماعیل خان سے ۳۰ کلومیٹر جانب جنوب مغرب کو ہے) پہنچے۔گھوڑے وہاں چھوڑے اور براستہ ڈیرہ اسماعیل خان دربار شریف چلے آئے۔ان دنوں سڑکیں نہ تھیں دربار شریف (حضرت سلطان باھوؒ) جانے کے لئے براستہ دریا خان، ملتان، خانیوال اور شورکوٹ روڈ جا کر پھر وہاں سے پیدل دربار شریف آیا کرتے تھے۔جب دربار شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ گزشتہ شب جمعہ سید فیض الٰہی شاہ ہمدانی اور ان کے بال بچے بھی دربار شریف آئے ہوئے تھے۔بڑے حضرت صاحب نے مسجد کے اندر نماز جمعہ سے پہلے فرمایا کہ غلام دستگیر کو کافی دن ہوگئے ہیں خدا جانے کہاں ہے اور دعا فرمائی کہ جلد آجائے اور وہ دعا کا وقت ٹھیک ڈیڑھ بجے جمعہ کے روز کا تھا۔سبحان اللہ۔

اسی تربیت و ارشاد کے ساتھ حضرت صاحب پاکستان میں تبلیغی دورے کرتے رہے۔ بالخصوص جنوبی وزیرستان، جنوبی بلوچستان اور سندھ میں آپکے مریدین باکثرت ملتے ہیں۔پنجاب کے بیشتر اضلاع میں آپکے مریدین ہیں۔

برادران:

رجسٹر داخل خارج پرائمری سکول سلطان باھوؒ سے حضرت صاحب و ان کے برادران کی تاریخ ولادت اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ:

Marfat.com

تاریخ ولادت غلام دستگیر ۱۴ستمبر ۱۹۲۰ء

(دراصل درست سال ولادت ۱۹۱۹ء ہی ہے)

تاریخ ولادت نور حسین ۱۰ جون ۱۹۲۲ء

تاریخ ولادت عمر دراز ۱۵ جولائی ۱۹۳۳ء

تاریخ ولادت سلطان الطاف علی ۲۹ ذوالحج (یکم محرم کا چاند ہو گیا) ۱۳۵۷ھ بمطابق ۳ مارچ ۱۹۳۸ء بروز جمعرات (حضرت صاحب کے مکتوبہ ایک پوسٹ کارڈ سے اخذ ہوا جو ریکارڈ میں محفوظ ہے)

پرائمری سکول سلطان باھوؒ میں کلاس سوئم میں داخلہ سلطان الطاف علی ۲ شعبان ۱۳۶۶ھ بمطابق مئی ۱۹۴۷ء (حضرت صاحب نے اپنے روزنامچہ میں تحریر کیا ہے)

۲۹ مارچ ۱۹۵۱ء (۲۳ جمادی الثانی) سلطان الطاف علی کا جماعت پنجم کا نتیجہ نکلا جس میں وہ پاس ہو گیا ہے۔

اب عمر دراز صاحب ملتان میں جماعت نہم میں اور الطاف علی چھٹی جماعت میں داخل ہو نگے پھر الطاف صاحب گڑھ مہاراجہ اینگلو مڈل سکول جماعت ششم میں داخل ہو گیا۔

۳۰ اپریل ۱۹۵۱ء سلطان الطاف علی کو مستری عبدالحمید کے ہمراہ سلطان عمر دراز کی تجویز پر گورنمنٹ سکول ملتان میں جماعت ششم میں داخلہ کے لئے بھیج دیا گیا۔

۲۸ اکتوبر ۱۹۵۱ برادرم محمد اشرف صاحب کا خط آیا ہے ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے نام شمشاد بیگم رکھا گیا۔

اپریل ۱۹۵۲ء سلطان عمر دراز صاحب کو میٹرک کی سند ہو گئی ہے گجرات ہائی سکول میں سیّد غلام مجتبیٰ شاہ صاحب کے ہاں پاس کر لیا۔اب حکیم حاذق سال اوّل میں طبیہ کالج لاھور میں تعلیم پا رہے ہیں۔

اگست ۱۹۵۲ء موسم گرما میں سلطان الطاف علی کا قیام بھی بدر جنوبی وزیرستان میں ہے ان کی پڑھائی کے لئے استاد کی تلاش کی گئی۔اِن دنوں گورنمنٹ ہائی سکول ملتان میں جماعت ہفتم میں پڑھتا ہے۔

Marfat.com

برادرم نور حسین صاحب دربار شریف پر محرم شریف کی ضروریات فراہم کر رہے ہیں۔
برادرم محمد اشرف صاحب کو مکمل دو سال ہو چکے ہیں کہ ہم سے چلے گئے ہیں۔ اسے اپنے ماموں اور والدہ سے خاص اُنس ہے جو ہمارے حقیقی بدخواہ ہیں۔ انہی کی سازش پر برادر عزیز ادھر سے شادی کرنے کے بعد چلے گئے۔ کچھ عرصہ متاگرہ (ڈیرہ اسماعیل خان) میں والدہ کے مکان کے قریب مکان بنایا اور اس میں رہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ شہر کلاچی میں کوئی مکان کرایہ پر لیکر اس میں رہ رہے ہیں والدہ بھی ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ آپکی صرف ایک دختر تولد ہوئی ہے۔
برادرم عمر دراز صاحب قلعہ گجر سنگھ میرزمان کے پاس سکونت تبدیل کر کے جاوینگے ایک کلاس فیلو بورہ منڈی کا رہنے والا ان کے ہمراہ رہے گا جو کھانا وغیرہ پکا دیگا۔
۳۰ نومبر ۱۹۵۲ء کو سلطان نور حسین کے پہلے فرزند (آفتاب) کی ولادت کی خوشخبری ملتی ہے۔ جو اطلاع ان کو وزیرستان میں دی گئی۔
۱۹۵۳ء عمر دراز لاہور گئے طبیہ کالج کا نوماہی امتحان دیا اور پھر ان کی طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ برادرم نور حسین صاحب ان کو ملتان سول ہسپتال علاج کے لئے لے گئے۔
۱۴ مارچ حضرت غلام باھو صاحب (برادر بزرگ) نے لکھا ہے کہ وہ ان مظالم کی وجہ سے جو کہ پنجاب میں مسلمانوں پر مرزائیت کی اقلیت میں لانے کے مطالبہ پر کئے جا رہے ہیں سخت متاثر ہیں اور اس مطالبہ پر تائیدی قدم رکھنے کے لئے آمادہ ہیں۔
۱۹ مارچ گرہ جمعہ شریف جا کر حضرت غلام باھو صاحب سے ملاقات کی وہ شہدائے اسلام کے غم اور ہماری حکومت کے موجودہ ناروا رویہ اور غیر مذہبیت پر بہت پریشان ہیں آپؒ نے فرمایا کہ اگر یہ تحریک ''ختم نبوت'' فیل ہو گئی تو یقیناً پاکستان کا مستقبل لامذہبی اور دور مرزائیت میں متبدل ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فضل فرماوے۔
اپریل ۱۹۵۳ء میرے (سلطان الطاف علی) بارے میں لکھتے ہیں کہ ڈی بی ہائی سکول گجرات ضلع مظفر گڑھ میں جماعت ہشتم میں داخل ہے مگر مئی میں وہاں پریشان ہو گئے

Marfat.com

اور ان کو وہاں ملنے گیا بالآخر انہیں ہشتم میں ہی گڑھ مہاراجہ سکول میں داخل کرا دیا۔

اگست میں سلطان نور حسین درہ مکین کا سفر کر کے ماڑو چلی پہنچے جہاں عمر دراز صاحب انہیں آ کر ملے۔ پھر نور حسین صاحب وانا کے دورے پر گئے اور عمر دراز صاحب ملک میر بادشہ جے خیل کے ہاں ٹھہر گئے۔ بلکہ وہ جے خیل سے رخصت ہو کر خلیفہ خان مومن کے ہاں بدر چلے گئے یہ ایام وہاں گزارنے سے عمر دراز صاحب کی صحت بہتر ہونے کا امکان ہے۔

اپنی اور برادران پر کچھ یادیں:

اکتوبر ۱۹۵۰ء کو آپ کے تاثرات ہیں کہ محمد اشرف کے لئے اپنے سے بڑھ کر سہولیات کا انتظام کیا۔ کوٹ نواز میں اس کے لئے اراضی خریدی۔ طلائی زیورات لباس کے علاوہ ان کی شادی پر ہزاروں خرچ کیے مگر گزشتہ ذوالحج سے اس کا مزاج بدل گیا۔

اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''میں کافی مقروض ہو چکا ہوں تقریباً ساڑھے تین ہزار قرضہ بن چکا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم دونوں بھائیوں یعنی برادرم نور حسین کا اتفاق ہے اور اتفاق کی برکت سے نبھا لیتے ہیں''۔ یہ تھے اس وقت حضرت صاحب کے اپنی معیشت کے بارے میں کیفیت حال۔

اشرف صاحب اپنی بیوی کو ساتھ ٹانک لے جانے پر بضد ہوئے۔ محمد اشرف گرہ متا یا روڑی میں مکان بنانا چاہتے ہیں اور بیوی کو اپنے سسرال کوٹ نواز بھیج دیا ہے۔ جو بعد میں کلاچی شہر (ڈیرہ اسماعیل خان) میں قیام پذیر ہو گئے۔

۴ نومبر ۱۹۵۰ء کو لکھتے ہیں کہ برادرم الطاف علی گھوڑی پر گڑھ مہاراجہ سکول جا رہا ہے وہ خود سائیکل چلانا نہیں جانتا پہلے اشرف کے ساتھ جاتا تھا پھر مہر اللہ کے ساتھ اور اب

Marfat.com

گھوڑی پر خود جا رہا ہے۔

۱۹ مارچ 1951ء سلطان نور حسین دربار شریف پر تو ہیں مگر ان کی اہلیہ ملتان زنانہ مشن ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں قاضی ولی محمد صاحب بھی سول ہسپتال ملتان میں علاج کرا رہے ہیں آپ وہاں آتے جاتے ہیں۔

عمردراز صاحب کو میٹرک کے بعد طبیہ کالج لاھور میں داخل کرایا جہاں سے وہ حکیم حاذق و زبدۃ الحکماء کا کورس کر کے ۱۹۵۴ء کو کامیاب ہوئے۔ ۳۰ جون ۱۹۵۶ء کو لکھتے ہیں کہ برادرم عمردراز صاحب کا ۳ روز قبل نتیجہ برآمد ہوا ہے۔ آپ نے زبدۃ الحکماء کلاس پاس کر لی ہے یہ یونانی حکمت کی آخری ڈگری ہے الحمدللہ برادرم عزیز اس میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یہ میرے سر پر فرض تھا جو کہ ادا کیا۔ اب ان کی مرضی جو شغل اختیار کریں۔

۲۳ جون ۱۹۷۳ء کو دشت کمبیلا بلوچستان (نزد سپیزنڈ ریلوے اسٹیشن) جنگ عظیم کے دور میں انگریزوں کا بنایا ہوا ایئر پورٹ پڑا ہے جس میں حضرت صاحب نے راقم الحروف سلطان الطاف علی کو ڈرائیونگ کی مشق کروائی۔

اولاد و احفاد:

حضرت صاحب پیر غلام دستگیر القادری فخر کشمیر کا نسبی شجرہ شروع میں آچکا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب نویں پشت میں حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس اللہ سرہ العزیز سے جا ملتا ہے۔ آپ کے دو نرینہ فرزندان ہوئے۔ اوّل سلطان حامد نواز جس نے طریقت کو فروغ دیا۔ دوم سلطان محمد نواز ارشد جس نے علم و ادب میں مقام حاصل کیا۔

آپ کی اولاد و احفاد کا شجرہ درج ذیل میں ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

پیر غلام دستگیر القادری (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۶ء)

- کلثوم بی بی
- سلطان حامد نواز (۱۹۵۰۔۲۰۰۸)
  - بازید سلطان
    - عائشہ بی بی
    - فائزہ بی بی
    - سارہ بی بی
    - بتول بی بی
    - سکینہ بی بی
    - سلطان محمد نواز
  - زبیر سلطان
    - سلطان حامد
    - امامہ بی بی
- شاہین بی بی
- ناہید بی بی
- سنیہ نبا بی بی
- سلطان محمد نواز ارشد (۱۹۶۰۔۲۰۱۳)
  - ابتسام بی بی
  - ردا بی بی
  - آمنہ بی بی
  - منی بی بی
  - ایمان بی بی
  - سلطان غلام دستگیر
  - سرمد سلطان
  - ماہِ تمام بی بی

افغانستان:

حضرت صاحبؒ ابھی ۱۶ سال کے تھے کہ اپنے والد مکرم سلطان محمد نوازؒ (بڑے حضرت صاحب) کے ساتھ ۱۹۳۵ء میں گھوڑوں پر وزیرستان سے براستہ بیرمل افغانستان کے دورہ پر ہمرکاب ہوئے۔عموی بزرگوار سلطان محمد عزیز،سلطان نور حسین اور شیر محمد چنن المعروف شیر شاہ جھنگ والے بڑے حضرت صاحبؒ سے دوران سفر اسم اللہ ذات کی مشق حاصل کرتے تھے اور اس کے ساتھ فارسی کی کتب بھی پڑھتے تھے۔ وزیرستان کے دورہ میں آپ نے سکندر نامہ ختم کرا دیا۔افغانستان کے دورہ میں ان کے پاس کوئی اور کتاب تو نہ تھی البتہ دیوان آشکار (مصنف سچل سرمستؒ) ساتھ تھا اس کا درس شروع کر دیا گیا۔وانا اور بیرمل سے ہو کر سلطانی پہنچے جو افغانستان کا داخلی علاقہ ہے اور وہاں خروٹی قوم آباد تھی۔وہاں شہر کے باہر ایک کھلی مسجد تھی جہاں انہوں نے وہاں کے لوگوں کی عادت کے مطابق ڈیرہ لگایا۔کھانے کے لئے البتہ وہ لوگ حسب

Marfat.com

دستور گھروں میں لے جاتے۔ گرمی کا موسم تھا مسجد کے صحن میں بڑے حضرت صاحبؒ علیحدہ مُریدین کے ساتھ مصروف گفتگو ہو جاتے اور پڑھنے والے ایک طرف اپنا سبق پڑھ رہے ہوتے۔ ایک روز ان کا سبق تھا:

عطار نبود آن کہ خدا بود خدا بود
او پاک وجود آن کہ خدا بود خدا بود
در کوی نیشاپور کہ آن شہر عطار است
کردیم سجود آنکہ خدا بود خدا بود

یہ طلباء بڑے ذوق و شوق اور ترنم سے پڑھ رہے تھے۔ اُس روز اچانک حکومت افغانستان کا مقرر کردہ محتسب بھی وہاں تشریف فرما ہو گیا جو شکل و شباہت میں متشرع اور عالم فاضل نظر آتا تھا۔ ان طلباء کے اشعار سُن کر محتسب صاحب چلائے اور شور مچایا اے لڑکو کیا پڑھ رہے ہو مگر ان لڑکوں نے کوئی توجہ نہ دی اور محو رہے۔ محتسب صاحب ان کے قریب آ گئے اور کمال تلخی کے ساتھ فرمایا تم کیا پڑھ رہے ہو۔ انہیں تو کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی اور صرف اپنے سبق کا خیال تھا البتہ اس کے تنگ کرنے پر بتا دیا کہ وہ اپنا سبق پڑھ رہے ہیں۔ وہ فوراً بڑبڑانے لگا، کفر کفر، کتاب ہی کفر اور پڑھنے والا بھی کافر۔ طلباء نے بڑی بے نیازی سے بڑے حضرت صاحب کی طرف اشارہ کر دیا کہ اِن سے پوچھو۔ وہ گیا اور بڑے حضرت صاحبؒ سے بحث شروع کر دی۔ بڑے حضرت صاحب نے نہایت حلیم الطبعی کے ساتھ ان کو سمجھایا کہ بھائی میرے پاس درسی کتاب نہ تھی اس وقت کو لغت سمجھانے کے لئے یہ کتاب شروع کرا دی ہے۔ محتسب صاحب مزید جوش میں آ گیا اور کہا کہ یہ کتاب تو کفر ہے۔ بڑے حضرت صاحب نے فرمایا خدا کوئی ذاتی اسم نہیں یہ صفاتی اسماء سے ہے جو مختلف معنی رکھتا ہے اور اس کی کئی تشریحات ہیں۔ یہ کوئی کلمہ کفر نہیں ہے۔ حضور پاک ﷺ کی کئی احادیث بیان کی گئیں ایک میں فرمایا ''انا عرب بلا عین'' وغیرہ مختلف احادیث و مشائخ کے حوالے اور مثالیں دیں مگر محتسب صاحب کی تسلی نہ ہوئی۔ پھر مولانا رومؒ کے اشعار کے بارے میں محتسب صاحب سے

Marfat.com

پوچھا تو اُس نے کہا میں مولانا رومؒ کی بات مانتا ہوں وہ صحیح متشرع ہے چنانچہ بڑے حضرت صاحب نے رومی کے کئی اشعار پڑھے اور پھر پڑھا:

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
گر نبودی ذات حق اندر وجود
آب و گِل را کئی ملک کردی سجود
اولیاء اللہ و اللہ اولیاء
ہیچ فرقی درمیان نبود روا
گر تو سنگ خارہ ای مر مر شوی
چو بصاحبدل رسی گوہر شوی

اُس کا فرمان اللہ کا فرمان ہے اگرچہ وہ بات بندے کی زبان سے ہو۔حق تعالیٰ کی ذات اگر وجود میں نہ ہوتی تو فرشتے بھلا کیونکر آب و خاک کو سجدہ کرتے اولیاء اللہ سے ہیں اور اللہ خود ولی ہے ان میں فرق روا رکھنا جائز نہیں تو اگر عام پتھر ہے تو سنگِ مرمر ہو جائے گا تو جب کسی صاحب دل کے ہاں پہنچے گا تو اصل موتی ہو جائے گا۔

بصد مشکل محتسب صاحب مطمئن ہو گیا مگر اس کے بعد بڑے حضرت صاحبؒ نے اس کتاب کی تدریس ترک فرما دی اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی کتاب عین الفقر کے اسباق شروع کرا دیئے۔

بڑے حضرت صاحب کی وفات (۱۹۳۸ء) کے بعد حضرت صاحب پھر اُسی طرح وانا وزیرستان کے راستہ گھوڑے پر افغانستان داخل ہوئے اور غزنی جا پہنچے۔ حکومت افغانستان کے مجاز افسران نے آپکے داخلہ پر اعتراض کیا اور وزیر خارجہ افغانستان محمد نعیم کو پیش کیا۔وزیر خارجہ نے پہلا سوال یہ کیا کہ آپ افغانستان کس مقصد آئے تو حضرت صاحب نے فرمایا یہاں ہمارے مُریدین ہیں جو ہمارے پاس آتے جاتے ہیں جس طریقہ سے وہ سفر کرتے ہیں میں نے بھی اُسی طریقہ۔ سے سفر کیا۔اُس

Marfat.com

نے دوسرا سوال یہ کیا کہ آپ بغیر اجازت اور بغیر پاسپورٹ دوسرے مُلک میں کیوں داخل ہوئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہمارے طریقت کے تعلقات ایسے ہیں اور یہاں کے لوگوں سے ایسے روحانی تعلقات ہیں کہ میں افغانستان کو غیر مُلک ہی نہیں سمجھتا۔ وزیر خارجہ نے ضروری استفسار کے بعد حکم دیا کہ آپ آئندہ بغیر پاسپورٹ داخل نہ ہوں اور اب کابل کے راستہ سے جلال آباد اور پشاور چلے جائیں۔

خانقاہ سمندری نزد پرانا دربار شریف:

تعمیر مسجد و خانقاہ:

حضرت صاحب کے والد مکرم سلطان محمد نواز نے محمد امیر سلطان سجادہ نشین کے دور میں اپنے بزرگان سلطان شاہ نواز ولد شیخ خیر محمد، سلطان غلام میراں ولد سلطان ولی محمد، سلطان غلام رسول ولد سلطان غلام میراں، سلطان غلام نبی ولد سلطان غلام میراں، سلطان فتح محمد ولد سلطان غلام رسول، سلطان محمد حیات ولد سلطان نور محمد کے مزارات دربار عالی حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے لا کر چاہ سمندری میں اپنی قیام گاہ نزد پرانا دربار حضرت سلطان باہو میں دفن کر کے مزارات ترتیب دیئے۔ سلطان غلام نبی ولد سلطان غلام میراں کا مزار مبارک بھی پوٹھوہار موہڑہ تھتھال کے قبرستان سے لا کر ادھر تدفین کر لی گئی اور اپنے والد معظم سلطان نور محمد و سلطان غلام رسول کے وصال ۱۹۲۴ء میں اسی خانقاہ میں مزار مبارک ترتیب دیکر خود اس خانقاہ چاہ سمندری کے پہلے سجادہ نشین قرار پائے۔

حضرت سلطان محمد نوازؒ نے خانقاہ چاہ سمندری واس کے ساتھ ملحقہ ایک جامع مسجد پختہ اینٹوں کی تعمیر کرا لی۔ بعد ازاں اسی خانقاہ موسوم بہ خانقاہ سلطان نور محمد و سلطان محمد نواز کے حضرت صاحب دوسرے سجادہ نشین ہوئے اور اس خانقاہ و مسجد کو وزیرستان سے سیاہ رنگ کے پتھر منگوا کر از سرِ نو عظیم الشان عمارت میں ڈھال دیا۔

سجادہ نشین:

۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء کا واقعہ ہے کہ حضرت محمد شریف صاحب نے سوال

Marfat.com

کھڑا کیا کہ خانقاہ سلطان نور محمدؒ و سلطان محمد نوازؒ کی آمدنی سے اُن کا حصہ غلام دستگیر صاحب کو نکالنا ہوگا اور اس مسئلہ پر وہ برادری میں اور حکام تک اپنا موقف لا چکے تھے۔ چنانچہ ۱۰ جنوری کو حضرت محمد عزیز صاحب نے مصالحت کی کوشش فرمائی اور محمد شریف صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم غلام دستگیر کے ساتھ ناجائز چھیڑ چھاڑ کر رہے ہو کیونکہ اوّل سے اب تک تمام خدمات دربار اور خرچ وغیرہ انہی نے کیا ہے۔ آج اُن کے یا انکی چیز میں دخل اندازی دینا ناجائز ہے اور حق تلفی کرنا ہے۔ مگر اس کے باوجود معاملہ مال افسر آبادی ملتان تک پہنچا جس نے ۱۷ جون ۱۹۴۶ء کو فیصلہ کرتے ہوئے تمام حضرات فریقین کے ایماء پر غلام دستگیر صاحب کو سجادہ نشین مقرر کر دیا گیا۔

صلح نامہ:

حضرت صاحب اپنے روزنامچہ ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں ایک صلح نامہ روبرو مال افسر صاحب آبادی ملتان بمقدمہ تقسیم چاہ سمندری تحریر فرماتے ہیں کہ قبرستان کے لئے ۸ کنال (آٹھ) اراضی کلیم مشترکہ اراضی میں سے رکھی جائے گی اور مربع نمبر ۷۲ کے کیلہ نمبر ۱ کے قبرستان کی اراضی بھی اس میں شامل ہے جس میں دربار اور مسجد موجود ہے جس کا سجادہ نشین ہم فریقین نے غلام دستگیر ولد محمد نوازؒ کو مقرر کیا ہے اور جس قدر خرچ آمد دربار مذکور کا ہوگا وہ خود برداشت کرے گا کسی فریق کا اُس میں کوئی تعلق نہ ہوگا۔

دستخط فریقین

محمد شریف فیض سلطان غلام سرور محمد مشتاق غلام باھو غلام دستگیر

ثبت ہوئے مورخہ ۱۷ جون ۱۹۴۶ء

رقبہ چاہ سمندری:

بعد تکمیل مثل کھاتہ نمبر ۲۴ چاہ سمندری والا رقبہ حضرات ذیل میں ہے:

غلام باھو، غلام دستگیر، نور حسین، عمر دراز، الطاف علی، محمد اشرف بحصہ برابر

۳۱ کنال ۱۲ مرلے

Marfat.com

محمد مشتاق ولد حضرت محمد حیات	۱۵ کنال ۱۰ مرلے
فیض سلطان ولد حضرت نور محمد	۱۶ کنال ۱۲ مرلے
غلام سرور ولد حضرت نور محمد (۶ حصہ) محمد عزیز ولد حضرت فتح محمد (۵ حصہ) محمد شریف ولد حضرت فتح محمد (۵ حصہ)	۲۶۷ کنال ۹ مرلے
قبرستان مشترکہ	۸ کنال
دور چاہ سمندری مشترکہ	۵ مرلہ

(روزنامچہ ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء)

تعین روز عرس مبارک حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ:

یکم جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ بروز جمعۃ المبارک علی الصبح حضرت سجادہ نشین صاحب (محمد حبیب سلطان) نے طلب فرمایا اور فقیر صاحب (استاد صاحب مدرسہ چمن سلطانی) کے ہمراہ دربار شریف پر گیا مسئلہ درپیش تھا کہ آیا آج عرس سلطان العارفین کیا جائے یا دوسری جمعرات تک رکھا جائے کتاب مناقب سلطانی دیکھی گئی حضرت قبلہ سلطان العارفین کی تاریخ وفات یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ جمعہ کی رات تین پہر رات کے ہوئی ہے۔ پہلے حضرات ہر جمادی الثانی کی پہلی تاریخ عرس مبارک کرتے تھے۔ مگر اس میں چاند کا مغالطہ لگ جاتا تھا اس لئے حضرت محمد امیر سلطان سجادہ نشین مرحوم نے ماہ جمادی الثانی کی پہلی جمعہ کی رات کو عرس شروع کیا جو کہ اب تک مروج ہے۔ اب چونکہ جمعہ بھی پہلا ہے اور یکم جمادی الثانی بھی ہے باین وجہ یہی اتفاق کیا گیا کہ ایک ہفتہ کامل دیری کرنے کی بجائے آج ہی عرس مبارک کیا جائے۔ کیونکہ ایسی مبارک تاریخ شاذ و نادر برابر ہوتی ہے۔ لہٰذا عرس مبارک قرار پایا۔ حافظ عطا محمد صاحب اور چند دیگر فقرا کا خیال تھا کہ دوسری جمعرات عرس کیا جائے۔

ھر کہ مقبول ست در نظر
اوست اندر از دو عالم خوب تر

Marfat.com

سجادہ نشین صاحب اور فقیر صاحب (چمن سلطانی) کا خیال بھی بندہ کے موافق ہوا کہ آج ہی عرس ہو۔ لہٰذا عرس شریف کیا گیا۔

خدمتگزار فقیران:

دربار شریف خانقاہ سمندری پر سال ۱۹۵۱ء میں خدمتگزار فقیران کا ایک جائزہ یہاں صرف عثمان شورنزئی، یوسف شادیانی اور دلیر باقی ہیں۔ عمر بخش اور مہر دل مربعہ پر ہیں۔ ملا مہر اللہ دربار پر ہے مگر اپنے کام میں ہے نبی شاہ، ہفتہ خان ملک دینی ساتھ ہے۔ ملنگ اختر کوہائی (غلام جنت نومسلم ڈوگرانی سے اُس کا نکاح ہوا تھا جس سے لڑکی پیدا ہوئی ہے)۔

مہر دل، لوٹی (جلم گل) غفار خان ملنگ، خلیفہ صالح محمد بروھی، خلیفہ سلطان جان (ژوب)، شہ برات دیڑ (محسود)، غنی میانی (گھوڑوں کی خدمت پر)

دوست محمد اعوان:

۲۷ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ آج تقریباً ۱۱ بجے دن کے ایک شخص مسمی دوست محمد اعوان سکنہ سکڑیالہ سون سکیسر جو کہ حضرت غلام سرور صاحب کے پاس چند روز سے حالت بیماری میں مقیم تھا راھی ملک عدم ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اُس کی فوتگی سے نفس گھنٹہ پہلے میں نے اُسے دیکھا اس کی نبض ندارد تھی۔ جسم ٹھنڈا تھا سانس جاری تھا۔ حواس ختم تھے زبان بند تھی نظر بے نور تھی لیکن ہر سانس کے ساتھ اللہ اللہ کہ رہا تھا اُسے اپنے قبرستان میں خلیفہ شہوانی پیر کی سراندی دفن کیا گیا۔

مزارات خانقاہ کی شہادت:

مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء تا ۲۸ مئی ۱۹۶۰ء کو حضرت صاحب نے بحیثیت سجادہ نشین کے چاہ سمندری میں موجود چاچا صاحب حضرت محمد شریف، طلعت سلطان، ظہور سلطان کے ساتھ مشاورت کر کے اپنے والد مکرم حضرت سلطان محمد نوازؒ پھر حضرت نور محمدؒ، سلطان محمد حیاتؒ، سلطان شاھنوازؒ، سلطان غلام رسولؒ، سلطان فتح محمدؒ، سلطان

Marfat.com

غلام میراںؒ اور سلطان غلام نبیؒ کے ترتیب وار پرانے صندوق نکال کر نئے صندوقوں میں رکھا گیا اور زمین کی سطح قدرے موجودہ فرش سے ڈیڑھ فٹ اونچا کر دیا گیا۔اس خدمت میں مستری حمید، مستری عبدالکریم اور کلاچی کے دو مستری غلام رسول اور گاڈی خیل کام کرتے رہے۔فیض سلطان ،گل خاتم ،لیس،ذوالفقار،قادر بخش،آیت اللہ،مہر اللہ، ملا محمد عمر ہاڑا،سنگی مرجان، جان محمد خدمت کرتے رہے۔

خانقاہ میں مزارات کی ترتیب اب اس طرح ہے(مذکورہ تاریخ وسال کے مطابق)

سلطان غلام نبی	سلطان غلام میراں	سلطان نور محمد	سلطان محمد نواز	سلطان شاہنواز
سلطان فتح محمد	سلطان غلام رسول			سلطان محمد حیات

دربار مقدس سلطان نور محمدؒ وسلطان محمد نوازؒ کی دوبارہ سنگ بنیاد:

۹ مئی ۱۹۶۴ء / ۲۶ ذوالحج ۱۳۸۳ھ کو حضرت صاحب نے اپنے والد مکرم کی قائم کردہ خانقاہ پر انہیں بنیادوں پر پتھر کی عمارت سے تعمیر کا کام شروع کرا دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ آج تھلا سے اوپر دربار شریف کی چنائی پتھر کا کام شروع کیا گیا سنگِ بنیاد برادرم حاجی نور حسین، صفدر سلطان، پرویز صاحب فاروق صاحب اور معظم صاحب کو بُلا کر رکھا گیا۔ برادرم فیض احمد صاحب دربار گئے ہوئے ہیں مستری گل زمان اور مستری نادر نے شمال کی طرف پتھر رکھا۔اور مستری عبدالخالق ،عبدالغفور موہڑہ والوں نے جنوب کی طرف پتھر رکھا۔دعائے خیر کی گئی۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے یہ مقام باعث فیض و رحمت بنا دے۔ہمارے ہاتھوں سے تکمیل کرے اور اس کی خدمت ہماری اولاد و خاندان کے نصیب ہو اور سب خدمت کرنے والوں کو خیر دارین نصیب فرمائے۔

اراضی کوٹ نواز:

حضرت صاحب اپنے روزنامچہ ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ برادرم سلطان نور حسین صاحب نے اپنی زمین کوٹ نواز والی کا 1/2 حصہ برادران عمردراز و الطاف علی کے نام کھاتہ منتقل کر دیا ہے۔بندہ بھی

Marfat.com

انشاء اللہ اپنے حصہ کا نصف اُن کے نام منتقل کر دے گا کیونکہ پہلے اس زمین میں اُن کا نام نہیں ہے۔ ۱۹ ربیع الثانی برادرم نور حسین صاحب نے اپنی سالم زمین کا ۱۰۸ کنال ۔۔۔ مرلہ برادرم عمر دراز و الطاف علی کے نام منتقل کر دی ہے۔ آج میں نے اپنی زمین کوٹ نواز والی کا 1/2 حصہ برادرم نور حسین صاحب کے نام انتقال تیار کیا ہے اور ملک محمد اکبر خان کمشن کو بیان دے دیئے ہیں تا کہ موقع پر انتقال تصدیق کیا جاوے۔ اس طرح ہم چار بھائیوں کی ملکیت بحصہ برابر ہو گئی ہے۔

اراضی کوٹ نواز میں جو ہمیشہ زرعی کام کرایا گیا اُس کی ایک مثال نومبر ۱۹۵۰ء کو ملاحظہ ہو۔ بٹ درامن خیل کی لاری پر محمد عمر خان کے ساتھ کوٹ نواز پہنچے جو ہمارے ساتھ اسپیشل لاری آئی ٹھیکیدار غلام یٰسین، ملک الٰہی بخش، مومن ڈاڈا، قاضی رضا محمد، ملنگ ہفتہ خان ساتھ ہیں میرا بت بھی کوٹ نواز تک ساتھ ہے ہماری زمین میں ۱۸ جوڑے کام کرتے رہے قریباً ۷۰ اوڑے گندم کاشت کی گئی۔

اراضیات قالو والہ:

قالو والہ چک ۴۹۵ ادھم والہ میں ایک مربع اراضی جدی چلا آ رہا ہے اُس سے معقول آمدنی سالانہ ہو جاتی ہے بہاول سیال نگرانی کر رہا ہے۔

ہٹھاڑ میں بھی اراضی جدی چلی آ رہی ہے چارہ و مٹر کی کاشت ہوتی ہے۔ ۲۶ مارچ ۱۹۵۳ء اراضی کوٹ نواز (گول) میں اہل کوٹ نواز نے ہماری زمین کے ویالہ کی کھائی کی اور بہت اچھا بنایا۔ اُن کے لئے جزائے خیر کی دعا کی گئی۔

اراضی ڈول:

۲۸ دسمبر ۱۹۵۸ء ایک کیلہ زمین جو کہ موضع ڈول میں مسمی اللہ بخش سیانہ سے تبادلہ کر کے لی گئی تھی آج اس کا انتقال نائب تحصیلدار صاحب کالونی احمد پور سیال نے موضع ڈول سیوہ میں تصدیق کیا۔

اراضی مکان سرآب، پیچی بیگ:

۲۳ اگست ۱۹۶۰ء حاجی ملک میاں خان ابن سعد اللہ خان حسنی

Marfat.com

شاہوانی نے کیچی بیگ میں حاجی شاہجہان کے کوٹ کے ساتھ خسرہ نمبر ۴۰۲ میں اپنا مکمل حصہ جو ۳ روڈ ۲۰ پول (۷ کنال) کا ھبہ کا انتقال درج کر دیا اور انتقال پر دستخط کئے نیز پولیٹیکل ایجنٹ کوئٹہ پشین کو منظوری انتقال ھبہ درج بالا کی درخواست کی جس پر عملہ مال نے ابتدائی رپورٹ کی۔حاجی صاحب نے یہ زمین ۱۹۵۳ء میں برادرم نور حسین صاحب کو بخش دی تھی انتقال ھبہ ہم چاروں بھائیوں میرے نور حسین صاحب عمر دراز صاحب، الطاف علی صاحب کے نام بحصہ برابر ہوگا۔

اگلے روز صبح فقیر غلام محمد مرغزانی اور ملک عبدالغنی حسنی شاہوانی کے ہمراہ آکر موقع مکان ملاحظہ کیا۔ملک عبدالغنی نے ہماری حد بتائی۔اُس نے اپنے حصہ کی فروختگی کا اظہار کیا چنانچہ ملک عبدالغنی نے اپنے حصہ میں ایک جریب سے کچھ زائد رقبہ ۲۵۰ روپے کے عوض ہمیں بیع کر دینے کا وعدہ کیا۔

۱۷ نومبر ۱۹۶۰ء کو حاجی ملک میاں خان حسنی شاہوانی نے جو رقبہ 1/2 حصہ خسرہ ۴۰۲ من کیچی بیگ ہمیں دیا ہے اس کا انتقال ھبہ درج کرایا نمبر ۱۵۵ ہے اس فارم پر حاجی میاں خان نے دستخط کئے ہیں منظوری انتقال جب کمشنر آئینگے تب انتقال تصدیق ہوگا۔ خسرہ نمبر ۴۰۱ میں جس میں حاجی شاہجہان کا قلعہ ہے اس میں ۱۲ روڈ ۱۲ پول رقبہ حاجی میاں عبدالغنی کا بچتا ہے جو کہ ہمارے مکان کے صحن میں واقع ہے۔۱۹ نومبر ۱۹۶۰ء کو ملک عبدالغنی حسنی شاہوانی نے خسرہ نمبر ۴۰۱ من کیچی بیگ ۲ روڈ ۱۱ پول کا انتقال میرے نور حسین، عمر دراز، الطاف علی کے نام بحصہ برابر درج کیا۔

اراضی ھبہ مدرسہ سونگر:

۷ جولائی ۱۹۶۷ء بروز جمعہ کو میں محمد حسین سوریزی کے ہاں ٹھہرا ہوں۔

سونگر (علاقہ مستونگ) میں مدرسہ جامعہ نور عربیہ غوثیہ انوار باھو قائم کرنے کے لئے ذیل کے اشخاص نے زمین ھبہ کر دی۔چونکہ اس مدرسہ کی تحریک اور بنیاد برادرم حاجی نور حسین صاحب کر رہے ہیں اِس لئے ھبہ ان کے نام درج کر دیا جائے گا:

۱۔حاجی احمد کشانی شہوانی　　　ایک کڑوہ زمین

Marfat.com

۲۔رئیس بنگل کشانی ایک کڑوہ زمین

یہ اراضی موضع سونگر نزد تالاب گل محمد کاریز برائے سڑک جرنیلی ہے۔موقع جا کر دیکھا گیا سب شہر والے اور میر شادی خان شنگرانی میر محمد صدیق شہوانی رئیس امام بخش وغیرہ بھی ساتھ ہیں۔اگلے روز خلیفہ ملاّ پیر بخش حاجی احمد رئیس بنگل رئیس امام بخش خلیفہ شہبازی وغیرہ انتقال مدرسہ کے لئے مستونگ پہنچے۔

۸ جولائی ۱۹۶۷ء کو راجہ عبدالعزیز تحصیلدار موجود تھے۔نائب تحصیلدار سیٹلمنٹ غلام حیدر خان کے منشی نے ذیل کا انتقال درج کیا جسے نائب تحصیلدار صاحب نے تصدیق فرمایا:انتقال ھبہ بنام سلطان نور حسین ولد سلطان محمد نواز برائے مدرسہ عربیہ اسلامیہ

۱۔ایک قطعہ اراضی کھاتہ نمبر 2/2 من خسرہ نمبر ۲۰۷ ھبہ کنندہ حاجی احمد ولد بیرم کشانی شہوانی رقبہ ایک روڈ۔۰ پول

۲۔دو قطعات اراضی (۱) کھاتہ 5/5 خسرہ نمبر ۲۰۶ بنگل ولد محمد حسین کشانی شہوانی رقبہ ایک روڈ۔۰ پول

اراضی (۲) کھاتہ 5/5 خسرہ نمبر ۲۱۰ بنگل ولد محمد حسین کشانی شہوانی رقبہ ایک روڈ۔۱۵ پول

کل رقبہ = ۳ روڈ ۱۵ پول (۶ کنال ۱۵ مرلہ)

ھبہ کنندگان حاجی احمد اور بنگل دونوں نے انگوٹھے لگائے۔رئیس بنگل نے شناخت کیا۔

انتقال اراضی موضع سلطان باھو:

۱۸ دسمبر ۱۹۶۷ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ برادرم حضرت حاجی نور حسین صاحب کے نام ایک ایکڑ اراضی زمین واقع موضع حضرت سلطان باھو سیّد عاشق حسین شاہ حویلی گل شاہ والے کے ساتھ انتقال تبادلہ اراضی ہٹھاڑ والی کے ساتھ بطور تبادلہ ہو گیا ہے۔سیّد عاشق حسین شاہ اب تک مطلوبہ روپے برادرم سلطان عمر دراز صاحب سے لے چکا ہے۔میعاد شفعہ کے بعد وہ ہماری اراضی واپس کر دے گا۔

Marfat.com

اس سے پہلے پچھلے سال ایک ایک ایکڑ رقبہ شاہ صاحب مذکور سے برادرم سلطان عمر دراز سلطان الطاف علی کے نام پر منتقل ہو چکا ہے۔

اراضی لائی ٹوالا:

۱۶ اگست ۱۹۷۵ء سلطان خضر حیات صاحب سے برادرم سلطان عمر دراز صاحب نے لائی والا میں ۱۶ ایکڑ اراضی خریدی ہے جس کے جملہ بتیس ہزار روپے (۳۲۰۰۰) ادا کر دیئے ہیں۔

یاداشت خریداری متفرق اراضی موضع حضرت سلطان باھو:

۲۰ دسمبر ۱۹۸۴ء الحاج سلطان عمر دراز نے ناصر حسین شاہ سے ایک کنال زمین بیس ہزار روپے پر خرید کر لی۔ (سرکاری فیس ۱۵۱۷ روپے، پٹواریان ۵۴۰ روپے جمع ۳۳ روپے شورکوٹ)

۲۔ برلب سڑک از خلیفہ عبدالرزاق ولد عبدالرحمٰن بلوچ ۴ مرلہ اراضی چار ہزار روپے میں خریدی گئی۔ (سرکاری فیس ۳۰۱ روپے، پٹواری ۲۰۰ روپے شورکوٹ ۱۶ روپے)

مندرجہ بالا اراضیات حامد ارشد، حسین محسن، گگو کاشف اور اظہر امجد کے ناموں پر بحصہ برابر خریدی گئی ہیں۔

۳۔ حنیف سلطان کے ذریعہ دامان میں برادرم عمر دراز صاحب کی اولاد کے نام خریدی گئی ۱۲۵ ایکڑ اراضی چالیس ہزار روپے پر۔ بالا اراضیات خریدنے کے لئے میں نے برادرم عمر دراز صاحب کو مبلغ ستر ہزار روپے جمع کرا دیئے تھے۔

۳۰ مئی ۱۹۸۵ء کو برادرم سلطان عمر دراز نے تحریر کیا ہے کہ انہوں نے ہٹھاڑ میں شاہ صاحبان سے ۲۹ کنال ۳ مرلہ سیلابی رقبہ بحساب پانچ ہزار روپے فی ایکڑ میرے۔ اپنے۔ الطاف۔ حسین محسن کے ناموں پر بحصہ برابر انتقال کر دیا ہے جس کا خرچ ذیل ہوا۔

اصل قیمت زمین بحساب پانچ ہزار روپے فی ایکڑ = 18218-00

گورنمنٹ فیس بذریعہ نیشنل بینک = 1281-00

Marfat.com

ڈسٹرکٹ کونسل فیس	625-00=
تحصیلدار گرداور پٹواری چپڑاسی	625-00=
کرایہ جات شورکوٹ	45-00=
کُل اخراجات	20794-00=

میں نے اس رقبہ کی خرید کے لئے برادرم عمر دراز صاحب کو پچیس ہزار روپے دیئے تھے۔

اراضی ٹبہ سردار بخشؒ بھکر:

سال ۱۹۸۳ء کو محکمہ اوقاف نے درگاہ سلطان سردار بخش شہید پر تصرف کرنے کے اقدامات شروع کئے اور ساتھ ہی رہائشی مکانات کو بھی اوقاف کے قبضہ میں لانے کی کوشش کی گئی۔ حضرت صاحب نے اور سلطان حمید صاحب نے چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب سے اس مسئلہ پر رابطہ کیا۔ منیجر اوقاف سرگودھا چوھدری محمد شفیع نے اس ضمن میں بھکر کے پٹواریوں سے ٹبہ سلطان سردار بخشؒ کی حدود طلب کیں تو متعلقہ پٹواری نے ٹبہ سلطان سردار بخش شہید کی چھ کنال پانچ مرلہ کی ناپ کی جس کی حدود شرق میں تھلہ درگاہ و مسجد اور مغرب میں دریا کے چھاڑے میں بوئی ہوئی فصل کے آخر تک، شمال میں تھلے کی شمالی حدود، جنوب میں تھلے کی سیدھائی میں بلوچوں کے مکانات کی دیوار تک ہوا۔ گویا گھر کے مکانات اور سڑک پختہ کے ساتھ ساتھ کا تمام رقبہ اس حدود سے باہر رہ گیا جو قدیم قبضہ کے طور پر چلا آ رہا ہے۔

ھبہ اراضی باغڑ نزد بیرمل جنوبی وزیرستان:

۲۱ مئی ۱۹۸۳ء حضرت صاحب کو حاجی عبداللہ خون آغا جان، مازلکیے نادئی، غازی مرجان اور مغل خان حاجی کے قبیلہ اور اورنگ وغیرہ نے باتفاق زندہ ور میں عبداللہ خون خنڈے خیل کے مکان کے غرب میں تیس یوشے زمین ھبہ کر دی۔ زرعی زمین ہے مکان کی جگہ اس کے علاوہ اونچی جگہ پر دی ہے۔ اسے اراضی باغڑ کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

ھبہ کنندگان (۱) حاجی عبداللہ خون و پسران

(۲) اورنگ نووب و پسران

(۳) غازی ماز لکے و پسران

(۴) گلما لئے و پسران

(۵) ماشا غفاری و پسران

(۶) مالمی۔عالم و پسران

اگلے روز ھبہ نامہ لکھا گیا جس پر سب کے دستخط ہوئے۔

Marfat.com

باب دوم
سیّد اعزالدین یوسف فیض اللہ الگیلانی

حضرت صاحبؒ کی زندگی پر دو شخصیات کے اثرات ہمیشہ نمایاں رہے اور دراصل اعلیٰ اسلامی و انسانی سر بلندی کی تربیت انہیں سے حاصل کی۔اوّل بڑے حضرت صاحبؒ یعنی آپ کے والد مکرم حضرت سلطان محمد نواز جن کا ذکر خیر گذشتہ باب میں ہوا ہے۔اور دوم شخصیت آپ کے پیر صحبت السید یوسف فیض اللہ الگیلانی ہی تھے۔

سیّد اعزالدین یوسف محمود فیض اللہ الگیلانی الملقب غازی کشمیر، لفٹیننٹ کرنل جو عراقی نیشنل تھے اور آپ کی ولادت بیت سیّدنا عبدالرزاق گیلانی، باب الشیخ بغداد (عراق) میں دس محرم الحرام ۱۳۲۳ھ / ۱۷ مارچ 1905ء کو ہوئی۔اور پیر صاحب کا وصال و مدفن بیت المجاھدین، پھلروان (ضلع سرگودھا) پاکستان میں ہوا۔تاریخ وصال بروز چہار شنبہ، ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ / ۸ اپریل ۱۹۷۶ء کو واقعہ ہوا۔پیر صاحب نے تعلیم علوم دین، اقتصادیات، زراعت، فلسفہ اسلام، ادب و تاریخ اسلام میں پائی۔زبان دانی میں عربی، پشتو، پنجابی اور اردو پر حاوی تھے۔

پیر صاحب کا شجرہ نسبی ۱۸ ویں پشت میں سیّدنا عبدالرزاق خلف ارشد حضرت غوث الاعظمؓ سے جا ملتا ہے۔آپ کے دو بڑے بھائی سیّد عاصم گیلانی اور سیّد محی الدین گیلانی تھے۔جب سات برس کی عمر پائی تو آپ کے والد محترم السید محمود فیض اللہ گیلانیؒ کا انتقال ہو گیا۔مسجد الفی بغداد جامعہ بغداد، زرعی یونیورسٹی بغداد میں تعلیم حاصل کی۔ سیّدنا غوث الاعظمؓ کے باطنی ارشاد اور دربار غوث الاعظمؓ کے مجذوب وقت عبدالعزیز (المعروف بم ملنگ) کی رہنمائی سے پاکستان و ہند کی سرزمین پر پہلی بار ۱۹۲۸ء میں وارد بمبئی ہوئے۔کراچی، ملتان، جھنگ، سرگودھا، ڈیرہ اسماعیل خان، وانا جنوبی وزیرستان، ژوب، کوئٹہ اور حیدرآباد دکن کا ایک سال میں دورہ فرما کر بغداد شریف واپس تشریف لے گئے۔اسی سال میں ہی پیر صاحب دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ بھی آئے اور یہاں سجادہ نشین محمد امیر سلطان نے آپ کی پذیرائی کی۔یہاں نہ صرف

Marfat.com

سلطان محمد نوازؒ نے آپ سے شرف زیارت حاصل کیا بلکہ اُن کے فرزند سلطان غلام دستگیر القادری (حضرت صاحب) نے بھی ۸۔۹ سال کی عمر میں والدہ محترمہ کی ہدایت پر زیارت کا شرف حاصل کیا۔اُس دور کے ماحول و آداب کے مطابق حضرت صاحب نے اس کم عمری میں ایک لمبا سا قمیص زیب تن کیا ہوا تھا جو گھٹنوں تک پھیلا ہوا تھا۔جناب پیر صاحب نے نہایت شفقت فرمائی اور اس معصوم کو سینے سے لگایا۔

۱۹۳۱ء میں پیر صاحب پھر پاکستان و ہند میں تشریف فرما ہو کر سلسلۂ عالیہ قادریہ کے فروغ اور دین اسلام کی تبلیغ کے لئے مستقلاً قیام فرمالیا۔ڈیرہ اسماعیل خان، وانا (جنوبی وزیرستان) اور ژوب میں زیادہ قیام فرماتے رہے۔تاہم اواخر عمر میں پھلروان (ضلع سرگودھا) میں رہائش پذیر ہو گئے۔سلطان محمد نواز عارف (بڑے حضرت صاحب) کا ۱۹۳۸ء میں انتقال ہو جاتا ہے اور انہوں نے اپنے فرزند سلطان غلام دستگیر القادری (حضرت صاحب) کو ہدایت فرمائی کہ وہ پیر صاحب سیّد یوسف فیض اللہ گیلانی کے ساتھ اپنا تعلق ہمیشہ قائم رکھیں جس پر حضرت صاحب نے پوری زندگی میں عمل کیا اور پیر صاحب کے روز وشب میں اس طرح عقیدت ومحبت کے ساتھ منسلک رہے جس طرح حضرت امیر خسرو دہلویؒ کا حضرت نظام الدین اولیاء کے ساتھ تعلق رہا۔اور یہ اس دور میں آداب طریقت ومحبت شیخ کے بیمثال نمونہ بن کر رہے۔

وصال سے قبل پیر صاحب نے اپنے فرزند سیّد احمد عادل گیلانی کو جانشین مقرر فرمایا۔مُلک بھر میں ہزار ہا اشخاص کو شرف خلافت بھی بخشا۔

پیر صاحب نے بغداد میں انگریزوں کے تسلط کے خلاف جہاد میں حصہ لیتے ہوئے جنگ آزادی عراق (۱۹۱۷ء۔۱۹۲۱ء) میں شرکت فرمائی۔تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔پاکستان کے معرض وجود میں آجانے کے بعد سرحدات کی حفاظت اور استحکام اور وحدت کے لئے کوشاں رہے۔صوبہ بہار کے مسلمانوں کے مسائل حل کرانے کے لئے وفود بھیجے۔صوبہ سرحد (موجودہ کے۔پی۔کے) میں ۱۹۴۶ء کے ریفرنڈم میں مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان فرمایا۔اور آپ کی کاوش سے ہندو کانگریس ناکام ہوئی۔اور

Marfat.com

پاکستان معرض وجود میں آیا۔ جہاد کشمیر (۱۹۴۷ء۔۱۹۴۹ء) میں امیر المجاہدین ہوئے۔ اس موقع پر پیر غلام دستگیر القادری (حضرت صاحب) نے آپ کے لشکر کو کمانڈ کیا۔ آپ کی قیادت میں صوبہ سرحد اور بلوچستان کے قبائل نے رضا کارانہ طور پر مظلوم کشمیریوں کی جہادو آزادی میں حصہ لیا جن میں وزیر، محسود، بھٹنی، آفریدی، مہمند، ورکزئی، بنگش، توری، خٹک، یوسفزئی، شیرانی، مندوخیل، کاکڑ، موسیٰ خیل، براہوی قبائل، دیر وسوات کے قبیلے اور سلمان خیل، دفتانی، خروٹی، ناصر (افغان قبائل) شامل جہاد ہوئے اور جموں کشمیر کا ایک بڑا حصہ (آزاد کشمیر) آزاد ہوا۔

قائد اعظم محمد علی جناح اور قائد ملت لیاقت علی خان نے پیر صاحب کی خدمات کا اعتراف کیا۔ وانا (جنوبی وزیرستان) میں جمعیت علمائے جنوبی وزیرستان کا قیام فرمایا جس کے تازیست صدر رہے۔ قبائل کی اخلاقی اصلاح کے ساتھ انہیں تعلیم اور زراعت کی طرف رجوع دلایا۔ نصف صدی کا عرصہ سلوک قادریہ میں تصوف اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ سیّدنا غوث الاعظم کا عرس ہر سال مناتے رہے۔ اس موقع آپ کا خطبہ سننے اور دعا میں شامل ہونے کے لئے ہزارہا مسلمانوں کا اجتماع ہوتا رہا۔ ہر خطبہ میں استحکام پاکستان، اتحاد عالم اسلام، جہاد اور کتاب وسنت پر عمل کی تلقین فرماتے۔

پیر صاحب حنفی اہلسنت، دوستدار شیخینؓ، محبّ اہلبیتؓ، مسلک حیات النبی و ولی ختم النبوت پر پختہ ایمان، تقریبات میلاد، گیارہویں شریف و اعراس اولیائے کرام کے داعی، اجابت دعا و استمداد ارواح مقدسہ پر یقین کامل کے حامل تھے۔ آپ راست گو، سخی مزاج، حلیم الطبع، عفوکن، عیب پوش، محکم یقین، پختہ ارادہ، شب بیدار، سنجیدہ، خوش خلق، بیدار مغز، پابند وعدہ، وفاشعار اور متوکل الی اللہ تھے۔

حضرت صاحبؒ پیر صاحب کے سفر و حضر، رزم و بزم، جلوت وخلوت کے یکتا اور بیمثال مقرب و رازدان تھے۔

حضرت صاحب کا لڑکپن اور پیر صاحب سے ملاقات:

یہ ایک چشم دید واقعہ وادی سون کے چشم و چراغ ملک احمد خان اعوان جو پیر

Marfat.com

صاحب سیّد یوسف گیلانیؒ کے مقرب و با اعتماد مشیر بھی تھے اور حضرت صاحب انہیں مخلص دوست اور بھائی سمجھتے تھے، انہوں نے بیان کیا ہے کہ جناب پیر صاحب سیّد یوسف فیض اللہ گیلانیؒ جب حضرت محمد امیر سلطان سجادہ نشین دربار حضرت سلطان باھو کی دعوت پر ۱۹۲۸ء میں دربار شریف تشریف لے گئے تو موسم سرما کی خنک صبح تھی اور حضور پیر صاحب پلنگ پر لحاف لپیٹے جلوہ افروز تھے۔ خانوادہ سلطان العارفین قدس سرہٗ کے متعدد افراد و دیگر معتقدین با ادب بیٹھے تھے کہ ایک نو سال کا کم سن بچہ حاضر ہوتا ہے اور میز پر نذرانہ رکھ کے خاموش کھڑا متلاشی نظروں سے پیر صاحب کی طرف دیکھتا ہے۔ بچہ سے پوچھا گیا کہ وہ کیا چاہتا ہے تو بچہ گویا ہوا کہ مجھے اپنی والدہ محترمہ نے حکم دے کر بھیجا ہے کہ پیر صاحب کو نذرانہ پیش کرنا اور ان کی قدم بوسی کرنا اب میں پیر صاحب کے قدم مبارک تلاش کر رہا ہوں کہ بوسہ دے سکوں۔ آفرین ہے ان ماؤں پر جنہوں نے اپنے بچوں کو بدروحنین کی لوریاں دیں اور مُرشد کا ادب سکھایا۔ حضور پیر صاحب یہ سُن کر محظوظ ہوئے لحاف سے پاؤں مبارک نکالا تو بچے نے بوسہ دے دیا اور پھر پیر صاحب نے ایک پلیٹ مٹھائی بچے کے سپرد کر کے شفقت فرمائی۔ حضور پیر صاحب کے استفسار پر بتایا گیا کہ یہ بچہ حضرت سلطان محمد نواز کا فرزند ہے اور اس کا نام (حضرت) غلام دستگیر ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل:

۲۸ نومبر ۱۹۵۰ء جناب پیر صاحب مبارک السّید یوسف گیلانی پیر آف وانا کو ''وار کمیٹی پاکستان'' نے ''لیفٹیننٹ کرنل'' کا اعزازی خطاب عطا فرمایا ہے۔ حکومت آزاد کشمیر نے آپ کو غازی کشمیر کا خطاب عطا کیا۔

سرکئی کے بیان کا مسئلہ:

۵ مئی ۱۹۵۱ء کو حضرت صاحب کی ڈیرہ اسماعیل خان میں پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی سے ملاقات ہوتی ہے اور یہ معلوم کر کے مطمئن ہوئے کہ پیر صاحب پر بعد جہاد کشمیر سرکئی پاوندہ کی طرف سے جو ایک دعویٰ چل رہا تھا خدا تعالیٰ کے فضل

Marfat.com

سے ختم ہو گیا ہے۔ سرکئی کا بیان غلط ثابت ہوا ہے۔ سرکئی نے ایک ہندو خاتون پچھی بائی کو مسلمان ہونے کے بعد اپنے نکاح میں لائے جانے کا دعویٰ کیا تھا جو غلط ثابت ہوا وہ خاتون نہ مسلمان ہوئی تھی اور نہ سرکئی کے نکاح میں آئی تھی۔ پیر صاحب نے دیگر غیر مسلم خواتین کے ساتھ ایک کیمپ میں اُن کو تحفظ دیا ہوا تھا۔

قائد اعظم:

ملک احمد خان معتمد خلیفہ پیر صاحب آف وانا کے مطابق قائد اعظمؒ سے پشاور میں پیر صاحب کی ملاقات ۲۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو ہوئی جس میں آپ کو گورنری کی پیش کش اور وزارت امور قبائل کی پیشکش کی گئی جو پیر صاحب نے قبول نہ کئے۔

شجاع عالم خان محسود (مہندس) کے مطابق پیر صاحبؒ نے قائد اعظمؒ سے تین سوالات کئے تھے:

ا۔صوبہ سرحد کے قبائل کے بارے میں اُن کا کیا خیال ہے؟

قائد اعظم نے فرمایا وہ ان کی زندگی بدلنا چاہتے ہیں۔آج قبائل نہ صرف مانگتے ہیں بلکہ اس پر فخر کرتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کے مانگنے والے ہاتھ بند ہو جائیں اور وہ دینا شروع کر دیں۔

۲۔آپ کے گرد صاف وشستہ لوگ نظر نہیں آتے؟

جواب: بیسیوں برسوں کے غبار سے صاف لوگ نکال کر حاصل کرنا آسان کام نہیں۔

۳۔ٹرائبل ایریا کے بارڈر سے آپ نے فوج ہٹا رکھی ہے جبکہ افغانستان کی طرف سے پشتونستان کے نعرہ کے باعث خدشہ ہو سکتا ہے؟

جواب: فرنٹیر کے لوگ ہم سے بہتر پاکستانی ہیں اس لئے مجھے ان لوگوں سے کوئی خدشہ نہیں۔

پیر صاحب مزید کچھ یادیں:

سال ۱۹۵۱ء کے کچھ واقعات بھی درج کئے جاتے ہیں۔

۲۴ اگست ۱۹۵۱ء پھلروان میں پیر صاحب کے مکانوں کی الاٹمنٹ کا کام تھا۔غازی

Marfat.com

محمد نواز شیخ کسی ملنگ سے لڑ پڑا اس فیصلہ کے لئے بھی پیر صاحب کے حکم کے مطابق حضرت صاحب پھلروان سرگودھا کو روانہ ہوئے اور رات اسٹیشن پر جا گزاری۔ پھلروان پہنچ کر پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی اور شہزادیوں کو بالکل خیریت سے پاتے ہیں، پیر صاحب کا ڈی سی سے بھی کام ہوا جو نوشہرہ خوشاب کے دورہ پر تھا۔

۵ نومبر ۱۹۵۱ء صبح پیر صاحب آف وانا ٹانک تشریف لے گئے۔ زخمیوں کی فہرستیں پولیٹیکل ایجنٹ جنوبی وزیرستان عطاء اللہ خان کو انہوں نے سپرد کیں۔ ملک سیلانی بھی ان کے ساتھ رہے۔

۱۱ نومبر ۱۹۵۱ء پیر صاحب کا گورنر سرحد سے پشاور میں ملکر پھلروان واپس آنا تھا اور پھر کراچی حیدرآباد سندھ کا دورہ بھی ان کے پروگرام میں تھا۔

۱۱ جنوری ۱۹۵۲ء پیر صاحب وزیر اعظم سرحد عبدالقیوم خان اور میجر یوسف پولیٹیکل سیکرٹری اور جنرل میر محمد خان افغان کو ملے۔ حضرت صاحب کا انتظار کرتے رہے جو نہ پہنچ سکے۔

پیر صاحب فورٹ سنڈیمن میں علمائے کرام بلوچستان کے جلسہ بارہ وفات میں شرکت کرنے گئے اور حضرت صاحب ان کے ساتھ ٹانک تک گئے۔

ملاّ شور بازار:

۸ ستمبر ۱۹۵۶ء کو معلوم ہوا کہ ملاّ شور بازار (کابل حضرت صاحب) جو کہ خاندان نقشبند دہلوی سے تھے اور مقیم کابل تھے۔ اس جہان سے عالم بقا کو رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت صاحب اور پیر صاحب سپین (جنوبی وزیرستان) میں ملک امر دین یار گل خیل کے ہاں تھے اور جناب پیر صاحب مبارک نے بمقام مدرسہ اہل سپین کو خطاب فرمایا۔ اپنا بغداد شریف جانے کا پروگرام بتایا۔ باہمی صُلح واتحاد کی تلقین فرمائی۔ اور حکومت سے وفاداری کا حکم دیا۔ نیز فرمایا کہ ہم ہمیشہ سے پشتونستان کے مخالف ہیں اور آئندہ بھی رہینگے۔ پشتونوں کی سالمیت افغانستان اور پاکستان کے استحکام کے ساتھ ہے۔

Marfat.com

درگاہ سردار بخش شہید بھکر:

۲۱ ستمبر ۱۹۵۶ء کو حضرت صاحب پروگرام کے مطابق عرس سردار بخش شہیدؒ پر بھکر پہنچ چکے تھے جبکہ پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی بھی وہاں تشریف لائے اور عرس کے اجتماع میں قوم سے خطاب فرمایا۔ اپنا تشریف لانا، خاندان سلطان باھو صاحب کا غوث پاک سے قرب اور مسئلہ جہاد پر روشنی ڈالی اور نماز عصر کی پیر صاحب نے امامت فرمائی۔

وقف جائیداد اور اولاد غوث الاعظمؓ:

۱۶ فروری ۱۹۵۷ء کو حضرت صاحب بغداد شریف میں لکھتے ہیں کہ یہاں وقف جائیداد والا مقدمہ فیصلہ ہو چکا ہے اور گزٹ بھی شائع ہو چکا ہے۔ پیر صاحب اور ان کی تمام اولاد کو حق دار تسلیم کیا گیا ہے۔ یہاں بغداد شریف کے تقریباً ۱۷۷ افراد مرد اور ۱۶۶ کسان مستورات اولاد غوث پاک کو اس جائیداد کا مستحق بنایا گیا ہے۔ موجودہ اولاد غوث پاک کا شجرہ بھی درج ہے۔

شعیب قریشی سفیر پاکستان:

حضرت صاحب نے ۵ مارچ ۱۹۵۷ء کو بغداد میں پاکستان کے سفیر جناب شعیب قریشی سے پیر صاحب کے ہمراہ ملاقات کی اور فرماتے ہیں وہ بہت محبت سے پیش آیا۔ پرانا تجربہ کار معاملہ فہم اور سنجیدہ شخص ہے۔ اس کے خیالات بھی مذہبی ہیں پیر صاحب کے زرمبادلہ کے لئے ان سے درخواست طلب کی۔ آپ کو سفیر صاحب نے دعا کے لئے کہا تاکہ اُس کے لئے اور پاکستان کے لئے دعا فرمادیں۔

ایک نئی قوم ”صبی“:

بغداد میں معلوم ہوا یہاں ایک نئی قوم صبی کہلاتی ہے تمام بغداد میں صرف ان کی بڑی داڑھیاں ہیں۔ یہ حضرت یحیٰ علیہ السلام کی امت کہلاتے ہیں۔ شیطان کو برحق سمجھتے ہیں اور مجوسیوں کی قسم کے لوگ ہیں۔ زرگری پیشہ رکھتے ہیں۔

Marfat.com

قوم اباضی اور سفر خلیج:

۹ فروری ۱۹۵۷ء کو حضرت صاحب بحری جہاز سے بغداد شریف جانے کے لئے خلیج عمان میں سے سفر کر رہے تھے۔ لکھتے ہیں کہ مسقط کے قریب ایک قوم اباضی آباد ہے۔ان کے چند افراد ساتھ سوار ہوئے۔اباضی ''لکرھون الشیخین ویحبون الشیخین'' مذہب رکھتے ہیں۔یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے نفرت رکھتے ہیں اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے محبت رکھتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ نے نہروان میں حضورﷺ کے حکم سے لڑائی لڑی تھی۔ یہ لوگ کھلے ہاتھ نماز پڑھتے ہیں۔نماز میں ادھر اُدھر دیکھ بھی لیتے ہیں اور ایک دوسرے کو اشارہ بھی کر لیتے ہیں۔یہ لوگ سحر بھی جانتے ہیں۔قدیم زمانہ میں ان کے آباؤ اجداد مشہور ساحر ہو گزرے ہیں۔

دو روز بعد ہم خلیج فارس سے گزر رہے تھے اور قطر سے گزرے جہاں برائے نام عرب شیخوں کی حکومت ہے تسلط انگریزوں کا ہے یہاں آئل کمپنی ہے۔اگلے روز ہم بحرین پہنچے جو خلیج فارس میں جنوبی کنارہ ہے بڑا جزیرہ ہے تیل کے چشمے ہیں۔ انگریزوں کا تسلط ہے۔پہلے ایران کا قبضہ تھا۔یہاں بھی شیخ برائے نام حکمران ہیں۔الخبر جسے اردوبیہ کہتے ہیں یہاں سے دس میل دور عرب علاقہ میں ہے وہاں امریکن کمپنی کا کنٹرول ہے۔کویت ریگستان ہی ہے انگریزوں کی تیل کمپنی اور تسلط ہے برائے نام شیخ حکمران ہیں۔

۱۵ فروری ۱۹۵۷ء ہم آبادان (ایران) کے ایک شہر میں جو تیل کا مرکز ہے پہنچے۔ آبادان سے جہاز خرم شہر پہنچا وہاں بصرہ آ کر لنگر انداز ہوا۔بصرہ عراق کی مشہور بندرگاہ ہے۔یہاں سے ریل پر سوار ہو کر ہم ۱۶ فروری ۱۹۵۷ کی صبح بغداد غربی پہنچے۔پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی اور شہزادہ سید غالب کی زیارت ہوئی جو ہمارے لئے سٹیشن پر تشریف لائے۔پیر صاحب نے تمام شکل و شباہت و لباس عراقی پہنا ہوا ہے۔بخیریت کرادۃ مریم شارع شواف پہنچے۔

Marfat.com

سیّد یوسف گیلانی پیر آف وانا کے عربی اشعار:

حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ جناب پیر صاحب آف وانا نے ۸ ستمبر ۱۹۵۶ء کو یہ عربی کے اشعار عنایت فرمائے جو ''توئی خولہ'' میں تحریر کیے گئے۔

تَرَکْتُ حَبِیْبَ الْقَلْبِ لَد عَنْ مَلَالَتٍ
وَلٰکِنْ جَنَا ذَنْبٌ'' یُؤَلْ اِلٰی التَرکِ
اَرَادَ شَرِیْکًا فِی الْحُبِّتِ بَیْنَنَا
وَ اِیْمَانُ قَلْبِی لَا تَخِیْلُ اِلٰی الشِرکِ

میں نے دلی معشوق کا ترک نفرت کی وجہ سے نہیں کیا
لیکن اس نے جرم کیا جو میں ترک محبت پر مجبور ہوں
اُس نے میری محبت میں کسی کو شریک کرنے کا ارادہ کیا تھا
اور میرا دلی ایمان شرک کی طرف مائل نہیں ہو سکتا

جناب پیر آف وانا نے ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو اپنے دست مبارک سے لکھ کر کوئٹہ میں یہ شعر عنایت فرمایا:

یُبَشِّرُ نِی الْھِلَالُ بِقُرْبِ مَوتِی
وَافْرَحُ کُلَّمَا ھَلَّ الْھِلَالُ

(ہلال مجھے موت کے نزدیک آنے کی خوشخبری دیتا ہے۔اور مجھے پھر بھی ہلال نظر آنے پر خوشی ہوتی ہے)۔

۱۲ فروری ۱۹۶۰ء کو پیر صاحب السید یوسف گیلانی بغدادیؒ نے علی الصبح سبی میں بنگلہ دینار خان کورد میں یہ شعر تحریر فرما دیا۔

لا تسل عن حال جسمی والھوی
بین وڈی مالھذا الحال شرح

(میرے جسم اور محبت کے حال سے مت پوچھ۔اے میری محبت کے فرزند (دوست) اس حال کی شرح نہیں ہے)۔

Marfat.com

پیر صاحب آف وانا پھلروان میں:

۹ مارچ ۱۹۶۱ء / ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ کو میں پھلروان پیر صاحب سید یوسف گیلانی بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا ''میں بیمار تھا تم میری بیمار پُرسی کو بھی نہ آئے''۔ فرمایا ''میں نے بہن بھائی چھوڑے ہیں، بیوی بچے بھی چھوڑ سکتا ہوں لیکن تمہیں نہیں چھوڑ سکتا''۔ فرمایا ''میں اکیلا ہوں میرا کوئی دوست نہیں، مجھ سے دوری اختیار نہ کرو''۔ فرمایا ''اب میں یہی کہونگا کہ تم ظالم ہو بڑے ظالم ہو''۔ فرمایا ''مجھے سکون اور راہِ وفا کی تلاش رہی، سکون تو نہ ملا البتہ وفا تجھ میں نظر آئی مگر تم بھی اب مجھ سے کنارہ کش ہو رہے ہو''۔

پیر صاحب کے حکم کے مطابق بھلوال کے قریب سلطان پورہ میں ملک فیروز خان نون کا دو مربعہ رقبہ ملاحظہ کیا جو پیر صاحب خریدنا چاہتے ہیں موقعہ محل بہت اچھا ہے بر لب سڑک ہے زمین بھی اچھی ہے پانی بھی نہر سے علیحدہ کھال ہے۔ نون صاحب -/2500 فی ایکڑ چاہتے ہیں۔

۱۴ مارچ ۱۹۶۱ء جناب پیر صاحب تیسرے روز سے ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے ہیں۔ آپ نے بھلوال والی زمین کا بذات خود ملک فیروز خان نون سے بات چیت کر کے فیصلہ کرایا ہے عید کے ایک ہفتہ بعد سودا مکمل ہو جائے گا۔

میرے ذمہ اب کوئی کام باقی نہیں۔ بہت دریافت کیا لیکن کچھ معلوم نہ ہوا۔ ڈیرہ حاضر ہونے کا بھی کوئی فرمان نہیں۔ یہاں بھی نہیں ٹھہر سکتا اور دربار شریف جا کر عید گزارنے کو جی نہیں چاہتا اس لئے اب حیران ہوں کہ کہاں جاؤں۔

ایک حادثہ میں پیر سیّد یوسف گیلانی کے ہمراہ:

مورخہ ۳ اپریل ۱۹۶۲ء بوقت شام پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی پھلروان سے سرگودھا تشریف لا رہے تھے جب چکیاں (موجودہ حیدر آباد ٹاؤن) کے نزدیک پہنچے تو آپ کی جیپ ایک تیز رفتار ٹرک سے ٹکرا گئی۔ جیپ میں پیر صاحب، شہزادہ سیّد احمد عادل، حضرت صاحب، خلیفہ میاں نور الٰہی (آف تخت ہزارہ) اور ڈیرہ

Marfat.com

اسماعیل خان کا ایک مستری سوار تھے۔حادثہ میں حضور پیر صاحب ،شہزادہ صاحب ، ڈرائیور اور مستری تو بال بال بچ گئے مگر حضرت صاحب اور میاں خلیفہ نور الٰہی شدید زخمی ہوئے۔زخمیوں کو ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا داخل کرایا گیا اور پیر صاحب اپنے ذاتی مکان واقع بلاک نمبر ۱۵ سرگودھا تشریف لے گئے۔حضرت صاحب کے داہنے ہاتھ کی ۲ انگلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور تمام جسم پر خفیف ضربات آئیں۔میاں نور الٰہی کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی جو چند روز بعد لاہور میں انتقال کر گیا۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)

دوسرے روز صبح سویرے حضور پیر صاحب حضرت صاحب کو دیکھنے ہسپتال تشریف لے گئے اور انگلیوں کا ایکسرے کرا کر حضرت صاحب کو اپنے ہمراہ مکان پر لائے جہاں ملک غلام سرور خان تیمارداری کے لئے حضرت صاحب کے شفاء یاب ہونے تک خدمت میں حاضر رہا۔وہ دیگر خدمات کے علاوہ حضرت صاحب کی روزانہ ڈائری بھی رات کو بارہ بجے لکھا کرتا تھا۔

حضور پیر صاحب نے اپنی ساری مصروفیات منسوخ کر دیں اور حضرت صاحب کی چارپائی کی پینتی پر عموماً تشریف فرما رہتے۔صبح کا ناشتہ اور دونوں وقت کا کھانا اپنے دست مبارک سے لقمے بنا کر کھلاتے اور یہ سلسلہ ۱۵ دن چلتا رہا۔تا وقتیکہ حضرت صاحب اپنے ہاتھ سے خوراک نہ کھانے لگے۔تب حضرت صاحب کو حضور پیر صاحب اپنے ہمراہ پھلروان لے گئے۔محبّ اور محبوب کے نازک لطیف اور پُر اسرار مکالمات ملک غلام سرور خان نے اپنے کانوں سے سُنے اور آنکھوں سے دیکھے وہ کہتے ہیں کہ خدا شاہد ہے کہ حضور پیر صاحب کو اس واقعہ کے علاوہ زندگی بھر کسی اور مسہری پر بیٹھے نہ دیکھا جبکہ کسی کو نوالے اپنے دست مبارک سے کھلانا تو دور کی بات ہے۔

حضرت صاحب ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ ملک زرجان (درامن خیل) جو ایک قبائلی لڑائی میں زخمی ہونے کی وجہ سے میو ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج تھے اس کو کہہ دیں کہ میں نے بھی تمہاری طرح کچھ دن مزے لئے ہیں۔

Marfat.com

ہلال عید اور پیر صاحب:

۲۳ ستمبرؑ۱۹۷۱ء/ ۲ شعبان ہے اور ژاور بدر میں ہوں میں نے آج شعبان کا چاند دیکھا دل میں وہ نظارہ چھا گیا جب پچھلے سال ریل کار میں پھلروان سے لاھور سفر کرتے ہوئے پیر صاحب کے ساتھ دیکھا تھا۔ آج رات ہی پیر صاحب کا گرامی نامہ آیا خیریت سے ہیں فرماتے ہیں اپنا کام کرو میں تجھے بلاتا تو نہیں لیکن یہ بتاؤ کہ آؤ گے کب؟ میں نہیں چاہتا کہ تجھے حج سے روکوں البتہ یہ آرزو ہے کہ بغداد جاؤں اور تم بھی ساتھ ہو۔۔۔۔

کچھ روز بعد پیر صاحب کی خدمت میں ایک گیلن شہد اور کچھ تلی کا آٹا بدست راجہ خان ایمار خیل ارسال کیا۔

Marfat.com

باب سوم

پاکستان

ملّی خدمات:

حضرت صاحب سیاست اور عہدوں کے شوق سے ہمیشہ لاتعلق رہے مگر آپ نے تحریک پاکستان میں پوری دلچسپی لی اور ہر علاقہ کے عوام میں اسلام کی تبلیغ وطریقت کی وسعت کے ساتھ ساتھ عوام میں مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ آزاد ملک کے قیام کی اہمیت بیان کرتے رہے بالخصوص صوبہ سرحد(موجودہ خیبر پختونخواہ صوبہ) میں جہاں کانگریس کا زور تھا وہاں پاکستان کے حق میں لوگوں کو تیار کیا۔

قیام پاکستان کے بعد آزاد کشمیر کی جنگ میں ۱۹۴۷ء تا ۱۹۴۹ء آپ نے ایک مجاھد کی حیثیت سے بے لوث خدمات سرانجام دیں۔صوبہ سرحد(کے پی کے موجودہ) کے قبائل محسود، وزیر، بھٹنی وغیرہ پر مشتمل چالیس ہزار قبائل کا لشکر آپ نے کمانڈ کیا۔یہ لشکر پیر آف وانا کے لشکر کے نام پر مشہور ہے۔پیر آف وانا سیّد یوسف گیلانی بغدادی(ف۱۹۷۶ء) کا اُن دنوں وانا جنوبی وزیرستان میں ہی زیادہ قیام تھا۔سیّد یوسف گیلانی پیر آف وانا ایک بلند کردار اور مدبر انسان تھے جن کا ذکر خیر ہو چکا ہے۔اُن سے حضرت صاحب کو سیّدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ کے خانوادہ سے ہونے کے باعث اور اپنے والد مکرم کے فرمان کے مطابق جو والہانہ محبت وعقیدت رہی اُسکی طریقت وعرفان کی تاریخ میں ایسی درخشاں مثال بہت کم ملتی ہے۔حضرت صاحب نے قبائل کا مذکورہ عظیم الشان لشکر پیر صاحب آف وانا کی سربراہی میں جمع کیا اور اُن کے نائب کی حیثیت سے کمانڈنٹ کے فرائض ادا کیے۔کشمیر میں جب فائر بندی کا حکم صادر ہوا تو اُس موقعہ قبائل کا لشکر سرینگر تک پہنچ چکا تھا جسے فتح کر لینا چند گھنٹوں کا کام تھا۔حکومت آزاد کشمیر نے آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کو ''فخرِ کشمیر'' کا خطاب عطا کیا۔

Marfat.com

پیر صاحب سیّد یوسف گیلانیؒ نے پشاور میں ۱۹۴۷ء کو قائد اعظم سے ملاقات کے بعد جب قبائل کے لشکر کو تیاری کے لئے حضرت صاحبؒ کے سپرد یہ کام کیا تو حضرت صاحب بارگاہ رب تعالیٰ میں سجدہ ریز ہو گئے تھے اور دعا کی کہ مجاہدین کو فتح و نصرت عطا کی جائے اور وہ خود ہر طرح سے ذاتی طمع و لالچ سے آزاد رہنے کی توفیق کے حصول کے لئے دُعا گو ہو گئے۔ چنانچہ آزاد کشمیر کے حصول کے بعد جب حکومت پاکستان نے آپ کو اراضیات بطور انعام دینے کا فیصلہ کیا تو آپ نے انکار کر دیا اور حکومت آزاد کشمیر نے جب "فخرِ کشمیر" کا خطاب عطا کیا تو آپ نے انکار کر دیا مگر پیر صاحب آف وانا کے فرمان پر فخرِ کشمیر کا خطاب آپ نے حاصل کر لینے پر آمادگی کا اظہار کر لیا۔ جنوبی وزیرستان کے قبائل کو جب علم ہوا کہ حضرت صاحبؒ نے حکومت پاکستان سے کسی قسم کا انعام حاصل کرنے سے انکار کیا ہے تو انہوں نے سروکئی جنوبی وزیرستان کے علاقہ پستے میں ایک وسیع اراضی کئی قوموں نے مل کر حضرت صاحبؒ کے نام کر دی جسے بعد میں حضرت صاحبؒ نے تکیۃ القادریہ کا نام دے کر آباد کیا اور اپنا نمائندہ پچی ملّا اور اس کے فرزند نور اللہ خان کو نگرانی کے لئے مقرر کر دیا۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں حضرت صاحب نے نہایت مستعدی کے ساتھ جنوبی وزیرستان سے قبائل کا لشکر سپلائی کر دیا اور یہ قبائل اس جنگ میں لاہور اور قصور کے محاذوں پر حکومت کی اجازت سے شامل ہوئے اور خاطر خواہ کامیابیاں حاصل کیں۔ ۱۹۷۱ء میں ہندوستان سے جنگ کے موقعہ پر بھی آپ نے قبائل کا ایک بڑا لشکر تیار کیا گیا مگر حکومت پاکستان نے اس لشکر کو جہاد کرنے کی اجازت نہ دی۔ حالانکہ آپ نے اس جنگ کے موقعہ پر سرحد کے فوجی گورنر اور ڈیرہ اسماعیل خان کے کمشنر سے رابطہ بھی کر لیا تھا۔ بہر حال قوم کو جب بھی ضرورت پڑی آپ نے اپنی خدمات پیش کیں اور خود کو اندرونی سیاست سے آزاد رکھا۔

تحریک پاکستان اور حضرت صاحب کا عملی حصہ:

صاحبزادہ پیر غلام دستگیر القادری (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۶ء) حضرت سلطان محمد

Marfat.com

نوازؒ کے فرزند ارجمند اور حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ (۱۶۲۹ء۔ ۱۶۹۱ء) کی اولاد ہونے کی نسبت سے نویں (۹) پشت میں نامور و فعال شخصیت، پاکستان میں صوفیاء کے سلسلۂ قادریہ میں معروف پیر طریقت تھے جو پنجاب کے علاقہ شورکوٹ میں گزر بسر فرما چکے ہیں۔

پیر غلام دستگیر القادری ایک بلند پایہ عالم، شاعر اور پیر طریقت جن کے مریدین و پیروکار تمام ملک میں موجود ہیں بالخصوص جنوبی وزیرستان اور بلوچستان کے قبائل میں اُن کے پیروکاروں کی اکثریت رہی ہے۔آپ نے پاکستان کے حصول اور ھند میں مسلمانوں کی آزاد حکومت کے لئے مسلم لیگ کی ہر سطح پر رضاکارانہ حمایت کی۔

مسلم لیگ کی حمایت میں آپ نے ٹانک (ڈیرہ اسماعیل خان ڈویژن) کے نواب قطب دین کٹی خیل کی ۲۱ صفر المظفر سے ۲۳ صفر المظفر ۱۳۶۵ھ (۱۹۴۶ء) اپنے دوروں میں سرپرستی فرمائی۔وادی بدر جنوبی وزیرستان میں محسود قبائل کا مخصوص علاقہ ہے آپ نے یکم شوال المکرّم ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء کی عید الفطر منائی۔اس موقع وہاں کے تمام قبائل جمع ہوئے اور آپ نے تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں۔۱۳ شوال المکرّم ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء کو آپ نے بات خیل قبیلہ کے درہ علاقہ رزین شوال میں قبائل کی معاشرتی معاملات میں اصلاحات لانے کے لئے تقاریر کیں۔۲۹ شوال المکرّم ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۶ء کو آپ نے جنوبی وزیرستان کے سرکی خیل قبائل میں بھی لیکچرز دیئے جو تبلیغ و اصلاح کے لئے تھے۔

پنڈت جواھر لعل نہرو، خان صاحب اور غفار خان بھی ۲۳ ذی القعد ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء کو جنوبی وزیرستان مین آئے مگر پیر غلام دستگیر القادری اور عزت مآب روحانی رہنما سیّد یوسف الگیلانی پیر آف وانا (۱۹۰۵ء۔۱۹۷۶ء) کے کامیاب دوروں کی وجہ سے قبائل نے کانگریس کو مکمل مسترد کر دیا تھا اور انہوں نے صاف کہ دیا کہ وہ اللہ جل شانہٗ کے دشمنوں کو پسند نہیں کرتے۔نہرو کے معاون گروہ پر پتھر پھینکے گئے۔لوگوں نے اُسے بُرا بھلا کہا اور اسے واپس اپنے ''پکوڑوں'' کے لئے چلے جانے کا عندیہ دے دیا

Marfat.com

گیا۔میر دل کا کامال خیل (جنرل عالم جان محسود کا دادا) نے نہرو جھنڈی کی بجائے ڈنڈا دکھایا۔

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء کو آپ نے سپنکئی جنوبی وزیرستان میں محسود، وزیر، بھٹنی مشترکہ قبائل پر مشتمل جرگہ میں مسلم لیگ کے رہنما کے طور پر شرکت فرمائی۔ یہ قبائل اپنے مشر رہنماؤں کے ساتھ شامل ہوئے تھے اور انہوں نے اس موقعہ پاکستان اور مسلم لیگ کے حق میں قرار دادیں منظور کیں۔اسی طرح ۱۴ اور ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۶۶ھ / جولائی ۱۹۴۷ء کو ٹانک کے قریب کوٹ نواز گومل میں آپ نے میانی قبائل کو اکٹھا کیا اور انہیں ہدایت کی وہ پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت کے لئے آگے آئیں۔پیر صاحب آف وانا بھی اسی مقصد کے لئے پیر غلام دستگیر القادری کے ساتھ رہنما ہو کر اُٹھ چکے تھے اور انہوں نے ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء کو خاطر خواہ ووٹرز پیدا کر لئے جنہوں نے پاکستان کے لئے کام کیا۔ٹانک کے قریب ڈیرہ کے مقام پر انہوں نے ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء کو اپنے لیکچرز سے کانگریسیوں کی بڑی تعداد کو لیگ کے حق میں لے آنے پر کامیابی حاصل کی۔

بدر نکر نخیل میں عید کے اجتماع میں گیگا خیل اور کیکاڑی مشران بڑی تعداد میں شامل ہوئے ۔بعد نماز عید حضرت صاحب نے ذیل کا وعظ و نصائح کئے جو کہ قوم نے نہایت خوشی سے سنا اور قبول کیا۔سب نے بیان کیا کہ ان باتوں پر پابند رہینگے اور دل و جان سے اپنے آپ کو پاکستان کا حامی بتایا اور مخالفین پاکستان کے فریب میں نہ آنے کا وعدہ کیا۔ذیل میں نصائح کی گئیں:

۱۔پاکستان کی ماہیت،اس کا مورد وجود میں آنا اور مبارک بادی۔مکمل آزادی کا ذکر۔

۲۔وزیرستان اس کا محل وقوع اس کا پاکستان کے ساتھ ملکی اسلامی اور معاشرتی و تمدنی تعلق۔

۳۔پاکستان کی امداد کے لئے پیر صاحب آف وانا کی دعوت پر لبیک کہنے کی تاکید

۴۔امداد پچی ملا کو بصورت زکوۃ (ایک انفرادی امداد)

Marfat.com

۵۔آلو کی زکوٰۃ نکالنا اور اس کا نرخ مقرر کرنا (ایک اجتماعی مفاد کا کام)
۶۔سال گذشتہ وعدہ ختنہ و کوتاہی درو (دینی و تمدنی اصلاح کا زیر عمل لانا)
۷۔پابندی دین و اتفاق و اتحاد اقوام کے لئے باہمی قومی مقدمات بالخصوص مقدمات کیگا خیل کا جلد از جلد خاتمہ کے لئے لائحہ عمل اختیار کرنا۔
۸۔عمارتی لکڑی برائے پیر صاحب مبارک کے ضروری تعمیرات میں تعاون کے لئے اجتماعی ہاتھ بٹانا۔

دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے سجادہ نشین حبیب سلطان نے بھی لکی مروت سے پشاور تک ان دنوں میں مسلم لیگ کی حمایت میں دورہ کیا۔ پیر صاحب آف وانا سیّد یوسف الگیلانی نے وانا کیمپ میں ۲۹ جولائی ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے جھنڈا کو لہرایا جو پیر غلام دستگیر القادری کے روزنامچہ کی یاداشتوں میں تحریر ہے۔ یکم شوال بروز عید الفطر ۱۳۶۶ھ / ۱۸ اگست ۱۹۴۷ء کو پیر غلام دستگیر القادری نے بدر نکرنخیل میں محسود قبائل سے خطاب فرمایا جس میں مسلمانوں کی جداگانہ آزاد سرزمین پاکستان کے لئے وفادار رہنے پر زور دیا۔

پیر غلام دستگیر القادری کے مطابق اُن کے روحانی رہنما پیر صاحب آف وانا نے ۱۵ جولائی ۱۹۴۷ء کو پاکستانی پرچم وانا تحصیل پر بھی لہرایا تھا۔ پیر غلام دستگیر القادری نے قاضی شیر علی خان کو دوستی کی طرف آنے کی کوشش کی مگر وہ مخالفت میں ہی رہا۔ یہ ایک ایسی خفیہ رازداری کی بات تھی جو حضرت صاحب کے روزنامچہ سے منکشف ہوا ہے۔ چنانچہ پیر غلام دستگیر القادری نے مذاکرات کا ایک راونڈ شیر علی خان کے ساتھ پاکستان کے بارے میں لگایا اور ملک کی سرحدات کے بارے میں مذاکرات کئے۔ یہ گفتگو ۸ شوال ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء کو قرار پائی تھی۔ وہ پاکستان کے ساتھ حمایت پیدا کرنے کے لئے اور دوستی کے لئے فقیر آف اپی سے بھی اپنی کوشش جاری کرتے ہیں اور ۶ شوال المکرم ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء کو اسے پیغام بھیجتے ہیں۔ اسی طرح آپ گل ختام اور شیوا فقیر کو بھی جنوبی وزیرستان میں مخالفت پر پاتے ہیں۔

Marfat.com

آخر کار ۸ شوال المکرّم ۱۳۶۶ھ/۲۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پیر غلام دستگیر القادری وزیرستان کے حاجی مرزان علی المعروف فقیر آف اپی سے ملاقات کی اور اُن کو یہ نصیحت دیکر رخصت ہوئے کہ وہ پاکستان کے ساتھ دوستانہ تعلق پیدا کرلیں کیونکہ پاکستان کے ساتھ جنگ ایک اسلامی مملکت کے خلاف بغاوت سمجھی جائے گی۔ دوسرے دن فقیر اپی حضرت صاحب کو اپنے پیغام میں پاکستان کے ساتھ معاونت کرنے کے خیال پر پسندیدگی کی تصدیق کرتے ہیں۔

مزید برآن پیر غلام دستگیر القادری کی جناب ابو سعید کے ساتھ ملاقات فقیر اپی اور اس کے پیغام کے ضمن میں ہوتی ہے جس کا پیغام فقیر گلیشی کو بھی ہو جانا بڑی اہمیت کا حامل تھا۔

برصغیر میں سول وار:

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ/ ۸ مارچ ۱۹۴۷ء معلوم ہوا کہ ملتان لاہور امرتسر وغیرہ میں سول وار یعنی ہندو مسلم فساد زوروں پر ہے۔

دو روز بعد ڈیرہ اسماعیل خان میں روزانہ بیسیوں اور سینکڑوں لیگی حامی سول نافرمانی کر کے اپنے آپ کو قید کرا رہے تھے۔

ریڈیو پر اعلان ہوا کہ مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو رہے ہیں کیونکہ پنجاب کی تقسیم نے کانگریس کی ہندو پرستی کا پول فاش کر دیا ہے۔

۱۸ مئی ۱۹۴۷ء فرقہ وارانہ فسادات سے ٹانک میں آگ لگی تمام کا تمام بازار اور ہندوؤں کے تمام گھر اور محلے سامان سرائیں وغیرہ نذر آتش ہوگئیں صرف ہندووں کے وہ مکانات جو کہ مسلمانوں کے متصل تھے آگ سے بچ گئے۔ ہندوؤں کے مال بچے اور جانیں لیگی محسودوں کی مدد سے بچ گئیں کیونکہ لیگی مسلمان کپتان میر بادشہ خان وغیرہ محسودوں کے آگے ان ہندووں کے ہتھیار ڈالے ہوئے تھے اور ان کے ہمسائے تھے۔

تین ماہ بعد صوبہ سرحد میں پاکستان اور ہندوستان کا استصواب رائے شروع ہو گیا۔

Marfat.com

کانگریس ہندوستان کے نام پر مقابلہ نہیں کرنا چاہتی اور پٹھانستان کا پراپاگنڈا کر رہی ہے۔مگر ریفرنڈم کمشنر نے اسے خلاف قانون قرار دیا ہے۔غفار خان پشاوری وغیرہ اسی کوشش میں ہیں۔حضرت صاحب ٹانک سے وانا روانہ ہو جاتے ہیں۔پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی کی زیارت اور ووٹروں کا پولنگ اسٹیشن پر لانا مقصود ہے۔

وانا میں پراپاگنڈا ہے کہ غنی خان ولد غفار خان پشاوری اپی فقیر صاحب کو ملا ہے اور بہت دنیا کانگریس کی اسے دی ہے اور حاجی صاحب مسلم لیگ کے خلاف دن رات پراپاگنڈا میں مشغول ہے اور لوگوں کو پٹھانستان بنانے اور حمایت کے لئے ورغلا رہا ہے۔پیر صاحب مبارک مسلم لیگ کا خیال رکھتے ہیں اور پاکستان کے حامی ہیں۔

۷۔۸ اگست ۱۹۴۷ء کو دریا خان ،بھکر ،بہل ،منکیرہ اور حیدرآباد بھی شدید متاثر ہوا۔ لوٹ مار ،آتش زنی کی وارداتیں راستے بند اور ریلوں پر سخت خطرہ اور حملے شروع تھے البتہ گڑھ مہاراجہ اور جھنگ میں محفوظ ریلیف کیمپ بن چکے اور امن ہے۔

ریلیف کیمپ مگھیانہ محلّہ باغ والہ میں جا کر دیکھا ہندوؤں کو روپیہ پیسہ پانی کی مکمل سہولت ہے اور امن و امان سے ہیں جبکہ ہندوستانی مسلمان جو آرہے ہیں ان کی جو حالت دیکھی اور سُنی جاتی ہے دل پاش پاش کرنے والی ہے۔

تحریک پاکستان،آپ بیتی اور تاثرات:

اب ڈیرہ اسماعیل خان گومل اور وزیرستان میں تحریک پاکستان کے لئے کیا کچھ ہوا یہ حضرت صاحب کی آپ بیتی خود ان کی یاداشتوں سے ملاحظہ ہو۔

۱۹ صفر ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۴۶ء کو دربار شریف (حضرت سلطان باھوؒ) نوابزادہ ہیبت خان خلف الرشید نواب قطب الدین خان صاحب آف ٹانک اور غلام رسول خان، ملک مرتضٰی اور باز گل محسود موٹر کار پر آئے ان کا مطالبہ ہوا کہ میں ساتھ ٹانک جاؤں اور نواب صاحب مسلم لیگ کی ٹکٹ پر کھڑا ہے اور اس کی مدد کروں۔حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں بھی لیگی خیال کا ہوں مگر اب جانے سے معذور ہوں جن کی وجوہات ذیل میں ہیں۔

Marfat.com

ا۔ایک تو آزاد شخص ہوں۔

۲۔آجکل ہی مجھے سندھ جانا ضرور ہے۔

۳۔امیدوار جب کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر ووٹروں بیچاروں کے مطالبے اور حقوق نظر انداز کر دیتے ہیں اور پھر ان مسکینوں کی لعنت ملامت ان لوگوں پر ہوتی ہے جو کہ انہیں اس طرف ووٹ دینے پر مجبور کرتے ہیں۔

۴۔معلوم ہوتا ہے کہ قبلہ برادرم بزرگوار حضرت غلام باھو صاحب بھی لیگ کے خلاف اور احرار و جمعیت علماء کے حامی ہیں۔

ٹھیکیدار غلام یٰسین کا کاغذ آیا ہے کہ حضرت غلام باھو صاحب نے اطلاع بخشی ہے کہ احرار اور جمعیت العلماء کی مدد کرو باقی پارٹیاں شیاطین کی ہیں۔ٹھیکیدار خود ٹانک میں مسجد احرار کا صدر ہے اس نے مزید لکھا ہے کہ اگر ہم راہ راست پر نہ ہوں تو آپ حکم دیں تاکہ ہم استعفیٰ دیکر لیگ میں شامل ہو جائیں اور اگر راہ راست پر ہوں تو آپ بھی ہماری مدد کریں۔

اگلے روز نواب زادہ صاحب نے بھی اصرار کر لیا ہے کہ ٹانک ہمراہ آؤ۔لہٰذا ایک بجے دربار شریف سے بہ ہمراہ نواب زادہ ہیبت خان اس کی کار پر روانہ ہوئے۔شہ تماز میانی اور مستری غلام سرور ساتھ ہیں بوقت شام بھکر آئے اور بوقت خفتن ڈیرہ پہنچے۔

۲۱ صفر ہم ڈیرہ اسماعیل خان میں بنگلہ نواب صاحب ٹانک پر تھے۔دوپہر کو گرہ جمعہ شریف کی تیاری ہوئی کلاچی والہ سے تقریباً ڈیڑھ میل آگے تک کار میں گئے اور آگے جمعہ شریف تک پیدل جانا پڑا۔نواب زادہ ہیبت خان،غلام رسول خان میانی،باز گل محسود اور شہ تماز میانی ہمراہ ہیں۔

۸ شوال المکرّم ۱۳۶۶ ہجری کو وہ (حضرت صاحب) درہ خولہ جنوبی وزیرستان میں مخالفین تحریک پاکستان کو راہ راست پر لانے کے لئے موجود تھے یہ بات خیل محسود کا علاقہ ہے۔قاضی صاحب شیر علی خان اور ان کے برادران محمد اکرم محمد حسین زیڑ بابا وغیرہ اور مڑ لعل محسود موجود تھے۔تمام رات قاضی شیر علی خان صاحب سے معاملہ

Marfat.com

پاکستان اور سرحد کے بارے میں بحث کی اسے نشیب و فراز سے سمجھایا گیا۔ یہ لوگ بظاہر اپنے آپ کو کانگریس اور مسلم لیگ ہر دو سے باہر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے خیالات کانگریس کے ساتھ وابستہ ہیں۔

دن کو قاضی ظاہر شاہ صاحب جو کہ حاجی صاحب (فقیر اپی) کا خاص قاضی اور مشیر ہے بلکہ دست راست ہے تشریف لائے اور تقریباً دو گھنٹہ مکمل مسلم لیگ اور پاکستان کے موضوع پر بحث ہوتی رہی۔ بالآخر اسے تمام حالات سے اول سے آخر تک واقف کیا گیا۔ اور ثبوت دیا گیا کہ پاکستان اسلامی حکومت ہے اور اس کے خلاف کنندہ باغی ہیں۔ قاضی صاحب سے ان کے متعلق چند سوالات پوچھے گئے جو کہ کانگریس سے ملتے ہیں اور جن سے واضح ہوتا ہے کہ وزیرستان کے مجاہدین کانگریس زادہ ہیں۔ ان سوالات کے جواب قاضی صاحب نہ دے سکے بجز تسلیم سوالات یہ ہیں:

۱۔ کانگریس اور مجاہدین کا مطالبہ پٹھانستان ایک ہے؟

۲۔ آخری ووٹنگ میں کانگریس اور مجاہدین کا کانگریس اور مسلم لیگ ہر دو کو ووٹ نہ دینے کا پراپا گنڈا؟

۳۔ ہندوستان میں ہندو مسلم خانہ جنگی کے وقت کانگریس اور مجاہدین کا فتویٰ کہ ہندوؤں کو تکلیف دینا ناجائز ہے حالانکہ چند سال قبل اُن مجاہدین کا کام ہندوؤں کو لوٹنا مارنا تھا۔ چنانچہ پہاڑ پور کا کاٹھ گڑھ وغیرہ وغیرہ میں ہندوؤں کو لوٹا ان کی عورتیں اغوا کر کے لے گئے جو کہ آج تک جنابت عبدالئی وغیرہ کے گھر ہیں۔ سڑاروغہ پر تین مقید ہندوؤں کو قتل کر ڈالا مگر اب جب ہندو مسلمانوں پر ظالم ہیں ان کا مارنا ناجائز ہو گیا؟

۴۔ کانگریسی نمائندے مثلاً عبدالغنی ولد غفار خان پشاوری، اکبر علی خان بنوچی مہینہ مہینہ حاجی صاحب مجاہد کے پاس رہتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ آخری الیکشن میں تمام صوبہ سرحد میں اکبر علی کی سیٹ پر کانگریس نے مسلم لیگ کا مقابلہ کیا۔ یہ مقابلہ محض حاجی مرزان علی مجاہد (فقیر آف اپی) کا پراپا گینڈا تھا۔

۵۔ وزیرستان میں جو کانگریسی ہیں مثلاً کرنل ظاہر دین ولد رمضان مرحوم کی خاص طور پر

Marfat.com

آمد و رفت و خط و کتابت مجاہدین کے ساتھ ہے۔انہیں جرنیل میر علی خان کے نام والا مراسلہ جو کہ امیر کابل نے بھیجا ہے بھی دکھا دیا گیا۔

۸ شوال المکرّم ۱۳۶۶ھ/ ۲۹ جولائی ۱۹۴۷ء بعد نماز ظہر حاجی صاحب مرزان علی خان مجاہد وزیرستان المعروف اپی فقیر سے ملاقات کی گئی۔حاجی صاحب نزدیک ایک گھاٹی میں چند روز سے آیا ہوا ہے بیمار و مرض نمونیہ میں مبتلا ہے باقاعدہ پہرہ وغیرہ ہمیشہ رہتا ہے نوجوان ہے تقریباً چالیس سال کی عمر رکھتا ہے۔گندم گوں رنگ پتلی داڑھی نرم آنکھیں رکھتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تمام محسودوں کے ساتھ کچھ بات چیت کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔اقوام سے اپنے حق میں دستخط اور انگوٹھے لگوانا چاہتا ہے واللہ اعلم۔حاجی صاحب اتنا بیمار ہے کہ مجلس نہیں کرسکتا ہے ہم نے محض دو تین نصائح کیں اور رخصت ہوئے۔ ا۔حکومت پاکستان سے بدظنی دور کر دو۔ میں تمام پیران عظام کی طرف سے بیان دیتا ہوں کہ پاکستان اسلامی حکومت ہے۔

۲۔وزیرستان میں پاکستانی ملک یہ نہیں چاہتے کہ اور شخص برسر اقتدار ہو۔لہٰذا مناسب ہے کہ بروقت حکومت پاکستان سے معاہدہ اور حق جوئی کر دے ورنہ اپنا اور اپنے تابع اقوام کا بار تمہارے سر پر ہوگا۔

۳۔پاکستان کے ساتھ جنگ جہاد نہیں بغاوت ہے۔

اگلے روز معلوم ہوا کہ ڈاکٹر خان پشاوری کانگریس کی وزارت صوبہ سرحد سے ٹوٹ گئی ہے۔دو روز بعد ۱۱ شوال ہم رزین دورہ میں تھے سوئین کی جگہ پر بموجودگی قاضی سبز علی خان ٹپس عبدالئی حاجی صاحب کا کاغذ لایا جس میں لکھا تھا کہ ہم تم محض اسلام کی خیر خواہی کے لئے کام کر رہے ہیں۔اقوام محسود کے اتفاق کی سعی کے متعلق بھی تحریر کیا اور مزید بریں ملاقات کے روز مجلس نہ کر سکنے پر تاسف کیا۔ٹپس نے حاجی صاحب کا کاغذ واپس لے جانے پر اصرار کیا۔

۱۰ شوال المکرّم ۱۳۶۶ھ/ یکم اگست ۱۹۴۷ء کو تمام اہل درہ بند خیل بات خیل جلال خیل اور ایمار خیل کے ساتھ متفرقہ جرگہ بمقام خولہ کیا گیا۔قاضی صاحب شیر علی خان بھی

Marfat.com

موجود تھے۔ پیر صاحب مبارک کی لکڑی اور پچی ملا کی امداد کے لئے کہا گیا جس کا قوم نے وعدہ کرلیا۔

علاوہ ازیں ختنہ کرنے، آلو کی زکوٰۃ نکالنے، گندم کاشت کرنے، مدرسہ اسلامیہ کی بنیاد رکھنے اور چوری سے پرہیز اور دین داری کی ہدایت اور وعظ کیا گیا۔ مسئلہ پاکستان سے بھی واضح کیا گیا کہ یہ اسلامی حکومت ہے اپنے فوائد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس حکومت کے ساتھ معاہدہ کرنے کو تیار ہو جائیں اور غداروں مطلب پرستوں اور کانگریسیوں سے بچیں۔

گرہ جمعہ شریف بوقت ظہر پہنچے۔ نواب زادہ اللہ نواز خان ڈیرہ والہ جو کہ جمعیت علماء کی ٹکٹ پر کھڑے ہیں بھی موجود تھے۔ ایک قسم کا جلسہ تھا۔ حضرت صاحب غلام باھو صاحب کو ہم نے اور نواب زادہ ہیبت خان نے عرض کی کہ آپ ہماری مسلم لیگ کی مدد کے لئے ٹانک تشریف لائیں مگر آپ نے فرمایا کہ میں بذات خود جمعیت علماء کا حامی ہوں اور لیگ کا سخت مخالف ہوں، لہٰذا میں ہرگز نہیں جا سکتا۔ باقی اپنے بھائی کو نہ یوں کہتا ہوں کہ جاؤ اور نہ ہی منع کرتا ہوں البتہ تمہارے آنے کے لئے میں اتنا کرونگا کہ برخلاف پراپاگنڈا کے لئے تمہارے پیچھے ٹانک حتیٰ الوسع نہ آؤنگا۔

اگلے روز محمد عباس خان انسپکٹر پولیس کا بھائی عبدالقیوم خان لیگ کی ٹکٹ پر بطور امیدوار کھڑا ہوا ہے اور اس کے مقابلہ میں نواب اسد خان ہے جس نے جمعیت العلماء کی ٹکٹ لی ہے۔

(محمد عباس خان نے پشاور میں جبکہ ہم کابل سے نظر بند ہو کر آئے تھے بہت مدد کی تھی) خداوند تعالیٰ اسے الیکشن میں کامیاب فرمادے۔ یوں بھی بہت اچھے آدمی ہیں۔ اگلے روز ہم ٹانک میں تھے۔ نواب قطب الدین خان صاحب کٹی خیل الیکشن کے کاروبار میں مصروف ہے اور تمام نمائندوں سے زیادہ خرچ کر رہا ہے۔ اسے اپنے واپس جانے کی مجبوری ظاہر کی اور یہ صلاح ہوئی کہ صرف میانی کا دورہ کیا جائے باقی اگر فراغت ہوئی تو کیا جائے ورنہ خیر۔

Marfat.com

آخر ظہر کار پر تیاری کی گئی نواب زادہ عظمت خان ہمارے ساتھ گیا کوٹ مرتضٰی میں نماز ظہر پڑھی اور انہیں مسلم لیگ کو ووٹ دینے کا پیغام دیا گیا شام کی نماز مرتضٰی کے باہر پڑھ کر کوٹ نواز آئے اور ان لوگوں پر ظاہر کیا گیا کہ میں مسلم لیگ کا حامی ہوں اور میرے خیال میں مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی بہترین جماعت ہے لہٰذا تم اپنے ووٹ اگر میرے پیچھے دینے چاہتے ہو تو مسلم لیگ کو دو۔

۲۳ صفر المظفر ہم ٹانک میں تھے صرف روٹی کھا کر ہم بطرف کلاچی محمد مشتاق صاحب سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے نواب زادہ عظمت خان ہمارے ہمراہ ہے۔

۲۳ ذیقعد ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء کو ہم بمعہ جمعدار جمعداری بدرگہ شمن خیل وزیرستان میں تھے۔جلال خیل سے جنڈولہ تک ہم پیدل پہنچے۔پیر صاحب مبارک سید یوسف گیلانی ڈیرہ سے تشریف لائے اور وانا جا رہے ہیں۔انشاء اللہ ترسوں واپس ڈیرہ بمعہ عیال جائیں گے۔پیر صاحب مبارک اور ہم ابھی جنڈولہ میں تھے کہ کانگریس کا جلوس لاریوں میں ٹانک سے آیا۔پنڈت جواہر لعل نہرو ڈاکٹر خان صاحب اور غفار خان وغیرہ تھے۔بھٹنیوں نے اچھی خاطر مدارت کی۔غازی خان نے دعوت کی تھی۔یہ کانگریسی لیڈر پرسوں رزمک میں ہوائی جہاز کے ذریعہ پہنچے۔وہاں قوم محسود کے ساتھ جرگہ کیا مگر ان لوگوں نے ان کی آمد کو بہت برا منایا اور انہیں بہت گالیاں دیں اور کہا کہ تم پکوڑے جا بناؤ ہم پر حکمرانی کے اہل نہیں ہو۔پھر وہاں سے کل وانا پہنچے۔قوم وزیر احمد زئی نے بالکل ان کے ساتھ ملاقات تک نہ کی اور کہا کہ ہم دشمن خدا کو ملنا اور دیکھنا نہیں چاہتے۔آج صبح وانا سے ہوائی جہازوں پر ٹانک گئے وہاں جونہی اڈہ پر اترے مسلمانوں نے انہیں پتھروں سے خوب پیٹا (مارا)۔جھنڈیاں توڑیں اور بہت ذلت پہنچائی صرف جنڈولہ والوں نے تپاک سے عزت کی۔

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ/ ۲۰ مارچ ۱۹۴۷ء سپنکئی رغزئی (جنوبی وزیرستان) میں تمام اقوام محسود، وزیر اور بھٹنی کا مشترکہ جرگہ ہوا جس میں فقیر صاحب اما خیل، مولٰی خان اخوندزادہ، شہزادہ صاحب، دین فقیر صاحب اور بہت علماء شامل تھے۔تمام جرگہ نے

Marfat.com

متفقہ فیصلہ کیا کہ ہم پاکستان کے حامی ہیں اور ذیل کا ریزولیشن پاس کیا گیا۔

ا۔ہم تمام جنوبی وزیرستان با اتفاق مسلم لیگ کے حامی ہیں۔

۲۔کوئی غیر مسلم لیگ وفد وزیرستان نہ آئے۔اور نہ ہی کوئی وزیرستان کا باشندہ غیر مسلم لیگ پارٹی سے ملے گا۔اگر کوئی پارٹی بغیر اجازت وزیرستان وارد ہوئی تو اسے حتیٰ الوسع ناکام اور شرمندہ کیا جائے گا اور ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔

۳۔اگر کوئی وزیرستانی باشندہ کسی پارٹی کو ملا تو وہ ہماری قوم کا غدار ہے اور نمائندہ نہیں ہے۔

۴۔۱۰ جمادی الاوّل تک صوبہ سرحد میں ہم ڈاکٹر خان کی وزارت نہیں چاہتے اس کی بجائے مسلم لیگ کی وزارت ہونی چاہئیے۔

۵۔اگر ۱۰ جمادی الاول تک یہ مطالبہ نہ مانا گیا تو سرحد کے ہندو اور انگریز کے خلاف سیاسی جنگ ہے۔

درج بالا حالات محسودوں کی زبانی معلوم ہوا ورنہ ہم بذات خود جرگہ میں شامل نہ تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پیشتر مولوی خان اخوندزادہ شہزادہ صاحب موسیٰ خان، عبدالحئی، آیت خان نیکزنخیل، جہان گل ملک دینے اور مروت شامن خیل وغیرہ کانگریس خیال رکھتے تھے۔

۲۳ ذیقعد ۱۳۶۶ھ / ۹ ا کتوبر ۱۹۴۷ء کو ریڈیو پاکستان سے اطلاع جاری ہوئی ہے کہ ریاست بہاولپور پاکستان میں شامل ہوگئی ہے ۔اور ریاست حیدرآباد ہندوؤں کے ساتھ کچھ معاہدہ کرنا چاہتی ہے۔اور حکومت پاکستان نے اپی فقیر اور اس کے ہمراہیوں کو گزشتہ انگریزوں کے وقت کے تمام جرم معاف کر دیئے ہیں اور اپی فقیر کو پاکستان میں ہر جگہ بسنے اور رہنے سہنے کی عام اجازت ہے۔

جہاد کشمیر:

۷ ذوالحج ۱۳۶۶ھ / ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو پیر غلام دستگیر القادری پیر آف وانا لشکر کی کمانڈ سنبھالتے ہوئے پشاور جاتے ہیں اور پھر مجاہدین کے پہلے ہدف گڑھی

Marfat.com

حبیب اللہ پر ۱۰ ذوالحج ۱۳۶۶ھ / ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو چڑھائی کرتے ہیں وہ بڑی تیزی کے ساتھ ہی مظفر پور اور پھر ڈومیل کو فتح کر لیتے ہیں۔گڑہی حبیب اللہ کا معرکہ ۱۶ ذوالحج ۱۳۶۶ھ / ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو بھی ہو جانا بتایا جاتا ہے۔شہر پتن پر فتح یابی ہو جاتی ہے اور ۲۰ ذوالحج ۱۳۶۶ھ / ۴ نومبر ۱۹۴۷ء کو گڑہی حبیب اللہ کے مقام پر سردار عبدالقیوم خان وزیراعظم (وزیراعلیٰ، این ڈبلیو ایف پی)، نواب افتخار حسین ممدوٹ وزیراعظم (وزیراعلیٰ) پنجاب، سیّد ایس بی شاہ سیکرٹری خارجہ حکومت پاکستان جیسی اہم شخصیات آپ سے ملاقات کرتے ہیں۔سری نگر ائیر پورٹ پر ۲۲ ذوالحج ۱۳۶۶ھ / ۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو جنگ شروع ہو جاتی ہے۔اس موقعہ سلیمان خیل قبائل کو پیر آف وانا نے جموں کے محاذ کے لئے تیار کرانا شروع کر دیا (یہ عمل ۳۰ ذوالحج ۱۳۶۶ھ / ۱۴ نومبر ۱۹۴۷ء سے تھا)۔اکھنور سیکٹر جو ایک بار فتح ہو چکا تھا گورکھوں کے دباؤ میں آ گیا اور لشکر نے تمام دفاعی جنگ لڑنا شروع کر دی جبکہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ / ۱۴ نومبر ۱۹۴۷ء کو جموں میں شدید جنگ جاری ہو جاتی ہے۔مجاہدین ۲ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ / ۱۷ نومبر ۱۹۴۷ء کو چھمب پر حملہ کرنے کی تیاری کر لیتے ہیں۔

پیر غلام دستگیر القادری ۲۲ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ / ۷ دسمبر ۱۹۴۷ء کو کرنل عنایت کیانی سے انتظامی امور کے سلسلہ میں سیالکوٹ جا کر ملتے ہیں وہ جنرل (کرنل) کو ایک بہادر انسان قرار دیتے ہیں۔پیر غلام دستگیر القادری وزیراعلیٰ پنجاب نواب ممدوٹ سے ملاقات کرتے ہیں، مرزا سکندر اور کشمیر کے سردار ابراہیم بمعہ پیر صاحب آف وانا ڈپٹی کمشنر گجرات کی قیام گاہ پر انتظامی اور جنگی دفاعی معاملات پر مشاورت کے لئے ۲۷ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ / ۱۲ دسمبر ۱۹۴۷ء کو میٹنگ کرتے ہیں۔۶ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ / ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو مجاہدین چونڈہ پر فتح یاب ہو جاتے ہیں اور چاوڑا کے معرکوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی خاطر خواہ اسلحہ و بارود بھی نہ تھا۔پیر آف وانا کے ساتھ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ / ۳۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو گجرات کے پیاری محل میں اجلاس منعقد ہوتا ہے۔اس اجلاس میں جنرل عبد اللہ خالد، کرنل اسد اللہ، ڈی سی گجرات،

Marfat.com

پولیس کیپٹن گجرات، کرنل حبیب، نواب ذوالفقار علی خان آف کرنال اور نواب زادہ فتح اللہ خان آف ڈیرہ اسماعیل خان موجود ہوئے۔

لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان ۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ / ۶ جنوری ۱۹۴۸ء کو جناب پیر صاحب آف وانا کو میٹنگ کے لئے بلاتے ہیں اور پیر غلام دستگیر القادری کو سیالکوٹ سیکٹر کے علاقوں کا دورہ کرنے کی ہدایت دی جاتی ہے۔ مجاہدین کے لشکر نے ۹ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ / ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو ہندوؤں کی ٹرین کو لوٹ لیا جبکہ وہ ہندوستان کو مہاجرت کر رہے تھے۔ مگر یہ اطلاع پاتے ہی پیر غلام دستگیر القادری ریلوے اسٹیشن کو تیزی کے ساتھ جا پہنچے اور وہاں جا کر لوٹی ہوئی ہر چیز واپس وصول کر کے غیر مسلم مسافروں کے حوالہ کر دی۔ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ / ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو پیر صاحب آف وانا کی شخصیت کو کم تر کرنے کے لئے بعض سازشیں پکڑ لی گئیں۔

دشمن نے بریلا کے مقام پر ہمارے اوپر حملہ کر دیا مگر ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ / ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو انہیں بھگا دیا گیا۔ اسار کے محاذ پر ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ / ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو کرنل مصطفیٰ سے رابطہ کر لیا جاتا ہے۔ مزید برآں لشکر کو بھمبر کے محاذ پر روانہ کر دیا جاتا ہے اور انتظامی امور کے لئے ۲۷۔ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ / ۴۔ ۵ نومبر ۱۹۴۸ء کو آزاد کشمیر آرمی کے جنرل طارق، کرنل عنایت اور میجر یوسف پولیٹیکل ایجنٹ آزاد کشمیر سے میٹنگ کی جاتی ہے۔ اگلے دن جنرل امیر محمد خان افغان بھی کالا کیمپ پر ملاقات کرتے ہیں۔

۱۷ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ / جون ۱۹۴۸ء کو جناب پیر آف وانا کے لشکر سے متعلق رنجشیں انتظامیہ کے خلاف زیر بحث لائی جاتی ہیں۔ ان مباحث میں آزاد کشمیر کے جنرل طارق، میجر یوسف ابدالی پولیٹیکل ایجنٹ شامل ہوتے ہیں۔ جنرل طارق بدنظمیوں کا اعتراف کرتے ہیں اور میجر شیر عالم اور دیگر جونیئر افسران کی غلطیوں پر معذرت کا اظہار کرتے ہیں جو دراصل درست انداز میں اپنا رویہ قائم نہیں رکھ سکے۔ پیر غلام دستگیر القادری بھی انتظامی افسران کے بارے میں ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ / جون ۱۹۴۸ء

Marfat.com

کو اپنی طرف سے رنجشوں کا اظہار کرتے ہیں۔لشکر بوٹ کے محاذ کو ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ / جون ۱۹۴۸ء کو روانہ ہو جاتا ہے اور میجر کمال پاشا بھی اپنی غلطیوں کے اعتراف میں پیر آف وانا لشکر سے معافی مانگتے ہیں اسی ماہ کی ۲۴ تاریخ کو جناب عبدالرحمٰن پولیس ایس آئی گجرات کی پیر غلام دستگیر القادری سرزنش کرتے ہیں جس نے پیر آف وانا کے ساتھیوں کے بارے میں غلط فکر اختیار کر رکھی تھی۔پیر غلام دستگیر القادری ذاتی طور پر بوٹ کے محاذ کو چلے جاتے ہیں اور اس پیچیدہ علاقہ کو جا کر ملاحظہ کرتے ہیں وہاں جا کر مجاہدین سے ملتے ہیں تا کہ ۲۶ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ / جون ۱۹۴۸ء کو اُن کی حوصلہ افزائی ہو۔

آپ نے وہاں پر لشکر کے ساتھ چار دن اور چار راتیں جا کر گزاریں اور بالآخر وہ تمام علاقہ فتح ہو جاتا ہے۔۲۹ شعبان المعظم کی رات کو کرنل بختیار رانا اور لیفٹیننٹ اقبال بھی بوٹ میں آ کر ملتے ہیں۔بوٹ کے محاذ پر دشمن کی طرف سے شدید بمباری اور فائرنگ خاص طور پر اس حصہ پر ہوتی رہی جہاں پر لشکر کے کمانڈر پیر غلام دستگیر القادری موجود ہوتے تھے اور اللہ جلشانہٗ نے اُن کو بمعہ اپنے عملہ کے محفوظ رکھا۔دوم رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ / ۱۱ جون ۱۹۴۸ء کو پیر صاحب آف وانا نے ریڈیو (پاکستان) سے ایک فتویٰ جاری فرمایا جس میں مجاہدین کو جہاد کے دنوں میں روزہ نہ رکھنے کی تلقین فرمائی جو اپنے روزے جہاد کے بعد مکمل کر سکتے ہیں۔پیر غلام دستگیر القادری نے بیحد مشکل پہاڑی علاقہ کو کراس کر لیا جو شاہ سوار (مانا نران) کے علاقہ کا تھا اور وہاں بہت سے مقامات پر دشمن کی فائرنگ کا انہیں سامنا ہوتا رہا۔مگر انہوں نے محاذ کے تمام علاقوں پر اپنا سفر اور پیش قدمی جاری رکھی ۔۵ سے ۶ رمضان المبارک کو شاہ سوار کے محاذ پر دشمن کے ۴ جنگجو فائیٹر طیارے ان کے تعاقب میں فائرنگ کرتے رہے۔۲۵ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ / جولائی ۱۹۴۸ء کو پیر صاحب آف وانا کے ساتھ اجلاس مری میں منعقد ہوا۔نوابزادہ فتح اللہ خان بھی وہاں ملتے ہیں جسٹس دین محمد بھی وہاں اجلاس مین شامل ہوتے ہیں جن کی قابلیت اور شخصیت کی پیر غلام دستگیر القادری تعریف کرتے

Marfat.com

ہیں۔حکومت کی پالیسی میں تبدیلی وہاں پر نظر میں لائی جاتی ہے اور پاکستان آرمی کو تمام محاذ پر مستقبل میں کنٹرول اختیار کرنا ہوگا۔وہاں پر ہی جنرل طارق کے ساتھ اجلاس ہو جاتا ہے۔

۲۴ شوال المکرم ۱۳۶۷ھ / ۱۸ اگست ۱۹۴۸ء کو سردار محمد ابراہیم خان صدر آزاد کشمیر سے گجرات کے ڈاک بنگلہ میں پیر غلام دستگیر القادری کی ملاقات ہوتی ہے اور پھر ۲۶ شوال المکرم ۱۳۶۷ھ / یکم ستمبر ۱۹۴۸ء کو جنرل طارق کے ساتھ ایک طویل میٹنگ ہوجاتی ہے جس سے انتظامی مسائل پر کافی کچھ مباحث جاری رہتے ہیں۔

بانی پاکستان،مملکت کے پہلے گورنر جنرل قائد اعظم محمد علی جناحؒ کا ۷ ذیقعد ۱۳۶۷ھ بمطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو دس بجکر پچیس منٹ پر کراچی میں انتقال ہوجاتا ہے۔۹ ذیقعد ۱۳۶۷ھ بمطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۴۸ء کو پیر غلام دستگیر القادری دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ پر مسلم لیگ کے صدر ہو جاتے ہیں۔

جنرل طارق کے ساتھ ۲ محرم الحرام ۱۳۶۸ھ / ۳ نومبر ۱۹۴۸ء کو ایک اجلاس منعقد ہوتا ہے۔دو سو مجاہدین کا ایک دستہ ملک زرجان درامن خیل،صوبیدار رشا دین اور ملک سہیل خون کے ہمراہ جموں کے محاذ کو بھیجا جاتا ہے۔کرنل رانا نے اکھنور سیکٹر سے اپنے کمانڈنگ افسر کو واپس بلا لیا ہے اس لئے اس سے متعلق انتظام نا کافی تھا۔پیر غلام دستگیر القادری خود ہی محاذ اسار کو جاتے ہیں۔مجاہدین کی طرف سے چھمب کی طرف دشمن کے مورچوں پر حملہ آور ہونے کا پروگرام بنایا جاتا ہے۔

۳ محرم الحرام ۱۳۶۸ھ / ۴ نومبر ۱۹۴۸ء کو دشمن کے فائٹر طیارہ نے بھوج پور پر بمباری کرنا شروع کر دیا اور ان کا ایک طیارہ مجاہدین نے مار گرایا۔۷ نومبر ۱۹۴۸ء کو چھمب پر دشمن نے بے تحاشا فائرنگ جاری رکھی۔۲۰ نومبر ۱۹۴۸ء کو پونچھ کے مقام پر پچاس محسود مجاہدین کو دشمن نے گھیرے میں لے لیا مگر انہوں نے بیحد بہادری کا مظاہرہ کیا اور عظیم قوت اسلامی کے ساتھ سینکڑوں دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔اور اس نہایت ہی خطرناک پیچیدہ علاقہ سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ان کے آٹھ ساتھی شہادت سے ہمکنار

Marfat.com

ہوئے۔۲۴ نومبر ۱۹۴۸ء کو بہت سے انتظامی مسائل پر ڈپٹی کمشنر گجرات کے ساتھ غور کیا گیا۔ پیر آف وانا کا لشکر ابتک ایم اے ایل ایف (MALF) کے زیرِ انتظام رہا تھا اب فیصلہ کیا گیا کہ اس لشکر کو آر اے ایل ایف (RALF) بریگیڈ کے تحت لایا جائے۔

۲۷ نومبر ۱۹۴۸ء کو انتظامی ڈھانچہ بالکل ناکام ہوگیا اور دشمن نے پونچھ پر قبضہ کرلیا اور سویلین لوگوں کی بڑی تعداد کو ہلاک کر دیا۔

۲۸ نومبر سے ۳ دسمبر ۱۹۴۸ تک بعض انتظامی مسائل پر غور کیا گیا اور پیر صاحب آف وانا پولیس حکام پر عدم اطمینان کا اظہار فرماتے رہے۔ ۷ دسمبر ۱۹۴۸ء کو اکھنور اور اسار کے محاذوں کا معائنہ کیا گیا۔ ۹ دسمبر ۱۹۴۸ء کو پیر صاحب آف وانا نے اپنے ایمان و یقین کے بارے بیان فرمایا کہ وہ کس طرح جہاد میں داخل ہوئے ، اُن کا مقصد محض اللہ جلشانہٗ کی خوشنودی حاصل کرنا تھا اور اس علاقہ کے مسلمانوں کی خدمت کرنا تھا۔ اب جبکہ پاکستان آرمی بہتر پوزیشن میں آچکی ہے اور معاملات کو کنٹرول کر سکتی ہے تو ہم یہاں سے نکل جانے کو تیار ہیں۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۴۸ء کو پیر صاحب آف وانا نے چنیوٹ کی جامع مسجد میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا جہاں پر ڈویژنل افسران اور آپ کے نائب پیر غلام دستگیر القادری موجود تھے۔

۲ جنوری ۱۹۴۹ء کو کشمیر کمیشن کے فیصلہ پر پاکستان اور انڈیا میں کشمیر پر فائر بندی کر دی گئی جو کہ نصف شب بعد ایک بجے کے وقت نافذ العمل ہوئی۔ جنگ بندی سے قبل دشمن کی طرف سے بیری، پتن اور پونچھ پر بہت زیادہ انسانی جانوں کو نقصان پہنچا۔

۱۴ جنوری ۱۹۴۹ء کو پیر صاحب آف وانا اور پیر غلام دستگیر القادری (حضرت صاحب) نے حکام کے ساتھ اقرار کر لیا کہ جب کبھی بھی مُلک کے لئے یا اسلام کے لئے ضرورت پڑی تو وہ حصہ لینگے۔

۲۴ جنوری ۱۹۴۹ء کو خواجہ ناظم الدین نے پنجاب میں گورنر راج کا اعلان کر دیا اور سر فرانس مُودی پنجاب کے گورنر مقرر کیے گئے۔ ۲۵ جنوری ۱۹۴۹ء کو پیر صاحب آف وانا

Marfat.com

وزیر اعظم پاکستان سے راولپنڈی میں ساڑھے آٹھ بجے شام ملاقات کرتے ہیں۔ پیر غلام دستگیر القادری وہاں پر ہی جنرل محمد زمان کیانی اور مشتاق احمد چیمہ سے ملتے ہیں۔
۹ فروری ۱۹۴۹ء کو پیر صاحب آف وانا (سیّد یوسف فیض اللہ گیلانی) اپنا بڑا سفید عربی چغہ زیب تن کر لیتے ہیں اور اپنا ملیشیا کا لباس اتار دیتے ہیں جو انہوں نے پورے جہاد کے عرصہ استعمال فرمایا۔

یہ امر حیران کن بھی ہے اور ایک عظمت کا اظہار بھی ہے کہ پیر غلام دستگیر القادری اس تمام عرصہ جہاد کے بعد پہلی دفعہ ایک سو بارہ روپے راولپنڈی ھیڈ کوارٹر سے اپنے گھر کو واپس جانے کے لئے سفر کے اخراجات (بطور ٹوکن) وصول کرتے ہیں جب روانہ ہونے لگتے ہیں اس تمام طویل جنگ کشمیر کے عرصہ ایک سال چار ماہ اور انیس دنوں (۲۹ ستمبر ۱۹۴۷ تا ۱۵ فروری ۱۹۴۹ء) کے بعد (اگرچہ جنگ بندی کا اعلان ۲ جنوری ۱۹۴۹ء کو ہوتا ہے مگر پیر آف وانا لشکر امیر المجاہدین پیر سید یوسف الگیلانی اور ان کے لشکر کے کمانڈنٹ پیر غلام دستگیر القادری نے حقیقتاً تمام ذمہ داریاں پاک آرمی کو ۱۵ فروری ۱۹۴۹ء کو سپرد کیں)،۱۵، فروری ۱۹۴۹ء کو پیر صاحب آف وانا پیر غلام دستگیر القادری کو جہاد کے فرائض سے اس جنگ بندی کے اعلان کے بعد ایک غیر معینہ عرصہ کے لئے واپس بلا لیتے ہیں۔
۹ اپریل ۱۹۴۹ء کو پیر غلام دستگیر القادری آزاد کشمیر کے راولپنڈی ھیڈ کوارٹر کی تحویل میں ایک مکمل فہرست اور پورا ریکارڈ ان تمام مجاہدین کا دے دیتے ہیں جنہوں نے جہاد کشمیر میں خدمات سرانجام دیں۔

یہ تمام یادداشتیں حضرت صاحب پیر غلام دستگیر القادری فخرِ کشمیر کمانڈنٹ پیر آف وانا لشکر کے ۱۹۴۶ء تا ۱۹۴۹ء کے روزنامچوں سے اخذ ہوتے ہیں۔آپ کے لشکر نے میر پور، بھمبر، پونچھ، چھمب، اکھنور، اسار، گڑھی حبیب اللہ، شاہسوار، باغ، نوشہرہ، بھوٹ اور سری نگر میں بھی جہاد کی خدمات سرانجام دیں۔آپ کے مجاہدین کا کیمپ سیالکوٹ لالہ موسیٰ اور زیادہ تر گجرات میں رہا۔

Marfat.com

فخرِ کشمیر:

حکومت آزاد کشمیر نے کونسل آرڈر 251/480 کے تحت آزاد کشمیر ریگولر فورسز، قبائلی مجاہدین اور مقامی رضا کاروں کے جرات مندانہ، انفرادی بہادرانہ کارناموں کو پسندیدگی کی نظر دیکھتے ہوئے اعتراف خدمت کے طور پر فوجی اعزازات منظور کیے۔فخرِ کشمیر کا اعزاز افسروں کے لئے مخصوص ہے جنگ میں بہترین کارکردگی اور لیڈرشپ دکھانے پر دیا جاتا ہے۔اعزاز یافتہ اپنے نام کے ساتھ فخرِ کشمیر لکھنے کا مجاز ہے۔نقد انعام پانچ صد روپیہ یا دس ایکڑ زمین ہے۔

چنانچہ ۲۵ اپریل ۱۹۴۹ء کو حکومت آزاد کشمیر نے جنرل طارق کی وساطت سے حضرت صاحب پیر غلام دستگیر القادری کو ”فخرِ کشمیر“ کا خطاب بمعہ نقد پانچ صد روپیہ کے اُن کی جہاد کشمیر میں خدمات فی سبیل اللہ کے لئے پیش کیا۔اسی روز حضرت صاحب کی سفارش پر مزید ۶ مجاہدین کو بھی خطابات عطا کیے گئے۔

Marfat.com

باب چہارم

جہاد کشمیر

آپ بیتی و تاثرات:

آپ نے جہاد کشمیر کا اجمالی جائزہ ملاحظہ کر لیا ہے اب ذرا تفصیلی احوال خود حضرت صاحب کی دوران جنگ آپ بیتی سے بھی واقعات کی گہرائی، تفصیلات اور تاثرات حاصل کریں۔

لکھتے ہیں کہ ۶ ذوالحج ۱۳۶۶ھ/ ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء ہے اور ہمارے علم میں آیا ہے کہ کشمیر کی ریاست پر اُن کی حکومت ظلم ڈھا رہی ہے اور ڈوگرہ فوج عام مسلمانوں کو جان سے مار رہے ہیں اور ان کی ہر طرح کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ وزیرستان سے ہزاروں لوگ پیر صاحب مبارک السید یوسف گیلانی کے حکم سے کشمیر جا رہے ہیں تا کہ ان مسلمانوں کی امداد کر سکیں۔

۷ ذی الحج ۱۳۶۶ھ/ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو پیر صاحب مبارک سید یوسف گیلانی کی خدمت میں ڈیرہ اسماعیل خان آیا ہوں۔ آپ ۱۸ تاریخ وانا سے ڈیرہ پہنچے۔ قلعہ کے قریب آپ نے نیا بنگلہ بیعاً خرید کیا ہے مبلغ ۲۱ ہزار روپے سے۔ پیر صاحب مبارک کا ارادہ پشاور جانے کا ہے تا کہ کشمیر گئے ہوئے مجاہدین کا حال احوال حاصل کریں۔ علاوہ ازین وزیر اعظم (وزیر اعلیٰ) صوبہ سرحد نے بھی آپ کو طلب فرمایا ہے۔ پیر صاحب مبارک نے مجھے بھی ساتھ جانے کے لئے فرمایا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنا پروگرام بدلنا پڑا۔

اگلے روز بہ معیت پیر صاحب مبارک ایبٹ آباد روانہ ہوئے تا کہ وزیر محسود فوج کی شکایات اور کاروائی سے واقف ہوں اور باقی انتظام کریں۔ خلیفہ خانگل ہمراہ ہے۔ خانمیر، حسن، موسیٰ بدو وغیرہ سلمان خیل بھی ساتھ ہیں۔ محمد جان اشرف خیل اور محمد جان

Marfat.com

مروت پیر صاحب کی خدمت میں ہیں۔
ڈیرہ سے روانہ ہو کر ہم بنوں پہنچے دفتر مسلم لیگ میں دمساز خان صدر مسلم لیگ بنوں اور خان بہادر غازی مرجان خان سپر کی کی ملاقات ہوئی۔معلوم ہوا کہ کشمیر پر ہماری فوج وزیر محسود نے زبردست حملہ کر دیا ہے اور جابر شوبی خیل شہید ہو گیا ہے۔
اگلے روز ہم ایبٹ آباد میں تھے دفتر مسلم لیگ۔اتر سوں حملہ سرحد کشمیر پر ہوا۔مظفر پور فتح ہوا۔سکھوں اور ڈوگروں نے ایک گردوارہ میں زبردست مقابلہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور ہماری فتح ہوئی پرسوں صرف سات محسود شہید ہوئے کل نو شہید ہو گئے۔ہم چار بجے ایبٹ آباد سے براستہ مانسہرہ گڑھی حبیب اللہ پہنچے۔
۱۰ ذوالحج ۱۳۶۶ھ ہماری فوج خداتعالیٰ کے فضل سے ڈومیل فتح کر کے بیس میل آگے روڑی پہنچ گئی فتح پر فتح کرتے جاتے ہیں۔سینکڑوں بندوقیں بہت مشینیں چند توپیں بے شمار سونا چاندی نقدی کرنسی نوٹ اور ہر قسم کا سامان مال غنیمت میسر آیا ہے۔۱۵ محسود شہید اور چند زخمی ہوئے ہیں۔
۱۰ ذوالحج ۱۳۶۶ھ/ ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء:
صبح ڈومیل تک دورہ کیا۔یہاں دو سڑکیں ملتی ہیں ایک کوہ مری کی طرف سے آتی ہے اور دوسری گڑھی کی طرف سے اور دونوں سری نگر جاتی ہیں نیز یہاں دو دریا ملتے ہیں جو کہ یہیں سے دریائے جہلم بن کر بہتے ہیں۔یہاں ہمارا مکمل قبضہ ہے اور یہاں سے تقریباً پچاس میل آگے ہماری فوج پہنچ چکی ہے۔
ہمارا قیام گڑھی حبیب اللہ میں ہوا۔ہم ڈاک بنگلہ میں ٹھہر کر مصروف کار ہیں۔میں پیر صاحب مبارک سید یوسف گیلانی کی خدمت میں ہوں اور اخیا جان خان وزیر سپیر کی بھی ہمارے ساتھ ہے۔معلوم ہوا ہے کہ روڑی پر ہماری فوج (لشکر) کا مکمل قبضہ ہو گیا ہے اور آج آگے بارا مولا جا رہے ہیں۔آج بھی چند شہید اور زخمی ہوئے ہیں مگر کفار کا لاحد و لاعد جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔البتہ بچوں عورتوں پر رحم برتا جاتا ہے۔آج واپس تیاری ہوئی راستہ میں مانسہرہ کے قریب غلام سرور خان ڈی سی ہزارہ اور ایس پی شاہ

Marfat.com

صاحب فارن سیکرٹری پاکستان کی ملاقات ہوئی۔ پھر ایبٹ آباد پہنچے اور کپتان عبدالرشید کی ملاقات کی۔ پھر ایبٹ آباد سے چل کر رات کے ۱۲ بجے پشاور پہنچے۔ ہمارے ساتھ ایک اخیا جان کی موٹر اور ایک ویگن ہے۔

اگلے روز ہم پشاور پہنچے اور قیام تاج محل ہوٹل رکھ لیا۔ صبح وزیر اعظم (وزیر اعلیٰ) سرحد سردار عبدالقیوم خان کی ملاقات کی۔ نواب صاحب افتخار حسین ممدوٹ وزیر اعظم (وزیر اعلیٰ) پنجاب بھی پشاور میں ہیں ان سے بھی ملاقات ہوئی علاوہ ازیں مرزا سکندر اور کرنیلی بھی ملے۔ مزید امداد فوج افغانان قبائل بالخصوص سلمان خیل ان کے راشن تیل اور لاری کا بندوبست اور سڑکوں پلوں کی حفاظت کے لئے منظم فوج کا مطالبہ کیا گیا۔

۸۰ لاری کے مزید لوگ وزیرستان سے لانے کا بندوبست کیا گیا۔ سلمان خیل کی بھی اجازت ملی۔ ہم کوہاٹ پہنچے اور ایک ہوٹل میں قیام بنایا اور پھر رات کے دس بجے ہم ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے۔ اگلے روز ۱۲ ذوالحج ڈیرہ اسماعیل خان میں پیر صاحب مبارک السید یوسف گیلانی بغدادی کے ساتھ ہوں۔ چار بجے دن تک پولیس افسران نے پیٹرول دینے میں کوتاہی کی مجھے کئی بار لین پولیس اور دفتر پولیس پھرنا پڑا۔ خواجہ صاحب شیر خان پولیس کپتان سے بھی ملا بالآخر اخیا جان خان وزیر بنوں سے آیا اور اس نے ڈی سی صاحب سے تیل منظور کرا لیا۔ بوقت عصر ٹانک پہنچے۔ تقریباً ۱۶ لاری نئے محسودوں کی بطرف کشمیر بھیجی گئیں اور رات کو پھر واپس ڈیرہ پہنچے۔

۱۵ ذوالحج /۱۹۴۷ء پشاور تاج محل ہوٹل:

آج صبح پھر وزیر اعظم (وزیر اعلیٰ) سرحد اور ایس بی شاہ صاحب فارن سیکرٹری پاکستان اور خوش دل خان کپتان سے ملاقات کی۔ پیر صاحب مبارک کو تو ملنے کے لئے گورنر سرحد کننگھم نے بھی بلایا۔ آج پھر اگلے دن والے مطالبات کئے گئے اور قوم سلمان خیل کے لانے کے لئے خاص زور لگایا گیا جو کہ بمشکل معززین قوم نے قبول فرمایا۔

۱۶ ذوالحج ہم ڈومیل پہنچے ڈاک بنگلہ میں قیام ہوا۔ یہاں سے پیر صاحب مبارک کو گڑھی حبیب اللہ واپس کیا گیا کیونکہ آگے جنگ ہے اور ہم نے اور اخیا جان خان اور دیگر

Marfat.com

وزیر محسود نے پیر صاحب کو آگے نہ جانے دیا۔ بندہ پیر صاحب کے حکم سے آگے روانہ ہوا تا کہ حالات اور شکایات سنوں اور دیکھوں اور معززین قوم سے مشورہ کروں اور انہیں پیر صاحب کے پاس لاؤں۔ ساڑھے سات بجے شب نزد روڑی معلوم ہوا کہ کپتان میر بادشاہ، کرنیل شاہ پسند، ملک آیت نذر خیل اور بنگل یار گل خیل پیر صاحب کی خدمت میں روانہ ہیں لہٰذا ہم بھی واپس ہوئے اور ڈھائی بجے شب واپس گڑھی حبیب اللہ پہنچے۔

صبح بعد صلاح مشورہ قوم مشران نے یہ شکایات پیش کیں کہ ہم پر ہوائی جہاز سے مشین کے ذریعہ گولی برسائی جاتی ہے اور توپیں بھی چلائی جاتی ہیں دشمن کی طرف سے، جن کے لئے توپیں طیارہ شکن اور مشین گنیں اور امدادی منظم فوج کی ضرورت ہے۔ پُلوں کی حفاظت کا بھی مطالبہ کیا۔ اور میجر خورشید انور کی سخت مزاجی اور عہد نامہ لینے کی شکایت بھی کی۔ لہٰذا آج پھر یہ پاس ہوا کہ پیر صاحب مبارک پشاور جا کر ان امور کا فیصلہ کریں اور مجھے پیر صاحب نے محاذ جنگ پر روانہ فرمایا تا کہ ان کی پریشانی کچھ دور کر سکوں۔ چنانچہ گیارہ بجے روانہ ہوئے اور بوقت عشاء بارا مولا پہنچے۔ راستہ میں روڑی کیمپ میں بہت وزیر محسود مال جمع کیے ہوئے ہیں۔

شب ۱۸ ذوالحج ہم روڑی میں تھے بنگل یار گل خیل، ہڑپ، زرجان تمام دوست ملے۔

یہاں روڑی سے تقریباً بیس میل سری نگر کی طرف مورچہ پر جنگ ہے۔ شہر پٹن پر ہماری فوج کا قبضہ ہے۔ کچھ لوگ ہوائی جہاز کے گراؤنڈ تک اور کچھ پٹن سے پرے ایک پل پر پہنچ گئے ہیں لیکن باوجود اس کے چند بنائے زیر عام لوگ اور بالخصوص معتبرین واپس جانا چاہتے ہیں وہ وجوہات ذیل میں ہیں:

۱۔ تقریباً ۱۰۶ میل فتح کر کے لوگ تھک گئے ہیں۔

۲۔ کافی سے زیادہ مال غنیمت میسر آیا ہے۔

۳۔ میجر خورشید انور نے بارامولا میں ایک معاہدہ کیا جس میں ایک شرط یہ تھی کہ سرینگر میں شاہی خزانہ و مال خانہ نہ لوٹو گے۔

Marfat.com

۴۔لوگ ہوائی جہاز اور ٹینک کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔

۵۔راشن کی کمی اور تقسیم کا انتظام نہ تھا۔

۶۔قبائل کی باہمی رقابت۔

۷۔۔۔۔کا پراپاگنڈا۔

۸۔لاریوں کا ہوائی حملہ سے خراب ہو جانا اور ڈرائیوروں کا حواس باختہ ہو جانا۔

۹۔پلوں کی حفاظت نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔لہٰذا قریباً ۸ بجے شب کے یکدم بلائے ناگہانی کی طرح تمام وزیر محسود کا واپس ریٹائر ہوا۔اور روڑی پہنچے یہاں بھی انہیں بہت منت سماجت کی گئی لیکن حاجی گلا خان و بنگل و عجب خان وزیر نے تو ایک نہ مانی اور آگے روانہ ہوئے۔باقی کچھ محسود بھی روانہ ہوئے۔اور بہت وہیں روڑی رہ گئے۔صبح دن چڑھے ڈومیل پہنچے۔اور تقریباً ۸ بجے ہم گڑھی حبیب اللہ آئے۔

پیر صاحب مبارک کل ایبٹ آباد پہنچے۔رات کو انہیں لشکر کی واپسی کی اطلاع پہنچی اور واپس گڑھی آئے۔تمام روز وزیر محسود قبائل کے ساتھ واپس جانے پر بحث ہوتی رہی بالآخر وزیروں نے تو ایک نہ مانی اور تمام واپس چلے گئے صرف چند آدمی رہ گئے۔باقی محسود بھی بہت کافی گھروں کو چلے گئے اور تمام مال غنیمت وغیرہ لے گئے۔اور خاص خاص توپچی تقریباً ایک ہزار تو واپس مورچہ پر جانے کے لئے رضا مند ہو گئے۔اور انہیں پھر دوبارہ بھیجنے کا انتظام کیا جانے لگا۔

۱۹ ذوالحج / ۱۹۴۷ء گڑھی حبیب اللہ ڈاک بنگلہ:

آج بھی تمام روز دونوں طرف لوگوں کو بھیجنے کا لگاتار راستہ لگا رہا۔معلوم ہوا ہے کہ کشمیر میں سکھ ڈوگرا بھی ڈر کر بھاگ رہے ہیں۔ایک عجیب منظر ہے۔خدا تعالیٰ اسلام کو فتح نصیب فرمادے۔

۲۰ ذوالحج گڑھی حبیب اللہ ڈاک بنگلہ:

رات کو سردار عبدالقیوم خان وزیر اعظم (وزیر اعلیٰ) صوبہ سرحد،نواب صاحب افتخار حسین ممدوٹ وزیر اعظم (وزیر اعلیٰ) پنجاب،فارن سیکرٹری آف پاکستان سید ایس بی شاہ،

Marfat.com

غلام سرور خان ڈپٹی کمشنر ہزارہ، اسحاق صاحب سیکرٹری اور بہت معتبرین تشریف لائے اور پیر صاحب اور باقی محسود وزیر بھٹنی ملکان کے ساتھ جرگہ کیا۔قوم نے وجوہات پیش کیں۔معزز صاحبان نے اطمینان دلایا اور امید کا یقین پیدا کیا۔قوم نے واپس مورچہ پر جانے کا وعدہ کیا۔چنانچہ سب ممبر صاحبان راولپنڈی چلے گئے۔وہاں سے لاہور جائیں گے۔

صبح پیر صاحب مبارک مزید امداد لانے کے لئے بطرف ڈیرہ وٹانک روانہ ہو گئے۔اور بندہ کو بطور قائم مقام یہاں گڑھی چھوڑ گئے۔اخیا جان پیر صاحب کے ہمراہ ہے کپتان میر بادشاہ، مہتاب خان مچی خیل، فیصل گرینے نذر خیل، کرنل شاہ پسند یہیں ہیں۔گل مدار، ہڑپ، زرجان، نظام دین اور باقی درامن خیل آج پھر مورچہ پر چلے گئے۔آج میرے ساتھ خلیفہ خان گل بے خیل، نواز درامن خیل اور ملا شوبی خیل ہیں۔

۲۱ ذوالحج ۱۳۶۶ھ/۱۱۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء گڑھی حبیب اللہ ڈاک بنگلہ:

کپتان میر بادشاہ مال خیل محسود ساتھ ہیں۔رات کو تقریباً چار سو پاوندہ سلمان خیل ملک شین میر خانخیل و جمعہ خان جلال وغیرہ آگے گزرے۔صبح ہمراہ ملکان میر باز شاہ، آیت، جینایت خان کرنل شہ پسند، محاسپ، شیوہ خون وغیرہ ایبٹ آباد آئے۔اور ڈپٹی کمشنر غلام سرور خان کی ملاقات کی۔اور اسے تمام حقیقت حال سے آگاہ کیا۔آیت خان مچی خیل واپس پشاور چلا گیا۔معلوم ہوا ہے کہ پٹن پر سکھوں نے قبضہ کر لیا تھا اور ہماری فوج نے پھر جیت لیا ہے۔میجر خورشید انور بمعہ پارٹی واپس پٹن بخیریت پہنچ گیا ہے۔میر اعظم خان فقیر، گلاپی شنگی (ملک گلاب خان شنگی) بختہ خان کٹی خیل وغیرہ نے ایک نہایت زبردست پکٹ فتح کیا ہے۔اور بہت اسلحہ مال غنیمت حاصل کیا ہے۔اب پھر سے بہت زوروں پر مجاہدین جا رہے ہیں۔اگلے روز تمام معتبران قوم محسود آگے فرنٹ پر چلے گئے۔خدا تعالیٰ اسلام کو کامیاب فرمائے۔تازہ حال معلوم ہوا کہ عین ہوائی گراؤنڈ اور سرینگر کی ادھر کی پل پر زبردست جنگ ہے۔باقی تمام مورچے ہماری افغان فوج نے جیت لئے ہیں۔دشمن کی طرف سے توپ مشین گن رائفل ہوائی جہاز

Marfat.com

کے ذریعے مشین گن اور بم استعمال کئے جاتے ہیں مگر پھر بھی ہزار آفرین مسلم افغان پر کہ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا اور اللہ اکبر کا نعرہ لگائے آگے ہی آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ڈاکٹر اقبال نے کیا اچھا کہا ہے:

تیغوں کے سایہ میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا

پھر فرماتا ہے؛ تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے ہیں۔

واقعی یہ غریب مسلمان اس کشمیری اور ہندوستانی کافر کی توپ سے لڑ رہے ہیں۔چونکہ معتبرین قوم کچھ پیچھے ہیں اور شہزادہ صاحب فضل دین ایبٹ آباد میں ہے اور یہاں گڑھی میں راشن کا انتظام نہیں ہے لہٰذا مصلحت وقت کے لئے تمام لشکر کو ایبٹ آباد جانے دیا اور ہم بھی ایبٹ آباد پہنچے اور راستہ میں مانسہرہ میں اے سی محمد نواز خان کی ملاقات ہوئی۔اور شہزادہ صاحب بھی ملا۔

۲۴ ذوالحج ۱۳۶۶ھ/۱۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء ایبٹ آباد:

تمام روز قوم محسود وزیر پونده کے ساتھ جرگہ رہا۔ہمارا اور شہزادہ صاحب کا۔اور مقامی افسران کے سامنے مطالبات پیش کئے گئے۔بالآخر شام تک کوئی خاطر خواہ فیصلہ نہ ہوا۔ڈپٹی کمشنر غلام سرور خان کی ملاقات ہوئی۔

۲۵ ذوالحج ایبٹ آباد بنگلہ کپتان عبدالرشید صاحب:

ہمارے مطالبات یہ ہیں:

۱۔فوجی افسر بجائے سویلین کے دیئے جائیں۔
۲۔کچھ منظم فوج حفاظت کے لئے دی جائے۔
۳۔طیارہ و ٹینک کے مقابلہ کے لئے مشینیں دی جائیں۔
۴۔ٹرانسپورٹ،راشن و کارتوس کی زیادہ آسانیاں بہم پہنچائی جائیں۔

تمام مطالبات میں سے کچھ بھی میسر نہیں آتا تاہم آج یہ اتفاق کیا گیا کہ ایک بار پھر ضرور واپس جاتے ہیں ایڈوانس نہیں تو ڈیفنس تو کر لیں گے۔لہٰذا آج ۱۶ لاریاں قوم

Marfat.com

محسود کی واپس بھیجی گئیں۔ شہزادہ صاحب بمعہ چند ملکان مانسہرہ چلا گیا ہے۔

اگلے روز ڈاول خان، بٹ، میرابت اور صوبہ دار رشادین وغیرہ آئے اور آگے کشمیر چلے گئے۔ آج تقریباً چار لاریاں مزید فرنٹ پر گئیں اور چھ لاریوں میں لوگ واپس بھیجے گئے۔ بہت لشکر ایبٹ آباد میں ہے کوئی ٹرانسپورٹ کا انتظام نہیں ہے معلوم ہوا ہے کہ تحصیل باغ بھی فتح ہو گیا ہے یہاں سکھوں کا بہت زور و شور تھا۔

آج سائیں صاحب محمد مشتاق بُرہان شریف والے تشریف لائے ملاقات ہوئی۔

۲۷ ذوالحج ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء بنگلہ عبدالرشید خان کپتان ایبٹ آباد:

آج باقی ماندہ گئے ہوئے محسود بھی واپس آ گئے ہیں۔ ہندوستانی فوجیں روڑی سے چند میل دور جو محسود سرینگر کے اردگرد حصار میں ہیں ان کا تا حال پتہ نہیں زیادہ لاری وغیرہ کا بندوبست نہیں۔ شہزادہ فضل دین و کپتان میر بادشاہ مانکی پیر کے ساتھ راولپنڈی لاہور کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے بلا مصلحت قوم چلے گئے ہیں۔ لہٰذا اس پر تمام ملک آیت نظر خیل نوشہرہ، ملک شیر جان شامن خیل واپس ٹانک ناراض ہو کر چلے گئے۔ خان صاحب اخیا جان وزیر اور کرنیل شہ پسند محسود بھی بادل نخواستہ ورک کر رہے ہیں۔ چونکہ بہت قومیں شامل ہیں اگر کوئی اور شخص کوئی غلط فعل کرے تو بھی بدنامی محسود کی ہوتی ہے۔

۲۸ ذوالحج ۱۳۶۶ھ / ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء ایبٹ آباد بنگلہ کپتان عبدالرشید:

آج معلوم ہوا کہ کل پیر صاحب مبارک آف وانا بھی راولپنڈی کانفرنس میں شامل تھے اور آج پنڈی سے واپس بنوں تشریف لے جائیں گے۔ وہاں احمد زئی وزیر کے ساتھ مہم کشمیر کے لئے جرگہ کریں گے۔ چونکہ یہاں بھی حالت بے مزہ ہے اور پیر صاحب مبارک کو تمام واقعات کی اطلاع بھی ضروری ہے علاوہ ازیں محرم شریف کے لئے رخصت لینے کی بھی خواہش ہے (عاشورہ محرم میں دربار حضرت سلطان باھو پر باقاعدہ دس روز عقیدت مندوں کا لاکھوں کی تعداد میں اجتماع ہوا کرتا ہے ایصال ثواب کے لئے خیر خیرات کا سلسلہ ہوا کرتا ہے جس میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی

Marfat.com

اولاد لازماً موجود رہتی ہے) لہٰذا آج ایبٹ آباد سے بٹ درامن خیل کی لاری میں ۱بجکر ۱۵ منٹ پر روانہ ہوئے۔ زرجان، رشادین، گلمدار اور خلفاء خانگل اول دین، شیخ معالی وغیرہ ہمراہ ہیں۔ ڈادل خان بھی ساتھ ہے۔ بُرہان شریف پہنچے یحییٰ نے رات رہنے پر مجبور کیا سائیں صاحب تا حال نہیں آئے انہیں ہمارے بُرہان جانے کے پروگرام کا علم بھی نہیں تھا۔ اگلے روز صبح پشاور شہر گئے۔ وزیر اعظم صوبہ سرحد سردار عبدالقیوم خان کی مختصر سی ملاقات کی اور تقریباً ۳ بجے تک پشاور میں رہے اور پھر بطرف کوہاٹ روانہ ہوئے۔

اگلے روز کوہاٹ پہنچ کر معلوم ہوا کہ پیر صاحب مبارک نے آج صبح کو ڈومیل نزد بنوں تمام احمد زئی کے ساتھ جرگہ کیا۔ اور پھر واپس بنوں چلے گئے۔ غالباً وہاں سے ڈیرہ جائیں گے۔ چونکہ یہاں چائے وغیرہ خریدنے میں دیری ہوگئی لہٰذا رات یہاں بسر کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور رات سرائے میں بسر کی۔ صبح روانہ ہوکر بنوں پہنچے اگلے روز بنوں سے روانہ ہوئے اور شام کو ڈیرہ مکان پیر صاحب مبارک آف وانا آ گئے۔ پیر صاحب مبارک موجود ہیں خیر یت سے ہیں۔

چاچا صاحب، حضرت نیئر سلطان صاحب برادرم محمد مشتاق صاحب و برادرم نور حسین صاحب مگھیانہ سے تشریف لائے ہیں جب انہوں نے ریڈیو میں گڑھی حبیب اللہ بمباری کا سُنا ہے تو میرا خوف انہیں لاحق ہوا ہے۔ اب میرے پیچھے کشمیر تیار ہیں دربار شریف پر ہر وجہ خیریت ہے۔ پیر صاحب مبارک جموں محاذ کے لئے قوم سلمان خیل بھیج رہے ہیں اور خود بھی تیار ہیں۔ خدا تعالیٰ اسلام کو کامیاب فرمادے۔

۲۵ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ / ۱۱ نومبر ۱۹۴۷ء:

پیر صاحب مبارک گجرات میں ہیں۔ محاذ جموں کا کام خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا چل رہا ہے۔ دشمن پر فتح سے فتح حاصل کر رہے ہیں اور ہزاروں مال غنیمت روزانہ لا رہے ہیں۔ جس کا خمس ہر شخص باقاعدہ پیر صاحب مبارک سید یوسف گیلانی کو دیتا ہے۔ بغیر سند پیر صاحب مبارک کوئی شخص کوئی چیز نہیں لے جا سکتا۔ ہزاروں جانور

Marfat.com

روزانہ نیلام کیے جاتے ہیں۔ آج تو ہم بھی تمام روز مال کا خمس وصول کراتے اور انہیں باقی مال کا پرمٹ دینے میں مصروف رہے ہیں۔

اگلے روز بیشمار پٹھان یہاں جمع ہیں۔ اور محاذ پر جانے کے لئے تیار ہیں۔ جموں سے صرف چند میل کے فاصلہ پر جنگ ہو رہی ہے۔ آج رات کو پچیس محسود درامن خیل جہاد کے لئے آئے۔

۲۷ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ / ۱۳ نومبر ۱۹۴۷ء گجرات پنجاب، مجاہدین بنگلہ رائے کدارناتھ:
بے اسلحہ لوگ بہت جمع ہو گئے ہیں اور مال مویشی کے فراہم کے لئے کام بہت شروع ہو گیا ہے لہٰذا محاذ قدرے کمزور پڑ گیا ہے۔ آج پیر صاحب مبارک نے فیصلہ کیا کہ تمام بے اسلحہ لوگ واپس ہو جائیں اور اسلحہ والے فوراً واپس محاذ پر جائیں۔ تین روز بعد بے اسلحہ پٹھان پایا گیا تو گرفتار کیا جائے گا۔ اور کل تک اگر کوئی رائفل والا محاذ کی طرف نہ گیا تو اسے -/500 روپے جرم کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں بوڑھے اور نکموں کو بھی دور کیا جائے گا۔ ہر پارٹی کی فوج کا ایک جمعدار ہو گا۔ اور باقی اُس کے زیرِ حکم ہونگے۔ ملاّ مہراللہ کل سے بیمار ہے۔

اگلے روز صبح پیر صاحب مبارک جہلم تشریف لے گئے کوئی خاص میٹنگ تھی۔ مجاہدین کے کارتوس کا انتظام کیا گیا۔ اور پھر محاذ گرم ہونا شروع ہو گیا۔ آج ایک لنڈیزی اور ایک پوندہ شہیدان جموں سے لائے گئے جو کہ صرف ۴ میل جموں کے قریب شہید ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آج کیمل پور سے پناہ گزین ہندو وغیرہ کو گورکھا فوج لاریوں میں لا رہی تھی کہ پٹھانوں کو پتہ چل گیا چنانچہ یہ فوراً انہیں مارنے کو تیار ہو گئے۔ بعد مشکل انہیں روکا گیا۔ یہ یقین ہے کہ اگر پیر صاحب موجود نہ ہوتے تو ان غیر مسلموں کا بچنا ناممکن تھا۔

آج ریڈیو کی اطلاع ہے کہ اکھنور جو ایک بار فتح ہو چکا تھا اور پھر گورکھہ آ گئے تھے پھر بھی مجاہدین نے کمال کامیابی سے حملہ کیا اور دشمن کا بہت نقصان کیا۔ علاوہ ازیں مقام اوڑی پر دشمن کی چودہ لاریاں کام آئیں۔

Marfat.com

اگلے روز جس قدر مجاہدین یہاں موجود تھے محاذ پر چلے گئے ہیں تقریباً ۲۵۰۰ مجاہدین جن میں ۲۵۰ بھٹنی اور باقی سلمان خیل تھے آج محاذ جموں پر گئے۔انشاء اللہ اس بار زبردست حملہ ہو گا۔بغیر اسلحہ لوگوں کو اکثر واپس کیا گیا ہے آج بھی مال کی تقسیم و فروخت کا کام رہا۔

یکم صفر المظفر ۱۳۶۷ھ/۱۷ نومبر ۱۹۴۷ء کیمپ مجاہدین کشمیر:

آج صبح سے شام تک تقریباً ۱۴ لاریاں مجاہدین کی محاذ کی طرف چلی گئی ہیں۔کیمپ میں اب مجاہدین کم ہیں کچھ نہ کچھ آرام ہو گیا ہے۔آج ایک سواتی اور ایک پونچھ کے لڑکے کے ہاتھ سے ایک جلال خیل کو رائفل لگی نامعلوم سہواً ہوا ہے یا سازش ہے۔مجرموں کو پولیس کے حوالہ کیا گیا۔آج شام کو پیر صاحب کے ہمراہ وزیر آباد کا دورہ کیا اور بوقت خفتن واپس آ گئے۔مال کی تقسیم اور پرمٹ کا کام ہمارے ذمہ رہا اور فروخت کا کام۔

میاں صاحب ظفر حسین اور میاں سکندر صاحب دو تین روز سے بمعہ پارٹی تشریف لائے ہیں اور خدمت میں شاغل ہیں۔مہر اللہ کی صحت اچھی ہو گئی ہے۔اگلے روز خیریت سے گزرا۔مجاہدین آج رات چھمب پر حملہ کرنے کو تیار ہیں وہاں بہت کافی ہندوستانی فوج پہنچی ہوئی ہے۔خدا تعالیٰ اسلام کو فتح بخشے۔

آج سے مال کی آمد کم ہے۔آج شام کو بطرف وزیر آباد موٹر پر پیر صاحب کے ہمراہ کسی خاص مطلب کے لئے گئے۔مسمی فضل دین سکنہ کھمبی آیا جو کہ ہمارے ساتھ ہے۔

آج ۵ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ ایک مقدمہ کے لئے مہدی پور جانا ہوا یہاں کے سادات نے ایک حسن خان خیل کو مارا اور اس کی چوری بھی کی اور بندوق بھی چھین لی لہٰذا مجرمان کو پکڑا گیا اور انہوں نے بہت منت سماجت کی اور چوری والا مال واپس کر دیا اور مبلغ ایک ہزار روپیہ جرم بھی پیر صاحب نے وصول کیا۔

خلیفہ خان مومن ڈیڑ،خلیفہ اکرم ملنگ،ملک زرجان و جمعہ خان ولی خون درامن خیل خلیفہ شیخ معالی و پشے نیکزنخیل و وکیل طالب نیکزنخیل ڈیرہ سے مگھیانہ و سرگودھا سے ہو کر آ گئے۔برادرم نور حسین صاحب انہیں مگھیانہ میں ملے۔محاذ سے کچھ مجاہدین واپس

Marfat.com

آئے۔ گزشتہ شب مجاہدین نے بمقام چھمب پر زبردست حملہ کیا۔ جس میں دشمن کا بیشمار جانی نقصان ہوا۔ چند برین گنیں اور رائفلیں قبضہ میں آئیں۔ ایک برین گن پیر صاحب کی خدمت میں لائے ہیں۔ تین خروٹی شہید اور پانچ زخمی دوااماخیل شہید اور کچھ سلمان خیل زخمی ہوئے جنہیں لایا گیا ہے۔ شہداء کو ان کے وطن بھیج دیا گیا ہے۔

۱۱ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ / ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء ٹانک بنوچی ہوٹل:

شمن خیل اور بہلول زئی اقوام کے ملکان و معززین ملے ان کی شہزادہ فضل دین شوبی خیل کے ساتھ طبیعت نہیں لگتی اور ویسے بھی یہ لوگ پہلے سے پیر صاحب کے فرمان کے علاوہ کچھ نہیں کرنا چاہتے لہٰذا بہت شائق ہیں تاکہ پیر صاحب مبارک انہیں بطرف جموں دعوت جہاد دیں۔ اگلے روز ڈیرہ سے دربار شریف شب کو پہنچا ہوں۔

۱۹ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ / ۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کیمپ مجاہدین جموں گجرات:

دشمن کے چھکے چھوٹ چکے ہیں اور دن رات لرز رہا ہے رفتہ رفتہ دشمن کی فوجیں پیچھے ہٹ رہی ہیں خدا تعالیٰ اسلام کو فتح بخشے آمین۔

اگلے روز مجاہدین کے لئے ایمونیشن کی پرچیاں تیار کرتا رہا ہوں۔ تقریباً ۱۵۰۰ مجاہدین کی پرچیاں آج تیار کی گئی ہیں۔ پیر صاحب مبارک بطرف سیالکوٹ دورہ پر گئے۔ جنرل کیانی صاحب اور پولیٹیکل ایجنٹ آف ٹوچی اور سابق چھوٹا صاحب یوسف بھی آپ کے ساتھ تھے۔ وہاں احمد زئی وزیر آف درہ کو ملے جو محض پیر صاحب کی انتظار میں بیٹھے تھے کہ جب تک پیر صاحب تشریف نہیں لائیں گے کوئی کام نہیں کریں گے۔ پیر صاحب نے آج ان تمام امور کے متعلق فیصلے کئے۔ اور بوقت خفتن واپس تشریف لائے۔

پیر صاحب مبارک صرف دو شب ڈیرہ رہے اور پھر واپس سرگودھا پہنچے۔ یہاں گورنمنٹ کے ساتھ پٹھانوں سے اسلحہ پر پابندی نہ لگانے اور گرفتار شدہ پٹھانوں کو چھڑانے کے کام میں لگے رہے۔ ڈی سی سرگودھا سُست شخص ہے اور کشمیر کے کام سے چنداں دلچسپی نہیں لیتا۔ رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ ایس پی سرگودھا انگریز ہے اور وہ بھی فتنہ انگیز

Marfat.com

ہے بالآخر کچھ نہ کچھ عارضی فیصلہ سرگودھا والوں کے ساتھ کر کے پیر صاحب یہاں تشریف لائے ہیں۔

۲۲ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ:

ہم نزد سیّد پور ضلع سیالکوٹ کڑی افغانہ شادی خان مئی خیل پہنچے یہ لوگ زیادہ تر سلطان العارفین قدس سرہٗ کے مُرید ہیں اور کئی سالوں سے کشمیر میں رہتے ہیں پاکستان بننے سے پہلے پٹھان کوٹ میں ایام سرما بسر کر کے اب سیالکوٹ آ گئے ہیں۔ یہ لوگ علاقہ جموں کے چپہ چپہ کے واقف ہیں اور مجاہدین کو کافی امداد دے رہے ہیں۔

۲۲ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ:

احمد زئی وزیروں کو ہم نے ایمونیشن دے کر پکلیاں کے راستہ دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ کرنل برق ان کا افسر ہے جو کہ آج بہت پریشان نظر آتا ہے کیونکہ اس قوم پر بغیر پیر صاحب کے کوئی اور شخص کنٹرول نہیں کر سکتا۔

بوقت عصر چیڑال پہنچے یہاں سراج خیل خلیفہ حاجی خان جمعہ خان اور کشمیر وغیرہ کا اڈا ہے حالت بہت اچھی ہے راشن کافی ہے دشمن پر ہمیشہ یکے بعد دیگرے حملہ کرتے رہتے ہیں۔ بہت شجاعت سے کام کر رہے ہیں۔ شام کو واپس ہوئے۔ راستہ میں بھینس والوں کا مقدمہ پیش ہوا جس پر بہت دیری ہو گئی۔ علاقے کے لوگ بہت شیطان ہیں۔

بالآخر بوقت خفتن سیالکوٹ پہنچے۔ جنرل عنایت کیانی کی ملاقات کی بہت ہی اچھا بہادر شخص ہے۔ رات کو ہوٹل میں ہماری رہائش کا بندوبست کیا گیا۔

۲۷ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ/ ۱۳ دسمبر ۱۹۴۷ء گجرات کیمپ مجاہدین:

آج میں نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی کوٹھی پر وزیر اعظم صاحب بہادر (وزیر اعلیٰ) نواب ممدوٹ، مرزا سکندر اور سردار ابراہیم کشمیری کی ملاقات پیر صاحب کے ساتھ کی۔

اگلی رات ہندوؤں کی ٹرین گجرات اسٹیشن پر رُک گئی۔ چند مسافروں ـــ جن پر ہندوستانی فوج کے گارڈ نے بم پھینکا بس پھر کیا تھا پلیٹ فارم میدان جنگ بن گیا اور صبح آٹھ بجے تک مقابلہ رہا۔ بالآخر ریل لوٹی گئی۔ ہم نے تمام رات حد درجہ کوشش کیا

Marfat.com

کہ مقابلہ رُک جائے ایس پی اور ڈی سی گجرات بھی بھاگتے رہے مگر کچھ نہ بنا۔ نتیجتاً ۹ پٹھان شہید اور کچھ زخمی ہوئے۔

۶ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ / ۷ دسمبر ۱۹۴۷ء چونڈہ:

معلوم ہوا کہ کل ۳ بجے دن کے دشمن نے کافی فوج اور جتھوں کے ساتھ چاروہ کے لشکر پر حملہ کرنا چاہا اور مارٹر کے فائر کئے چنانچہ مجاہدین نے خلیفہ کشمیر خلیفہ حاجی خان اور خلیفہ جمعہ خان کی پارٹی جنہیں ابھی تک ایمونیشن بھی نہیں ملا تھا نے دشمن پر حملہ کر دیا اور تقریباً ۲۰۰ سپاہی اور ہزاروں سویلین کافر مارے اور ۳۰ بکس کارتوس ۶۰ رائفلیں ۳ برین گنیں اور بہت مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اور بارہ میل دشمن کو اندر دھکیل گئے۔ تین تھانہ دشمن کے بالکل تباہ کر دیئے گئے یہ ہے طاقت اسلام۔ نہتے مسلمانوں نے تمام اسلحہ سے مسلح کفار کو کیا شاندار شکست دی۔ یہ معجزہ نبوی ہے۔

۱۰ ربیع الاوّل ۱۳۶۷ھ کو حضرت صاحب ایبٹ آباد میں ہوتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ مقام شولی پسرور ضلع سیالکوٹ مجاہدین کے راشن وغیرہ میں بہت امداد دی جاتی رہی قصبوں سے پکی روٹیاں جمع کر کے ۴ ہزار مجاہدین کو کھلایا جاتا رہا ہے خدا تعالیٰ جزائے خیر عطا فرماوے۔

اُس روز جبکہ لشکر کے ساتھ جرگہ کر رہے تھے دشمن کے دو فائیٹر جہازوں نے دو تین دفعہ جھپٹیں کیں اور بہت نیچے پھرے۔ مجاہدین نے ان پر زبردست ریپٹ فائر کئے اور بالآخر وہ بھاگ گئے۔ جہازوں نے کسی قسم کی گولی وغیرہ نہیں برسائی۔ تمام حالات کا جائزہ لیا گیا۔ مجاہدین کو راشن کے علاوہ چائے، تماکو اور ڈاکٹر کی اشد ضرورت ہے۔ بالآخر یہاں سے گھوڑے پکڑ کر مہاراجکے پہنچے۔ اور وہاں سے بگھی کرایہ کر کے تقریباً ۹ بجے شب کے سیالکوٹ آئے۔ خلیفہ سلطان جان چاروہ میں رہ گیا۔

اگلے روز سیالکوٹ میں کرنل اسد اللہ کیانی صاحب کو حالات سے آگاہ کیا۔ خلفاء کشمیر، جمعہ خان، حاجی خان کی ملاقات ہوئی۔ پیر صاحب مبارک کل سے واپس گجرات پہنچے ہوئے ہیں۔ وہاں کام بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا آج ۱۱ بجے شب کے سیالکوٹ سے

Marfat.com

کرنل کیانی کی موٹر پر سوار ہو کر ۱۲ بجے شب گجرات پہنچے۔رات گجرات کدار ناتھ بلڈنگ میں ہے۔

صبح پیر صاحب مبارک مجھے کرنل کیانی چونڈہ تشریف لے گئے۔آج غالباً واپس سیالکوٹ تشریف لاوینگے۔ہمیں چاروا کے چکر کا حکم ملا۔لہٰذا ہمراہ خلیفہ سلطان جان نیازی،میر جان اشرف خیل اور زرجان درامن خیل بوغین شامن خیل اور صوبہ دار کے جیپ پر روانہ ہوئے راستہ میں بہت زبردست کیچڑ ہے چنانچہ تین جگہ جیپ پھنس گئی بمشکل نکالی گئی۔ایک جگہ تو بھینسے باندھ کر کیچڑ سے کھینچی گئی بالآخر جب مہاراجکے پہنچے تو جیپ کا کلچ پلیٹ جل گیا لہٰذا جیپ فیل ہوگئی۔یہاں سے تانگہ کیا گیا جو کہ راستہ میں ٹوٹ گیا۔بوقت عصر چاروا پہنچے۔

یہاں اکا دُکا حملے دشمن پر کئے جارہے ہیں چنانچہ آج رات تقریباً ۱۰۰ کسان کی پارٹی نے دشمن پر حملہ کیا اور ایک رائفل ایک گھوڑی اور کافی مال لائے۔

۱۴ ربیع الاوّل ۱۳۶۷ھ / ۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ء جلال پور جٹہ کیمپ مجاہدین:

آج تین شہداء پہنچے۔سیالکوٹ محاذ پر بہت زور و شور ہے مجاہدین زبردست کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔دشمن سے کئی مسلمان عورتیں چھینی گئیں جو کہ ڈوگرہ لوگ بزور مسلمانوں سے چھین کر اپنے پاس رکھے ہوئے تھے مسلمانوں کی مساجد جو کہ ریاست میں تھیں زیادہ تر منہدم ہو چکی ہیں اور جل چکی ہیں اور اب تک سینکڑوں نعشیں مسلمانوں کی جنہیں ڈوگروں نے قتل کیا ہے مساجد میں موجود پڑے ہیں۔

آجکل گجرات میں انڈین یونین کے آدمی ریل کے معاملہ کی تفتیش کے لئے پھر رہے ہیں۔لہٰذا تمام مجاہدین باہر اڈوں پر ہیں۔آج جلال پور والے مجاہدین کو زوتو خان جلال خیل سلمان خیل ایک شیطانی کے زیر جمع کر کے گجرات لا رہا تھا۔پہلے بندہ اور پھر پیر صاحب مبارک موقعہ پر پہنچے اور تمام پوندہ کو ڈنڈوں سے واپس اڈہ پر بھیجا گیا۔

ملک زرجان درامن خیل کو پیر صاحب کی خاص گارڈ میں بھرتی کیا گیا۔زرجان درامن خیل،محمد جان اشرف خیل،محمد یعقوب جمعدار شامن خیل خلیفہ شیخ معالی سرور جان

Marfat.com

شو دیا کئے وزیر باڈی گارڈ ہیں۔
۱۵ ربیع الاوّل پیر صاحب مبارک چاروا کے اڈہ سے ہو کر واپس بوقت ۱۰ بجے شب گجرات پہنچے۔چاروا والوں نے پھر بہت زبردست حملے کئے ہیں اور بہت مال غنیمت اور ڈھائی سو ڈوگری لے آئے ہیں۔رائفلیں اور ایمونیشن بھی دشمن سے بسیار لائے ہیں۔
اگلے روز معلوم ہوا کہ اڈہ بڑیلہ کے محسود کچھ کام نہیں کر رہے ہیں لہٰذا رات کو بھوج پور بڑیلہ پہنچے۔صبح تمام محسودوں کو بلا کر جرگہ کیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ انشاء اللہ بہت اچھی طرح اتفاق سے جنگ کریں گے۔جو شخص ڈپو میں رہ گیا اس سے رائفل ضبط کی جائیگی۔خدا تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرماوے پھر براستہ بھوج پور کڑیانوالہ پہنچے اور محسود بوستان پارٹی کو ان کی موٹریں ساتھ لے کر جلال پور جٹہ سے ہو کر گجرات پہنچے۔
۱۸ ربیع الاوّل ۱۳۶۷ھ ریڈیو کی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۵ بجے دن کے کسی ہندو نے مسٹر مہاتما گاندھی کو دہلی میں پستول سے فائر کر کے مار دیا ہے۔
۲۱ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ گجرات کیمپ مجاہدین:
آج چند بار دفتر ہیڈ کوارٹر پھر کنٹرول افسر صاحب ذوالفقار علی خان کے پاس اور پھر صدر تھانہ جانا ہوا بعد ازاں بوقت شام وزیر آباد تک پیٹرولنگ گشت کی۔واپسی پر تقریباً ۷ بجے شام معلوم ہوا کہ کسی شیطان نے کہا ہے کہ لالہ موسیٰ میں غیر مسلموں کی گاڑی آرہی ہے تو ہزاروں کی تعداد میں پٹھان ادھر جا رہے ہیں لہٰذا بندہ پیر صاحب کے ہمراہ بہت سے ذاتی عملہ کے ساتھ موقعہ تک پہنچ گئے۔اور راستہ میں پٹھانوں کو واپس کیا گیا۔
معلوم ہوا الطاف صاحب دربار شریف پر اور عمر دراز صاحب ضلع مظفر گڑھ گجرات پڑھنے چلا گیا ہے۔دربار شریف زیادہ خیریت ہے۔
اگلے روز پیر صاحب مبارک راولپنڈی تشریف لے گئے۔خواجہ عبدالرحیم صاحب کمشنر نے انہیں خاص میٹنگ وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی سے ملاقات میں شامل ہونے کے

Marfat.com

لئے دعوت دی ہے۔اہم معاملات پر بحث اور فیصلہ ہوگا۔پیر صاحب کی طرف سے مجھے سیالکوٹ کے اڈوں پر جانے کا حکم صادر ہواچنانچہ بذریعہ جیپ سیالکوٹ پہنچے۔کرنل صاحب عنایت کیانی پہلے سے چونڈہ تیار تھے چنانچہ ان کے ساتھ ہی چونڈہ پہنچے۔چونڈہ میں اقوام زرملی کا اڈہ ہے انہوں نے زبردست بہادری سے سانبہ کے مقام پر دشمن کے خلاف جنگ لڑی اور دشمن کو جانی اور مالی زبردست نقصان پہنچا۔آٹھ دس لاریاں اور ایک ہوائی جہاز بھی دشمن کے برباد ہوئے۔مجاہد تیرہ شہید اور زخمی ہوئے۔مگر افسوس کہ پیچھے سے راشن کا بالکل انتظام نہ تھا تین تین چار چار روز بیچاروں کو بھوک کاٹنی پڑی ٹرانسپورٹ کی یہ حالت تھی کہ تین روز شہید یونہی پڑے رہے۔بالآخر تنگ آکر لشکر نے واپس آنا شروع کیا۔اب ملکان دوتانی خروٹی منجی دولت زئی نیکب خیل وغیرہ سے بات چیت کی ہم وہیں رہے اور کیانی صاحب واپس سیالکوٹ گئے۔خلیفہ خان مومن اور سلطان خیل ساتھ ہیں۔

۲۶ ربیع الاوّل ۱۳۶۷ھ/۹ جنوری ۱۹۴۸ گجرات کیمپ مجاہدین کدارناتھ بلڈنگ:

کل دن کسی ففتھ کالم نے پٹھانوں کو کہا کہ ایک ریل غیر مسلموں کی آرہی ہے لہٰذا تمام پٹھان تقریباً ۴۰۰۰ کسان ریل پر ٹوٹ پڑے بالآخر پیر صاحب مبارک کو راولپنڈی میٹنگ سے بلایا گیا اور انہوں نے لشکر منتشر کیا۔واقعی ریل گاڑی سپیشل انگریزوں کی تھی۔

تمام روز پھر پرچیوں کی کشمکش میں گزرا بہت کافی تعداد میں محسود نئے آئے ہوئے ہیں عصر کو سیالکوٹ سے اطلاع پہنچی لہٰذا پیر صاحب کے ہمراہ سیالکوٹ روانہ ہوا۔دراب خان صاحب موہڑہ شریف والے تشریف لائے۔

ایک روز قبل راولپنڈی میں دفتر جنرل طارق میں جا کر میجر یوسف پولیٹیکل ایجنٹ کی ملاقات کی۔لاہور والی تمام سرگزشت سنائی گئی۔اور ان سے اس امر کا مطالبہ کیا کہ یہ کیوں ہوا ایسا سلوک کب تک ہمارے ساتھ رہے گا ہمارے وزیر محسود ملکان نے کہا کہ اگر یہ معاملہ تم نہیں سلجھا سکتے تو ہم قومی ذریعہ سے فیصلہ کریں گے۔میجر صاحب سے

Marfat.com

ذیل کے سوال جواب بھی ہوئے۔
مہم کشمیر میں اوّل سے آج تک پیر صاحب اور اس کے لشکر نے جو کام یا قربانی کی ہے وہ تمام دنیا میں روشن ہے اس کا صلہ تو بجائے خود جو سلوک اب تک حکومت کا رہا ہے وہ بھی اچھی طرح واضح ہے۔اب آئندہ ہماری ضرورت ہے یا نہیں۔تو میجر صاحب نے کہا کہ ضرور ہے۔پھر ہم نے کہا کہ اگر ضرورت ہے تو ہمارا حق اور پوزیشن واضح کر دیں پھر اس کے بعد خواجہ عبدالرحیم صاحب کمشنر نے گذشتہ واقعہ پر بہت افسوس کیا اور معافی مانگی اور لاہور پولیس سے جواب طلبی کی۔اور آئندہ کے لئے مکمل انتظام کا وعدہ کیا۔میجر صاحب نے ایک خط پیر صاحب کے نام لکھ دیا اور التماس کی کہ ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء پیر صاحب ضرور راولپنڈی تشریف لاویں۔
۳۰ ربیع الاوّل/ ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء سرگودھا:
اب مطلب پرست لیڈروں کے ہتھکنڈے نظر آنے لگے۔محمد بن قاسم کے ساتھ کیا کیا گیا۔پیر صاحب کے بڑھتے اثر رسوخ کو یہ مضر سمجھ رہے ہیں۔لہٰذا چالیں چل رہے ہیں۔پہلے بارامولا میں خورشید انور کا جھگڑا۔پھر وزیر احمد زئی فورس کا خود منگوانا۔پھر گجرات سیالکوٹ کی حد سے لشکر کا واپس کرنا۔اب یہ پالیسی چل رہے ہیں کہ پیر صاحب سے خفیہ پیر صاحب کے نام پر وزیرستان سے لوگوں کو منگواتے ہیں اور بغیر پیر صاحب کے دیکھنے یا ملاقات سے اپنے ذریعہ سے جنگ پر بھیج دیتے ہیں ان لوگوں کو کہتے ہیں کہ پیر صاحب کا یہی حکم ہے اور وہ ملاقات کے لئے فارغ نہیں مگر اس کا نتیجہ غالباً اچھا نہیں ہوگا۔کیونکہ قوم بغیر اعتبار و اعتماد پیر صاحب کے اور کسی شخص پر بھروسہ نہیں کرتی۔اور بغیر پیر صاحب کے کنٹرول کے نقص امن کا ازحد زیادہ خطرہ ہے۔خدا تعالیٰ ہی فضل فرمادے۔اور ہمارے مطلب پرست لیڈروں کو حق سمجھادے۔
ڈیرہ اسماعیل خان سے بذریعہ تار اطلاع ملتی ہے کہ پیر صاحب مبارک السید یوسف گیلانی کے پچھلے گھر فرزند پیدا ہوا ہے خدا تعالیٰ انہیں عمر دراز بخشے صاحب فیض و برکت فرماوے۔اور اس مرد غازی کی آمد کی برکت سے اسلام کو فتح و نصرت بخشے۔پیر صاحب

Marfat.com

کو فون پر مبارک دی گئی۔

۱۴ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ / ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء گجرات:

اڈہ ٹانڈہ پر جا کر قوم کے ساتھ جرگہ کیا گیا چونکہ یہاں سے اڈہ تبدیل ہو چکا ہے اور دوسرے محاذ جانا ہے اس لئے قوم کی عام اجازت دی گئی کہ جو شخص تمام تکالیف کے باوجود دوسرے اڈہ پر جہاد کے لئے تیار ہوں وہ تیار ہو جاویں۔ اور جو واپس جانا چاہتے ہیں انہیں اجازت ہے چنانچہ تمام سلمان خیل اور خروٹی جو کہ خلیفہ جمعہ خان خلیفہ کشمیر اور شہ نواز خان محمود خیل اور تاج محمد انڈڑ اور فضل خروٹی کی پارٹی ہیں نے رخصت مانگی۔ بلوچستان والے پہلے سے واپس ہو چکے ہیں۔

۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ / ۱۶ اپریل ۱۹۴۸ء گجرات:

خلیفہ صاحب علی اکبر خان اور باقی پارٹی کے ہمراہ A.K کی لاری پر اسٹر پہنچے۔ لشکر سے ملاقات کی۔ کرنل مصطفیٰ صاحب بھی ملے۔ کرنل صاحب کی تجویز تھی کہ آگے پہاڑ میں کارتوس تقسیم کئے جاویں اور دس دس بیس بیس دیئے جاویں گے۔ مگر ہم نے مشورہ دیا کہ دشمن کا ملک ہے لہٰذا یہاں اشو کریں اور زیادہ دیں۔

اگلے روز اسٹر میں ملک عظیم خان نیکزنخیل محسود نے دعوت کی پہارو ذبح کیا۔ یہاں پانی کی تکلیف ہے ایک کنواں ہے جس پر تمام گاؤں اور لشکر کا گزارہ ہے۔ باقی بھی کافی لشکر مداخیل وزیروں کا جمع ہے جنہیں جنگھر بھیجا جاوے گا۔

۲۴ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ:

ہم کڈھالہ میں تھے۔ یہ شہر ٹریست کی حد میں ہے۔ یہاں بھٹنی لشکر نے کارتوس لینے سے انکار کر دیا اس بنا پر کہ پہلے فی رائفل ڈیڑھ سو کارتوس اشو ہوتا تھا اب کیوں کم کر دیئے گئے۔ لشکر نے کہا ہم خود کارتوس خرید کر جنگ لڑیں گے۔ وہ پچیس سو کارتوس خرید کر چکے تھے اور بالآخر راضی کر لیا گیا۔ محسود و پونده لشکر کو تو ۵۰ راوند فی پرچی پر کارتوس اشو کر دیئے گئے تھے۔ رات کو محسود اور بھٹنی وفد آیا معافی مانگی اور انہیں کارتوس پر راضی ہو گئے۔ کرنل مصطفیٰ نے بھی معاملہ سلجھانے میں مدد کی۔ اگلے روز صبح ہم اسٹر

Marfat.com

میں تھے۔لشکر خدا تعالیٰ کے آسرے پر روانہ ہوا قریباً ۱۱ بجے تک ہم وہیں رہے جب تمام کا تمام لشکر روانہ ہو گیا اور کرنل صاحب بھی قاضی با کر چلے گئے تو ہم واپس گجرات روانہ ہوئے۔واضح ہو کہ لشکر امبڑیال کی شمال میں پہاڑ میں رہے گا اور چب کی شمال کی طرف دیوہ بٹالہ سے حملہ کرے گا یا پہاڑ کے اندر سے ندی پار کر کے پرلے علاقے پر حملہ کرینگے۔خدا تعالیٰ فتح بخشے۔

دن بخیریت گزرا۔عبیداللہ خان پولیس کپتان کی اور ڈپٹی کمشنر صاحب کی ملاقات کی، ملک سیلانی کو ڈپٹی کمشنر سرگودھا نے بھیجا ہے تا کہ ہمارے پاس جو موٹر ہے وہ واپس لے آوے۔ہمارے پاس کوئی اور چیز ورک کرنے کے لئے نہیں ہے علاوہ ازیں لشکر کے متعلق بھی کچھ باتیں ہیں جن کے فیصلے کے لئے راولپنڈی جانا ہے لہٰذا تقریباً ۹ بجے صبح A.K.216 پر روانہ ہوئے۔ملک زرجان ملک سیلانی ملک قندر خلیفہ خانمومن مستری طوطہ رفیق ڈرائیور وغیرہ ہمراہ ہیں۔خلیفہ صاحب خان علی اکبر خان گجرات میں رہے اور مولوی کاپاری بھی یہیں رہا۔

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ تقریباً ۲ بجے بخیریت راولپنڈی پہنچے دن حضرات موہڑہ کے مکان پر گزارا۔بعد ظہر 201 کوٹھی میں میجر یوسف کی ملاقات کی۔اس نے قندر کی لاری کے لئے ڈی آئی جی کو لکھا اور موٹر کے لئے ڈی سی سرگودھا کو چٹ لکھ دی تا کہ پیر صاحب کے واپس آنے تک موٹر نہ مانگے۔باقی لشکر کے لئے کہا کہ جب آپ چاہیں نیا لشکر منگا سکتے ہیں اور انہیں واپس کر سکتے ہیں۔

اگلے روز میں بُرہان شریف میں تھا سائیں صاحب نے خوب پھولدار چاردیواری بنائی ہے اُن کی نرینہ اولاد نہیں ہے خدا تعالیٰ عطا فرماوے۔تمام ہمراہیوں کو وہاں بھوہرے وغیرہ دکھائے گئے اور خوب سیر کرائی گئی۔تقریباً ۱۱ بجے رخصت لی اور لاری پر سوار ہو کر راولپنڈی پہنچے غلام یحییٰ ہمراہ ہے۔دفتر طارق میں میجر یوسف ملے ان کا خیال ہے کہ اگر ہمارا لشکر سرد علاقہ کی طرف منتقل کیا جاوے تو دوسرا علاقہ خالی رہ جاتا ہے ڈی آئی جی پولیس پنڈی گھیب گیا ہوا ہے ملک اللہ یار خان کو دشمنوں نے مار دیا ہے تفتیش کے

Marfat.com

لئے گیا ہے پرسوں آجاوے گا آج ڈی ایس پی عبدالقدوس خان فرنٹیر پولیس کی تھانہ چھاؤنی ملاقات کی گئی ہماری رہائش رئیس خانہ میں رکھی گئی ہے۔

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ / ۱۰ اپریل ۱۹۴۸ء:

صبح جنرل طارق آزاد کشمیر فوج (بریگیڈیر شیر خان) کی ملاقات بنگلہ نمبر 201 آزاد دفتر میں ہوئی۔ جنرل صاحب نے بادشہ گل کے متعلق نوٹ کر لیا اور فرمایا کہ اسے جلد از جلد گرفتار کر لیا جاوے گا۔ موٹر کے متعلق کرنل رحیم کو حکم دیا کہ ہمارے لئے کسی اور ٹرانسپورٹ کا بندوبست کر دیں۔ علاوہ ازیں جنرل صاحب نے راجوڑی اور پونچھ کے محاذ کے لئے کچھ نہ کچھ فورس طلب فرمائی جو کہ پیر صاحب کے مشورہ پر وعدہ کیا گیا۔
باقی موجودہ لشکر کے لئے جنرل صاحب نے فرمایا کہ جب آپ کی خواہش ہو تو اس لشکر کے تھک جانے پر دوسرا لشکر منگا سکتے ہیں اور انہیں چھٹی پر بھیج سکتے ہیں۔
رفیق ڈرائیور کے پانچ ماہ کی تنخواہ کے لئے میجر یوسف سے چٹھی لی گئی۔ غلام یحیٰی صاحب رخصت ہوا۔ دوپہر کو واپس ہوئے سہاوا کے قریب لاری کا پیٹرول بند ہو گیا بمشکل سرکی تک پہنچے شام تک لاری ٹھیک نہ ہوئی لہٰذا ایک گیس پلانٹ پر کالا کیمپ پہنچے۔ لاری بمعہ ڈرائیوروں کو وہیں چھوڑا۔

۱۱ اپریل ۱۹۴۸ء کالا کیمپ جنرل میر محمد خان افغان ملا آج تقریباً ۲۰۰۰ لشکر متفرق قوموں کا محاذ نوشہرہ بھمبر پر بھیجا گیا۔ ہم ایک لاری کے ذریعہ سٹیشن جہلم پہنچے اور گیارہ بجے کی گاڑی پر سوار ہو کر ۲ بجے رات کے گجرات پہنچے۔ اسٹیشن سے ٹانگہ پر اپنی کوٹھی پہنچے رات بخریت گزاری۔

۱۴ شوال المعظم ہم گجرات کیمپ میں خلیفہ صاحب خان علی اکبر خان موجود ہے ڈاک بنگلہ میں موہڑہ والے جو کہ پیر صاحب کے ساتھ آئے ہیں رہتے ہیں۔ مسعود لشکر بوٹ چلا گیا ہے۔ وزیر لشکر باکسر کے نزدیک لاھیان قلعہ میں ہے۔
اگلے روز خیریت رہی کچھ وزیر اور کچھ محسود لشکر اڈوں کی طرف بھیجا گیا۔ میری عدم موجودگی میں چونکہ لشکر بہت زیادہ تعداد میں یکجا آ گیا جس کا یہاں گجرات میں زیادہ

Marfat.com

عرصہ کے لئے رکھنا بہتر نہ تھا۔لہٰذا انہیں بغیر رجسٹر کئے محض شمار پر خلیفہ صاحب نے رقعہ جات بنا دیئے ہیں اور انہیں آگے بھیجا گیا ہے۔اس طرح ہماری رجسٹریشن کا طریقہ خراب ہوگیا ہے۔کیپٹن افضل نیشنل گارڈ والے کو بھمبر تبدیل کیا گیا ہے۔اس کی جگہ ایک فوجی صوبہ دار کام کرے گا۔

بوٹ میں ایک میجر نے ہمارا اڈہ توڑا اور خود واپس چلا گیا اور لشکر کو کہتا ہے کہ پیر صاحب کے لشکر کے لئے کوئی جگہ اور انتظام نہیں ہے اگر کسی ملک کا لشکر بن کر رہتے ہو تو رہو ورنہ پیر صاحب کے لشکر کی گنجائش نہیں۔واللہ اعلم ۔آج پیر صاحب مبارک پھلروان سے واپس گجرات تشریف لائے اور آپ نے بلوچستان میں جتنا وقت گزارا تمام سرگزشت بیان فرمائی اور ہم نے بھی اپنی آپ بیتی حضور کو سُنائی۔آج کیپٹن مبارک شاہ صاحب وزیر پنجاب تشریف لائے اور اُن کی ملاقات ایک ٹی پارٹی میں پیر صاحب کے ہمراہ کی۔

۱۷ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ گجرات:

آج صبح خلیفہ سیلانی شامن خیل اور اعلی جان نظر خیل انسپکٹر ایڈیشن پولیس والہ بمعہ لشکر واپس آئے اور ان سے معلوم ہوا کہ تمام لشکر کو بزور منتشر کیا گیا ہے ۔میجر اور باقی افسران کہتے ہیں کہ پیر صاحب کے لشکر کی ضرورت نہیں ہے۔واپسی پر اسٹر میں لشکر کو راشن بھی نہیں دیا گیا۔اسٹر میں بہادر شیر بریگیڈ میجر جو کہ طارق کا بھائی ہے سیلانی کو ملا اور انہوں نے اُسے لشکر کے متعلق عرض کی تو وہ بہت غصہ ہوا اور اس نے کہا کہ ہمیں پیر صاحب کے لشکر کی ضرورت نہیں اور بھی بُرا بھلا کہا۔خدا تعالیٰ نے انہیں حوصلہ دیا ورنہ بہت نقصان کا خطرہ تھا کیونکہ پٹھان لوگ پیر صاحب کے حق میں کچھ برداشت نہیں کر سکتے۔

صبح پیر صاحب مبارک مکمل تصفیہ کے لئے خلیفہ علی اکبر خان ،حضرت دراب خان ،ملک آیت خان ،لعلی جان انسپکٹر اور باقی معتبرین بھی پیر صاحب کے ہمراہ تھے۔تقریباً ۱۱ بجے راولپنڈی پہنچے اور پہلے پہلے پولیٹیکل ایجنٹ میجر یوسف ابدالی کو ملے اور اسے مکمل

Marfat.com

حال دیا اور اُس نے آخری تصفیہ کے لئے فیصلہ چاہا۔ مطالبات یہ تھے:

ا۔ ہر جگہ ہر کس و ناکس بالخصوص افسران کی زبانی پیر صاحب کی شکایت اور گلہ اور ناجائز الزام لگانا۔

۲۔ افسران کا لشکر کے ساتھ محض پیر صاحب کے نام پر ضِد کرنا بلکہ لشکر کو واضح کہنا کہ اگر تم مَلکوں کا لشکر ہو تو تمہارے لئے سب کچھ ہے اور اگر پیر صاحب کا لشکر ہو تو واپس چلے جاؤ۔

۳۔ جان بوجھ کر سخت سے سخت اڈوں پر پیر صاحب کے لشکر کا تعین کرنا جہاں گرمی اور پیاس کی شدت ہو، مچھر بہت ہوں اور راشن بمشکل پہنچے۔

۴۔ ناکس اور ناکارہ لوگوں کو بہت زیادہ پراپا گنڈا کیا جانا اور انہیں تمغے اور انعامات ملنا اور پیر صاحب اور اس کی پارٹی کا نام تک نہ لیا جانا بلکہ نام مٹانے کی کوشش کرنا۔ علاوہ ازیں اور بہت سی باتیں ایسی مشکلات ہیں جو کہ کسی مکمل سازش کے زیرِ عمل ہو رہی ہیں۔ ہم نے اب تک جو کام کیا ہے محض ایمانداری اور اسلام کی خاطر کیا ہے۔ حالانکہ اس جہاد کشمیر کا بانی اور مبدی پیر صاحب کی ذات ہے۔ قبائل میں رابطہ اور جہاد کا جذبہ انہیں نے ہی پیدا کیا ہے۔

ہم نے گزارش کی کہ ایسی سازشوں کے ہوتے ہوئے اب ایسی سند دیں جس میں لکھیں کہ پیر صاحب اور اس کی پارٹی کی جہاد کی مزید خدمات کی ضرورت نہیں ہے اور انہیں اجازت ہے اور ان سندات پر ابدالی پولیٹیکل ایجنٹ، جنرل طارق اور جسٹس دین محمد اور باقی ذمہ داران کے دستخط ہوں۔ اس کے بعد پیر صاحب اُن اقوام کو بُلا کر جنہیں جہاد میں دعوت دی گئی ہے پیر صاحب کے ذریعہ اور جن کے پیر صاحب ذمہ دار بنے ہیں اپنی معذرت پیش کریں اور بریت حاصل کریں اور اپنے کندھے سے ذمہ داری کا بوجھ اُٹھا کر پھینک دیں اور پھر افسران جانیں اور جہاد۔

لیکن پولیٹیکل ایجنٹ پریشان ہوا اور اُس نے قرآن شریف اُٹھا کر قسم کھائی کہ مجھے کسی سازش کا علم نہیں اور نہ ہی میں اس میں شامل ہوں۔ اور نہ ہی پیر صاحب کو اجازت دینا

Marfat.com

چاہتا ہوں اور نہ ہی اجازت نامہ پر دستخط کرونگا۔اور نہ ہی بغیر پیر صاحب کے جہاد چل سکتا ہے۔جس دن پیر صاحب جہاد سے ایک طرف ہو گئے تمام لوگ واپس ہو جائیں گے اور کم از کم 90 فیصد لوگ مجاہد مخالف ہو جائیں گے۔بالآخر اس نے کہا کہ طارق کے مشورہ کے بعد فیصلہ ہوگا۔چنانچہ ۵ بجے شام کے پھر طارق کے پاس پہنچے پولیٹیکل ایجنٹ بھی موجود تھا۔پھر یہی بحث دہرائی گئی۔

جنرل طارق شیر خان صاحب نے پیر ساحب سے میجر شیر عالم اور باقی چھوٹے افسران کی غلطی کی معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آئندہ ایسی غلطی نہ کرینگے اور یقین دلایا کہ گورنمنٹ کی نظر میں پیر صاحب کی بہت قدر و منزلت ہے اور جہاد کشمیر اُن کے بغیر جاری نہیں رہ سکتا۔

اگلے روز بہت کافی نیا لشکر اور پرانا لشکر بطرف بوٹ اور ادھانہ قلعہ روانہ کیا گیا۔تمام روز انہیں رجسٹر کرنے اور منظم کرنے پر صرف ہوا۔پرانا لشکر کے اشخاص خلیفہ خان مومن، ملک سیلانی وغیرہ واپس جانا چاہتے ہیں لہٰذا انہیں رخصت دی گئی۔

ہم نے بھی آج سے رویہ تبدیل کر دیا ہے چونکہ افسران ہم پر ناجائز الزام لگاتے اور تنگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم کیوں ان کے عیب چھپائیں۔اور ہر وقت تسلیم حکم کیوں کریں خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے نیک نیتی سے کام کرنا ہے نہ کہ فرنگی پسند افسران کو خوش کرنے کے لئے۔لہٰذا بقول کسے:

راستی موجب رضای خدا ست
کسی نگم شدہ ست از راہ راست
دیگر آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

اگلے روز بھی کافی لشکر محسود بطرف بوٹ روانہ کیا گیا۔

تاہم میجر شیر عالم اور میجر صاحب کمال پاشا اور قوم یعنی لشکر میں صُلح کرائی گئی۔انہوں نے ایک دوسرے کو معافی دی چنانچہ ۵۰ راونڈ فی رائفل آج لشکر کو ایشو کیے گئے اور باقی بوٹ میں دیئے جائیں گے۔ٹھیک ۶ بجکر ۱۵ منٹ پر لشکر کو خدا کے آسرے بوٹ

Marfat.com

روانہ کیا گیا اور ہم واپس ہوئے۔کمال پاشا نے مجھ سے معافی مانگی اور بہت عاجزی سے پیش آیا اور مبلغ ۱۰ روپیہ بطور شکرانہ دیا۔

برادرم فیض احمد صاحب کا ڈاکٹر عبدالعزیز سول سرجن گجرات سے معائنہ کرایا گیا۔دوائی خرید کر ٹیکے کرانے پڑینگے۔اس نے صرف سوزاک کی شکایت کی۔

۲۵ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ گجرات:

یہ پروگرام مرتب ہوا کہ حضرت دراب خان آف موہڑہ شریف بطرف اڈہ باکسر جائیں اور میں بطرف اڈہ بوٹ جاؤنگا تاکہ خاص آخری مورچوں پر پہنچ کر مجاہدین کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۲۶ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ بوٹ میں میجر شیر عالم عرف کمال پاشا کے ساتھ۔بوٹ سرحد پاکستان سے تقریباً ۱۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔بوٹ کے شمال میں جو پہاڑ ہے یہی ہمارا آخری مورچہ ہے۔یہاں آجکل محسود اور بھٹنی لشکر ہے جو کہ تقریباً چھ سو (۶۰۰) سے کچھ زیادہ ہے علاقہ بہت گرم ہے یہاں ہوا بالکل نہیں لگتی مچھر بہت زیادہ ہوتے ہیں آم کے درخت اس علاقہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔یہاں کے باشندے کافروں کے ظلم وستم سے بھاگ گئے تھے اور جب سے ہمارے لشکر یہاں پہنچے ہیں لوگوں نے پھر سے بسنا شروع کر دیا ہے۔میجر شیر عالم پاشا گشت پر گیا ہوا تھا بوقت ظہر واپس آیا۔کل ایک بڑے حملہ کی تیاری ہے جو کہ تمام نوشہرہ اور اکنور فرنٹ پر بیک وقت ہوگا۔چنانچہ ہمارا لشکر بھی اسی تیاری میں ہے۔میں نے تمام لشکر سے بہت دیر جرگہ کیا اور ان کی بہت حوصلہ افزائی کی اور ان کے جذبات کو بڑھایا یہاں ہوائی جہاز کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے بڑا جمگھٹا بالکل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پھر جہاز والا تاڑ لیتا ہے اور بم برساتا ہے یا فائر شروع کر دیتا ہے۔

۲۸ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ بوٹ میں ہیں۔ملک علیم خان شمن خیل محسود ساتھ۔اگلے دنوں بوٹ وزٹ کیا۔کمال پاشا وہاں ہیں۔تمام لشکر نے ۵۰۔۵۰ راؤنڈ تقسیم کئے گئے۔ٹھیک ۲ بجے لشکر چل کر شمال مغرب پہاڑی پر ٹھیک ۵ بجے پہنچ گیا۔شام تک دشمن

Marfat.com

کی نقل و حرکت دیکھتے رہے۔ٹھیک ۷ بجے ہماری توپوں نے باکسر سے فائر شروع کیے جنہوں نے دشمن کے کئی مورچوں کا ستیاناس کر دیا۔ ہمارا پہلا توپ کا گولہ ایسا سیدھا نشانہ پر لگا کہ دشمن کے چار تمبوؤں کو بیک وقت پُرزے پُرزے کر کے آسمان کی طرف منتشر کر دیا۔ پورے ۹ بجے تک توپ کی فائرنگ ہوتی رہی۔اس کے بعد ہماری پارٹی نہایت دشوار گزار پہاڑ سے نہایت دشوار گزار راستہ سے نیچے دشمن کی طرف اتری اور دشمن کی ایک گشتی دستہ پر حملہ کر دیا کئی گھنٹے مقابلہ رہا۔نتیجتاً دشمن بھاگ گیا۔اور بہت کافی جانی نقصان دشمن کا ہوا۔ چونکہ بہت سخت اندھیری رات تھی ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا اس لئے مجاہدین ایریا کو تلاش نہ کر سکے ۔صرف چار رائفلیں مجاہدین کے ہاتھ آئیں ۔اس حملہ میں ملک رشادین خان سلمی خیل اور غیزل عبدالرحمٰن خیل محسود اور ملک چیری خان بھٹنی نے نمایاں کام کیے ۔تمام رات لڑائی زوروں پر رہی۔ میں نے محاذ کشمیر پر اور اس طرف محاذ جموں پر کئی دفعہ لڑائیاں دیکھیں مگر اتنی شدید گولہ باری کبھی نہیں سنی ۔۹ بجے کے بعد تمام فرنٹ پر لشکروں نے حملہ کر دیا۔ پھر دشمن نے بھی توپ مارٹر اور مشین گنوں سے فائر شروع کر دیئے ۔تمام رات دوطرفہ زبردست لڑائی رہی۔

بوٹ کے مشرق میں دریالہ ہے کمال پاشا یہاں رہتا ہے۔ بوقت عصر میں دریالہ گیا اور معلوم ہوا تقریباً تمام لڑاکے اور مضبوط مجاہد جنگ پر چلے گئے تھے۔

۲۸ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ ہم بوٹ ہیں اور ملک علیم خون شامن خیل محسود کے ساتھ ہیں ۔رات کو ملک نے دعوت کی اور ایک پہارو ذبح کیا۔صبح سویرے اس حلقہ پر ہوائی جہاز کا زبردست خطرہ تھا ہم پہاڑی اور مورچوں کا معائنہ کرتے ہوئے دریالہ میں پہنچے۔صبح ۸ بجے کے بعد ہوائی جہاز آیا اور بہت گشتیں کیں۔جب ظاہر ہو جاتا تھا تو ہم تمام ایک محفوظ جگہ میں چھپ جاتے ۔جہاز نے کبوتر گلہ کی پرلی طرف بمبارمنٹ بھی کی۔آج تمام روز بھی دوطرفہ زبردست بمباری ہوتی رہی اور شام کو ہمارا لشکر فتح و نصرت اور بالکل خیریت سے واپس پہنچا۔ چند آدمی کشمیری آزاد فوج والوں کے شہید اور زخمی ہوئے۔ ہمارے باکسر والے لشکر میں صرف مسمی کامل سرکی خیل وزیر شہید ہوا۔

Marfat.com

باکسر والے لشکر میں چند ملکان باکر، سلک اور میر آدم شودیا کئی وزیر کی پارٹی والے تھے جنہوں نے مطلق جنگ نہ کی اور کارتوس لے کر تتر بتر ہو گئے۔اور ہمارے باکسر والے وزیر لشکر کو بدنام کیا۔یاد ہے کہ یہ پارٹیں پولیٹیکل ایجنٹ کشمیر میجر یوسف المعروف ابدالی صاحب سے ایک ہزار رائفل کے پرمٹ لے آئے تھے اور اس پر انہوں نے ایک لاکھ کارتوس حاصل کیا تھا۔کمال پاشا بھی شام کو واپس آیا۔ملک زر جان اس کے ساتھ رہا تھا۔

۲۹ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ/ ۹ جون ۱۹۴۸ء بوٹ:

آج تمام روز قوم کے ساتھ جرگہ کیا۔آج بھی ہوائی جہاز نے ہمارے اوپر چند چکر لگائے مگر کوئی فائرنگ وغیرہ نہیں کی۔تقریباً ۱۵۰ محسودوں کو رخصت کرنے کی اسکیم بنی جنہیں بہت کافی وقت خدمت میں گزر کیا تھا۔لہٰذا ان کے لئے کپڑا حاصل کرنے کی ایک پرچی کمال پاشا نے میرے نام اشو کی جو کہ صرف ۱۰۰ کسان کی ہے۔جن مجاہدین نے بہادری سے کام کیا انہیں ۲۰۰۰ راؤنڈ انعام تقسیم کئے گئے۔بوقت عصر زمزم کو فون کر کے رسالہ کے تین گھوڑے لکڑ منڈی تک پہنچائے گئے۔ہم بوقت عصر رخصت ہوئے شام کو لکڑ منڈی پہنچے۔تقریباً ۹ بجکر ۳۰ منٹ شب کے زمزم آئی ایس آئی میں امام زمزم کرنل بختیار رانا کی ملاقات کی۔اور پھر رات ہی رات اسٹر پہنچے۔لیفٹیننٹ اقبال ملا۔مہاجرین جموں کے باہمی اختلافات و مقدمات کے فیصلے کر رہا ہے۔اطلاع ملی کہ گجرات والے تمہیں جلدی بلا رہے ہیں چنانچہ رات ہی کو اپنے ٹرک ۶۱۰۲ پر سوار ہو کر تقریباً ساڑھے تین بجے شب کے گجرات پہنچے۔

تقریباً ساڑھے بارہ تا دو بجے پولیٹیکل ایجنٹ کے ساتھ ملاقات رہی اور یہ فیصلے کئے گئے۔

۱۔اڈہ باکسر و شہسوار جا کر صرف پانچ سو پانچ سو باقی چھوڑنے ہیں۔

۲۔کپڑوں کے چٹ سیکٹر کمانڈر اشو کرے گا۔

۳۔بھاگ جانے والے تینوں وزیروں کو ابدالی صاحب واپس طلب کریں گے۔

Marfat.com

۴۔ پیر صاحب کی پارٹی میں دوسروں کو غلط ملط نہ کہا جائے گا جو بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔

۵ ۔ بادشہ گل اور قندر کے متعلق لاعلمی کا اظہار ہوا اور عبدالقدوس ڈی ایس پی سے پوچھنے کا کہا گیا۔

یکم رمضان ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء گجرات:

روزہ رکھا۔ گجرات پہنچ کر معلوم ہوا کہ جس دن ہم بوٹ روانہ ہوئے اسی روز چاچا صاحب حضرت غلام سرور صاحب بمعہ فیض احمد صاحب تشریف لائے تھے اور میری انتظار میں یہاں رہے۔

آج ایک وزیر پارٹی کو بطرف باکسر اور الف خان عمر خیل پارٹی کو بطرف بوٹ روانہ کیا گیا۔

اگلے روز معلوم ہوا کہ پیر صاحب مبارک پیر آف وانا نے ریڈیو میں براڈ کاسٹ فرمایا ہے اور باقی عالموں نے بھی فتویٰ دیا ہے کہ جہاد میں مجاہدین روزہ نہ رکھیں اور بعد جہاد قضا ادا کریں۔

آج رات کو چاچا صاحب حضرت فیض سلطان صاحب تشریف لائے اور بوقت صبح اپنی لاری پر سوار ہو کر ہم سب کے سب راولپنڈی پہنچے۔ پیر صاحب مبارک بنگلہ نمبر ۲۰۱ میں تشریف فرما تھے وہیں زیارت ہوگئی۔ پیر صاحب سے حالات عرض کی گئی۔

ا۔ پیر صاحب کا حکم نامہ گجرات میں وصول ہوا کہ وزیر لشکر ۲۵۰۰ سے کم کر کے صرف ۱۰۰۰ باقی چھوڑو یعنی ہر اڈہ میں ۵۰۰۔۵۰۰ ہوں۔ ان کے متعلق ہدایات طلب کیں کہ کس کس کو نکال دوں۔

۲۔ باقی روپیہ اور حالات سے بھی عرض کی گئی۔

چار رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ بھمبر میں کیپٹن گردیزی ادھر ہیں۔ روٹی کھا کر بذریعہ لاری تقریباً چار پانچ میل فاصلہ گئے وہاں ہمارے لئے گھوڑے موجود تھے جو کہ بھمبر سے بھیجے گئے تھے ان پر سوار ہو کر اندھیری شب میں پہاڑی علاقہ میں چل پڑے۔ طرہ

Marfat.com

یہ کہ بارش ہوئی ہے اور جگہ جگہ کیچڑ اور پانی ہے جب پہنچے جہاں پہاڑ کے تنگ راستہ پر جانا پڑتا ہے تو کچھ دیر آرام کیا اور سو گئے۔ اور صبح ۵ بجے اٹھ کر پھر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور دن چڑھے سوکا تالاب سے گزر کر یہاں ہیڈ کوارٹر پہنچے۔ یاد رہے کہ سوکا تالاب میں ہماری سپلائی کا ڈنپ ذخیرہ ہے۔ یہاں ہیڈ کوارٹر لارہ میں ہے۔ یہاں ہیڈ کوارٹر پر ملک کرنل سرفراز ہیں۔ امام میاں جو کہ کرنل سرفراز صاحب کاٹل پوری ہے کی ملاقات ہوئی اس کا باقی عملہ میجر صاحبان وغیرہ بھی ملے۔ یہ اس سیکٹر کا کمانڈر ہے۔ تمام حالات دریافت کئے یہاں کل شب سے ملک بنگل وغیرہ زنجیل تقریباً ۵۰۰ کی تعداد میں موجود ہیں۔ جو کہ اڈہ باکسر کے میجر سے خفا ہو کر آ گئے ہیں ان کے ساتھ کافی دیر جرگہ کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ باکسر سلک پارٹی جنہوں نے کم تعداد ہونے کے باوجود پولیٹیکل ایجنٹ کی چٹ پر ایک لاکھ کارتوس ٦ جولائی ۱۹۴۸ء لیا اور بالکل جنگ بھی نہ کی اور فرار ہو گئے۔ اور نام بنگل پارٹی کا بدنام کیا گیا حالانکہ انہوں نے لڑائی میں شرکت کی۔ اور دشمن کا مقابلہ کیا۔ بعد ازیں میجر اڈہ نے ایسے اشخاص کا جو کہ بنگل سے بہت کمزور ہیں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مثلاً محمود کا کا خیل وزیر اور اول خون اور بنگل وغیرہ کو کہا کہ تم جا سکتے ہو۔ امام صاحب میاں کو بہت کہا گیا کہ انہیں کپڑے کی چٹیں دو مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔ بغیر بنگل یا رگل خیل کے اور کسی شخص کو سند بھی نہ دی۔ بالآخر بنگل وغیرہ سے یہ فیصلہ ہوا کہ وہ میری واپسی کا انتظار یہیں کریں۔ شہسوار سیکٹر سے واپس آ کر تمہارے جانے یا رہنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ میاں نے ان کا راشن بھی بند کیا ہوا تھا مگر پھر دینا شروع کر دیا۔ ہماری تیاری آگے شہسوار سیکٹر (منانڑاں) جو کہ کن سے آخری مورچہ ہے وہاں جانے کا ہے۔ وہاں تو جیا خیل وزیر پارٹی رہتی ہے۔ چنانچہ پانچ بجے تیاری کی گئی۔ ملک زرجان بیمار ہو گیا اس لئے اسے یہیں چھوڑا۔ جونہی ہم روانہ ہوئے ایک ہوائی جہاز آیا اور اس نے کئی جھپٹیں کیں مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے نقصان کچھ نہ ہوا۔ بالآخر درختوں کے نیچے پہاڑوں میں چل پڑے ساتھ والی پہاڑی پر چڑھ کر دشمن کے مورچے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ نیچے ایک نہایت اعلیٰ میدان پٹی ہے

Marfat.com

اس کے پار دائیں طرف کے پہاڑ پر دشمن ہے اور بائیں طرف ہمارے مجاہدین۔ اس پہاڑی سے آ کر آگے خوب سندہ ہے جہاں کشمیرا خان خرکار فخرِ کشمیر کی پارٹیاں ہیں۔ یہاں ہم بوقت عصر پہنچے اور سامنے والی پہاڑی کو عبور کیا۔ راستہ بہت خراب ہے چنانچہ پیدل کانا پڑا پہاڑی سے پار ہو کر پھر تھوڑا سا میدان چل کر منانڑاں (شاہسوار) پہنچ گئے۔

۵ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ منانڑاں (شہسوار سیکٹر) ملک لوٹ تو جیا خیل وزیر:

رات کو بہت زبردست بارش ہوئی صبح مطلع صاف ہے۔ ہوائی جہازوں نے خوب چکر لگائے اور کئی مقامات پر مشین سے فائر کئے اور بم بھی برسائے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کہیں بھی کوئی نقصان نہیں ہوا۔ دشمن نے باکسر قلعہ پر متعدد بار توپ سے بھی فائر کئے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ بھی غلط نشانہ پر لگے۔ کیپٹن خان محمد خان سدّن بھی ادھر ہیں۔ صبح کیپٹن خان محمد خان سدّن امام شہسوار کی ملاقات ہوئی نہایت بہادر اور راست گو شخص ہے۔ سدّن خاندان پونچھ کا فرد ہے۔ اس نے اول جنگ کشمیر میں میر پور نوشہرہ وغیرہ مقامات پر نمایاں کام کئے ہیں۔ میر پور اسی کے ہاتھ سے فتح ہوا اس نے بڑی بڑی کانوائی دشمن کے مروائے۔ پہلے کشمیرا خان اس کے ساتھ تھا مگر اب جدا ہو گیا ہے جس کے خاص وجوہات ہیں۔ خان محمد خان صرف بڑھنا جانتا ہے نہایت شجاع کمانڈر ہے زیادہ سیاسیات یا پولیٹیکل اصولوں کے ماتحت نہیں۔ کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ اس لشکر کے متعلق اس نے کہا کہ مجھے ان سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے نہایت اچھا کام کیا ہے اگر کسی بڑے مورچہ پر نہیں لڑایا تو ہم نے نہیں لڑایا موقعہ نہیں تھا۔

ہمارے مجاہد سعاد آباد چوکی سنوڑاں وغیرہ میں مختلف مورچوں میں ہیں۔ جب ہم ڈب سندواہ سے گزر کر سامنے والی پہاڑی پر چڑھے تو دشمن کا فائٹر جہاز آ گیا۔ اور اس نے ہمیں تاڑ لیا کیونکہ ہمارے پاس گھوڑی تھی اور کافی مجاہد تھے اس لئے اس کی نظر پر چڑھ گئے لہٰذا ہم پر اس نے چکر لگانے شروع کر دیئے۔ خوش قسمتی سے اس جگہ درخت گھنے

Marfat.com

ہیں اور چٹانیں بہت ہیں چنانچہ جب جہاز آتا تو راستہ سے یکطرف ہوکر درختوں اور چٹانوں کی آڑ میں خداوند تعالیٰ کے آسرے کھڑے ہو جاتے اور جب جہاز ذرا دور چکر پر چلا جاتا تو چل پڑتے چنانچہ اس طرح ہم میاں سیکٹر بخیریت پہنچ گئے۔ جہاز نے ہم پر بھی اور باقی مجاہدین کے ہیڈکواٹروں پر بہت بم برسائے اور فائر مشین سے کیے۔ معلوم ہوا کہ چند گائیں مری ہیں باقی کوئی نقصان نہیں ہوا۔

۶ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ لارہ (میاں ہیڈکوارٹر):

ہمیں صرف اتنی فرصت نصیب ہوئی کہ ایک درخت کے نیچے ہم نے چائے پکائی اور پی لی اور قدرے لیٹ گئے کہ دشمن کے دو فائٹر ہوائی جہاز آ گئے اور انہوں نے زبردست فائرنگ اور گولہ باری کی۔ ہمارے اردگرد کی پہاڑیوں پر بم گرے۔ ایک بڑا بم سکا تالاب کر قریب گر پڑا مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ذخیرہ بچ گیا۔ یہی جہاز آج بھمبر بھی گئے جن پر بمباری A.K گنوں نے فائر کیے۔

اس دن پہاڑیوں اور مورچوں کی خوب سیر کی۔ مجاہد نہایت بہادری سے اپنے مورچوں میں ڈٹے ہوئے ہیں بالکل دن رات سر تک نہیں اٹھایا جا سکتا۔ دوطرفہ زبردست قریب قریب مورچے ہیں۔ دشمن ہر قسم ہتھیار سے مسلح ہے ادھر مجاہدین ہیں کہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے معمولی رائفلوں سے دشمن کو دن رات پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ آج واپس جانے کا ارادہ تھا مگر دن کو جہاز تھا جس کی وجہ سے جانا ناممکن تھا رات کو کیپٹن خان محمد نے نہ جانے دیا۔ لہٰذا انشاء اللہ صبح سویرے جائیں گے۔ اگلی رات بالکل خیریت سے گزری یہاں بھی کافی گرمی ہے مچھر بھی ہے اس علاقہ میں بھی آم بہت ہیں۔ صبح ساڑھے چار بجے اُٹھ کر روانہ ہوئے اور براستہ استو اور کالج واپس ہوئے یہ ذرا سا لمبا راستہ ضرور ہے۔

۸ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ۔ گجرات:

چونکہ میانوالی فورس کی تعداد صرف ۵۴ ہے اور ان کی رائفلیں صرف ۲۴ ہیں اور وہ بھی ناکارہ اس لئے انہیں واپس کر دیا گیا وہ بھی بخوشی واپس ہو گئے ہیں۔ حضرت محمد شریف

Marfat.com

صاحب تشریف لائے کل واپس دربار شریف چلے جائیں گے۔آج برادرم فیض احمد صاحب کے لئے انجکشن خریدنے کے لئے جمعدار محمد یعقوب کو راولپنڈی بھیجا۔فیض احمد صاحب داخل ہسپتال ہیں جو کہ مجاہدین کے لئے واقع کدار ناتھ بلڈنگ ہے۔

۹ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ۔گجرات:

آج چاچا صاحب حضرت محمد شریف صاحب واپس دربار شریف تشریف لے گئے۔ ایک لشکر اقوام بلوچستان کاکڑ مندوخیل وغیرہ کا بزیر سرکردگی نواب محمد عثمان خان اور حضرت صاحب مندوخیل عرصہ سے یہاں پہنچا۔انہیں مسلم لیگ صوبہ سرحد نے بھیجا ہے۔ بالآخر کل سے بھمبر پہنچ چکے ہیں۔آج دشمن کے ہوائی جہاز نے پھر بھمبر پر شدید بمباری کی۔نتیجہ کے طور پر بلوچستان والوں کا بھی ایک آدمی جو حضرت صاحب مندوخیل کا بھتیجا ہے زخمی ہوا۔اور بعدازاں ہسپتال میں شہید ہوگیا۔باقی لشکر تمام ڈر گیا اور کئی قسم کے بہانے بنا کر واپس ہوئے۔نواب صاحب و حضرت صاحب (مندوخیل) بھی واپس ہوئے۔

آج میجر شیر عالم آف فرنٹیئر فورس سکنہ طور و پشاور جو کہ ہمارے لشکر کی بنام کمال پاشا کاروائی میں ہے جا رہا ہے ہمیں ملا اور رخصت ہوئی۔

اگلے روز راولپنڈی جانے کا ارادہ کیا جب لالہ موسیٰ اور کھاریاں کے درمیان پہنچے تو لاری کا ٹائر برسٹ ہو گیا اور مجبوراً لاری کو وہیں چھوڑ کر واپس آنا پڑا۔یہاں سے گجرات سے پنکچر وغیرہ کا سامان بھیجا گیا۔کل انشاء اللہ دراب خان کے ہمراہ راولپنڈی جاؤنگا۔محاذ سے جو ہی اطلاعیں پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن بہت تیز بمباری کر رہا ہے مگر ادھر ہمارا چنداں نقصان نہیں ہو رہا۔ملک شیر محمد ٹنڈا بمعہ ایک سو پارٹی کے جہاد کی نیت پر آیا مگر چونکہ گنجائش اور ضرورت نہیں اس لئے انہیں واپس کر دیا۔

۱۱ رمضان المبارک گجرات:

رات کو اچھی خاصی بارش ہوئی۔پولیس کپتان صاحب گجرات کی ملاقات ہوئی۔ہم صبح دراب خان والی لاری پر سوار ہو کر بطرف راولپنڈی روانہ ہوئے۔راستہ میں ٹرک کا

Marfat.com

ویل جہلم لے گئے وہاں سے مرمت کر کے ٹرک ڈرائیور راولپنڈی لائے گا۔ہم سیدھے راولپنڈی پہنچے۔۲۰۱ کوٹھی میں پولیٹیکل ایجنٹ کی ملاقات ہوئی۔ضروری باتوں سے اطلاع دی گئی۔لشکر کی تخفیف کا بتایا گیا اور آئندہ نیا لشکر کے لئے ہدایات کی گئیں پولیٹیکل ایجنٹ نے کہا کہ پیر صاحب کا طارق سے فیصلہ ہے کہ ۵۰۰ + ۵۰۰ وزیر اور ۲۰۰ محسود اور ۱۰۱ بھٹنی ہونگے ۔میں نے اس سے اتفاق کیا۔بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ یہ ۱۳۱۰ کی تعداد یا کم وبیش ہوگی۔

۱۱ رمضان المبارک کوہ مری سنی بنک منظور منزل ۔پیر صاحب آف وانا:

تقریباً ڈھائی بجے کوہ مری پہنچے ۔ پیر صاحب مبارک موجود ہیں بالکل خیریت سے ہیں۔تمام واقعات پیر صاحب کی خدمت میں عرض گزارے گئے۔پیر صاحب نے گجرات کے واقعات کے بارے میں فرمایا کہ عربی میں ایک ضرب المثل ہے کہ ''متواتر چوٹ لگانے سے جوڑ ٹوٹ جاتا ہے''۔پیر صاحب نے بہت نصائح فرمائیں اور کام کو حتیٰ الوسع احسن طریقہ سے جاری رکھنے اور گورنمنٹ پالیسی پر چلنے کی تنبیہ فرمائی۔آج بوقت ۵ بجے پیر صاحب کے ہمراہ کوہ مری کی سیر کی۔حفیظ جالندھری کی ملاقات ہوئی۔ اگلے روز رات پیر صاحب کی خدمت میں گزاری اور اہم ہدایات حاصل کرلیں۔صبح پیر صاحب نے واپس جانے کی اجازت بخشی چنانچہ صبح ۸ بجے روانہ ہو کر راولپنڈی پہنچے ۔ رات کو زبردست بارش ہوئی۔

۱۲ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ۔راولپنڈی:

اپنا ٹرک ۶۱۰۲ ورکشاپ میں مرمت کے لئے دیا گیا۔ہم طارق دفتر میں گئے ۔اور جنرل میر محمد خان اور میجر یوسف پولیٹیکل ایجنٹ کو ملے پھر گجرات روانہ ہوئے۔

آج موہڑہ والے حضرت خان صاحب بھی ملے ہم سب پیر صاحب کے ہمراہ ۲۰۱ دفتر میں گئے۔پیر صاحب نے طارق اور میجر یوسف کے ساتھ ملاقات کی اور بہت سے امور کا فیصلہ کیا گیا۔میں کل جنرل طارق سے ملا تھا اور تمام حالات سے اسے آگاہ کیا تھا۔ایس پی گجرات کا پیغام بھی پہنچایا۔بوقت عصر پیر صاحب نے ہمیں رخصت عطا

Marfat.com

فرمائی اور فرمایا کہ گجرات جا کر پہلے کی لاری جو کہ سیالکوٹ بارڈر مین دشمن ڈوگروں سے پکڑی گئی تھی ڈیرہ اسماعیل خان پہنچاؤں۔موٹر کار فورڈ جو کہ ہمارے پاس ہے واپس ڈپٹی کمشنر سرگودھا کو دے دینے کا حکم فرمایا۔شام سے تھوڑا سا پہلے پیر صاحب سے رخصت ہوئے اور رات کے بارہ بجے بذریعہ ٹرک ۸۲۸۲ گجرات پہنچے۔دراب خان صاحب ہمراہ ہیں۔

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ کوہ مری سنی بینک منظور منزل پیر صاحب آف وانا:

پیر صاحب کی خدمت میں تمام حالات عرض کیے گئے۔آپ نے فرمایا کہ اب تمام کاروائی کشمیر (فوج) اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے۔پولیٹیکل ایجنٹ کے اختیارات بھی اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں۔ہمیں ان دھندوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم نے خالص مطلب کشمیر کو آزاد کرانا پاکستان کو مضبوط کرنا اور اس مقصد کے لئے مجاہدین سپلائی کرنا ہے۔باقی پولیس فوج اور پولیٹیکل آپس میں نپٹ لیں گے۔پیر صاحب کا چند روز کے لئے بلوچستان جانے کا ارادہ ہے کیونکہ مجاہدین فراہم کرنے ہیں۔

آج پھر نواب محمد ذاکر قریشی کی کوٹھی میں نواب زادہ فتح اللہ خان کی ملاقات ہوئی۔ نواب زادہ صاحب چار لاریاں سامان مجاہدین کے لئے جھنگ سے لائے ہیں جو کہ صاحبزادہ حسنات احمد صاحب مجسٹریٹ جھنگ راولپنڈی لایا ہے۔سامان جسٹس دین محمد صاحب کے حوالہ کیا گیا ہے۔اور انہوں نے طارق کو دے دیا ہے۔نواب زادہ صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ ایک لاری سامان پیر صاحب فورس کو دیا جائے چنانچہ اس بابت انہوں نے جسٹس دین محمد کو فون بھی کیا۔

آج بوقت ساڑھے تین بجے مری سے روانہ ہوئے پیر صاحب کی جیپ موٹر پر پیر صاحب بھی ساتھ ہیں راولپنڈی تشریف لائے۔جسٹس دین محمد کی ملاقات کی۔موہن سنگھ کی کوٹھی میں قیام پذیر ہیں۔یہ شخص ہے جو کہ پاکستان میں زبردست قانون دان اور قابل ہستی ہے۔جسٹس صاحب نے نوابزادہ کی اطلاع کے متعلق بتایا اور کہا کہ اب تمام سامان طارق کے حوالہ ہے۔

Marfat.com

۲۶ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ۔ گجرات:

چاچا صاحب حضرت فیض سلطان صاحب کل کے تشریف لائے ہیں۔ ماموں صاحب غلام مصطفیٰ بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ماموں کی زبانی معلوم ہوا کہ دربار شریف زبردست طغیانی آئی ہے۔ بستی سمندری میں حضرت فیض سلطان صاحب اور حضرت غلام سرور صاحب اور حضرت محمد عزیز صاحب کے مکانات گر گئے ہیں۔ فصلات اور زمینات کے بھی کافی نقصانات ہوئے ہیں۔ ابھی تک تمام علاقہ میں پانی پانی ہے۔ ہماری جگہ چار طرف سے گھری ہوئی ہے۔

آج ایس پی گجرات کی ملاقات کی۔ پیر صاحب کی لاری کچھ خراب ہے اسے مرمت کرا دیا ہے۔ صبح دراب خان صاحب واپس راولپنڈی روانہ ہو گئے ہیں۔

۲۲ شوال المکرم ۱۳۶۷ھ / ۲۸ جولائی ۱۹۴۸ء:

اسٹر پہنچ کر معلوم ہوا کہ لشکر موجود ہے۔ کرنل بختیار رانا سے پہلے زبانی اور پھر ٹیلی فون پر بات چیت کی گئی مگر اس نے کہا کہ میں صرف ۲۰۰ مجاہدین کو راشن اور کارتوس دونگا۔ اس سے زائد ہوں تو انہیں واپس کیا جائے۔ اس کا یہ سوال گو بہت سنگدلی کا ثبوت تھا جبکہ نئی پارٹی صرف ۲۱۹ مجاہدین کی تھی۔ ۱۹ مجاہدین جو کہ وزیرستان سے شوق جہاد میں کئی تکالیف برداشت کر کے اور خرچ برداشت کر کے یہاں پہنچے اب انہیں یہاں سے واپس کرنا کس قدر ظلم ہے۔ اب میرے لئے یہ مشکل ہے کہ میں کس کو کہوں کہ تم جہاد مت کرو اور واپس چلے جاؤ۔ چونکہ یہ لشکر رانا کی اجازت بغیر اوپر سے اجازت لیکر بلایا گیا تھا اس لئے وہ یوں تنگ کر رہا ہے۔ بالآخر جرگہ کیا گیا اور نہایت حوصلہ سے قوم کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا گیا۔ قوم نہایت حوصلہ سے اس پر عمل درآمد کرنے کو تیار ہو گئی۔ بلکہ انہوں نے کہا کہ ہم تو آپ کے اور پیر صاحب کے حکم بجا لانے اور پاس خاطر کے لئے جہاد کرنے آئے ہیں ان بدذات افسروں کے رویہ کا ہمیں اچھی طرح پتہ ہے۔ آپ جتنوں کو واپس کرنا چاہیں ہم بخوشی واپس چلے جائیں گے۔

مجھے آج اس قدر غصہ آیا اور جی یہی چاہتا تھا کہ تمام لشکر واپس کر دوں اور ان کمینہ

Marfat.com

افسران سے جان چھڑاؤں مگر ایک جہاد کا مسئلہ اور دوسرا پیر صاحب امیر المجاہدین کی عدم موجودگی کی مجبوری تھی۔ بالآخر ۱۹ مجاہدین واپس کیے گئے اور حکومت کے روان فرد کو اسلامی حکومت کا نمائندہ سمجھ کر اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔

ابدالی صاحب کو عرض کیا کہ سال گزشتہ جو مقام جوڑہ میں پٹھان قتل کر دیئے گئے تھے وہ ٹاؤن کھاریاں سے نزدیک ہے۔ اگر ہمارا کیمپ بجائے گجرات کے کھاریاں ہو جائے اور کافی تعداد میں پٹھانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی جاری ہو جائے تو اس میں پٹھانوں کے برانگیختہ ہو کر انتقام لینے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں میں کبھی کنٹرول کرنے میں کامیاب نہیں ہونگا۔ میں ہرگز اس کا ذمہ دار نہیں ہونگا۔ اس پر ابدالی صاحب کو تشویش ضرور ہوئی۔ اس نے رویہ کلام بدلا کر کہ جب یہ فیصلہ پیر صاحب آف وانا نے تسلیم کر لیا ہے تو آپ کیوں میرے ساتھ پولیٹیکلانہ چال چلتے ہیں۔ حالانکہ یہ صداقت تھی اور چال وغیرہ نہیں تھی۔

ابدالی صاحب کی تبدیلی کا پروگرام:

نیا ابدالی خان بہادر محمد نواز خان سدوزئی آف ڈیرہ اسماعیل خان ہے۔ تشریف لائے ہوئے ہیں اسکی ملاقات ہوئی۔ وہ میجر یوسف ابدالی ا سے چارج لینگے۔ شاید کچھ عرصہ کے لئے میجر یوسف چھٹی پر چلا جائے گا اور پھر پاکستان گورنمنٹ اسے ڈی سی کوہاٹ یا پی اے کُرم بنا دے گی۔ رفیق ڈرائیور کی کافی عرصہ کی تنخواہ باقی ہے اس کا مطالبہ کیا گیا ہے وعدہ ہوا کہ عنقریب دی جائے گی۔

تبدیلی اڈہ اور توسیع لشکر کا سوال بھی پیش کیا گیا مگر جواب ندارد۔ کوہ مری جانے کا پرمٹ لیا گیا۔ ابدالی ا نے ایک سنہری سند بھی دی۔

آج کرنل غلام محمد خان ۲۵ بریگیڈ جو کہ ہمارا پہلا ''مصطفیٰ کمال پاشا'' تھا ملاقات ہوئی۔ بذریعہ ریل گاڑی واپس گجرات پہنچے۔

۲۵ شوال المکرّم ۱۳۶۷ھ۔ گجرات۔ پیر صاحب:

ہیڈ کوارٹر میں کچھ ضروری کام ہے اس لئے راولپنڈی کی تیاری کی گئی۔ برادرم سید غلام

Marfat.com

مجتبیٰ شاہ اور ماسٹر فقیر محمد صاحب بھی ساتھ ہیں۔ شام کو راولپنڈی پہنچے۔

۲۶ شوال المکرم ۱۳۶۷ھ / ۴ اگست ۱۹۴۸ء۔ راولپنڈی۔ بابو محی الدین اینڈ کمپنی:

آج ہیڈ کوارٹر میں جا کر معلوم ہوا کہ آج سے نیا ابدالی خان بہادر محمد نواز خان نے سابقہ ابدالی میجر یوسف سے مکمل چارج لے لیا ہے۔ نئے ابدالی کے سامنے ملک قندر ایمار خیل کی لاری کا کیس پیش کیا گیا جو کہ اُس نے بڑی فراخ دلی سے سُنا اور کاروائی لکھی۔ بھٹنی لشکر کے متعلق بات چیت کی گئی۔ جنرل طارق (شیر خان بریگیڈیئر) سے ملاقات ہوئی اور جنرل صاحب کو اڈہ کے حالات افسران اور لشکر کے واقعات اپنی تکالیف اور تبدیلی ھیڈ کوارٹر از گجرات کے متعلق بتایا۔ جنرل صاحب نے فرمایا کہ بہت اچھا فی الحال ہیڈ کوارٹر گجرات تبدیل نہیں کیا جائے گا اور بھی تسلی بخش باتیں ہوئیں۔ لشکر کے تعداد کے اضافہ کے لئے بھی طارق صاحب کو کہا گیا انہوں نے فرمایا کہ جہلم بریگیڈ سے دریافت کر کے پھر اطلاع دے گا۔ نیا اڈہ بطرف چھب یا سیالکوٹ قائم کرنے کی تجویز پیش کی گئی جس پر انہوں نے غور کرنے کے بعد فیصلہ کا فرمایا۔

اسٹر میں لشکر میں بحساب ۵۰ کارتوس فی مجاہد راؤنڈ تقسیم کئے گئے۔ لشکر کو آگے فرنٹ پر بھیج دیا گیا۔ اب ہمارے لشکر کے ساتھ نیا کیپٹن مسمی خوشالم مقرر کیا گیا جو کہ فرنٹیر فورسز کا افسر ہے۔ خٹک قوم کا ہے خوش خلق اور بلند حوصلہ نوجوان ہے۔

برادرم سید غلام مجتبیٰ شاہ صاحب ہمدانی اور ماسٹر فقیر محمد بلوچ کل سے یہاں تشریف لائے ہیں ان کا مقصد صرف سیاحت کرنا ہے۔

آج پیر صاحب کی تار اپوزئی سے آگئی راولپنڈی اور وہاں سے گجرات پہنچی۔ جو کہ انہوں نے پیر دراب خان کے نام تحریر فرمائی جس میں صرف یہ لکھا تھا کہ میں بیمار ہوں جلدی پہنچو۔ چنانچہ دراب خان اپوزئی جانے کے لئے گجرات سے راولپنڈی تشریف لے گئے۔ ٹرک PBR۶۲۸۲ پر آج پیر صاحب کی خدمت میں تار ارسال کی گئی جس میں صحت کے متعلق دریافت کیا۔ محمد ابراہیم خان صدر آزاد کشمیر گورنمنٹ کی ملاقات ڈاک بنگلہ گجرات ہوئی۔

Marfat.com

۲ ستمبر ۱۹۴۸ء ۔ راولپنڈی ۔ بابو غلام محی الدین :

آج جنرل محمد زمان کیانی کی ملاقات کی بہت خندہ پیشانی سے پیش آیا۔ آجکل خلیفہ نعیم خان کوٹی شیخ وزیرستان سے آیا ہے ۔ جنرل طارق صاحب اور محمد امین جان برادر غازی امان اللہ خان سابق امیر کابل جو کہ آجکل مقیم وزیرستان ہے کے درمیان نامہ و پیام کر رہا ہے۔

ڈرائیور رفیق کی سابقہ تنخواہ پوری دے دی گئی ۔ جنرل طارق نے ظاہر کیا کہ میری خاطر دے دی ہے میں شام کو بُرہان پہنچا۔

۱۵ ستمبر ۱۹۴۸ء گجرات ۔ پیر صاحب ۔ H Q :

آج شام کو خلیفہ صاحب خان علی اکبر خان جو کہ دو تین روز سے لشکر کی طرف گیا ہوا تھا واپس تشریف لایا۔ اور اس نے لشکر کے حالات بتائے کہ انہوں نے بمقام کنجلور دشمن سے مقابلہ کیا۔ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کی ڈائری میں جو حال لکھا گیا صحیح ہے۔ ولی خون عبدالرحمٰن خیل نے نہایت بہادری سے دو زندہ کافروں سے دو رائفلیں بیک وقت چھینی جبکہ اس کی رائفل کے کارتوس ختم ہو گئے ۔ اور اس نے دست بدست حملہ کیا اس طرح صبغت اللہ خان شامن خیل نے نہایت بہادری سے ایک رائفل اور ایک توپ imported دشمن سے چھینی ۔ اسی طرح ولی خون ککٹ خیل نے ایک دو مارٹر چھینی۔ سدے خون نیکزنخیل نہایت بہادری سے ایک برین گن چھین لایا۔ غیزل عبدالرحمٰن خیل نے ایک پستول چھینا ۔ علی ھذا القیاس ۶۵ فوجیوں کو قتل کیا گیا ۔ کئی زخمی ہوئے ایک زندہ گرفتار کر کے لایا گیا۔ اور بہت سا اسلحہ بطور مال غنیمت لائے ۔ خلیفہ صاحب لشکر کو شاباش کہ آیا ہے۔

آج میں بھی لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ اسٹر سے زمزم II میں میجر ملا اور پھر اسٹر سے رسالہ کے گھوڑوں پر براستہ زمزم I شام کو گلوٹہ (جموں سٹیٹ آزاد کشمیر) پہنچے۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۴۸ء کو یہاں ہمارا لشکر ہے۔ کیپٹن سلیم انور پاشا سے ملاقات ہوئی سب لشکر اور افسر بہت خوش ہیں۔ اس لشکر نے ایسی بہادری دکھائی ہے جس کی مثال نزدیک ایام میں نہیں

Marfat.com

ملتی۔لشکر نے صرف ۵۰ راؤنڈ فی رائفل حاصل کئے تھے جس سے دو تین گشتیں اور جھڑپیں پہلے بھی دشمن کے ساتھ کیں اب اس دفعہ دشمن حملہ کر کے آیا اور انہوں نے چند درندوں سے مقابلہ کیا کارتوس ختم ہو گئے پھر دست بدست لڑائی شروع کی اور بالآخر دشمن کا بہت کافی نقصان کیا اور اسے شکست فاش دی اور اللہ کا کرم کہ تمام لشکر بال بال بچ گیا۔ہماری دن کو دعوت ملک مرزا جان عبدالرحمٰن خیل نے کی۔

۱۳ستمبر ۱۹۴۸ء/ ۹ ذیقعد کو دربار شریف پر ہوں:

آج ابتدائی لیگ حضرت سلطان باھوؒ کا انتخاب ہوا۔صدر مسلم لیگ کی طرف سے حضرت احمد بخش منتخب کنندہ مقرر کئے گئے ہیں۔چنانچہ تمام موجود احباب نے مجھے صدر، حضرت حاجی اللہ بخش اور بشیر احمد صاحب دونائب صدر، قاضی عبدالرحمٰن سیکرٹری اور صاحبزادہ عمر دراز خزانچی اور حضرت محمد شریف صاحب کونسلر منتخب کئے گئے۔یہ انتخاب حاجی حضرت اللہ بخش کے مکان پر ہوا۔حضرت حبیب سلطان صاحب چونکہ عدم پتہ ہیں اس لئے کوئی لیگ قائم نہیں فرما سکے۔

۱۷ستمبر ۱۹۴۸ء/ ۱۳ ذیقعد۔گجرات:

ٹھیک شام کو استر پہنچا۔کرنا رانا سے درانی فون پر گفتگو کی۔کرنل رانا آجکل بہت مغروری کر رہا ہے ہمیں ہر قسم کی رکاوٹیں پیش کرتا ہے۔گو بظاہر اس کی زبان نرم ہے مگر دل میں کھوٹا ہے اور وعدہ کبھی وفا نہیں کرتا ہمیشہ اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔

اپنی لاری پر سوار ہو کر زمزم ۱۱ میں پہنچے وہاں سے نئے لشکر کے لئے چٹھی حاصل کی۔

ریڈیو پر خبر سنی کہ نظام حیدر آباد نے ۵ بجے شام اپنی فوجوں کو لڑائی بند کرنے کا حکم دے دیا ہے ہندوستانی فوجیں سکندر آباد میں اپنا اڈہ جما سکتی ہیں۔یہ فعل بہت برا ہوا ہے۔

رات کو ۱۲ بجے گجرات پہنچے دن کو مولوی صاحب کا پاری عبدالکریم تشریف لایا سندھ بلوچستان سے۔

معلوم ہوا کہ پیر صاحب مبارک السید یوسف گیلانی ایوزئی سے کوہ مری تشریف لاتے ہیں۔پیر صاحب نے مجھے اور کیپٹن مبارک علی شاہ لائل پوری کو بلایا ہے۔آج ہماری

Marfat.com

لاری پھنس گئی اس لئے نہ جا سکے کل انشاء اللہ جاوینگے۔

آج ایک عجیب واقعہ بنا کہ جب میری گاڑی پھنس گئی تو نکالنے کے لئے دوسری ایک گاڑی جو کہ عبدالرحمٰن SI کے پاس ڈیوٹی پر ہے طلب کی گئی گاڑی کا ڈرائیور بیمار تھا اس لئے اسے رفیق نے چلایا۔ راستہ میں اسے ایک فوجی صوبہ دار نے پکڑا اور لائسنس چھین لیا اور معاملہ O.C میجر اکرم جہلم کو بھیج دیا۔ ہمیں جب تک اطلاع ملی وہ چلا گیا تھا۔

آج سپرنٹنڈنٹ پولیس عبید اللہ خان کی ملاقات ہوئی اس نے ہمارے لشکر کے کارنامہ کی بہت تعریف کی۔

صبح سویرے راولپنڈی روانہ ہوئے ٹرک پر کھاریہ پہنچ کر تھانہ سے مسمی محمد ولی اور میر زمان پٹھان کی رائفلیں جو کہ کافی عرصہ سے ملتان میں ضبط ہو گئی تھیں اور ہماری کافی کوشش کے بعد واپس ملنے کا حکم صادر ہوا آج پولیس سے لی گئیں۔ اور میر زمان کے حوالہ کی گئیں۔ بوغین اور میر زمان کو قاضی باقر بھیجا گیا کچھ چٹولی سے کپڑا لیں گے۔ جہلم پہنچ کر میجر محمد اکرم آفیسر کمانڈنگ بریگیڈ ٹرانسپورٹ کو ملے اور اس سے رفیق کا لائسنس واپس لیا تقریباً ڈیڑھ بجے راولپنڈی پہنچے۔ دفاتر بند تھے۔ غلام محی الدین برہان چلا گیا ہے جنرل میر محمد خان کے مکان پر گیا وہ موجود نہ تھے ٹھیک ۵ بجے کوہ مری روانہ ہوئے اور بمشکل عصر کی نماز کوہ مری میں پڑھی۔

پیر صاحب مبارک کی ملاقات ہوئی آپ ۱۴ ستمبر ۱۹۴۸ء اپوزئی سے روانہ ہوئے ۱۵ ستمبر ۱۹۴۸ء راولپنڈی پہنچے۔ آپ کی صحت اچھی ہے۔ پیر صاحب شہزادہ محمود ممتاز بھی آپکے ساتھ ہیں۔ پیر صاحب نے بلوچستان میں کوئٹہ کا دورہ کیا۔ راولپنڈی پہنچ کر پولیٹیکل محمد نواز خان خانبہادر، جنرل طارق شیر خان اور جنرل میر محمد خان افغان کو ملے۔ اور کئی قسم کا تبادلہ خیال کیا۔ کئی مسائل حیدر آباد کشمیر اپی فقیر محمد امین خان وغیرہ زیر بحث ہوتے رہے۔

میں نے آج صاف عرض کر دیا ہے کہ یا تو بالکل کنارہ کش ہو کر بیٹھ جائیں اور مسئلہ

Marfat.com

کشمیر اب نئے ذمہ داروں کو سونپ دیں اور یا علیحدہ سیکٹر باقاعدہ منظم اور تحریری طریقہ سے کام کریں۔ ہماری گذشتہ خدمات ایسی ہیں جیسے سوئے ہوئے بچے کا منہ چومنا نہ بچے کو پتہ نہ بچے کی ماں کو خبر!

مولوی کا پاری، حاجی خان منشی رفیق ڈرائیور ساتھ ہیں۔

۱۹ ستمبر ۱۹۴۸ء/ ۱۰ ذیقعد ۱۳۶۷ھ کوہ مری سنی بینک۔ پیر صاحب آف وانا:

حیدر آباد کے ایمان سوز اور بزدلانہ کارنامہ نے بہت پریشانی پھیلا دی ہے۔ اس نے تمام عالم اسلام کو شرمسار کیا ہے۔ اور کفار کے حوصلے بڑھائے ہیں۔ یہ جدی دشمن اسلام ہیں۔ میر صادق اسی کا دادا تھا جس نے سلطان ٹیپو جیسی ہستی کو ملیا میٹ کر دیا۔ اور پھر اسکی مسلمانوں کے ساتھ غداری، اقبال نے فرمایا:

جعفر از بنگال صادق از دکن
ننگ دین ننگ قوم ننگ وطن

آج تمام روز بحکم پیر صاحب مبارک جنرل طارق اور باقی ذمہ دار افسران کو پیش کرنے کے لئے ایک تاثرات نامہ لکھا گیا۔ جس میں مختصراً تمام حالات ابتدا سے آج تک لکھے۔ اور اپنی پچھلی کاروائی و خدمات و پوزیشن کی وضاحت چاہی اور آئندہ کے لئے مناسب خدمت واحکام طلب کئے۔

اگلے روز حال ہوا پیر صاحب کچھ عرصہ اپوزئی رہے اور پھر کوئٹہ میں گورنر وغیرہ کے ساتھ بھی ملے اقوام بلوچستان نے ان کے ساتھ جرگے کئے۔

۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء آج ہم نے پیر صاحب کو اپنی تمام حالات بیان کیں جو کہ ان کے بعد ہم پر گزریں۔ لشکر نے ۹ ستمبر ۱۹۴۸ء بہادری کی کیفیت بتائی۔ اور باوجود ایسی بہادریوں کے پھر بھی ہمارے لشکر کے ساتھ سلوک ویسے کا ویسا ہے بلکہ پہلے سے بھی بُرا ہے بتایا گیا۔ میں نے پیر صاحب کی خدمت میں صاف عرض کر دی کہ اگر یہی حال ہو جو سلوک ہم سے کیا جاتا ہے تو اس طرح ہمارا آئندہ کام چلانا ناممکن ہے۔ کیونکہ بریگیڈیئر کے افسر ہمارے ساتھ کواپریشن اور ملاپ نہیں رکھتے۔

Marfat.com

۱۴ ذیقعد ۱۳۶۷ھ راولپنڈی کمیٹی محلہ بابو غلام محی الدین:

صبح ہمراہ پیر صاحب و شہزادہ ممتاز و دراب خان وغیرہ راولپنڈی پہنچے۔ دفتر میں جا کر پولیٹیکل کو ملے کافی عرصہ بات چیت ہوتی رہی۔ قندر کا مقدمہ جو کہ پولیٹیکل راولپنڈی نے پولیٹیکل ساؤتھ وزیرستان کی طرف بھیجا تھا اور اس نے ریزیڈنٹ کا پاس بھیجا۔ ریذیڈنٹ نے یہ مقدمہ جوڈیشل چلانے کا حکم دیا ہے اس پر بحث ہوتی رہی۔ اور پیر صاحب نے فرمایا ہے کہ تمام پٹھانوں کے مقدمات کے لئے وزیر اعظم پاکستان خان لیاقت علی خان نے مجھے (پیر صاحب وانا) میجر یوسف سابق پولیٹیکل راولپنڈی اور آئی جی پولیس قربان علی خان کو اختیارات دیئے تھے چنانچہ تمام مقدمات ہم خود فیصلہ کرتے رہے۔ اور کسی پولیٹیکل یا پولیس یا جوڈیشل عدالت میں پیش نہیں ہوئے لہٰذا قندر کا مقدمہ فیصلہ کرنے کا حق ہمیں حاصل رہا۔ لیکن چونکہ آج طارق موجود نہیں اس لئے پیر صاحب کل پھر تشریف لا کر اس کا فیصلہ فرمادینگے۔

۲۱ ستمبر ۱۹۴۸ء ۱۷ ذیقعد۔ راولپنڈی:

چونکہ آج میری اور مولوی عبدالکریم (کاپاری) کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں اس لئے راولپنڈی میں رہ گئے۔ کل عصر کو کرنل عنایت کیانی ملا۔ غلام یحیٰی برہان گیا ہوا ہے

۱۸ ذیقعد گجرات:

ماموں صاحب غلام مصطفیٰ خان اور ملک اعتبار خان مکڑیال والے آئے ہوئے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر گجرات بھی رخصت گزار کر واپس تشریف لائے ہیں۔

۱۹ ذیقعد ۱۳۶۷ھ گجرات

آج برادرم مرید سلطان صاحب راولپنڈی سے تشریف لائے معلوم ہوا حضرت غلام سرور صاحب اور محمد عزیز صاحب موہڑہ تھتھال اور بھیرہ کے علاقہ میں ہیں۔ اس علاقہ میں ہیضہ کا زور ہے خدا تعالیٰ فضل فرماوے۔ پیر صاحب کوہ مری میں ہیں۔ لشکر کا انتظار ہے۔ آج محمد امین اسپیشل آفیسر کو اسٹر بھیجا گیا۔

۲۴ ستمبر ۱۹۴۸ء/ ۲۰ ذیقعد گجرات:

Marfat.com

آج صبح ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گجرات ریاض الدین احمد صاحب کی ملاقات کی۔ ہمارا کیمپ عنقریب لالہ موسیٰ بدلنے والا ہے۔ لشکر کے حالات ڈی سی صاحب کو بتائے گئے۔ اور باقی اہم باتوں پر بحث ہوئی۔ پھر TO اور پھر صوبیدار غلام علی لی ایزن آفیسر کی ملاقات ہوئی۔ صوبیدار صاحب واپس کالا کیمپ جا رہا ہے۔ آج برادرم فیض احمد صاحب تشریف لائے۔

۲۵ ستمبر ۱۹۴۸ء/ ۲۱ ذیقعد گجرات:

آج تمام روز محمد امین خان نکزخیل کی انتظار رہی تاکہ اڈہ سے لشکر کا حال واپس لاوے۔ صرف کسی شخص سے معلوم ہوا کہ کرنل صاحب لشکر کی واپسی کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام نہیں کر رہے۔ حالانکہ اس بار اس لشکر نے تو اتنا نمایاں کام کیا کہ سب کافر مسلمان قائل ہیں مگر پھر بھی ہمارے بریگیڈ کے چند ذمہ دار افسران کو کوئی احساس نہیں اور زبردست بے پرواہی برتی جا رہی ہے۔

۲۲ ذیقعد گجرات:

آج لشکر پیدل اور کرایہ کی لاریوں پر واپس آ رہا ہے۔ لہٰذا اپنی لاری اور دراب خان کی لاری کو بھیجا گیا جو کہ چند پھیرے کر کے لشکر کو راستہ سے اُٹھا اُٹھا کر گجرات لائے ہیں۔ لشکر اس سلوک سے بہت بددل ہے کہ بجائے شاباش کے اتنا بھی نہ کیا گیا کہ ہمارے لئے ٹرانسپورٹ مہیا کی جاتی حالانکہ انہوں نے پورے چار روز اسٹر میں انتظار کی۔

۲۷ ستمبر ۱۹۴۸ء/ ۲۳ ذیقعد۔ گجرات:

کل کے آئے ہوئے پرانے لشکر کو واپس بھیجا گیا۔ آج نیا لشکر محسود پہنچ گیا ہے جسے تا حال گجرات میں مقیم کیا گیا۔ راولپنڈی سے واپسی پر اسے آگے بھیجا جاوے گا۔

آج کیپٹن (انور پاشا) دس روز کے لئے چھٹی پر چلا گیا۔ آج لشکر کے بمعہ اسلحہ چھینا ہوا مارٹر مشین گن وغیرہ کے فوٹو لئے گئے۔ حضرت فیض احمد اور حضرت دراب خان موجود ہیں۔

Marfat.com

۲۸ ستمبر ۱۹۴۸ء / ۲۴ ذیقعد۔ گجرات، راولپنڈی:

آج گجرات سے راولپنڈی پہنچے۔ صوبیدار رشا دین، ملک زرجان اور خلیفہ سیلانی ہمراہ ہیں۔ پیر صاحب کی خدمت میں تمام عرضداشت بابت لشکر عرض کی گئیں۔ لشکر نے یہ بہادری کی اور ان کے ساتھ یہ سلوک ہوا۔ اور آئندہ کے لئے بھی نئے پروگرام کے لئے پیر صاحب کو عرض کی۔ چونکہ راولپنڈی میں پیر صاحب کا رہائشی مکان نہیں ہے لہٰذا واپس مری تشریف لے گئے۔

۱۵ اکتوبر ۱۹۴۸ء راولپنڈی۔ بابو غلام محی الدین۔ پیر صاحب مری سے تشریف نہیں لائے۔ دفتر میں جنرل میر محمد خان اور ابدالی کے ساتھ ملک قندر کے معاملہ کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ ملک رشا دین اور زرجان بھی اسی معاملہ کے لئے یہاں رہ گئے ہیں۔ چونکہ پیر صاحب کل تشریف لاویں گے اور انہوں نے جنرل میر محمد خان کو میرے متعلق فرمایا ہے کہ کل تک انتظار کرے اس لئے ہم بُرہان چلے گئے۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۴۸ء / ۳ ذوالحج:

راولپنڈی کمیٹی محلّہ بابو غلام محی الدین صبح برہان سے ہم راولپنڈی پہنچے۔ پیر صاحب مبارک تشریف لائے دفتر آزاد میں کافی عرصہ ابدالی صاحب پولیٹکل ایجنٹ سے بات چیت رہی۔ شام کو پیر صاحب کے ہمراہ گورا ہسپتال میں کرنل محمد زمان کی عیادت کو گئے وہ کچھ دنوں سے بیمار ہو کر داخل ہسپتال ہے۔

۱۸ اکتوبر ۱۹۴۸ء / ۴ ذوالحج گجرات۔ پیر صاحب HQ:

آج انور پاشا کیپٹن خوش بم آیا۔ بھٹنی لشکر بھی کچھ پہنچ چکا ہے۔ اسے رجسٹر کیا گیا۔ اور ملک چیری خان کے ساتھ روانہ کیا۔ ہم بھی ۵ بجے گجرات سے روانہ ہوئے اور زمزم اا پہنچے۔ سرتاج اور قاضی صاحب سے ملاقات ہوئی اور رات کو اسٹر پہنچے۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۴۸ء / ۵ ذوالحج اسٹر سب ایریا لعل خان مروت:

لعل خان سب ایریا کمانڈر کے پاس رہے لشکر سب یہیں موجود ہے بالکل خوش ہے۔ صبح کرنل رانا کے ٹیلیفون آنے پر ہم اور لعل خان زمزم اا میں گئے اور کرنل صاحب

Marfat.com

سے ملاقات کی۔ بظاہر اپنی باتیں کرتا ہے۔ چند فیصلے کئے گئے اور پھر شام کو واپس گجرات پہنچے۔

صبح برادرم نور حسین صاحب کا خط آیا ہے انہوں نے ہمشیرہ صاحبہ کی سخت بیماری کا لکھا ہے جس کے لئے دربار شریف جانا ضروری ہے۔

۱۱۰ اکتوبر ۱۹۴۸ء/۶ ذوالحج گجرات پیر صاحب HQ:

آج خاص گشت کے لئے لالہ موسیٰ جانا ہوا۔ اور پھر واپس آئے۔ مقصد یہ تھا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب گجرات نے بموجب فیصلہ مری کانفرنس کیمپ کی تبدیلی کی تجاویز فرمائی تھیں لالہ موسیٰ کا معائنہ کرنا تھا۔ علاوہ ازیں مہر جان وزیر جو کہ ڈاک بنگلہ گجرات میں رہتا تھا اگلے دن ہمراہ مسمی زرل مروت راولپنڈی جا رہا تھا لالہ موسیٰ پولیس نے انہیں پکڑ لیا تھا۔ ایک نیشنل گارڈ کا مسمی کرمانی بھی ان کے ساتھ تھا بعد ازاں انہوں نے مجھے اور پیر صاحب کو تاریں دیں۔ حضرت دراب خان پہنچا اور انہوں نے انہیں چھڑایا۔

۱۲۱ اکتوبر ۱۹۴۸ء/ ۱۷ ذوالحج گجرات HQ:

آج لالہ موسیٰ جانا ہوا اور پھر واپس آئے کچھ ضروری کام تھا۔ آج ہمشیرہ صاحبہ اور والدہ صاحبہ کو داخل مشن ہسپتال گجرات کیا گیا۔ ایک کمرہ -/3 روپے روزانہ والا کرایہ پر لیا گیا۔ ماسی صاحبہ بھی ان کے پاس رہتی ہیں۔

۱۲۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء/ ۱۸ ذوالحج گجرات HQ:

مریضوں کے کھانے کا بندوبست ہم اپنے خرچ سے کر رہے ہیں ماموں صاحب غلام مصطفیٰ خان، مستری محمد حسین کے گھر پکانے کا انتظام کرتا ہے اور صبح شام خبر گیری کرتا ہے۔ آج ہمشیرہ صاحبہ کے پھوڑے کا اپریشن کیا گیا درد کم ہو گیا ہے۔

۱۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء/ ۱۹ ذوالحج گجرات HQ:

آج راولپنڈی کو تیاری ہوئی اور بخیریت ٹرک پر جہلم پہنچے۔ ہسپتال میں مسمی فضل خان خروٹی جو کہ نوشہرہ فرنٹ پر زخمی ہوا اور پہلے کافی عرصہ ہمارے لشکر میں بطور کمانڈر کام کرتا رہا اسکی ملاقات کے لئے جانا ہوا شومئی قسمت کہ وہ ہم سے دو تین گھنٹہ پہلے شہید

Marfat.com

ہو چکا تھا۔ تھانہ باقر بریگیڈ کو ٹیلیفونیں کی گئیں وہ شہر کو لے جانے کے لئے لاری نہیں دیتے تھے۔ مشکل سے کفن کا بندوبست کیا گیا اور راولپنڈی تک لاری لی گئی۔ اگلے روز نزد مندرا صوبیدار فضل داد ولد کریم داد چونکہ آدھی رات گزر چکی ہے اس لئے شہید کو راولپنڈی بھیجا۔ وہاں حسب وصیت اسے دربار حضرت سلطان باھوؒ پہنچانے کا بندوبست کیا جاوے گا۔

ندا امین خان کو اس کے ساتھ بھیجا۔ نیز ہم چونکہ بہت تھک گئے تھے اس لئے راستہ میں مندرا کے قریب گاؤں میں کریم داد ڈرائیور کے گھر رہے اور صبح راولپنڈی پہنچے۔

۲۵ اکتوبر ۱۹۴۸ء/۲۱ ذوالحج راولپنڈی:

فضل شہید کے لئے میجر یوسف صاحب نے دربار شریف تک لاری دی اور اسے بھیجا گیا۔ آج ہیڈ کوارٹر سے چند مجاہدین جن کے کپڑوں کی چٹیں تھیں کا کپڑا لیا گیا۔ مجاہدین کے لئے اور فضل شہید کا حال ہیڈ کوارٹر میں بتایا گیا کہ کس طرح ڈاکٹروں نے اس سے بے رحمی برتی۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۴۸ء/۲۲ ذوالحج راولپنڈی:

ہم راولپنڈی سے گجرات پہنچے۔ برادرم حضرت غلام باھو صاحب ہمشیرہ صاحبہ کی عیادت کے لئے آئے ہوئے ہیں۔

۳ نومبر ۱۹۴۸ء: آج گجرات جموں فرنٹ کے لئے ملک زرجان صوبیدار رشا دین اور ملک سیل خون کے ساتھ ۲۰۰ چیدہ چیدہ مجاہدین کا لشکر پہنچا۔

آج دن کو اپنے ٹرک PBR۶۱۰۲ کی لائٹیں ٹھیک کرائی گئیں۔ ڈرائیور کریم داد بیمار ہے اس لئے ایک اور ڈرائیور مسمی شمس الدین ٹرانسپورٹ والوں سے لیا گیا۔

دفتر میں پولیٹیکل ایجنٹ اور جنرل میر محمد خان کی ملاقات کی۔ جنرل طارق صاحب (شیر خان بریگیڈیئر) کے ساتھ ملاقات کی اور فضل خروٹی شہید کی بابت رپورٹ کی کہ کس بے رحمی سے اس مجروح مجاہد پر ڈاکٹروں نے کم التفاتی کی۔ جس کے نتیجہ پر وہ جانبر نہ ہو سکا۔ جنرل طارق سے پیر صاحب کے اکنور سیکٹر کے لشکر کے لئے ایک

Marfat.com

کمانڈنگ افسر مانگا۔ کیونکہ کرنل رانا نے کہا ہے کہ قومی ملک خود لشکر کنٹرول کرے۔اس صورت میں کمانڈنگ ملک کے لئے اتھارٹی حکومت کی طرف سے مانگی۔

آج حضرت دراب خان صاحب جیپ کار میں ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے پیر صاحب پہلے سے ڈیرہ اسماعیل خان ہیں۔

۵ نومبر ۱۹۴۸ء رات کو ٹیلی فون ایکسچینج پر لڑائی کا حال معلوم ہوا۔ وہاں پہنچے۔

رات پونے دو بجے کو واپس روانہ ہوئے اور چار بجے گجرات پہنچے۔شہزادہ حبیب الرحمن BRSP اور SP عبید اللہ خان صاحب تشریف لائے۔

لشکر کو آگے فرنٹ پر بھیجنے کے لئے تیار کیا گیا۔لاریاں بھی آگئیں مگر پھر بہادر شیر بریگیڈ میجر کا ٹیلی فون آیا کہ پیر صاحب کا لشکر پونچھ جانا ہے ادھر نہ بھیجیں۔ چنانچہ روانگی معطل کی گئی۔اور خلیفہ صاحب خان علی اکبر خان کو اپنے ٹرک پر قاضی باقر بریگیڈ HQ میں بھیجا۔شام کو وہاں پہنچے۔اور بہادر شیر کے ساتھ مکمل فیصلہ کیا کہ یہ کیا مخول بنا رکھا ہے تب اس نے لشکر کو فرنٹ پر جانے کی اجازت دی۔رات کو خلیفہ صاحب واپس تشریف لے آئے۔

آج بھوجے پور ایریا میں دشمن نے بہت جہاز اڑائے بمباری کی ۔جہازوں پر بھی ہماری توپوں نے خوب حملے کئے اور دشمن کا ایک ہوائی جہاز گرا لیا گیا۔

اگلے روز لشکر کی تنظیم کی گئی فہرستیں مرتب کی گئیں۔تقریباً دو بجے دن کے پولیس کپتان گجرات خان عبید اللہ خان نے اسٹر جانے کو فرمایا۔چنانچہ ان کے ساتھ اسٹر تیاری ہوگئی۔آخر عصر اسٹر پہنچے۔معلوم ہوا کہ درانی لشکر میں خٹک صوبیدار صاحب گل کی پارٹی سے ۲۴ سرکاری رائفلیں گم ہیں۔علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خود غبن کی ہیں۔

آج چب میں دشمن پر ہماری طرف سے ایک زبردست فوجی حملہ ہے۔ہمارا پیر صاحب لشکر جسے انور لشکر کہتے ہیں بھی لڑائی میں شامل ہے۔کرنل رانا بریگیڈ میجر بہادر شیر اور میجر قاضی وغیرہ سب گئے ہوئے ہیں۔توپوں کی شیلنگ سنائی دے رہی ہے۔

Marfat.com

اگلے روز بہت کافی محسود ملے اور جہاد کے متعلق انہیں بہت نصائح اور ہدایات کی گئیں۔

۲۰ نومبر ۱۹۴۸ء/ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۶۸ھ کوہاٹ ہوٹل پر:

کل ڈھائی بجے ظہر ٹانک سے روانہ ہوئے۔ بنوں اڈہ کے ہوٹل پر شام کی روٹی کھائی۔ وزیر تھانہ دار جو کہ مجاہدین کی خدمت کے لئے لگا ہوا ہے ملا۔ نہایت شریف اور ہمدرد شخص ہے۔ ہم شام کے بعد روانہ ہوئے گو راستہ میں بہت خطرہ تھا اور رکاوٹ تھی مگر ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اجازت دیتے رہے۔ دوروز قبل بنوں اور کوھاٹ کے مابین زبردست ڈاکہ ہوا ہے تقریباً ۱۲ بجے شب کوہاٹ پہنچے اور ایک ہوٹل میں شب بسر کی۔

صبح سویرے کوھاٹ سے چلے اور بخیریت دن کے ا بجے راولپنڈی پہنچے۔ پیر صاحب ۱۸ نومبر ۱۹۴۸ء بخیریت ڈیرہ اسماعیل خان سے راولپنڈی پہنچ گئے تھے۔ حضرت دراب خان ایک چکر پونچھ کا لگا آیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ خلیفہ علی اکبر خان اور باقی ملکان طارق صاحب تک نہیں پہنچے۔ اسی دن تیار تھے اور کرنل رانا گجرات آیا۔ اور لشکر کے مشران کو راضی کر کے واپس لے گیا۔

۲۳ نومبر ۱۹۴۸ء معلوم ہوا کہ پاکستان نے ہندوستان کو الٹی میٹم دیا ہے کہ ۲۴ گھنٹہ میں کشمیر سے فوجیں نکال لیں ورنہ پاکستان برداشت نہیں کر سکتا اور مجبوراً اپنی فوجیں کشمیر میں ڈال دے گا۔

۲۴ نومبر ۱۹۴۸ء/ ۲۲ محرم گجرات:

آج ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گجرات کی ملاقات کی اور ذیل کی باتیں کہی گئیں۔

ا۔ ڈاک بنگلہ خالی کیا گیا ہے۔ پی ڈبلیو کو اطلاع دیں اور لی ایزن آفیسر کو اطلاع دیں تاکہ آئندہ راشن اشو نہ کریں۔

۲۔ اشد سردی کا موسم ہے اور بسترے ضرورت ہیں۔

۳۔ راولپنڈی جنرل طارق کو ڈی سی صاحب نے چٹھی لکھی تھی کہ کشمیرا خان گجرات میں اڈہ چاہتا ہے اور پیر صاحب کے آدمی مخالف ہیں اور نہیں چاہتے۔ اس کا یہ جواب دیا

Marfat.com

کہ ہماری کشمیرا خان سے کوئی مخالفت نہیں ہے اتنا ضرور ہے کہ اگر ہمیں گجرات سے تبدیل کیا جائے اور کسی اور کواڈہ دیا جائے تو یہ ثابت ہوگا کہ ہم بہتر نہ تھے اور دوسرے اچھے ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ اگر دو پارٹیاں ایک جگہ جمع ہوں تو فسادات کا کوئی ذمہ دار نہیں ہوگا۔

۴۔تبدیلی اڈہ کا پوچھا۔ڈپٹی کمشنر صاحب نے فرمایا کہ عنقریب لالہ موسیٰ میں تبدیل کیے جائیں گے۔کچھ کمبل دینے کا وعدہ کیا اور فرمایا کہ کل لالہ موسیٰ جا کر کیمپ دیکھ آئیں۔

آج کیپٹن احمد علی صاحب کی ملاقات کی۔

معلوم ہوا پونچھ جو کئی ماہ سے گھرا ہوتھا چھڑا لیا ہے کئی ہزار سولین اس حملہ میں تباہ و برباد ہوئے جو دشمن کا مقابلہ نہ کر سکے۔

یہ سب اس غلط پالیسی کا نتیجہ ہے جو ان جانفشان بہادر اور موت سے نہ ڈرنے والے پٹھان قبائلی مجاہدین کو بند کر دیا گیا ہے جبکہ وہ ہزاروں کی تعداد میں اگر لڑتے تھے اب ان کی تعداد بیسیوں اور سینکڑوں میں محدود کر دی گئی ہے۔ریاستی اور کشمیر کے ذمہ دار فوجی افسران کا خیال ہے کہ پٹھان اور ان کے رہنما فاتح کشمیر نہ بنیں اس لئے کئی بہانوں سے پٹھان مجاہدین کو بددل کر کے اور بدنام کر کے پیچھے دھکیلا جاتا رہا ہے۔اور کئی پولیٹیکل چالوں سے انہیں منتشر کیا گیا ہے۔اور ان کے حصے بخرے کر کے ان کی فوجی طاقت کو تباہ کیا گیا ہے۔اور ان کی بجائے ریاستی اور باقی کمزور فوجوں کو آگے کیا گیا ہے جن سے دشمن نہیں ڈرتا۔

جہاد اور جنگ میں یہی فرق ہے۔فوجی جنگ کا انحصار دونوں طرف کی فوجی طاقت پر ہوتا ہے لیکن جہاد میں مٹھی بھر مجاہد بھی بڑی طاقت پر قابو پا سکتے ہیں اور پاتے رہے ہیں کیونکہ خدائی طاقت ان کے ساتھ مددگار ہوتی ہے لیکن ہمارے ذمہ دار حضرات اس نقطہ سے بالکل نامحرم ہیں۔یہ ہے پٹھانوں کو واپس ہٹانے کا نتیجہ جو اب کئی ماہ کا گھرا ہوا پونچھ اور اس کا راستہ پھر دشمن کے قبضے میں آ گیا اور ہزاروں بے گناہ جانیں ضائع

Marfat.com

ہوئیں۔منجانب پولیس کپتان گجرات عبیداللہ خان نے فرمایا کہ شہر کے اندر اور باہر اور آپ کے لشکر کی کسی قسم کی شکایت نہیں ہے۔میں چاہتا ہوں کہ کیمپ ادھر ہی رہے تاکہ آپ ہمارے نزدیک رہیں۔آپ کے دور لالہ موسیٰ وغیرہ چلے جانے میں ہمیں زیادہ دشواریاں حائل ہونگی۔آپ کا کیمپ اگر تبدیل کرانا چاہتا ہے تو وہ صرف ڈپٹی کمشنر ہے میں نہیں ہوں۔ڈی سی صاحب کو سب کیفیت بتائی کہ پولیس یوں کہتی ہے اور اب ہمارا فوجی کنکشن بھی ملف سے نہیں رہا بلکہ رلف کے ساتھ ہے جو کہ گجرات سے کہیں کوٹلہ کی طرف ہوگا۔علاوہ ازیں لالہ موسیٰ سے پھر گجرات کے راستہ آنا جانا ہوگا اور خرچ لازماً دوجگہ ہوگا۔ڈی سی صاحب نے فرمایا کہ چند روز میں سوچ کر کوئی قدم اٹھایا جائے گا۔

کیپٹن احمد علی صاحب اور میجر زمان صاحب کی ملاقات کی ہسپتال کے مریضوں کو دیکھا گیا۔معلوم ہوا کہ مجاہدین ہسپتال گجرات کا بند کر رہے ہیں۔

۲۷ نومبر ۱۹۴۸ء/ ۲۵ محرم گجرات کیمپ مجاہدین:

صبح ہمراہ صوبیدار رشا دین خان سلمی خیل اور محمد ایوب تلا گئے سرور جان اور بشیری خان کے راولپنڈی روانہ ہوئے تاکہ راولپنڈی میں لشکر کی حالت کس مپرسی اور اڈہ لالہ موسیٰ کے متعلق سلطان المجاہدین پیر صاحب وانا اور جنرل طارق اور پولیٹیکل ایجنٹ ابدالی سے بات چیت کی جائے۔ڈاک بنگلہ والا سامان بھی کچھ پیر صاحب کی خدمت میں لایا گیا جو کہ میں نے محمد جان سے چارج میں لیا تھا۔تقریباً ساڑھے چار بجے راولپنڈی پہنچے۔سامان حضرت دراب خان کے حوالہ کیا گیا۔

پیر صاحب آف وانا سے ملاقات پر یہ عرض کیا گیا کہ اب تک ہم نے جو کچھ کیا فی سبیل اللہ ہی ہے۔ہم نے اپنا سب کچھ اور سب کاروبار چھوڑ کر محض جہاد فی سبیل اللہ کا حق ادا کیا۔نہ بھوک کی پرواہ رکھی نہ تھکاوٹ کا خیال رکھا۔اندھا دھند ہر بلا میں اپنے آپ کو جھونکتے رہے۔نہ کوئی سند تحریر لی اور نہ ہی اپنی پوزیشن واضح کرائی اور نہ ہی اپنا انجام سوچا محض زبانی وعدوں پر بھروسہ کیا۔اور اقوام کے ساتھ وعدہ لیکر جہاد شروع کر دیا۔جس کا نتیجہ ہمارے لئے عند اللہ بہت زیادہ ہے مگر بظاہر اتنا اچھا ثابت نہ ہوا۔وہ ایسا

Marfat.com

وقت تھا کہ کوئی پاکستانی افسر کشمیر اور جہاد کا نام تک نہیں لے سکتا تھا۔ اور نہ ہی کوئی عہد و پیمان لکھ سکتا تھا۔ میں نے اللہ کی ذات پاک پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اپنے خلوص دلی پر ثبوت رکھتے ہوئے سب کچھ کیا اور اتنا بھاری بار اپنے کندھوں پر اٹھایا جو کہ ایک حکومت کے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ ان وعدوں سے جو کہ ہمارے ساتھ زبانی کئے گئے اور ہم نے قوم سے کئے اگر ذراسی کوتاہی ہوتی ہے تو قوم ہم پر نقطہ چینی کرتی ہے۔ اگر پٹھان کوئی غلطی کریں تو حکومت کی نقطہ چینی ہم پر اور اگر کسی سے بھی کوئی غلطی ہو جائے تو ملامت مجھ پر۔ اور اگر کوئی اچھا کام کرے تو اس کا نام اور صلہ اوروں کو۔ اب چونکہ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب کچھ پاکستان آرمی سنبھال رہی ہے بلکہ سنبھال چکی ہے تو اس وقت ہمیں سب کچھ سوچ کر آئندہ قدم اٹھانا چاہیئے۔ پاکستان کی خدمت ہر رنگ میں کی جا سکتی ہے اگر ہم اس ظاہری جہاد سے بیٹھ جائیں اور ہمیں اجازت مل جائے تو اور کئی قسم سے پاکستان کے استحکام میں کام کر سکتے ہیں۔ جو کہ اس کام سے شاید کئی درجہ زیادہ مفید ہوگا۔

آج دفتر میں گئے ابدالی صاحب اور جنرل میر محمد خان کی ملاقات ہوئی۔ ابدالی نے فرمایا کہ میں کچھ کمبل دونگا جو کہ مجاہدین کے لئے ہیں۔ پونچھ میں پیر صاحب کے ۵۰۰ مجاہد محسود اور کچھ بھٹنی گئے ہوئے ہیں جن کے چند ملک ذیل میں ہیں۔

۱۔ ملک ولی خون ملکئے ۲۔ سلیم خون نظر خیل ۳۔ گلیٹ نکز خیل

۴۔ شربت سلمی خیل ۵۔ چری خان بھٹنی ۶۔ گل محمد خان شامن خیل وغیرہ

علاوہ ازیں پیر صاحب کی اجازت سے ملک عظیم خان نگز خیل ملک آیت خان نظر خیل اور ملک عبدالرحمٰن خون گوڑی خیل علیحدہ علیحدہ پارٹیاں بنا کر پونچھ گئے ہوئے ہیں۔

۲۹ نومبر ۱۹۴۸ء/ ۲۷ محرم الحرام راولپنڈی۔ پیر صاحب وانا:

آج گاڑی نمبر ۶۱۰۲ PBR کی W/I آرٹی سی میں بیٹری تبدیل کرائی گئی اور باقی ضروری مرمت بھی کی گئی۔ معلوم ہوا کہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء کو R.T.Coy وغیرہ تمام آزاد کی گاڑیاں اور آزاد کے دفتر اور سپلائی وغیرہ کا چارج پاکستان آرمی کا 7.Div اپنے

Marfat.com

ہاتھ میں لے لیگا۔

آج دفتر آزاد میں گئے خان بہادر محمد نواز خان پولیٹیکل ایجنٹ (ابدالی) کو اس سامان کی جو کہ میرے پاس گجرات میں ہے اور اس سامان کی جو کہ پیر صاحب کے ڈاک میں گجرات میں تھا اور اب راولپنڈی لایا گیا ہے فہرستیں دے دیں اور ان کی نقل جن پر ابدالی صاحب نے دستخط کر دیئے ہیں اپنے پاس رکھی۔کرنل رانا بختیار بنام زمزم کا حکم دو ماہ کی پالیسی کے متعلق ابدالی صاحب کو اطلاع دی گئی۔بہادر شیر بریگیڈ میجر ۱۰۰ بریگیڈ کا کہنا بھی سنایا کہ اب آئندہ ہمارا کام MALF کی بجائے RALF سے ہوگا۔

پیر آف وانا کا بیان:

جناب پیر صاحب آف وانا نے اپنے ایک بیان میں فرمایا کہ تمام ذمہ دار حکام و حضرات پر واضح کیا جاتا ہے کہ اگر قوم آئندہ کام (خدمت جہاد) جاری رکھنا چاہے تو اسکی مرضی۔البتہ اگر ہمیں اس کام کو مزید جاری رکھنے پر مجبور کیا گیا تو ہم اپنی اور اپنی پارٹی اور تمام مجاہدین کی پوزیشن صاف طور پر واضح کرائینگے۔کہ ہم کون ہیں؟ آیا ہم پاکستانی شمار ہونگے یا نہیں۔یا ہمیں جو اتنا استعمال کیا گیا ہے اور کیا جا رہا ہے اور آئندہ کیا جائے گا تو ہمارا انجام کیا ہوگا۔کیا ہماری قسمت اور تمام مجاہدین کی قسمت کے فیصلے ہمیشہ غیر کیا کریں گے یا ہمیں کچھ رائے دینے کا حق ہوگا؟

پیر صاحب نے فرمایا کہ افسران نے چند غلط پالیسیاں استعمال کر کے اقوام پٹھان کے اخلاق کو رفتہ رفتہ گرا دیا ہے۔اور یہ سب سے بڑا ظلم ہے۔اگر یہ کام اسی طرح جاری رہا تو یہ قومیں بالکل بیکارہ ہو جائیں گی اور آئندہ کسی کام کے قابل نہ رہینگی۔انہیں تنخواہ اچھا راشن، جگہ کی سہولت بستر کپڑے اور بچوں کے خرچ کا انتظام اور شہید کو یا اس کے وارث کو کچھ عوض اور زخمی کو حوصلہ افزائی نہ دیکر قوم کو چوری اور جھوٹ پر مجبور کیا گیا ہے۔جس سے ان کا اخلاق بالکل گر گیا ہے۔بغیر خوشامد کئے اور جھوٹ بولے ان کا کام نہیں چل سکتا جس سے وہ ہر قسم کی بے ایمانی پر مجبور ہیں۔آہ اس قوم کو اس طرح استعمال نہ کیا جائے تو آئندہ کسی اشد وقت پاکستان کے لئے ایک مضبوط بازو بن سکیں۔

Marfat.com

جناب پیر آف وانا نے اپنا بیان جاری رکھا۔ ہم نے جو کچھ کیا ہمارا مذہبی اور اخلاقی فرض تھا جس سے تقریباً تمام پاکستان کی خدمت مقصود رہی۔ ہمارے یہاں پر آ کر کردار ادا کرنے سے خاص طور پر ضلع گجرات کے امن کے ذمہ دار افسر پولیس کپتان کو بہت زیادہ سہولت تھی اور وہ سہولت اور آسانیاں محض ہمارے دم سے ہوئیں۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایس پی گجرات کی اپنے دل میں بہت عزت تھی اور میں بھی اس سے بہت زیادہ ہمدردی کرتا رہا مگر جب ہمارا کیمپ یہاں سے سرگودھا تبدیل ہو گیا تو بعد میں جو جو شوشے ہمارے خلاف اٹھتے رہے اور جو غلط افواہیں ہمارے خلاف ہیڈ کوارٹر میں پہنچتی رہیں ان کا ذمہ دار پولیس کپتان گجرات ہی ہے۔ مان لیا کہ یہ شکایات جو کہ اپنے رنگ میں حقیقت سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں عبیداللہ خان یا اس کے ساتھیوں نے نہ کی ہوں تب بھی ہماری سرگرمی امداد اور اس دوڑ دھوپ کا جو ہم تمام عرصہ جہاد میں گجرات میں کرتے رہے کا کوئی ریکارڈ گجرات پولیس نے نہیں رکھا اور ہماری محنت اور کارناموں کو وہ محض پولیس کا کارنامہ لکھتے رہے ہیں۔ حالانکہ سردی کی اُن کالی راتوں میں جبکہ پولیس کے کسی فرد کو اپنی چوکیوں سے باہر ایک قدم نکلنے کی بھی جرات نہیں ہوتی تھی ہم بمعہ پارٹی کے گجرات سے کھاریاں اور پھر سیالکوٹ اور واپس گجرات تک چکر لگاتے اور ہزاروں طریقوں سے امن قائم کرتے تھے۔ پولیس کے ساتھ ہمیشہ ہمارے مقرر کردہ پٹھان گشت کرتے تھے اور پیش پیش رہتے تھے۔ غیر مسلموں کی ٹرینوں کا پاس کرنا جوڑے کے قتل کے واقعات کو سلجھانا سب کچھ ہماری مدد سے پولیس کرتی رہی۔ ان تمام واقعات میں اگر ہمارا اور ہماری پارٹی کا نام گجرات پولیس کے ریکارڈ میں نہیں ہے تو اس پر ہمارا ضرور گلہ ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ یہ باتیں ایس پی گجرات کو ضرور سُنا دو۔

آج دو صد کمبل گجرات کیمپ کے لئے آزاد ہیڈ کوارٹر نے مجھے اشو کئے جو کہ اپنے ساتھ گجرات لے جاؤنگا۔

گجرات میں کاغذات کی پڑتال راشن اور پیٹرل کا ریکارڈ وغیرہ کی دیکھ بھال کی۔

Marfat.com

ابدالی صاحب نے امام زمزم کے نام چٹھی دی اور اس میں لکھا کہ لشکروں کے رہنے کی میعاد ایک ماہ ہے زیادہ ان کی خوشی پر منحصر ہے۔رہیں یا نہ رہیں ۔ابدالی صاحب نے نئے لشکر کے لئے رشا دین ۵۰ کسان زر جان ۵۰ کسان سیل خون ۵۰ کسان عبید اللہ خان میانی ۲۵ کسان سرفراز بھٹنی ۲۵ کسان کی چٹیں دیں۔

ڈپٹی کمشنر صاحب گجرات کی ملاقات کی کیمپ کے متعلق انہیں بتایا ۔کدارناتھ بلڈنگ کا معائنہ فرمائیں گے ۔آج پولیس کپتان صاحب خان عبید اللہ خان کی ملاقات ہوئی انہیں پیر صاحب مبارک کا گلہ تھوڑا بہت سنایا گیا۔اور باقی سیاسی حالات پر بحث ہوتی رہی۔ پٹھانوں کی آئندہ پالیسی کے متعلق کپتان صاحب نے مجھ سے وضاحت چاہی اور یہ بھی پوچھا کہ جن پٹھانوں نے جہاد میں حصہ لیا ان سے افغانستان نے کیا سلوک کیا؟

۴ دسمبر ۱۹۴۸ء/ ۲ صفر المظفر گجرات پیر صاحب آف وانا ہیڈ کوارٹر:

کافی بارش ہوئی شدت کی سردی ہے ۔راستہ خراب ہے لہٰذا میں خود اسٹر نہ جا سکا۔ کیونکہ یہاں مجاہدین کی آمد و رفت کے لئے رہنے کی کوئی جگہ نہیں اس کا انتظام کرنا تھا۔صوبیدار رشا دین اور باقی مجاہدین کو اسٹر بھیج دیا۔لشکر کی تبدیلی ،لشکر کے کپڑے کی چٹیں ،لشکر کے لئے کمبل جو کہ GHQ سے آئے ہیں کا فیصلہ صوبیدار رشا دین اور باقی ملکان زرجان اور سیل خون خود کر کے پھر گجرات میں ہمیں مطلع کریں گے۔آج صوبیدار ترژمئی اس کا لڑکا سلیم خان اور شہ نیز عبدالرحمٰن خیل اور میر واعظ خان برادر ھڑپ ٹانک سے آئے۔خلیفہ صاحب علی اکبر خان مستقل طور پر یہیں میرے ہمراہ کیمپ (ہیڈکوارٹر پیر صاحب آف وانا گجرات) میں تشریف فرما ہیں۔اب ان کا خیال ہے کہ واپس گھر تشریف لے جائیں کیونکہ وہ جب سے جہاد میں آئے ہیں واپس نہیں گئے۔

آج ہفتہ خان ،تلا گئے وغیرہ اور لالک ملا دربار شریف گئے ہیں۔

پولیٹیکل نے کہا کہ طارق فرماتا ہے کہ آئندہ لشکر دو ماہ رہا کریں گے۔پیر صاحب مبارک کا پونچھ کا لشکر جو کہ بسر کردگی ملکان درج ذیل گیا ہوا تھا آج اپنا عرصہ خدمت پورا کرنے کے بعد واپس آگیا ہے اور انہیں باعزت طور پر سندیں اور کپڑا وغیرہ دیا گیا

Marfat.com

ہے اور رخصت کیے گئے ہیں۔

۱۔ملک ولی خون ملکشے ۲۔ملک رسول خان نظر خیل ۳۔ملک گلیٹ نگزخیل

۴۔ملک شربت سلمی خیل ۵۔ملک میر جان خان گرڑی ۶۔ملک ناصر ملک دینی

۷۔ملک ابریشمین وزیر ۸۔ملک چری بھٹنی ۹۔ملک فضل دین شامن خیل

۱۰۔ملک صوبیدار گل محمد خان شامن خیل

پیر صاحب بالکل خیریت سے ہیں۔ان کے گھر میں کچھ بیمار ہیں خدا تعالیٰ رحم فرمائے۔

۹ دسمبر ۱۹۴۸ء/ ۷ صفر المظفر راولپنڈی پیر صاحب وانا:

روزے رکھ رہا ہوں آج بھی ہیڈکوارٹر میں جا کر مختلف امور پر ابدالی سے بات چیت ہوئی یکم ماہ حال ۱۹۴۸ء سے آزاد کا تمام 7 DIV پاکستان کی فوج کے چارج میں آ گیا ہے اور آئندہ تمام کاروائی فوج کے زیر براہ راست ہو گی۔اب انشاء اللہ پاکستان کی فوج خوب مضبوط ہو گئی ہے اور خود میدان جنگ میں آ گئی ہے۔

امیر المجاہدین کا اہم بیان:

امیر المجاہدین سید یوسف گیلانی کی طرف سے یہ بیان جاری ہوا:

پاکستان کی پائیداری اور مضبوطی کے لئے ہم ہمیشہ ساتھ دینگے۔البتہ جان لیں کہ

۱۔ہم ایسے وقت میں جہاد کے لئے کھڑے ہوئے جب پاکستان نوزائیدہ بچہ تھا۔اس کا سب نظام درہم برہم تھا اور سب اعضاء کمزور تھے۔خدا تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی دوست ونگہبان نہ تھا۔چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیرا ہوا تھا۔قبائل اور تمام پٹھان اپی فقیر اور پٹھانستان کے پرزور پراپا گنڈوں سے پاکستان کے مخالف تھے۔سکھوں اور ہندوؤں نے پاکستان کے خلاف کئی ناپاک ارادے اور منصوبے تیار کئے ہوئے تھے اس وقت ہم نے اعلان جہاد کیا۔قبائل اور پٹھانوں کو اعتماد دلایا۔پاکستان کے ساتھ تعاون پیدا کرایا۔تمام اندرونی مخالفتوں کا خاتمہ کیا۔یہ اور ہزاروں کی تعداد میں جانباز اور سر فروش مجاہدوں کو ساتھ لیکر جہاد کرتا رہا جو کہ بیان کی حاجت نہیں رکھتا۔

اب خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستان مضبوط ہے اس کی فوج قابل اور قوی ہے اور

Marfat.com

انہوں نے اب خود سب کچھ سنبھال لیا ہے اور پاکستان کی فوج اب خود لڑ رہی ہے۔

۲۔ پٹھانوں کو جس طرح استعمال کیا جا رہا ہے یہ قابل رحم ہیں اور علاوہ ازیں اس طریق سے قبائل کا اخلاق گر رہا ہے تو آئندہ کیوں اتنے گناہ کبیر کے ہم ذمہ دار بنیں۔

۳۔ جو جو معاہدہ حکومت نے ہم سے کیئے وہ پورے نہیں کیئے جا رہے جس سے قوم کی حق تلفی ہو رہی ہے اور بالخصوص وہ مجاہد جو شہید ہوئے یا زخمی ہوئے یا جنہوں نے زیادہ سے زیادہ قربانی دی ان کے لئے کچھ نہیں ہے اور تیز زبان طوطہ چشموں پر سب کچھ نثار ہے۔

۴۔ چونکہ اب سب کچھ ملٹری نے سنبھال لیا ہے اور وہ قبائل مجاہدین پر زیادہ سختی کر رہی ہے اور کرے گی اور جنگ میں جو طریق قبائل کا ہے ملٹری کا اس سے دگر گون ہے اس لئے ان کا مل کر کام کرنا ناممکن ہے۔

۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء/ ۸ صفر المظفر راولپنڈی پیر صاحب آف وانا:

آج ڈرائیور کریم داد جو کہ رخصت پر گیا ہوا تھا واپس آ گیا اور ڈرائیور گل رحمٰن کو کمپنی بھیج دیا گیا۔ پولیٹیکل ایجنٹ محمد نواز خان (ابدالی) سے ملاقات کی ہمراہ پیر صاحب اور بہت لمبی چوڑی بحث ہوئی۔ پیر صاحب مبارک نے اپنی طرف سے آئندہ کام ختم کرنے کی تجویز پیش کی اور ابدالی صاحب نے طارق صاحب کے ساتھ فیصلہ کرنے کو کہا۔

اگلے روز پیر صاحب مبارک نے جنرل طارق سے ملاقات کی۔ اور اس کے کہنے کے بموجب اسے ایک خلاصہ چٹھی لکھی گئی جس میں تقریباً تمام واقعات کا ابتدائے پاکستان سے آج تک کی سرخیاں درج کی گئیں۔ پیر صاحب نے اجازت کے متعلق بہت کافی دیر تک بات چیت کی معاملہ زیر بحث رہا۔ پولیٹیکل ایجنٹ نے مجھے آج واپس نہ جانے دیا۔

۱۴ دسمبر ۱۹۴۸ء/ ۱۲ صفر المظفر گجرات پیر صاحب HQ:

آج میں نے پھر روزہ رکھا۔ دن بخیریت گزرا۔ تمام روز توپوں کی شیلنگ کی زبردست آواز سنائی دیتی ہے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے آزاد کی توپیں دشمن کے مورچہ بھری پتن پر شیلنگ کر رہی ہیں۔ اس طرف دشمن کے بہت کافی ہوائی جہاز پھر رہے ہیں۔ ہماری

Marfat.com

A.K گنیں انہیں خوب نشانہ بنا رہی ہیں۔

۱۵ دسمبر ۱۹۴۸ء/۱۳ صفر المظفر گجرات پیر صاحب HQ:

روزہ ہے۔آج برادرم حضرت محمد اشرف بمعہ ملنگان تلا گئے اور لالکی کے دربار شریف سے تشریف لائے۔دربار شریف بالکل خیریت ہے۔الطاف ،عمر دراز کو معمولی بخار رہتا ہے۔حضرت فیض سلطان صاحب اور حضرت محمد مشتاق صاحب بمعہ بال بچوں کے سندھ تشریف لے گئے ہیں۔محمد مشتاق صاحب کے گھر تکلیف تھی۔چاچا صاحب حضرت غلام سرور صاحب بھی سندھ تشریف لے گئے ہیں۔حضرت محمد عزیز صاحب داماں پر تشریف لے گئے ہیں اور حضرت محمد شریف صاحب سرگودھا کی طرف گئے ہیں۔نور حسین صاحب دربار شریف پر ہیں۔موچیوں کے کوٹھے بن گئے ہیں۔

آج ہیڈ کوارٹر میں پیر صاحب اور ابدالی صاحب نے مجھے فرمایا کہ میں کام کاج سنبھالوں۔اور جب تک لشکر کی میعاد۲ ماہ ختم نہیں ہوتی تب تک ضرور انتظار کروں اگر پیر صاحب نے آئندہ کام چلانا ہوا تو نیا لشکر منگانے کا آرڈر بخشیں گے اور اگر نہیں تو بس ختم۔

اگلے دن دوران بحث پیر صاحب نے مجھے فرمایا کہ میں خود کام جاری نہیں رکھنا چاہتا اور کنارہ کش ہونا چاہتا ہوں اور اگر میں چھوڑ دوں تو کیا تم چلاؤ گے یا جاری رکھو گے تو بندہ نے صاف جواب دے دیا کہ آپ کے بغیر میں ایک منٹ بھی یہ کام جاری نہیں رکھنا چاہتا۔

ہم بوقت ۳ بجے راولپنڈی سے روانہ ہوئے۔ملک زرجان پیر صاحب کے پاس رہ گیا باقی ملک رشادین سیل خون گجرات چلے گئے۔مندرا کے نزدیک کریم داد کے گھر گئے اس کا بچہ بیمار تھا اب اچھا ہے۔پھر شام کو یہاں سے روانہ ہوئے اور رات کو گجرات پہنچے۔

۱۳ دسمبر ۱۹۴۸ء/۱۱ صفر المظفر گجرات پیر صاحب آف وانا HQ:

اگلے دن ملا شور بازار صاحب حضرت کابل افغانستان سے تشریف لائے اور ہندوستان

Marfat.com

تشریف لے جائیں گے۔حکومت پاکستان نے اس کی حد سے زیادہ خاطر مدارت کی۔ پولیٹیکل ایجنٹ راولپنڈی نے پیر صاحب کو میرے سامنے کہا تھا کہ مجھے ڈپٹی کمشنر راولپنڈی نے کہا ہے کہ جو آپ کے خاص اور متعلقین ہونگے ان کے نام لکھیں تا کہ انہیں ملا شور بازار کی دعوت پر شمولیت کا دعوت نامہ بھیجوں۔ پولیٹیکل نے کہا کہ میں آپ کا اور صاحبزادہ غلام دستگیر کا نام لکھنا چاہتا ہوں۔

جناب پیر صاحب امیر المجاہدین سید یوسف گیلانی کے لئے پہرہ دار ان کا ٹائم ٹیبل گجرات کے لئے مرتب ہوا جس پر حضرت صاحب کے دستخط موجود ہیں، وہ اس طرح ہے۔

(I)

سرور جان فقیر	۱۲ بجے شب تا ۴ بجے شب
پیندا خان جنرل	۴ بجے شب تا ۸ بجے صبح
محمد جان خان	۸ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر
شیخ معالی خلیفہ	۱۲ بجے دوپہر تا ۴ بجے شام
محمد یعقوب جمعیدار	۴ بجے شام تا ۸ بجے شب
زر جان ملک	۸ بجے شام تا ۱۲ بجے شب

(II)

جنرل پندا خان	۱۲ بجے شب تا ۳ بجے شب	محمد جان
فقیر سرور جان	۳ بجے شب تا ۶ بجے صبح	زر جان
ملنگ صاحب خان	۶ بجے صبح تا ۹ بجے صبح	پیدا خان
غازی علی خان	۹ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر	سرور جان
خلیفہ بوکے	۱۲ بجے دوپہر تا ۳ بجے دن	جہانخان
صوبیدار جہانخان	۳ بجے دن تا ۶ بجے شام	بوکے
ملک زرجان	۶ بجے شام تا ۹ بجے شب	صاحب خان

Marfat.com

خان محمد جان	۹ بجے شب تا ۱۲ بجے شب	علی خان

دستخط حضرت صاحب ۱۱ دسمبر ۱۹۴۸ء

(III) کدار ناتھ بلڈنگ میں پہرہ داران کا وقت رات کے لئے

میر زمان مّی خیل	۱۱ بجے شب تا ۱ بجے
تلگے عبدالرحمٰن خیل	۱ بجے شب تا ۳ بجے
ولی خون عبدالرحمٰن خیل	۳ بجے شب تا ۵ بجے
کریم خان مرانی	۵ بجے شب تا ۷ بجے

دستخط غلام دستگیر القادری

(IV) پہرہ داران پیر صاحب امیر المجاہدین

زر جان	۸ بجے شب تا ۱۰ بجے شب روزانہ
جہانخان۔شیخ معالی	۱۰ بجے شب تا ۱۲ بجے شب روزانہ
جلال خان۔سیدین خان	۱۲ بجے شب تا ۲ بجے شب
صاحب خان۔علی خان	۲ بجے شب تا ساڑھے تین بجے شب
پائندہ خان۔تمن	ساڑھے تین بجے شب تا ۵ بجے صبح
محمد جان۔وزیر خان	۵ بجے صبح تا ۷ بجے صبح

دستخط غلام دستگیر القادری ۱۸ دسمبر ۱۹۴۸ء

۲ جنوری ۱۹۴۹ء/ ۲ ربیع الاوّل لائل پور:

لائل پور سے پھلروان۔پھلروان سے رات ا بجے گجرات پہنچا۔میں نے خود ڈرائیونگ کی۔ڈرائیور کریم داد بیمار ہوگیا۔

آج رات ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ کشمیر کمیشن کے فیصلہ پر اکتفا کرتے ہوئے ہندوستان اور پاکستان نے کشمیر میں جنگ بند کر دینے کا حکم دے دیا ہے۔آج رات ا بجے سے تمام کشمیر میں جنگ بند ہوگئی ہے۔

۱۴ جنوری ۱۹۴۹ء/ ۱۴ ربیع الاوّل گجرات پیر صاحب HQ:

Marfat.com

پیر صاحب آف وانا اور حضرت دراب خان پنڈی سے اچانک تشریف لائے۔ SP کو ملے اور پھر شام کو لاھور تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا جنگ کا کام ختم ہوا ہے گجرات سے جلد از جلد فارغ ہونا چاہیئے۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ حکام نے انہیں مجبور کیا ہے کہ آئندہ کام میں بھی ضرور امداد دیں۔ اور پیر صاحب نے اس کے متعلق وعدہ بھی کیا ہے اور میرا نام بھی دے دیا ہے۔ پیر صاحب نے مجھے ثابت قدم رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

کل راولپنڈی میں آزاد لشکر کینٹین کی افتتاح میں نواب مشتاق احمد گورمانی جنرل طارق ابدالی اور پیر صاحب ایک میٹنگ میں شامل ہوئے۔

۱۵ جنوری ۱۹۴۹ء/ ۱۵ ربیع الاوّل گجرات پیر صاحب HQ:

SP صاحب کی ملاقات ہوئی۔ چونکہ انہیں سالانہ رپورٹوں کا کام بہت ہے اس لئے ہمارے کاغذات تیار نہیں کر سکے۔ محتسب آزاد کشمیر GHQ والے حساب چیک کرنے کے لئے گجرات آئے ہوئے ہیں اور چیکنگ کر رہے ہیں۔

۲۰ جنوری ۱۹۴۹ء/ ۲۰ ربیع الاوّل گجرات:

آج گجرات ہیڈ کوارٹر بالکل بند کر کے پیر صاحب آف وانا امیر المجاہدین کے حکم کے مطابق راولپنڈی روانہ ہو گئے اور بخیریت راولپنڈی پہنچے۔

۲۱ جنوری ۱۹۴۹ء/ ۲۱ ربیع الاوّل راولپنڈی کالج روڈ پیر صاحب آف وانا:

صبح گجرات والہ عملہ پہنچ گیا انہیں GHQ سے کپڑا ایک ایک جوڑا لے کر دیا اور شام کی ٹرین پر اب اپنے اپنے گھروں کو رخصت کئے گئے۔

خلیفہ خانمومن، گل غنی، تلاگئے، بیوی خان ریڈیو وغیرہ لیکر دربار شریف چلے گئے۔ چونکہ پولیٹیکل آزاد کشمیر ''ابدالی صاحب'' پشاور کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں اُن کے آنے تک یہاں رہنا ہوگا۔ آج ۲۰۰ کمبل جو کہ اسی ہیڈ کوارٹر سے کیمپ گجرات میں لے گیا تھا واپس کر پارام ڈمپ میں جمع کرائے گئے۔

دو روز قبل DC صاحب گجرات ریاض الدین احمد نے مجھے اپنا اور پیر صاحب کا

Marfat.com

سرٹیفکیٹ بابت کام جہاد کشمیر دیا۔ بلوں کی ادائیگی کا حکم T.O کو دیا تاکہ جلد ادا کر دیوے۔ مجھے دو رائفل (303) کا پرمٹ چار ماہ کے لئے دیا اور خود پھالیہ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔

T.O صاحب چوھدری خادم حسین صاحب نے تمام بل چیک بنا دیئے اور بینک سے رقم وصول کر لی۔ جن لوگوں سے قرض لیکر خرچ کیا گیا تھا رقمیں ادا کی گئیں اور سب کا قرضہ ختم کیا گیا۔ SP صاحب نے بھی سرٹیفکیٹ لکھ دیا ہے مگر اتنا اچھا نہیں ہے۔ DC صاحب نے بہت اعلیٰ تحریر فرمایا ہے۔ کل انشاء اللہ کام ختم کر کے راولپنڈی چلے جائیں گے۔

۲۴ جنوری ۱۹۴۹ء / ۲۴ ربیع الاوّل راولپنڈی کالج روڈ پیر صاحب آف وانا:

آج بحکم امیر المجاہدین پیر صاحب وانا ٹرک نمبر PBX 6102 جو کہ میرے پاس پرمانٹ ڈیوٹی پر رہا ہے R.T.6 ye کو واپس دیا گیا اور رسید لی گئی۔ گجرات کا سامان کمبل لاری وغیرہ کی رسیدوں کی کاپیاں ابدالی صاحب کو دیں۔

پیر صاحب کی طبیعت قدرے علیل ہے۔

آج ریڈیو میں اعلان ہوا کہ گورنر جنرل پاکستان خواجہ ناظم الدین نے پنجاب وزارت پر دفعہ 92 الف کا نفاذ کر دیا ہے وزارت توڑ دی گئی اور گورنر پنجاب فرانسس موودی کو صوبہ کا نظم ونسق سنبھالنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کشمیر فرنٹ سے ۱۲ فروری تک سب قبائل واپس چلے جاویں گے۔

۲۵ جنوری ۱۹۴۹ء / ۲۵ ربیع الاوّل راولپنڈی پیر صاحب آف وانا:

پیر صاحب نے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر وزیر اعظم پاکستان سے ملاقات کی۔ آج جنرل محمد زمان کیانی اور مشتاق احمد چیمہ کی ملاقات ہمراہ پیر صاحب ہوئی۔

۱۱ فروری ۱۹۴۹ء / ۱۲ ربیع الثانی پھلروان پیر صاحب آف وانا:

پیر صاحب مبارک نے مجھے لاری واپس راولپنڈی ھیڈ کوارٹر میں تحویل کرنے کا حکم فرما کر رخصت فرمایا۔ ہم براستہ ہیڈ رسول جہلم راولپنڈی پہنچے۔ رات دراب خان کے پاس

Marfat.com

راولپنڈی ٹھہرے۔

۱۲ فروری ۱۹۴۹ء راولپنڈی مکان پیر صاحب وانا حضرت دراب خان آف موہڑہ شریف:
تمام محاذوں سے لشکر واپس ہو گئے ہیں صرف نوشہرہ محاذ پر کچھ لشکر باقی ہے۔ آج محمد نواز خان ابدالی II پولیٹیکل آزاد کشمیر اور جنرل میر محمد خان اور میجر یوسف پاشا کی ملاقات ہوئی۔

آج مبلغ -/112 روپے (ایک صد بارہ روپے صرف) خرچ کا ابدالی نے مجھے دیا۔ یہ پہلی رقم ہے جو کہ مجھے خرچ کے لئے ھیڈ کوارٹر نے دی ہے۔

۱۳ فروری ۱۹۴۹ء مزید ٹرک جو پیر صاحب کی ڈیوٹی پر رہے ھیڈ کوارٹر کی تحویل میں دے دیئے۔ اور باقاعدہ رسیدیں لیں۔

بھمبر نوشہرہ فرنٹ کا آخری محسود لشکر ہیڈ کوارٹر سے رخصت ہوا۔

۱۴ فروری ۱۹۴۹ء گجرات مستری محمد حسین:
صبح ڈپٹی کمشنر گجرات ریاض الدین احمد کی ملاقات کی پولیس کپتان عبید اللہ خان سینئر سب جج محمد دین صاحب مجسٹریٹ خزانہ چوھدری خادم حسین کی ملاقات ہوئی۔ لشکر کشمیرا خان بھی شان وشوکت کے ساتھ آج ایک ہزار کے قریب تھا واپس آ گیا۔

۱۵ فروری ۱۹۴۹ء پھلروان۔ پیر صاحب آف وانا:
پیر صاحب موجود ہیں کل دورہ سندھ تشریف لے جاویں گے۔ آج ۵ بجے ظہر پیر صاحب مبارک نے ایک نامعلوم عرصہ کے لئے خدمت جہاد سے مجھے رخصت عطا فرمائی۔ اور گھر جانے کی اجازت دی۔ ساڑھے پانچ بجے گاڑی پر سرگودھا روانہ ہوئے ملک سیلانی خلیفہ سرور جان، شفیع طور اور طور خان کامرانی ہمراہ ہیں۔ سید عمر فاروق خلف پیر صاحب وانا کی زیارت کی۔

۱۸ اپریل ۱۹۴۹ء/ ۸ جمادی الثانی راولپنڈی پیر صاحب آف وانا:
آج پیر صاحب مبارک نے لشکر ھیڈ کوارٹر میں ابدالی صاحب اور جنرل طارق کے سامنے ایسے طریقہ سے مطالبہ پیش کیا کہ مجاہدین اقوم وزیر محسود بھٹنی کے لئے انعامات

Marfat.com

اور تمغات وغیرہ ایسے طریقہ سے تقسیم کئے جاویں جس سے کسی کی حق تلفی نہ ہو اور کوئی غیر مخلص اپنی چالاکی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر قوم کا حق غصب نہ کرے جس سے قبائل میں فتنہ پیدا نہ ہو۔

۹ اپریل ۱۹۴۹ء راولپنڈی پیر صاحب آف وانا:

آج لشکر ھیڈ کوارٹر آزاد کشمیر راولپنڈی میں آفیسران سپیشل ڈیوٹی خان بہادر محمد نواز خان سدوزئی ابدالی II نے پیر صاحب آف وانا کو اپنی سفارشات اور رپورٹیں مجاہدین کے لئے مرتب فرمانے کو کہا۔ اور ہم نے آج سے یہ کام شروع کر دیا ہے۔

وزیر مشران کی رپورٹیں تقریباً پہلے دفتر میں پہنچ چکی ہیں صرف محسود اور بھٹنی کی رپورٹیں کل مرتب کرنی ہیں۔

میرے ہمراہ ملک زرجان، صوبیدار رشادین، ملک سیلانی اور ندا مین ہیں۔ کافی لسٹیں تیار کر لی گئی ہیں۔ باقی کل ہو جائینگی۔

۱۵ اپریل ۱۹۴۹ء راولپنڈی مکان پیر صاحب آف وانا:

ملک پائیند خان سلمی خیل ملک شیر جان نیکزنخیل غیزل درامن خیل ولی خون درامن خیل اکرم ملنگ آئے۔ محسود لوگ جوق در جوق آ رہے ہیں مگر یہاں دفتر میں فی الحال کوئی کاروائی نہیں کی جا رہی۔ جنرل طارق فارغ نہیں۔ اور اگر کچھ کاروائی کی جا رہی ہے تو وہ صرف چند اشخاص کے اشارہ پر محمد نواز خان ابدالی کام کر رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں آزاد کشمیر ہیڈ کوارٹر صرف چار اشخاص کپتان میر بادشہ خان مال خیل، ملک گلاب خان شنگی، ملک محمد امین خان شامن خیل اور خونے خان وزیر گئے کے ہاتھ کی پتلی بنا ہوا ہے۔ انہیں آزاد گورنمنٹ نے فخر کشمیر اور پھر ہلال کشمیر کے خطابات دیئے اور ایک ایک سٹین گن بطور انعام بھی عطا فرمائی ہے۔

میں نے تمام روز فہرستیں مرتب کرنے میں گزارا۔

ابدالی کے مطالبہ پر پیر صاحب کو تار دی گئی تا کہ ڈیرہ سے راولپنڈی تشریف لاویں۔

آج صبح ہیڈ کوارٹر میں میجر یوسف چیف آف سٹاف نے مجھے ''فخر کشمیر'' بننے کی مبارک

Marfat.com

دی۔میں نے اسے صاف کہہ دیا کہ مجھے کسی تمغہ یا خطاب کی کوئی ضرورت اور خواہش نہیں ہے آپ سے جو کچھ ہو سکے ان مجاہدین کو دیں جنہوں نے ہمارے ساتھ بہادری سے کام کیا ہے۔اور جہاد میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔اگر انہیں خاطر خواہ عزت نہ ملے تو میرے لئے ایسے خطاب قبول کر لینا ہمیشہ کے لئے ذلت ہے اور ندامت ہے۔لہٰذا میں ایسے خطاب قبول کرنے سے معذور ہوں۔

۲۳ اپریل ۱۹۴۹ء راولپنڈی پیر صاحب آف وانا:

آج ٹائپ کا کام پھر شروع کر دیا گیا۔پیر صاحب مبارک نے بندہ و ولی خان و عظیم خان زرجان سیلانی وغیرہ سے مشورہ کیا اور بالآخر فرمایا کہ کس کا حق ہے اور میں نے اس کا اظہار حکومت کے سامنے کر دیا ہے اب حکومت کی مرضی ہے کس کو قبول کرے۔ مجھے پیر صاحب اور باقی مشران نے مجبور کیا کہ خطاب "فخر کشمیر" ضرور لے لوں۔

آج پیر صاحب مبارک نے ملک حیات خان محی خیل کی سفارش کی پیر صاحب نے یہ مطالبہ حکومت کے سامنے پیش کیا کہ جتنے انعامات قوم کے لئے پیر صاحب نے طلب کئے ہیں وہ حکومت دے دیوے اور اسکی سرکاری قیمت کا نصف حصہ قوم کو خوش کرنے کے لئے اور امداد کے لئے حکومت کی امداد کے طور پر پیر صاحب اپنی گرہ سے دیں گے۔

۲۴ اپریل ۱۹۴۹ء: پیر صاحب نے رخصت ہونے کے لئے فرمایا تو ابدالی صاحب نے کہا کہ بیشک آپ تشریف لے جاویں جو کچھ لشکر کے متعلق ہوا وہ ہم غلام دستگیر کو دے دیویں گے اور وہ تقسیم کر دے گا۔کیونکہ جنرل طارق فی الحال کشمیر کمیشن کی ملاقات سے فارغ نہیں ہوئے۔

آج پیر صاحب نے زبانی بھی فرمایا اور تحریری بھی کمانڈر انچیف آزاد کشمیر کو بذریعہ لشکر ہیڈکوارٹر تحریر فرمایا اور پیش کش کی تاکہ مزید کافی انعامی رائفلیں اور تمغے مجاہدین کو عطا کئے جاویں۔جنکی نصف سرکاری قیمت پیر صاحب آف وانا اپنی گرہ سے ادا کریں گے۔

۲۵ اپریل ۱۹۴۹ء/ ۲۵ جمادی الثانی راولپنڈی پیر آف وانا:

Marfat.com

آج پیر صاحب مبارک ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے۔سیّد غالب اور حضرت دراب خان وغیرہ رہ گئے۔

آج لشکر ہیڈ کوارٹر میں بذریعہ جنرل طارق آزاد کشمیر گورنمنٹ نے مجھے "فخرِ کشمیر" کا اعزازی خطاب اور مبلغ پانچ صد روپیہ نقد عطا فرمایا۔جو کہ پیر صاحب کے حکم سے میں نے قبول کرلیا۔

لشکر میں سے پانچ پارٹی لیڈروں کے نام تمغات کے لئے ابدالی صاحب نے مجھ سے طلب کئے وہ تحریر کر کے دیئے گئے۔باقی انعامی رائفلوں سے اس نے فی الحال صاف جواب دے دیا۔ملک ولی خون ملکشے نے ان پانچ تمغات لینے کا خود انکار کر دیا اور بخوشی دوسروں میں تقسیم کئے گئے۔آج بوغین گل غنی اور کافی محسود آئے اور کافی رخصت ہو گئے۔

سندات وتصدیق نامے:

جہاد کشمیر میں آپ کی بے لوث اور مخلصانہ خدمات پورے ملک اور قوم و خانوادہ حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ کے لئے باعث افتخار ہیں۔جہاد میں پورا عرصہ آپ کی خدمات رضا کارانہ اور فی سبیل اللہ تھیں اس پورے دورانیہ میں آپ نے پیر صاحب آف وانا سیّد یوسف فیض اللہ الگیلانی کی ہدایات وارشادات کا پاس رکھا اور اُن کے نائب رہ کر پیر آف وانا لشکر جو تعداد میں دس ہزار افراد قبائل سے لے کر چالیس ہزار تک رہا اسکی کمانڈ کرتے رہے۔(ملک احمد خان خلیفہ پیر صاحب آف وانا کا خیال ہے کہ پیر آف وانا لشکر میں قبائل کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔یہ خیال اس طرح درست نظر آتا ہے کہ وزیرستان کے قبائل اور سلیمان خیل قبائل کے دستے جو جہاد کے لئے آتے رہے اور پھر چلے جاتے تھے اُن کی کل تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بنتی ہے ورنہ بیک وقت کمانڈ ہونے والے قبائل بالعموم دس ہزار سے چالیس ہزار کی تعداد میں رہے) کئی محاذوں پر کشمیر کے اندر نہایت خطرناک جنگوں میں ساتھ رہے۔بیشتر وقت اپنے ہیڈ کوارٹر گجرات میں شب و روز مجاہدین کے نظم ونسق،ان کی آمد و ترسیل،ان کی

Marfat.com

خوراک و اسلحہ جات کے امور اور دفتری ریکارڈ کی تکمیل و تحفیظ میں صرف کرتے تھے۔ھیڈ کوارٹر میں اور اس سے باہر گجرات ،راولپنڈی، پشاور میں متعلقہ حکام و آزاد کشمیر آرمی کے افسران سے ملاقاتیں دفاعی و انتظامی امور کے سلسلہ میں ان کی ہوتی رہیں۔اور جب فروری ۱۹۴۹ء کو فائر بندی کا حکم ہوا تو اس کے بعد ہی حکومت آزاد کشمیر اور حکومت پاکستان کے اعلیٰ حکام کی طرف سے آپ کو ان خدمات کی یاد میں جو سندات عطا کی گئیں ان میں سے بعض سندات و سرٹیفکیٹس کے تصدیق ناموں کی تفصیل نقل کی جاتی ہے جو درج ذیل ہے۔

سرٹیفکیٹ

سپرنٹنڈنٹ آف پولیس گجرات

(ترجمہ انگریزی سے اردو)

پیر صاحب سیّد محمد یوسف گیلانی المعروف پیر آف وانا یہاں نومبر ۱۹۴۷ء کو اپنے سلیمان خیل پاوندوں اور دیگر سرحد پار پٹھانوں کے مضبوط لشکر کے ساتھ پہنچے جبکہ علاقہ کے سرحدی گاؤں اور ریاست کے مسلمانوں کے گاؤں اور دیہاتوں پر جموں اور کشمیر کے ڈوگروں اور سکھوں کے حملے کئے جا رہے تھے جس میں مسلمان آبادی کا قتل عام کیا جا رہا تھا۔اور اُن (مسلمانوں) کی ملکیتوں کی ایک منظّم طریقہ سے لوٹ کھسوٹ کی جا رہی تھی۔ان کی معاونت حکومت کی ملٹری اور پولیس کے علاوہ آر ایس ایس کے مشرقی پنجاب سے رضا کار بھی کر رہے تھے اور ساتھ ہی غیر مسلم ریاستیں بھی (اُن ڈوگروں اور سکھوں کی) معاونت کر رہے تھے۔

آپ کے لشکر نے سرحد کی محافظت کر لی اور حملہ آوروں سے بہادری سے لڑائی کی اور ان کی اس مداخلت سے ان مسلمانوں کی آبادی کو تباہ کرنے والے منصوبے ناکام ہو کر رہ گئے۔

آپ نے انتظامیہ کی بیحد مدد کی اور پٹھانوں و قبائلیوں کے بے قاعدہ ولا قانونی مزاج والے اجتماعات کو سنبھالا جو علاقہ میں داخل ہوئے تھے تا کہ وہاں سے جموں و کشمیر کی

Marfat.com

ریاست میں داخل ہو کر اپنے مسلمان بھائیوں کی ڈوگرہ حکومت سے آزادی کی جنگ میں مدد کریں۔

اس تمام کاوش میں ہم آپ کی معاونت آپ کے دو خلفاء حضرت غلام دستگیر صاحب اور علی اکبر خان المعروف خان خلیفہ نے کی جن دونوں کو ہم اسی ہی جذبات کے ساتھ شمار کرتے ہیں۔

پیر صاحب اور ان کے ساتھیوں نے پاکستان کے مسلمانوں کی ایسے مشکل وقت میں مدد کی جب تمام غیر مسلم طاقتیں مشرقی پنجاب میں خون کا ڈرامہ کھیل رہی تھیں اور غیر مسلم ریاستیں بھی اُس (ظلم وتشدد) میں شامل تھیں۔ ریاست جموں اور کشمیر اور اس کے ملحقہ پاکستانی علاقے بھی ان کی زد میں تھے، اس تمام (جہاد) کے لئے آپ سے اظہار تشکر کیا جانا چاہیئے۔

مجھے امید ہے وہ مسلمانوں کی امداد اور تحفظ کے لئے مزید قربانیاں دیں گے۔

دستخط (عبید اللہ خان)
سپرنٹنڈنٹ آف پولیس گجرات

مُہر دفتر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس گجرات
مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۴۹ء

کاپی بنام: ا۔ حضرت غلام دستگیر صاحب
۲۔ خلیفہ علی اکبر خان

Marfat.com

سرٹیفکیٹ

حکومت آزاد کشمیر

حکومت آزاد کشمیر جناب حضرت غلام دستگیر صاحب کو شکریہ ادا کرتی ہے جو جہاد کشمیر کے لئے دس ہزار مجاہد اپنے ساتھ لائے۔ یہ سند اُن کو بطور شکریہ دوستی کی یادگار اور آیندہ کے دوستانہ تعلقات کے لئے دی جاتی ہے

دستخط: الطارق

28-02-48

کمانڈر آزاد کشمیر فوج

❀❀❀

Marfat.com

سرٹیفکیٹ

(ترجمہ انگریزی سے اردو)

حضرت غلام دستگیر القادری آف سلطان باھوؒ نے میرے ساتھ گزشتہ چار ماہ کا عرصہ کام سرانجام دیا ہے۔ لشکروں کی تنظیم اور رہنمائی میں وہ میرے لئے بیحد معاون رہے۔
اُن کو اپنے ماتحت قبائل پر ایسا حیران کن تصرف حاصل ہے کہ اُن کی مدد اور رہنمائی کے بغیر یہ (سب کچھ) بالکل ناممکن ہو جاتا۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ وہ اس مملکت کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں۔

دستخط ++++

آئی ۔جے کیانی

آزاد کشمیر فورس

سیالکوٹ

06-03-48

Marfat.com

سرٹیفکیٹ

حکومت آزاد کشمیر

حکومت آزاد کشمیر جناب خلیفہ غلام دستگیر صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہے جو جہاد کشمیر کے لئے ۔۔۔مجاھد اپنے ساتھ لائے۔یہ سند ان کو بطور شکریہ دوستی کی یادگار اور آیندہ کے دوستانہ تعلقات کے لئے دی جاتی ہے۔

انہوں نے پیر صاحب وانو (وانا) کے لشکر کے سلسلہ میں نہایت اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں۔اور لگاتار سرگرمی سے کام کرتے رہے۔

جموں۔نوشہرہ محاذ — دستخط: الطارق

اکتوبر ۱۹۴۷ء — کمانڈر آزاد کشمیر فوج (انگریزی میں) ابدالی

سے اگست ۱۹۴۸ء تک

Marfat.com

سرٹیفکیٹ
(ترجمہ انگریزی سے اردو)

جہاد (کشمیر) کے آغاز سے ہی خلیفہ غلام دستگیر (القادری) پیر آف وانا لشکر کی تنظیم کے لئے نہایت اہم امور سرانجام دیتے رہے ہیں۔ وہ پیر آف وانا لشکر سے متعلق معاملات پر حکام کے ساتھ ہمیشہ تعاون کرنے پر آمادہ رہے ہیں۔ ایک بار فروری ۱۹۴۸ء کو جبکہ ایک محسود لشکر گجرات سے واپس آ رہا تھا اُس (لشکر) نے لالہ موسیٰ ریلوے اسٹیشن پر کچھ سامان لُوٹ لئے۔ خلیفہ غلام دستگیر نیم شب گئے کو ہی فوراً وہاں پہنچے اور اپنی ذاتی کوششوں سے بیشتر لوٹا ہوا سامان لشکر سے واپس کرا لیا۔

میں اُن کی قومی مقاصد کے لئے وفا شعارانہ اور گرانقدر خدمت پر ممنون ہوں اور ان کی عافیت کا خواستگار ہوں۔

دستخط: (طارق) مورخہ: 14 ستمبر 1948ء

جنرل

کمانڈر انچیف آزاد کشمیر فورسز

جنرل ھیڈ کوارٹرز

آزاد کشمیر

Marfat.com

سر ٹیفکیٹ
(ترجمہ انگریزی سے اردو)

صاحبزادہ غلام دستگیر آف حضرت سلطان باھو محاذ کشمیر کے پورے عرصہ میں پیر آف وانا لشکر کے لئے کام کرتے رہے ہیں۔ یہ اگر اُن کی نہ تھکنے والی اور پوری قوت سے کام کرنے والی صلاحیت اور معاونت شامل حال نہ ہوتی تو سلیمان خیل، وزیر، محسود اور بھٹنی لشکر نے جو ایک معیار اختیار کر لیا تھا وہ حاصل نہ ہوتا۔ وہ ایک ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے اس محاذ میں اکتوبر ۱۹۴۷ء سے شمولیت کی اور کسی وقفہ کے بغیر مسلسل اس حرکت (جہاد) کے اختتام تک ساتھ کام کرتے رہے۔

وہ ایک راستباز اور مخلص کارکن ہیں۔ انہوں نے ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ وہ ایک قابل رہنما ہیں کہ قبائل پر تصرف رکھتے ہیں اور انہیں کام میں لا سکتے ہیں۔ وہ اس تھوڑے سے عرصہ میں تمام محاذوں پر بہت سے لشکروں کے ساتھ ہو کر جاتے رہے ہیں۔

مجھے نہایت مسرت ہو رہی ہے کہ میں صاحبزادہ غلام دستگیر کی سرانجام دی گئی خدمات پر اپنی منصفانہ رائے ریکارڈ میں لا رہا ہوں۔

دستخط: (طارق)　　　　مورخہ: یکم جنوری ۱۹۴۹ء

جنرل

سی این سی، آزاد کشمیر فورسز

Marfat.com

سرٹیفکیٹ

حکومت آزاد کشمیر

حکومت آزاد کشمیر جناب ملک حضرت خلیفہ غلام دستگیر صاحب آف حضرت سلطان باھورحمتہ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کرتی ہے جو جہاد کشمیر کے لئے ۔۔۔مجاھد اپنے ساتھ لائے۔ یہ سند اُن کو بطور شکریہ دوستی کی یادگار اور آیندہ کے دوستانہ تعلقات کے لئے دی جاتی ہے۔

ابتدا جہاد اکتوبر ۱۹۴۷ء سے آج تک لگا تار نہایت سرگرمی سے تبلیغ و تنظیم و پولیٹیکل کاروبار میں عظیم الشان امداد دی۔ اپنے ہزاروں پیروؤں کو شامل جہاد کیا۔ پہلے حملہ میں بارا مولا تک بذات خود لشکر کے ساتھ گئے۔

محاذ اوڑی

جموں نوشہرہ پونچھ فروری ۱۹۴۹ء تک

دستخط: الطارق

13-02-49

کمانڈر آزاد کشمیر فوج

Marfat.com

سرٹیفکیٹ

فخرِ کشمیر کا خطاب

(ترجمہ انگریزی سے اردو)

جہاد فی سبیل اللہ

وزارت دفاع

حکومت آزاد جموں و کشمیر

نمبر۔ڈی/۱۰۳/

مورخہ۔مظفرآباد

۲۸ مارچ ۱۹۴۹ء

حکومت آزاد کشمیر طمانیت و مسرت کے ساتھ ''فخرِ کشمیر'' کا خطاب خلیفہ غلام دستگیر خلیفہ پیر آف وانا کو جہاد کشمیر میں ان کی استقامت ہمت اور قابل دید بہادری پر عطا کرتی ہے۔

دستخط:+++

سیکرٹری وزیر دفاع

حکومت آزاد جموں و کشمیر

Marfat.com

سرٹیفکیٹ
(انگریزی سے اردو میں ترجمہ)

ڈپٹی کمشنر ہاؤس، گجرات

مورخہ، گجرات ۱۸ جنوری ۱۹۴۹ء

سیّد یوسف گیلانی بغدادی پیر آف وانا نے مجھے فرمایا ہے کہ میں اُن کے اور ان کے پیروکاروں کی ضلع گجرات میں کارکردگی پر اپنی طرف سے رائے دوں۔ میں اس ضلع میں (بطور ڈی سی) اپریل ۱۹۴۸ء میں آیا، اس لئے میری طرف سے پیر صاحب اور ان کے پیروکاروں کے بارے میں اپنی رائے اسی عرصہ کے حدود میں ہی سمجھی جائے گی جس میں بااختیار رہا ہوں۔ تاہم میں نے اُن کے بارے میں اطلاعات جنگ کشمیر کے آغاز سے ہی سماعت کی ہیں اور میں اُن اطلاعات کی بنیاد پر اپنے تاثرات پیش کرونگا۔

۲۔ مجھے بتایا گیا کہ اولین لشکر جس نے کشمیر پر حملہ کیا اور سرینگر میں چارمیل اندر تک داخل ہوا وہ پیر آف وانا کا منظّم کیا ہوا اور بھیجا ہوا تھا۔ مزید برآں وہ پہلا لشکر جس نے جموں کے صوبہ پر حملہ کیا اور گجرات کے ضلع سے ہو کر گیا تھا وہ بھی پیر صاحب کا منظّم کیا ہوا اور بھیجا ہوا تھا۔ اِن دونوں مہمات میں آپ کا ایک نہایت ہی اہم کارکن خلیفہ، حضرت غلام دستگیر القادری آف حضرت سلطان باھُوؒ تھا۔ جو لشکر گجرات سے ہو کر گزرا اور نوشہرہ و کٹھونہ کے فرنٹ پر جا کر لڑا، ۲۳ نومبر ۱۹۴۷ء سے یکم جنوری ۱۹۴۹ء کی جنگ بندی تک جو پورے سوا سال کا عرصہ بیتا اس میں اُس (لشکر) نے انڈین فوج سے جنگ میں بے پناہ کام کیا۔ مجھے ضلع (یعنی علاقہ) میں حادثات کے بارے میں بتایا گیا جن میں بدامنی و قانون شکنی کے واقعات ہوئے مگر اس حقیقت کے ہوتے ہوئے کہ آزاد (قبائل) پٹھانوں کی وسیع وہشتناک فوج تو تمام ضلع میں پھیلی ہوئی تھی، یہ قابل ذکر ہے کہ ضلع میں تمام امن و قانون کو جیسا کہ تھا قائم رکھا گیا۔ اس تمام کی کارکردگی یا ناموری بڑی حد تک پیر صاحب اور اُن کے پیروکاروں کو جاتی ہے جنہوں نے بے لگام پٹھانوں کو ڈسپلن اور تصرف میں رکھا۔

Marfat.com

۳۔میرے ۱۰ اپریل ۱۹۴۸ء کو اس ضلع میں آجانے کے بعد اس ضلع میں کوئی خاص قانون شکنی یا بدامنی کا واقعہ پیش نہیں آیا۔خلیفہ غلام دستگیر صاحب سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنے کچھ پٹھان پیروکاروں کو پولیس سے معاونت کرنے کے لئے وہ امن قانون ونظم ونسق کے قیام کے لئے مقرر کر دیں۔یہ تجویز بیحد کامیاب رہی۔مجھے یہ تصدیق کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ خلیفہ صاحب اور ان کے پیروکاروں نے اس بارے میں حقیقتاً بہت اچھا کام کیا۔سینکڑوں قبائل بہت کم وقفوں سے ضلعی ھیڈکوارٹر میں پہنچ جاتے تھے اور اگلے محاذ کے فرنٹ کے لئے روانہ ہو جایا کرتے تھے جبکہ گجرات شہر میں ایک یا دو دن کا مختصر قیام ان کا ہو جاتا تھا۔اُن کی رہائش کے لئے انتظامات کر لئے جاتے تھے اور خوراک وغیرہ کا بھی۔میں یہ سوچ کر ممنون ہوتا ہوں کہ لشکر کی طرف سے ان انتظامات پر کوئی اختلاف یا خلفشار نہ ہوتی تھی اور نہ کبھی انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا،اگر کبھی انتظامات سے غیر مطمئن بھی ہوئے ہونگے۔

۴۔مجھے پیر صاحب آف وانا سے ملاقات کے مواقع زیادہ میسر نہیں آئے مگر مجھے حضرت غلام دستگیر القادری کے کام اور کردار کو دیکھنے کے بہت کافی مواقع حاصل ہوئے۔میں نے اُن کو ایک مہذب اور ایک معاون نیک انسان پایا جو اپنے مطالبات میں نہایت معقول اور اپنے کاموں میں نہایت مفکرانہ انداز رکھتے تھے۔وہ اب گجرات میں اپنے نظام کار کو سمیٹ کر جانے والے ہیں اور میں اُن کی صحت اور شادکامی کے لئے وہ جہاں بھی ہوں دُعا سے رخصت کرتا ہوں۔

دستخط+++
ڈپٹی کمشنر

مورخہ گجرات
18 جنوری 1949ء
مہر ڈپٹی کمشنر گجرات

Marfat.com

سرٹیفکیٹ

(ترجمہ انگریزی سے اردو)

(آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی)

جی ایچ کیو آزاد (کشمیر فورس)

مورخہ: ۲۶ جنوری ۱۹۴۹ء نمبر۔۱۸

پاکستان بھر میں پیر آف وانا ایک معروف شخصیت ہیں۔ وہ سب سے پہلے اور سب سے اہم شخصیت تھے جنہوں نے کشمیر کے محاذ کو "جہاد" قرار دینے کا اعلان کیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہ ہر مسلمان پر فرض بن جاتا ہے کہ اس میں حصہ لے۔

آپ کے خلیفہ اور حامل (اہم دستاویزات) غلام دستگیر جو ایک معروف خانوادہ حضرت سلطان باھو (جھنگ پنجاب) سے ہیں۔ آپ کی ہدایات پر یہ مشن اکتوبر ۱۹۴۷ء سے پوری دیانت اور جذبہ سے پنجاب کے لوکل لوگوں میں اور قبائلی علاقہ کے لشکریوں میں اختیار کیا۔

مزید برآن انہوں نے غیر مسلم خواتین کی دریافت کرنے اور ریلوں میں غیر مسلم مسافروں کی حفاظت کرنے میں پولیس کی معاونت کی ہے۔

انہوں نے لشکر کے مجاہدین کا جموں اور اوڑی کے محاذ پر خود جا کر ساتھ دیا۔ جنگ بندی کے حکم کے ساتھ وہ اب واپس ہو رہے ہیں اور مجھے بیحد خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اُن کی نمایاں خدمات جو اُن کے محاذ کشمیر میں جہاد کے اعلیٰ مقصد پر مرتکز رہیں، یہ سٹرٹیفکیٹ دے رہا ہوں۔

دستخط +++

(ابدالی II)

آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی، راولپنڈی

Marfat.com

سرٹیفکیٹ

فخرِ کشمیر کا خطاب
(ترجمہ انگریزی سے اردو)

مونوگرام
حکومت آزاد کشمیر
جہاد فی سبیل اللہ

حکومت آزاد کشمیر طمانیت و مسرت کے ساتھ خطاب "فخرِ کشمیر"
غلام دستگیر خلیفہ پیر صاحب باھو سلطان (IRREGULAR TPS)
کو جہاد کشمیر میں نمایاں بہادری اور فرض منصبی کی صدیقانہ ادائیگی پر
عطا کرتی ہے۔
(اتھارٹی ڈی، جی، آر 297 مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۴۹ء)

دستخط: (ایس علی احمد شاہ)
ڈیفنس منسٹر، پریذیڈنٹ
حکومت آزاد کشمیر
مظفر آباد

Marfat.com

سرٹیفکیٹ
(ترجمہ انگریزی سے اردو)

۱۴ مارچ ۱۹۵۱ء

مونوگرام
(پاکستان آرمی)
نشانات دو خنجر
103
نوشہرہ۔ لنڈی کوتل
تھل

پیر صاحب غلام دستگیر القادری صاحب نے جنگ کشمیر ۱۹۴۸ء۔۱۹۴۹ء میں میرے ساتھ بہت اچھا کام کیا۔ میرے علاقہ میں وہ پیر آف وانا لشکر کی تنظیم اور نگرانی کے ذمہ دار تھے۔ یہ اُن کی شخصی صلاحیت، تصرف اور قلبی تعاون کا ہی دباؤ تھا کہ پیر آف وانا لشکر نے کشمیر میں پاکستان کے دشمن کے خلاف بہت اچھا اثر مرتب کیا۔

مجھے پورا اعتماد ہے کہ جب کبھی بھی پاکستان کو ضرورت پڑی تو غلام دستگیر صاحب ایک بہت ہی مفید راہبر ہونگے۔

کشمیر میں اُن کی خدمات رضا کارانہ رہیں اور اُن کا قومی مقاصد کے لئے فکر و خیال انتہائی اعلیٰ رہا۔ میں اُن کو ایک بیحد قابل اعتماد رہنما سمجھتا ہوں۔

دستخط: +++
بریگیڈیئر
پاکستان آرمی

Marfat.com

سرٹیفکیٹ
(ترجمہ انگریزی سے اردو)

ایچ کیو ۱۰ ڈویژن　　　　　　　　　　　　　　　　　　مونوگرام

لاھور

مارچ ۱۹۵۱ء

پیر غلام دستگیر القادری پیر آف وانا کے نائب ہیں۔ان کا کشمیر میں بہت اچھا اثر کشمیر کی جنگ میں لشکریوں پر گجرات کے فرنٹ پر رہا ہے۔یہ صاحب ایک مہذب اور چہرے سے بیحد دانا شخصیت ہیں۔ وہ ایک سچے مسلمان ہیں اور دشمنوں کے خلاف پاکستان کی خدمات دینے کے لئے قابلیت کے حامل ہیں۔وہ ایک وفا شعار ہیں اور ان کو اگر کسی قسم کی معاونت کی جائے تو وہ بیحد مشکور ہونگے اور پاکستان کی حقیقت کے معترف ہیں۔انہوں نے گجرات میں بہت مشکل حالات میں کام نبھایا ہے اور میں نے اُن کو بیحد ارادتمند اور معاونت کرنے والا کارکن پایا ہے۔

وہ لاھور تک اتنا سفر کر کے یہ محبت آمیز مکتوب وصول کرنے آئے ہیں۔

دستخط:+++

میجر جنرل

کمانڈ

Marfat.com

سرٹیفکیٹ

غازی کشمیر لیفٹیننٹ کرنل

پیر سیّد یوسف الگیلانی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(پیر آف وانا)

مورخہ: 55-12-19

ڈیرہ اسماعیل خان

فخرِ کشمیر حضرت غلام دستگیر صاحب آف سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ ہمارے حکم اور پروگرام کے مطابق جنوبی وزیرستان میں دورہ پر رہا ہے اور قبائل کو ایک یونٹ کی خوبیاں ذہن نشین کرانے نام نہاد تحریک پشتونستان کی شرارت میں ہندو اور افغان حکومت کی اسلامی دشمنی کی وضاحت کرنے اور جہاد کشمیر کے لئے متحد و منظم ہونے کی خدمت سرانجام دیتا رہا ہے۔ اِن کا وزیرستان میں بہت کافی اثر و رسوخ ہے اور یہ دورہ بہت کامیاب رہا ہے۔ اب انہیں کچھ عرصہ کے لئے واپس دربار شریف سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ فقط

(گول مہر) پیر السیّد یوسف گیلانی پیر آف وانا

صدر جمعیت العلماء

جنوبی وزیرستان

غازی کشمیر لیفٹیننٹ کرنل

السید یوسف الگیلانی بغدادی

پیر آف وانا

دستخط: (سید یوسف الگیلانی)

Marfat.com

رہنمایان جہاد کا اجلاس:

دورانِ جہاد مجاہدین کے بااثر افراد راولپنڈی میں اجلاس بُلاتے ہیں جس میں وہ حضرت صاحب کو اس اجلاس میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت صاحبؒ نے اس اجلاس میں پیر صاحب امیر المجاہدین کی اجازت سے شمولیت کی۔ اجلاس میں تمام سرکردہ رہنما اور بااثر شخصیات باری باری اسٹیج پر آئے اور حضرت صاحب کی تعریفیں کرتے گئے کہ انہوں نے مُلک وملت کی خدمت کی ہے۔ جذبہ جہاد کو سراہتے ہیں اُن کی انتظامی صلاحیتوں، پلاننگ سوجھ بوجھ انتھک محنت کی تعریف کرتے ہیں اور پیش کش کرتے ہیں کہ امیر المجاہدین کے عہدہ جلیلہ پر تو انہیں ہونا چاہیئے اگر وہ قبول کرلیں۔ اب یہ اجلاس گویا حضرت صاحب کے ارادہ، نیت اور خلوص کا زبردست امتحان تھا۔ حضرت صاحبؒ نے آخر میں صدارتی خطبہ میں مختصراً ارشاد فرمایا۔ ''میں مُلک وملت کو جانتا ہوں یا نہیں لیکن یہ ضرور جانتا ہوں کہ اس جہاد کے لئے مجھے پیر صاحب آف وانا نے فرمایا ہے اور اگر وہ اب بھی حکم دیں تو میں یہ جہاد چھوڑ کر واپس چلا جاؤنگا''۔ یہ سُن کر سب شرکاء حضرت صاحب کی پیر صاحب سے عقیدت کے قائل ہو گئے اور اُن کا اِن دو ہستیوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کا منصوبہ ملیا میٹ ہو گیا۔

جہاد کے اختتام پر حکومت آزاد کشمیر پیر صاحب کو ''غازی کشمیر'' اور حضرت صاحب کو ''فخرِ کشمیر'' کا اعزازی خطاب عطا کرتی ہے اور حکومت پاکستان پیر صاحب کو ''لیفٹیننٹ کرنل'' کا اعزازی خطاب بھی عطا کرتی ہے۔

ملک سیلانی کا انٹرویو:

مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۹۲ء کو ملک سیلانی شمن خیل محسود ۹۰ سال کی عمر میں بقیدِ حیات تھے۔ چنانچہ اُن کے ساتھ حضرت صاحب کے بارے میں جو مصاحبہ دربار شریف پر ہوا اس میں اُس نے یہ اہم باتیں کیں:

ملک موصوف کا والد نمار خان ولد سیہل خان تھا۔ نمار خان کی بیعت حضرت سلطان نور

Marfat.com

محمدؒ سے اور خود ملک سیلانی کی بیعت حضرت سلطان محمد نوازؒ سے ہوئی تھی۔ملک صاحب جنگ کشمیر میں حضرت صاحب کے ساتھ محاذ میں رہا۔سرگودھا کیمپ میں ٦ ماہ انتظامی امور سنبھالے اور پھر جموں سیکٹر کو شفٹ ہوا۔جنگ کشمیر میں اُس نے بتایا کہ حضرت صاحبؒ کے قریبی ساتھی آیت نظر خیل، خود ملک سیلانی شمن خیل، ملک زرجان درامن خیل، رشدین سلیمی خیل، ندامین نکڑخیل، عظیم خان نکڑخیل، شجم خان سلیمی خیل، ہڑپ درمن خیل، نیکم خان درامن خیل، ٹاٹے جلال خیل، گل غنی، میرابی اور پیر دل وزیر تھے۔ ملک صاحب نے مزید بتایا کہ حضرت صاحب اور پیر صاحب آف وانا کا ہیڈ کوارٹر گجرات ہوتا تھا۔حضرت صاحب گڑھی حبیب اللہ اور جموں سیکٹر پر کئی بار لشکر کے پاس گئے۔

جنگ بندی:

حکومت پاکستان نے جب کشمیر میں جنگ بندی کا فیصلہ کر لیا اور حضرت صاحبؒ اپنے کیمپ سے فارغ ہو کر دربار شریف آ گئے تو صدر پاکستان کو اس نوعیت کا ایک تار بھی تحریر کیا:

To The President of Pakistan,Rawalpindi
Resolution without Kashmir plebiscite meaningless.
My self with thousands of trible disciples in Jihad
fully support your honours three points suggestion
the only way solution honourable.

Fakhr-e-Kashmir
Pir Ghulam Dastgir alqadri
Of Hazrat Sultan Bahu

''جنابِ صدرِ پاکستان، راولپنڈی

کشمیر میں رائے شماری کے بغیر جنگ بندی کا فیصلہ بے معنی ہے۔میں جہاد میں

Marfat.com

اپنے ہزاروں قبائلی مُریدین کے ساتھ آپ کی تین نکاتی تجویز کی مکمل حمایت کرتا ہوں جو کہ مسئلہ کا واحد باعزت حل ہے''۔

فخرِ کشمیر

پیر غلام دستگیر القادری

آف حضرت سلطان باھو

جہاد کی اہمیت:

سیّد احمد سعید ہمدانی کہتے ہیں کہ حضرت صاحب جہاد کو اس قدر اہمیت دیتے تھے کہ جب نوشہرہ کالج میں تشریف لائے اور کالج کی زیرِ تعمیر مسجد دیکھی تو فرمایا: اسے کسی ملاّ کے حوالہ نہ کرنا بلکہ سامنے جہاد کی آیت لکھ دینا۔ جہاد سے ملاّ گھبراتا ہے۔

حضرت صاحب کا اسلحہ:

حضرت صاحب کے پاس جہاد کشمیر میں بیشمار اسلحہ بطور مال غنیمت جمع ہوتا تھا جو آپ حکومت پاکستان کے لئے ڈپٹی کمشنر گجرات کے حوالہ کرتے یا امیر المجاہدین پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی کے حوالہ ضروری ترسیل حکومت پاکستان کے لئے کردیتے تھے۔ چنانچہ آپ کے پاس جو اپنا ذاتی اسلحہ رہا ایک پستول اور ایک رائفل تھے جن کی تفصیل معہ ضروری کوائف یہ ہیں:

صاحبزادہ غلام دستگیر	one BP	orignal No.	نمبر تجدید سال ۱۹۷۳ء
	Pistol	267/1947	5278
	No.9226	Jhang	ہیڈ پوسٹ آفس جھنگ
صاحبزادہ غلام دستگیر	One Rifle	Orignal no.201	نمبر تجدید سال ۱۹۷۳ء
	No.40800	1947	5279
	London	Jhang	ہیڈ پوسٹ آفس جھنگ

Marfat.com

جہاد کشمیر اور قبائل پاکستان:

جنرل پرویز مشرف اپنی کتاب میں اعتراف کرتے ہیں کہ قبائلیوں نے ۱۹۴۸ء میں کشمیر کی جنگ میں بھرپور حصہ لیا اور بھارت کے ساتھ جنگوں میں افواج پاکستان کو مسلح قبائلی لشکر بھی فراہم کئے۔وہ انتہائی آزاد منش بھی ہیں۔۲۰۰۰ء میں پہلی مرتبہ پاکستان آرمی کو تمام قبائلی ایجنسیوں میں سڑکیں بنانے اور اقتصادی ترقی شروع کرنے کے لئے داخل ہونے دیا گیا۔

(سب سے پہلے پاکستان، پرویز مشرف، لاھور ۲۰۰۶ء، ص ۳۳۰)

Marfat.com

باب پنجم
جنوبی وزیرستان

جنوبی وزیرستان وہ علاقہ ہے جہاں وزیر، محسود، بھٹنی اور قریب کے گومل میں مرانی، میانی قبائل چلے آرہے ہیں۔ یہاں پہلا تعلق تو اِن قبائل کا حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ (۱۶۲۹ء۔۱۶۹۱ء) سے روحانی تعلق کا شروع ہوتا ہے۔ حضرت صاحب کے ایک جدِ امجد سلطان سردار بخش شہید (ف:۱۸۶۸ء) نے سلسلۂ طریقت قادریہ کو جنوبی وزیرستان میں فروغ دینا شروع کیا اور پھر آپکے جدِ بزرگ حضرت سلطان نور محمد (۱۸۶۳ء۔۱۹۲۴ء) نے وہاں سلسلۂ طریقت کے لئے دورے کئے اور آپ کے والد مکرم حضرت سلطان محمد نواز (بڑے حضرت صاحب) (۱۸۸۶ء۔ ۱۹۳۸ء) نے اس تعلق کو مزید بڑھایا جبکہ خود حضرت صاحب کے اگرچہ طریقت میں تعلقات سندھ بلوچستان اور پنجاب میں بھی باکثرت رہے۔ مگر ان کی مجاہدانہ افتادِ طبع کے لئے جنوبی وزیرستان کے قبائل زیادہ موزوں رہے۔ جو غیرتمند، خوددار اور متحرک و فعال طبیعت کے مالک اقوام ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اپنی زیادہ تر توجہ جنوبی وزیرستان کے قبائل کو دینا شروع کی اور انہیں شریعت، دین، روحِ اسلامی، جدید تعلیم، کاروبار و تجارت و زراعت کی طرف آگہی دلاتے رہے۔ اور پھر وہاں حضرت صاحب کے پیر صحبت سیّد یوسف فیض اللہ گیلانی نے جب وانا میں قیام فرما لیا تو حضرت صاحب کی اُن قبائل سے محبت کو مزید کُمک حاصل ہوتی گئی۔ چنانچہ یہ قبائل حضرت صاحب اور پیر صاحب کے ساتھ اس قدر ذہنی طور پر ہم فکر ہو چکے تھے کہ اُن کے ارشاد و تلقین پر انہوں نے کانگریس کو رد کر دیا اور مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ جب پیر صاحب نے جنگ کشمیر کو جہاد کا نام دے دیا تو تمام قبائل حضرت صاحب کی کمانڈ میں آ گئے اور موجودہ آزاد کشمیر اُن کی کاوش و محنت و قربانیوں سے حاصل ہوا۔

یہ دینی روحانی اور محبانہ تعلق ۱۹۸۰ء تک ایسا جاری رہا کہ مخالف اذہان نے یہ سوچنا

Marfat.com

شروع کر دیا کہ اتنے بڑے قبائل آخر کس طرح اِن دو شخصیات پیر صاحب اور حضرت صاحب کے اشارے پر چلتے ہیں اس تعلق کو انہوں نے ایک سازش کے ساتھ ختم کرنا شروع کیا اور اُن کا پہلا قدم شہور میں حضرت صاحب کے قائم کردہ درسگاہ "جامعہ قادریہ انوار باھوؒ" کو تخریب کار مُلاؤں کے ساتھ ملکر ختم کرانے پر قائم ہوا۔ جس کے نتیجہ میں پھر دیکھا گیا کہ وزیرستان میں امن و امان ختم ہوتا گیا اور دہشتگردوں کے اڈے وہاں قائم ہونا شروع ہوئے جن کے سدباب کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

پروفیسر شہ برات محسود لکھتے ہیں کہ محسود قوم جو اپنی بہادری، جفاکشی، مہمان داری میں تو مشہور تھی مگر دولت علم سے بے بہرہ بلکہ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ حضرت صاحبؒ کے ہی تبلیغی دوروں، وعظ و نصیحت و مشفقانہ تربیت نے انہیں تعلیم یافتہ اور مہذب بنایا۔ انہیں صفائی پاکیزگی نظافت، تجارت و زراعت وغیرہ کی طرف مائل کیا۔ آپ نے اس قوم کی جاہلانہ رسوم اور قتل و غارت کو بھائی چارے اخوت و محبت میں بدل دیا۔ "میراثہ" ایک ایسی جنگ جس میں کسی فریق کے تمام نرینہ افراد قتل کر دیئے جاتے، آپ کے دوروں کی برکت سے ختم ہوئی۔ آپ نے (دوسری اقوام کی طرح) اس قوم میں (بھی) سُنی حنفی بریلوی عقیدے کو پروان چڑھایا اور محبت و روحانیت کی تپش سے اس میں نکھار پیدا فرمایا فرقہ واریت کی مذمت فرمائی۔ جب تک آپ دورے کرتے رہے وزیرستان میں پھول اُگتے اور برستے رہے۔

شجاع عالم خان محسود (سپریٹنڈنٹ انجنیئر) لکھتے ہیں کہ حضرت صاحب کا حلقہ ارادت بے حد وسیع تھا۔ جس میں کسی رنگ، نسل زبان، قوم یا علاقے کی قید نہ تھی۔ مگر پشتون قوم اور خصوصاً محسود قبائل سے اُن کی محبت بے حد و بے حساب تھی۔ اُس کی جھلک اُن کے لباس اور پشتو زبان پر مکمل عبور سے بھی ظاہر ہوتی تھی۔ معاملہ فہمی کی انتہا دیکھیے کہ آزاد قبائل کے رسم و رواج اور جرگے کے ذریعے مشکل سے مشکل تنازعات کو اس خوش اسلوبی سے سلجھاتے کہ بڑے بڑے جغادری ثالثان عش عش کر اٹھتے۔ بسا اوقات قبائل کے درمیان سالہا سال کے خون خرابوں کو اپنی مومنانہ دانائی سے اس طرح حل فرماتے

Marfat.com

کہ متحارب قبائل باہمی شیر وشکر ہو جاتے۔اُس کا بین ثبوت محسود وزیر قبائل جنوبی وزیرستان جو وادی گومل پر آباؤ اجداد سے کشت وخون کرتے چلے آرہے تھے حتیٰ کہ بسا اوقات حکومت وقت کے لئے بھی یہ صورت حال پریشانی کا باعث بن جاتی۔ ہر حکومت ان کے مابین صلح کرانے میں ناکام رہی۔مگر چند سال پہلے یہ پُرانا قضیہ آپ نے اس خوش اسلوبی سے حل فرمایا کہ دونوں قبائل اس کے بعد آپس میں نہ ٹکرائے اور حکومت وقت کو جب بھی ضرورت پڑی دونوں قبائل کو حضرت صاحب کے فیصلہ کی طرف متوجہ کیا۔

حضرت صاحب صحیح معنوں میں معمار قبائل تھے جنہوں نے آزادی ہندو پاک کے ساتھ ہی قبائل کو جدید تعلیم کی طرف راغب کیا۔جبکہ بیشتر علماء ومشائخ نے جدید علوم کو حاصل کرنے کو کفر کے مترادف قرار دیا تھا۔آپ گھر گھر گاؤں گاؤں تشریف لے جاتے اور پرائیویٹ سکول لوگوں سے کھلواتے (جو کہ بعد میں سرکاری قرار دیئے گئے) تاکہ قوم نئی روشنی سے روشناس ہو۔آپ وزیرستان اور ایسے مختلف پسماندہ علاقہ جات کے بچوں کو جہاں تعلیمی سہولیات میسر نہ ہوسکتیں اپنے ہاں دربار سلطان باھُوؒ لے آتے اور اُن کی تعلیم وتربیت رہائش وخوراک کا خود بندوبست کرتے۔آپکی کوششوں کے نتیجہ سے ہی آج وزیرستان کے گاؤں گاؤں کے ڈاکٹرز ،انجنیئرز،جرنیل اوراعلیٰ سرکاری حکام مُلک وقوم کی خدمت میں مصروف کار ہیں۔اسی طرح آپ نے قبائل کو زمینیں کاشت کرنے باغات لگانے کی طرف رغبت اور تربیت دی جس سے وزیرستان کی عوام لاکھوں روپیہ کمانے لگے اور باعزت وخوشحال زندگی گزارنے لگے۔

ابوسعید سے ملاقات:

۱۳ شوال ۱۳۶۶ھ / ۲ اگست ۱۹۴۷ء کو عبداللئی مکین میں:

ایک عمر رسیدہ شخص ابوسعید کی کنیت سے مشہور تحریک سید احمد بریلوی کے مرکز چمرکند مہمند سے آیا ہوا ہے۔کافی عرصہ سے دشمن فرنگ اور فرار ہے۔اب حاجی صاحب اپی فقیر سے ملنا چاہتا ہے مگر حاجی صاحب ملنے سے انکاری ہے۔اس مجاہد کا دعویٰ ہے کہ عرصہ جہاد حاجی صاحب کو میں نے بہت مالی امداد دی ہے جس کی رسیدیں میرے پاس ہیں

Marfat.com

علاوہ ازیں میری ہی کوشش سے جرمن کے آدمی اور وظیفہ دو کروڑ بیس لاکھ پونڈ حاجی صاحب مذکورہ تک پہنچے اور دائمی مقرر تھے۔ سات سال پہلے اس شخص نے بمقام مزدک حاجی صاحب کو ملنے کی ناکام کوشش کی۔ یہ مجاہد کہتا ہے کہ اس وقت میرے نہ ملنے سے حاجی صاحب کو یہ نقصان پہنچا کہ وہ فاتح ہند اور محمود ثانی نہ بن سکا اور اب دوبارہ بھی نہ ملا تو خدا جانے کیا کیا نقصانات کا سامنا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

پستے تکیۃ القادریہ:

پستے سروکئی میں واقع ہے جو اراضی وہاں کی اقوام نے باہمی اتفاق سے حضرت صاحب کے نام کر دی تھی جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت صاحب نے حکومت پاکستان کی طرف سے جہاد کشمیر میں خدمات پر اراضی بطور انعام لینے سے انکار کر دیا تھا۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو میدان پستے میں بمعہ قوم سرمشی وخلی خیل چیار خیل شمن خیل اور کچھ بہلول زئی محسودوں کے گئے۔ حدود اربعہ ظاہر کیا گیا۔ اور دراغہ لنگر میں بیٹھ کر تحریر ہبہ نامہ کیا گیا جس پر تمام قوم نے انگوٹھے لگائے۔ ہم نے بھی اپنی طرف سے وہ اقرار نامہ لکھ دیا جو قوم چاہتی تھی۔ ۱۹ اکتوبر کو سروکئی میں جا کر تحریر نامہ پستے لکھا گیا۔ تحصیلدار کریم خان گنڈاپور نے تصدیق کیا۔

(نوٹ) چونکہ کل پستے بارہ حصص ہے جس میں سے طور سر شئے سیل خون وغیرہ کے ۷ حصص اور سور سرمشے کے ڈھائی حصص اُن لوگوں نے ہمیں بخش دیئے ہیں کل ساڑھے نو حصص باقی ڈھائی حصص صرف مبین سور سرمشے کے ہیں جب وہ کابل سے آوے گا تب اس کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔

مئی ۱۹۵۱ء میں سروکئی کے قبائل سے معاہدہ کے بعد اب پستے میں باقی کسی شخص کا حصہ نہیں ہے اور سب کی سب سلطان العارفین کی ملکیت ہے۔ زمین پستے کے سودا میں میر عالم خان شمن خیل نے بہت کوشش کی ہے خدا تعالیٰ اسے خیر دارین نصیب فرمائے۔

۱۸ جون ۱۹۵۱ء سلطان نور حسین نے مکان پستے والی کا غذات رجسٹری ارسال کی جو موصول ہوگئی ہے۔

Marfat.com

۲۰ جولائی ۱۹۵۱ء جناب پیر صاحب مبارک (سید یوسف گیلانی) پستے تشریف لائے۔ وراغہ تنگہ میں کام کا ملاحظہ فرمایا۔ پیر صاحب کو یہ زمین اور مکان بہت پسند آیا اور آبادی کی کئی تجاویز بتائیں اور پیر صاحب نے مکان پستے کا نام "التکیۃ القادریہ" رکھا۔ تکیۃ القادریہ پر خلیفہ پچی ملا اور اُس کے برادر زادگان وہاں رہ کر خدمت کر رہے ہیں مارچ ۱۹۵۳ء میں تکیہ کی چار دیواری مرمت کی گئی۔ اہل سپنکئی، کچھ ڈیبہ کے شامن خیل اور کچھ ملک دینی ۷۰ افراد نے وہاں تالاب کی بنیادیں تیار کیں۔ سب کو رات کا کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اس موقع علی جان ماما نے اپنا ذاتی دنبہ ذبح کر دیا۔ ایسے ہی روزانہ ۳۰۔۴۰ افراد کام پر آتے جاتے رہے۔ منزئی قوم کے کچھ افراد نے پچی ملا و خدمتگاران کے خلاف سازشیں کرنا شروع کر چکے تھے ان میں برومی خیل پیش پیش ہوتے۔ حضرت صاحب نے اُن لوگوں کے اقدامات پر ناغہ طلب کیا تو علماء نے مشورہ کر کے فیصلہ کرنے پر آمادگی کی۔

اراضی مانڑو چلی:

حضرت صاحب کے لئے قوم میر دود خیل درامن خیل نے اراضی واقع بمقام مانڑو چلی جنوبی وزیرستان میں ۲۸ جولائی ۱۹۶۹ء کو ھبہ کر دی۔ انہوں نے اسی روز سے قبضہ اور حقوق حضرت صاحب کو منتقل کر دیا۔ اس اراضی میں مکانات درخت باغات زراعت کے کام حسب منشاء حضرت صاحب کو استعمال کرنے کا حق حاصل ہے۔ البتہ وہ خود یا ان کی اولاد یا ان کے بھائی کوئی بھی اس اراضی کو فروخت نہ کریں گے۔ اگر فروخت کریں گے تو قوم میر دود خیل ہی خرید لینے کے حق دار ہونگے۔

حدود اربعہ درج ذیل ہے۔ شرقاً حد اراضی حصہ شاخ پیر دود خیل درامن خیل، غرباً حصہ اراضی بادشاہی خان ولد دالائی وگل ماخون ولد زالان ولی خان ولد یار گل، شمالاً حد بدر الکڈ، جنوباً حد راستہ جو کہ مانڑو چلی کلی کے نیچے غونڈی کی آخری حد پر گزرتا ہے۔

ھبہ کردہ رقبہ میر دود خیل کی درج چار شاخوں کا حصہ اس طرح ہے: ۱/۴ حصہ بوبت خیل جو کہ گل بر خان و سردعلی خان پسران حیدر خان، ۱/۴ حصہ شاخ سودا خیل، ۱/۴

Marfat.com

حصہ شاخ غیرت خیل ،۱/۴ حصہ شاخ ولی خیل کا ہے جو کہ سالہا سال سے افغانستان ہجرت کر گئے ہیں اُس کے ذمہ دار سودا خیل رہیں گے۔ولی خیل نے اگر مطالبہ کیا تو سودا خیل قیمت ادا کر دینگے۔

مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۶۹ءکو ان ھبہ کنندگان کے دستخط وانگوٹھے ہوتے ہیں۔

- گل بر خان سردعلی خان پسران حیدر خان شاخ بوبت خیل میر دود خیل
- گل شائی ولد صاحب جان غیرت خیل میر دود خیل
- گلام خان ولد فتح خان ،گل خان عرف ماخڑ ولد قدم شاخ سودا خیل ،میر دود خیل
- بشیری خان نظم خان گل زات میر ،مید اللہ جان ،خون بادشاہ پسران موسیٰ
- گل خنان ۔میر سلام ۔گلستان ۔نور خان ۔شمال خان پسران موسیٰ
- عالم خان ،ولی خان پسران یار گل ،ماشو ولد گلام خان
- خوڑا خان ولد میر دعلی ،بادشاہی خان ولد دالائی
- دالائی خان ولد فتح خان ،متازر خان ولد مالی خان
- گل دار خان ولد قدم ۔گل خان ولد گلما خان
- گل ما خان ولد زالان ،سبب جان ولد احمد خان
- بلائی ولد سادے خون ،گل ماڑو ولد ماجو خان ،زارمن جان ولد ماجو خان

گواہان قوم درامن خیل:

- زرجان ولد خواجہ گئے ،جمع زان ولد خواجہ گئے ،ماخوڑی ولد شاہ جی
- مانی خان ولد ماخوڑی ،میر ابت خان ولد گلا مائی
- سیدم خان ولد گلا مائی ،لیاقت علی خان ولد عبداللہ جان

گواہان متفرق اقوام جزوی حصہ داران:

- سیدل خان وگلدادین پسران کرم دین گیگا خیل
- بختہ خان ولد اکبر خان کیکا ڑئی ،میر بت خان ولد گل بات کنجیر ے
- بنگی خان ولد لعل خون ششگئی ،محمد امین خان ولد آدم ارمڑ

Marfat.com

○ ملا شیر علی خان ولد رحمٰن شاہی خیل، سعد اللہ خان ولد مینک شاخ پیر دود خیل

○ ھبہ کنندگان بوڑی ورمڑ۔ محمد امین خان ولد اودم بوڑے ورمڑ

آخر میں حضرت صاحب کی تحریر موجود ہے:

میں مذکورہ ھبہ منظور کرتا ہوں اور انشاء اللہ میں اور میرے ورثاء مذکورہ شرائط پر پابند رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم پر رحمت فرمائے اور خیر و برکت نصیب کرے۔

محررہ ۱۲ جمادی الاوّل ۱۳۸۹ھ

بمطابق ۲۸ جولائی ۱۹۶۹ء

بمقام مانڑو چلی

غلام دستگیر القادری

28-07-69

تعلیم اور حضرت صاحب:

۳۱ جولائی ۱۹۵۲ء کو مسجد سپنکئی کے لئے تمام اہل سپنکئی پر جو کہ گورنمنٹ کے تنخواہ خوار ہیں چندہ رکھا گیا۔ میں نے بھی ایک دنبہ چندہ مسجد میں دیا۔ انتظام و حساب مولوی شیر محمد خان کے ہاتھ دیا۔ مسجد کے ملحق حجرہ وغیرہ طلباء کے لئے تعمیر کرنا تجویز کیا۔ دسمبر ۱۹۴۹ء میں جہاد کی مصروفیات سے نکل کر حضرت صاحب نے جنوبی وزیرستان میں تعلیمی حالت کو بہتر کرنے کے لئے توجہ دی کیونکہ اس وقت تک تمام جنوبی وزیرستان میں صرف تین سکول تھے وانا، لدھا اور کانی گورم میں اور عوام میں نام نہاد دینی طبقہ کا یہ پراپاگنڈا ہوتا کہ سکول کھولنا کفر ہے یہ تو انگریزوں کے راستہ پر چلانا ہوتا ہے جو کہ جائز نہیں۔ حضرت صاحب نے اس رویہ پر ضرب لگانے کے لئے سپنکئی میں ایک سکول کھولا اور ہر طالب علم صرف دو روپے ماہانہ ادا کرتا تھا جس سے انتظامی اخراجات بالخصوص پڑھانے والے استادوں کا خرچ نکالا جاتا تھا۔ اس سکول کے کھولے جانے پر جس کے تمام انتظامی امور حضرت صاحب نے ملک زرجان درامن خیل کے سپرد کیئے تھے، اسی نام نہاد دینی طبقہ نے حضرت صاحب کو اسلام کا مخالف اور بیدین

Marfat.com

حرکات کرنے والا مشہور کرنا شروع کر دیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے میں سوچتا تھا کہ اگر میں خاموشی سے یہاں صرف پیری مریدی کروں تو میرے ذاتی مفاد میں ہوتا اور اگر میں یہاں علمی اور تعلیمی ضرورت کو پورا کرانے کو توجہ دوں تو تمام علاقہ کے لئے مفید ہوگا۔ تعلیم حاصل کر کے لوگوں کا کردار اور عمل بہتر ہوتا جائے گا جس کی ضرورت تھی اس لئے فرمایا کہ میں نے سوچا میرے خلاف جو کچھ کہا جاتا رہے مجھے برداشت کرنا ہوگا مگر مجھے یہاں تعلیمی اصلاح کو ضرور مروج کرنا ہے۔

۵ اگست ۱۹۵۲ء کو معلوم ہوا کہ نانک رغزے جناب شامی پیر صاحب السید محمد سعدی کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

۱۷ اگست ۱۹۵۲ء کو مسجد سپنکئی کے سامنے دیوار چار دیواری کے طور پر شروع کی گئی۔

عیدین:

حضرت صاحب کو اگر وزیرستان میں کوئی بھی عید کا موقع ان کے وہاں قیام پر آجاتا تو تمام اہتمام کرتے۔ علماء کو بلا کر خطاب کراتے۔ اردگرد کے قبائل کو دعوت دی جاتی نماز عید کے بعد خود بھی خطاب فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ ۵ جولائی ۱۹۵۱ء کو بدر جنوبی وزیرستان میں گیگا خیل کی عیدگاہ میں اجتماع ہوا تمام بہلول زئی نانو خیل حمل خیل آف بدر جس میں مانڑو چلی اور تنگروی کے لوگ بھی شامل تھے سرا خیل تنگی بدر میں نماز عید الفطر ادا کی گئی۔ نماز مولوی گلاب شاہ نے پڑھائی اور بعد ازاں ملا حمل جان نے وعظ فرمایا۔ نماز جمعہ مولوی صاحب قاضی لسوندی نے پڑھائی۔ کئی ہزار کا مجمع تھا۔ سب کو چائے پلائی گئی۔ چونکہ اس سال عنقریب ہی چند فوتگیاں ہوئی ہیں اس لئے عید کی رسمی فائرنگ بند کر دی گئی اور باقی زیادہ تماشے بھی نہ کیے گئے۔ قوم کو نصیحت کی کہ وہ باہمی اتفاق رکھیں۔ ظالموں سے سختی سے پیش آئیں۔ مظلوموں کی امداد کریں قومی اتحاد نہ چھوڑیں اور جو زیادتیاں ہوئی ہیں ان مجرموں کو سزا دیں۔ خاص کر قوم درامن خیل کو ملک عبداللہ درامن خیل کی نیکی (یعنی ان سے صلح صفائی) کے لئے زور دیا۔ پاکستان کا خیر خواہ بننے اور ہندو کی شرارت سے بچنے کی

Marfat.com

نصیحت کی۔

پاکستان کے لئے جذبہ جہاد:

۱۹ جولائی ۱۹۵۱ء حکومت ہند کی طرف سے پاکستان کی سرحدات پر کچھ حملے اور زیادتیاں کی گئیں جس کی تفصیل نوٹ نہیں کی جاسکی کیونکہ حضرت صاحب کی یہ ڈائری کافی کرم خوردہ تھی۔ آگے چل کر تحریر کرتے ہیں کہ جناب پیر صاحب (سید یوسف گیلانی) نے وانا میں وزیروں کے ساتھ ایک جرگہ کیا جس میں وزیروں نے ۵۰ ہزار رضا کار بمعہ اسلحہ جہاد کیلئے دینے کا وعدہ کیا اور ہندو کے اس فعل کی مذمت کی۔

۲۰ جولائی ۱۹۵۱ء بمقام ڈنڈ ڈیبہ سروکئی جناب پیر صاحب آف وانا (سید یوسف گیلانی) کے ساتھ تمام محسود اقوام کا ایک مشترکہ جرگہ ہوا ریزولیشن میں افواج ہند کا پاکستانی سرحدات پر جمع ہونے پر نفرت کا اظہار کیا اور پاکستان کی امداد کے لئے بالکل تیار ہونے کا اعلان کیا۔

دو روز بعد پیر صاحب مبارک اپنے عملہ کے ساتھ واپس وانا روانہ ہو گئے اور حضرت صاحب کو بھی ہمراہ لے گئے۔

فتنۂ ملاّ:

یکم اگست ۱۹۵۱ء پیر صاحب اور حضرت صاحب خیسورہ (جنوبی وزیرستان میں گئے تو وہاں پیر صاحب (سید یوسف گیلانی) والے مکان میں ایک نظرخیل وہابی ملاّں احمد گل نے ڈیرہ ڈالا ہوا تھا۔ اس نے پیر صاحب کے لئے وہ کمرہ تو فارغ کر دیا مگر پھر بھی اس کا سامان وہیں پڑا رہا۔ یہ ملاّ پکا کانگریسی اور پٹھانستانی ہے اور قوم میں اس نے بہت فتنہ ڈالا ہوا ہے۔ خیسورہ میں بھی دو روز تک اجتماعات میں لوگوں کو نصائح کی گئیں۔

۶ اگست ۱۹۵۱ کو ہم واپس وانا جانے کا ارادہ کر رہے تھے۔ ملک زرجان وموسے سے مانڑو چلی میں فارغ ہونے پر مہر دل کا کا مال خیل، ملک آیت نظرخیل، ملک ولی خون ملکشے، صوبیدار محمود خان نظرخیل، رسیل خون نظرخیل، صوبیدار وزیر خان نکزنخیل اور خلیفہ

Marfat.com

خان مومن نیکزنخیل وغیرہ آ گئے اور انہوں نے وادی بدر کا دورہ کرنے پر اصرار کیا۔چنانچہ پیر صاحب کے ہمراہ دورہ کرتے ہوئے ان مشران اور باقی عوام کو بھی جناب پیر صاحب نے موجودہ کشیدہ نازک حالت سے بخوبی آگاہ فرمایا۔
۹ اگست ۱۹۵۱ء تک وہاں کے باہمی قومی مسائل کے بھی فیصلے کیے گئے۔ہند کے خلاف ان کی شورش پر قرار دادیں پاس کی گئیں جس میں بتایا گیا کہ قبائل مجبور ہو کر جہاد کے لئے نکل پڑیں گے اور پھر دہلی فتح کرنے تک باز نہ آئیں گے۔
تین روز بعد حضرت صاحب پھر خیسورہ گئے اور وہاں نانو خیل آف خیسورہ بمعہ حمل خیل آف خیسورہ کے ساتھ جرگہ کر کے پیر صاحب کا قدیمی مکان ملاّ احمد گل سے فارغ کرایا گیا اور ملاّ نے اس مکان پر جو خرچ کیا تھا بالاتفاق قوم نے ملاّ موصوف کو ادا کیا اور تحریر نامہ پیر صاحب کے لئے لکھ کر دے دیا گیا۔

ملک ھڑپ محسود:

۵ جولائی ۱۹۵۱ء کو حضرت صاحب غلنی خولہ بدر جنوبی وزیرستان میں تلا گئے وارث خان درامن خیل کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔وہاں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بادشہ واز سلیم خان پسران ترژمی درامن خیل کے ہاں بھی آیا ہوں۔ملک ہڑپ محسود جو آپ کے ساتھ پیر آف وانا لشکر کے بہادر مجاہد رہے تھے کہ بارے میں لکھتے ہیں کہ اب محسود بٹالین میں بھرتی ہو گیا ہے۔ترژمے دیوانہ ہے اور رب نواز ولد ترژمے بھی نیم دیوانہ ہے اور موجود بھی نہیں لہٰذا یہ کلی بے رونق ہے۔

سلطان نور محمد و سلطان فتح محمد کا ہمعصر:

۳۱ اگست ۱۹۵۱ء کو حضرت صاحب کارا ینگہ سرکی خیل وزیرستان میں تھے۔وہاں زیر غوژہ میں دولت خان کا باپ شیر دل جس کی عمر ۱۰۲ سال کی تھی ملا۔ نہایت تندرست تھا۔اس نے بتایا کہ وہ ۱۴۵۰ شکار پہاڑوں میں کر چکا ہے۔پار سال بھی اس نے پہاڑی دنبہ بندوق سے مارا۔وہ رغزہ میں طور فقیر کے وقت ہمارے دادا صاحب سلطان نور محمد و سلطان فتح محمد کو ملا تھا۔اس کی صحت تا حال بہت اچھی تھی۔

Marfat.com

فتنۂ ملنگ:

۳۱ اگست ۱۹۵۱ء کو زیڑ غوژہ کرے خیل وزیرستان میں ایک تارک الصلوۃ ملنگ لوگوں کو گمراہ کر رہا تھا۔اس ملنگ کو لوگوں نے ولی غوث یا قطب تصور کیا ہوا تھا۔اس لئے دنبے ذبح کئے جاتے تھے بیل دنبے سینکڑوں روپے اس کے حکم پر جمع کئے جاتے تھے۔وہ دو تین تولہ چرس روز وشب میں ہڑپ کر جاتا تھا جونہی حضرت صاحب اس کڑی میں پہنچے لوگوں کے ہمراہ وہ ملنگ بھی آملا تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔حضرت صاحب نے لوگوں کو معاشرہ کے لئے ایسے آدمی کے شدید نقصانات دینی و دنیوی سمجھائے اور پھر اس کو طلب کر کے وہاں وانا کو نکل جانے کا حکم دیا وہ فوراً ہی بغیر کسی تردد کے آمادہ ہو گیا۔وانا تک اس کے ساتھ آدمی بھیجے گئے۔

چاند ماری:

حضرت صاحب ہر مخلص واحباب سے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ہدایات دیا کرتے تھے۔چنانچہ ایک روز میں (راقم الحروف) جب اپنے استاد اور اپنے ہم عمر دوستوں کے ساتھ الگڈ (بارشی چشمہ کے پانی کا بڑا نالا) میں نہانے اور سیر وتفریح کے بعد اپنی قیام گاہ منزل حاجی خانومن نکڑخیل پر پہنچا تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ بھائی جان آپ کی تعلیم اور دیگر امور تو درست جا رہے ہیں البتہ آپ کو بندوق چلانا بھی سیکھنا چاہئے ۔چنانچہ حضرت صاحب کے اشارہ پر حاجی خانومن صاحب نے چند نوجوان ایک رائفل کے ساتھ میرے ہمراہ کئے۔میرے ہم عمر قلی خان وغیرہ بھی ساتھ ہوئے ہم سینی تنڑہ سے پہلے آنے والے الگڈ کے اوپر شمال کی طرف ایک دیوار کی طرح موجود سبز پہاڑی کے سامنے رُک گئے وہاں کوئی عام گزرگاہ بھی نہ تھی اور وہاں انہوں نے رائفل میرے ہاتھ میں تھما دی اور کچھ سمجھایا اور میں نے پہلی بار رائفل سے فائر کرنا شروع کئے۔وہ لوگ میرے فائر پر بہت خوش تھے اور کہتے تھے یہ تو ایسے فائر ہوئے ہیں جیسے آپ پہلے سے اس فن سے واقف ہوں۔ہوسکتا ہے وہ میری حوصلہ افزائی کر رہے ہوں۔تاہم دو تین روز یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر ہم اپنی تعلیم اور دیگر پروگراموں میں

Marfat.com

مشغول ہو گئے۔ حضرت صاحب جب بھی کسی کی دعوت پر اس کے ہاں جایا کرتے تھے تو وہاں کے قبائل استقبال کے لئے فائرز کیا کرتے تھے۔ اس سلسلہ کی حضرت صاحب نے حوصلہ افزائی نہ کی اور ان کو استقبال کے لئے فائرز کرنے پر روکا۔ تاہم میرے خیال میں یہ استقبالیہ فائرنگ کا سلسلہ بعض وجوہات کی بنا پر جاری ہی رہا البتہ اسکی بہتات یا کثرت میں کمی کر دی گئی تھی۔

ملک گلاب خان محسود:

میں جن دنوں ایف سی کالج لاھور میں (۵۹۔۱۹۵۷ء) زیر تعلیم تھا ملک گلاب خان محسود کے فرزند محمود شیر محسود (گھریلو نام قلم خان) بھی میرے کلاس فیلو تھے اور ان کا وزیرستان میں گاؤں مردار الگڈ تھا جو لدھا سے اوپر شمال مغرب کی جانب ایک پہاڑ سے جا کر ان کی چھوٹی سی وادی میں داخل ہونا پڑتا تھا۔ یہاں محسودوں کا شنگی قبیلہ رہتا تھا۔ حضرت صاحب کے مریدین بھی یہاں کچھ تھے مگر محمود شیر کی خواہش پر جب حضرت صاحب وہاں تشریف لے گئے تو کافی تعداد میں شنگی قبیلہ کے افراد مرد و زن بیعت ہوئے۔ چنانچہ حضرت صاحب کے ہمراہ میں بھی مردار الگڈ میں گیا اور وہاں کی ضیافت اور آداب و محبت سے ہم کافی مسرور ہوئے۔ وہاں پر ملک گلاب خان محسود نے ایک دلچسپ واقعہ سنایا کہ ایک روز وانا سے پولیٹیکل ایجنٹ بغیر اطلاع کے اچانک ان کے ہاں مردار الگڈ آ گئے یہاں کی اہم شخصیت بھی تو ملک صاحب تھے جن کے ہاں وہ اپنے عملہ کے ساتھ آ گئے اور وہاں کے حالات اور قبائلی امور پر گفتگو شروع کر دی۔ ملک صاحب کہتے ہیں کہ میں نے کھانے کے لئے فوراً ایک بکرا ذبح کرایا مگر اس سے پہلے چائے کا انتظام ضروری تھا میں نے گھر میں جا کر کہا کہ چائے بھیج دیں اور ساتھ ہی جو گھر میں بسکٹ ہوں وہ بھی بھیج دیں۔ گھر کی اہلیہ نے جواب دیا کہ بسکٹ تو موجود ہیں مگر وہ صرف حضرت صاحب کے نام پر ہم نے رکھے ہیں جو اور کسی کو نہیں دے سکتے۔ ملک صاحب نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ وہ اس سے زیادہ بسکٹ منگوا دیں گے اور یہ اس وقت ہمیں دے دیں کیونکہ شہر قریب نہیں کہ ہم فوراً منگوا سکیں لدھا جو دو تین کلومیٹر

Marfat.com

پر ہے وہاں پر بھی ہمیشہ چیز نہیں ملتی۔ مگر اُن کی اہلیہ نے جواب دیا کہ وہ ہرگز حضرت صاحب کے نام کی چیز کسی کو نہیں دے سکتیں اور بالآخر ہم نے پولیٹیکل ایجنٹ کو خالی چائے پلائی۔

محمد عمر خان درامن خیل:

ایک بار حضرت صاحب کے ساتھ وانا کیمپ میں محمد عمر خان (ولد بٹ خان درامن خیل) کی دعوت میں میں بھی موجود تھا۔ محمد عمر خان کو کیپٹن بھی کہا جاتا تھا اور وہ ان دنوں ایک ٹرانسپورٹ بس کا مالک تھا اور خود ڈرائیو کرتا تھا۔ وہ روزانہ صبح وانا سے ٹانک سواریاں لے جاتا اور شام کو ٹانک سے واپس وانا آجاتا تھا۔ اس نے حضرت صاحب سے شکایت کی تھی کہ اسکی آمدنی بھی ہے مگر بچت نہیں ہوتی بلکہ مقروض ہوتا ہے۔ اُس روز شام کے وقت کی دعوت تھی اور محمد عمر خان ٹانک سے جیسے ہی آیا اسکے تنومند باورچی نے اُس کا لباس تبدیل کرایا، مالش کی، غسل کرایا اور پھر کھانے کے وقت گوشت، کباب، لاڑمین (گردے اور خاص گوشت کے تلے ہوئے ٹکڑے) اور حلوہ جات پیش کیے۔ حضرت صاحب کے استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ اسکے باورچی خانہ کا یہ معیار روزانہ ہی ایسا ہوتا ہے اور کیپٹن صاحب کے مہمانان روزانہ کافی تعداد میں رات کو جمع ہو کر خوب کھاتے پیتے اور خوش گپیاں اُڑاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے کھانے کے بعد حکم دیا کہ اس باورچی کو تبدیل کر دو تمہارے مہمان بیشک آیا کریں مگر سب مہمانوں کی صرف ایک سالن گوشت، دال یا سبزی سے ضیافت کیا کرو۔ محمد عمر خان نے اس پر عمل کیا اور اس کی معاشی بدنظمی بھی درست ہو گئی۔

قاضی لسوندی شریف و شہزادہ صاحب:

۵ اگست ۱۹۵۴ء کو سینی تنوہ بدر میں قاضی صاحب آف لسوندی شریف حضرت صاحب کے پاس تشریف لائے رات ہمراہ رہے۔ آپ نے بتایا کہ شہزادہ فضل دین شوبی خیل نے ہم پیروں کے خلاف بہت پراپاگنڈا شروع کیا ہوا ہے اور ہمارے خلاف علماء کو ایک محاذ پر جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس کا ایک تو یہ مقصد ہے کہ

Marfat.com

وزیرستان میں کوئی پیر فقیر نہ آئے۔ دوسرا یہ مقصد ہے کہ وزیرستان کے علماء کی جمعیت پر وہ قبضہ کرنا چاہتا ہے تیسرا محسود قوم میں اپنا کھویا ہوا اقتدار بحال کرنا چاہتا ہے۔

آپ نے شہزادہ فضل دین آف وزیرستان کو خطوط کا تحریری جواب لکھا ہے جسکی نقل میرے پاس ہے:

۳ ستمبر ۱۹۵۴ء کا تحریر کردہ ایک مکتوب شہزادہ فضل دین کے فرزند کا اس مضمون میں وصول ہوا:

حضرت صاحب سلام مسنونہ قبول باد۔ میں دعا کا سخت محتاج ہوں۔ اُمید ہے کہ دعا سے فراموش نہیں کریں گے۔ صوبیدار شوالی خان۔ آسات خان۔ قادر خان دعا مانگتے ہیں۔ آپ کا خدمتگار روجاہ الدین فرزند شہزادہ صاحب وزیرستان۔ والسلام

ملاّ شیر علی خان:

۱۱۶ کتوبر ۱۹۵۳ء آج حسین آگا برادر ملا شیر علی خان ادھر آیا ہمیں بھی ملا۔ نا معلوم کہ کس مقصد کے لئے ادھر آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے غلہ کی امداد مانگنے آیا ہوگا۔ یہ فقیر اپی کے دست راست تھے۔ تحریک پٹھانستان میں ان کا کافی ہاتھ تھا۔ اب پاکستان کی طرف مائل ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ فقیر اپی اور افغانستان سے ناراض ہیں۔ ۱۹۴۷ء کے بعد آج اس سے ملاقات ہوئی ہے۔ اگلے روز حسین آگا نے بہت عاجزانہ طور پر التجا کی کہ وہ اب مسکین ہو چکے ہیں تاکہ قوم ان کے برخلاف نہ چلے اور کچھ نہ کچھ امداد کرے۔ چند سال پہلے پٹھانستان کے یہ خاص ایجنٹ اور بانی مبانی تھے اور لاکھوں افغانی روپوں کی تقسیم ان کے ہاتھ میں تھی اس سال ان کی اور افغان گورنمنٹ کے درمیان برخلافی اور بے اعتباری ہو چکی ہے اور اب ان کی اور پاکستان کی جنوبی وزیرستان ایجنسی کے ساتھ بات چیت ہے۔

۱۹ نومبر ۱۹۵۵ء کو ملا شیر علی خان مانا بھی ہمارے ملنے کے لئے خیسورہ میں آیا ہے۔ اس نے دو سال افغانستان میں گزارے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ہے کہ وہاں سے واپس آیا ہے اور محسود کا دورہ کر رہا ہے۔ ملک عظیم خان اور ملک زرجان وغیرہ کی موجودگی میں اس

Marfat.com

سے باتیں ہوئیں اور پٹھانستان کے فتنہ پر بہت بحث کی گئی۔اس نے بتایا کہ موجودہ شوشہ جو ہو رہا ہے اس میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے۔شہ بہرام مچی خیل،طاہر دین شامن خیل اور خیر محمد عبدالئی کا کام ہے۔مانا کو پُر زور نصیحت کی گئی کہ وہ اس مسلم کش شرارت اور فتنہ سے باز آئے۔ملا شیر علی خان اگلے روز میرے ساتھ رہے۔اور پھر رخصت ہوئے۔میں اسپنکئی کو چلا آیا۔راستہ میں خانے گل،غزلمیر وغیرہ پٹھانستانی لشکر ملے۔انہیں اس شرارت سے باز آنے کی نصیحت کی گئی۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو حضرت صاحب اوچ درہ سر اور مڑخیل جنوبی وزیرستان میں تھے اور لکھتے ہیں کہ ملاّ شیر علی خان صاحب فقیر اپی صاحب کی پارٹی کا خاص شخص ہے اور قوم محسود میں سب سے زیادہ مشہور غازی ہے۔پاکستان بننے کے بعد انہیں پشتونستان کا فریب دیا گیا اور فقیر اپی اور اس کے ذریعہ قوم کو ہندوستان سے آمدہ روپے تقسیم کئے جاتے رہے۔اب جب ہندوستان نے وہ امداد پراپا گنڈا بند کر دی ہے تو حکومت افغانستان بھی انہیں کمک دینے سے گریز کر رہی ہے۔نیز فقیر اپی اپنی ریاست چاہتا ہے جس سے حکومت افغانستان انکاری ہے چنانچہ آجکل فقیر اپی افغانستان سے بھی خفا ہے اور قوم محسود وزیر میں بطور ایک فقیر دعا کے گشت کر رہا ہے اور یہ پارٹی آجکل تقریباً دونوں حکومتوں سے دور ہے۔

ملاّ شیر علی خان کو نصیحت کی گئی تاکہ وہ ایسی سازش و شرارت سے باز رہے جس سے مسلمانوں اور مسلمان حکومتوں کا نقصان ہو۔اور خود انہیں ذاتی نقصان بھی ہو۔تاکہ وہ سابقہ موقعہ کی طرح پھر اپنے آپ کو دھوکہ نہ دیں۔

۲۴ اگست ۱۹۵۹ء کو صبح جناب پیر صاحب آف وانا نے شہ محمود خان ولد ملا شیر علی خان کو نصیحت کی اور بہت پُر زور سمجھایا تاکہ وہ لوگ بہت جلد پاکستان کے ساتھ صلح کریں اور اپنا اخلاص پیش کریں۔آپ نے اپنا پیغام اس کے والد کو پہنچانے کا فرمایا۔اور وعدہ کیا کہ حسب ضرورت وہ اس بارہ میں ان کی امداد کریں گے۔

۱۹ اگست ۱۹۶۴ء ملاّ شیر علی خان مانا آیا اور دوپہر کے بعد میرے قیام مانڑو چلی میں پھر

Marfat.com

رخصت ہو گیا اس نے آج اس امر کی آمادگی ظاہر کی کہ میں اپنی ذمہ داری پر اسکے بچوں کو پاکستان میں تعلیم دلاؤں۔ ملا شیر علی خان نے بتایا کہ رزمک سپین کمر میں وزیر محسود تنازعہ زوروں پر ہے اللہ تعالیٰ فضل فرماوے۔ شاہول والا تنازعہ خدا کے فضل سے فیصلہ ہو چکا ہے۔

۳ نومبر ۱۹۶۵ء کو ملاّ شیر علی خان نے حضرت صاحب کو دو خطوط لکھ کر دیئے تا کہ حکام پاکستان کو پہنچائے جائیں ان میں اس نے جہاد کی شمولیت کی پیش کش کی اور وفاداری کا وعدہ کیا۔

حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۹ء کو بجم خولہ درہ میں ملا شیر علی خان پھر آ ملا اور چلا گیا۔ کابل ریڈیو کی اطلاع پر افطاری مسئلہ پر بحث ہوئی۔ میں نے کہا کہ کابل کے لوگ اسی پر عمل کریں اور پاکستان کے لوگوں پر اپنے اولی الامر کی اطاعت لازم ہے نہ کہ کابل کی۔ ملا شیر علی خان پاکستان میں رجسٹر نکاح کا چیرمینوں کی تحویل میں ہونے پر اعتراض کیا چنانچہ اسکی وضاحت کی اور قوم کو حقائق سے آگاہ کیا۔ ملا شیر علی خان نے قوم کو تبلیغی پارٹی کے نقائص سے متنبہ کیا کہ ان لوگوں میں وھابی قادیانی پرویزی سب شامل ہیں۔ ان سے پرہیز کریں۔

۲ مئی ۱۹۷۸ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ اطلاع ملی کہ ملا شیر علی خان غازی ورمڑ خیل معروف جنگی ملا صاحب فوت ہو گیا ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ فقیر اپی کا دست راست تھا۔ انگریزوں کے ساتھ مسلسل لڑتا رہا۔ پاکستان بننے کے بعد یہ فقیر اپی کا پیروکار رہا۔ فقیر اپی کی وفات کے بعد اسکی اس کے بھتیجے نیوز علی خان سے خاص نہ بن آئی۔ کافی عرصہ کابل میں رہا۔ پچھلے سال سے اسے ادھر وزیرستان میں اپنے گھر فالج ہو گیا اور معذور پڑا تھا۔ حضرت سلطان العارفین اور پیران پیر صاحبؒ کا معتقد تھا۔ اچھے عقیدہ والا تھا۔ وہابی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرماوے۔ قربوغہ والوں کا مرید تھا۔ میرے ساتھ اس کے بہت اچھے مراسم تھے۔

۲۱ فروری ۱۹۸۵ء کو حضرت صاحب سپلی توئی جنوبی وزیرستان میں تھے کہ وہاں شاوول

Marfat.com

سے میجر ابن ملا شیر علی خان جنگی ملاً انہیں ملنے آیا۔اُن کے بھائی مسمی قاضی گل محمود کا فاتحہ کہا گیا جو ذوالحج ۱۴۰۴ھ میں ایام حج میں فوت ہو گیا تھا۔

سیّد دربار علی شاہ:

۲۷ جون ۱۹۵۷ء کو وانا بریگیڈ میں پولیٹیکل ایجنٹ جنوبی وزیرستان سیّد دربار علی شاہ سے حضرت صاحب کی ملاقات ہوتی ہے۔انہیں عراق کے حالات ،عراقیوں کا پاکستانی کے حق میں خیال ،عراق میں پاکستانی سفارتخانہ کی کاروائی، پیر صاحب آف وانا کے بغداد کے معاملات۔پیر صاحب کا قبائل کے نام خطوط سے مطلع کیا۔الاؤنس کے متعلق بتایا کہ حکومت سے تا حال کوئی حکم جاری نہیں ہوا۔توئی خلہ میں جو قلعہ بننے کی تجویز ہے اورگل کچھ میں جو بیس مربع میل جھیل ہو گئی اس سے جتنے بھی متاثرین ہوں گے معاوضہ دیا جائے گا۔توئی خلہ میں پیر صاحب کی اراضی متاثر ہو گی تو معاوضہ ملے گا۔پیر آف وانا سے افغانستان کی مخالفت محض پاوندوں کی سازش بتایا گیا۔قبائل کے لئے اراضیات میں پیر صاحب کے متعلق کہا گیا انہوں نے بتایا کہ سابق درج شدہ افراد کو فی الحال ڈیولپمنٹ کے لئے زمین دے رہے ہیں ان میں پیر صاحب کے نام پر خلیفے ،شہداء کے وارثین اور اعزاز یافتہ مجاہدین کی سفارش کی گئی ہے۔

حضرت صاحب بدر وادی میں تھے کہ حضور پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی پیر آف وانا نے آپ کو وہاں سے بلالیا۔حضرت صاھب وانا پہنچے تو پیر صاحب نے انہیں پولیٹیکل ایجنٹ سے ملنے اور بعض درخواستیں مرتب کر کے انہیں پیش کرنے کے لئے کہا۔چنانچہ ۱۷ اگست ۱۹۵۹ء کو حضرت صاحب نے سیّد دربار علی شاہ پولیٹیکل ایجنٹ سے ملاقات کی اور انہیں جناب پیر صاحب کے لئے سرکاری اراضی کی منظوری کے لئے درخواست کی۔حضرت صاحب نے اپنے رقبہ تکیۃ القادریہ کا کچھ پہاڑی رقبہ محکمہ جنگلات کی تحویل میں دینے کی درخواست کر دی اور جنگ کشمیر میں مجاہدین پارٹی کے متعلق عرض کی کہ بعض اشخاص کے پاس سندات گم ہیں لیکن ان کی فہرست طارق دفتر میں دی تھی۔انہوں نے فرمایا کہ وہ دیکھ لینگے اور ہمیں بھی اجازت دی تا کہ اور فہرست اس کے

Marfat.com

مطابق دفتر میں پیش کر دیں۔آپ نے حضرت صاحب سے وزیرستان کے لوگوں کے ساتھ تعلقات رہائش مکان پیری مریدی فقیر اپی وملاّ شیر علی وغیرہ سے تعلق دریافت کیا جو کہ تفصیلاً بتایا۔آپ نے اجازت دی کہ راہ راست پر لانے کے لئے مخالف عناصر سے ملاقات کروں اور اگر کوئی ضروری کام ہو تو سیدھا انہیں آ کر ملا کروں اور جناب پیر صاحب کے لئے سلام عرض کئے اور پیر صاحب وانا سے جاتے وقت انہیں ملیں گے۔

اگلے روز صبح ملک جلات گل یارخیل پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔اُن سے ملاقات ہوئی۔ ماضی قریب میں اُس نے حکومت پاکستان سے صلح کی ہے اور حکومت نے اسے کافی مراعات دی ہیں۔ جناب پیر صاحب نے اسے نصائح فرمائی تا کہ وہ محتاط رہے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور اس کا رعب اور شان کم نہ ہو اور دوسرا باقی مخالفوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے۔۲ ستمبر ۱۹۵۹ء کو بدر میں تمام قوم نانوخیل اور ملکشے آف لسونڈی پیر صاحب کی صدارت میں جمع ہوئے اور قوم نے سابقہ خدمات یاد دلائے اور عرض کی کہ وہ حکومت سے ان کے حقوق کا مطالبہ کریں مجاہدین کو سرکاری زمین شہداء کے ورثا اور زخمیوں معذوروں کے لئے الاؤنس ،نوجوانوں کو مختلف شعبوں میں بھرتی کریں سکولوں کے لئے منظوری حاصل کریں۔قوم کو سفارشات کے لئے یقین دلایا گیا۔دیگر اقوام محسود نے بھی اسی نوعیت کے جرگے کئے۔۲۱ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو پشاور میں حضرت صاحب ریزیڈنٹ کرنل یوسف سے ملاقات کرتے ہیں تو انہوں نے پیر صاحب کی سفارشات کو اہم قرار دیتے ہوئے طلب کر لیں۔

عجیب موت:

۲۸ اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت صاحب غٹ خوکیکاڑئی میں تھے لکھتے ہیں خانے گل فقیر فوت ہو چکا ہے اُس کا فاتحہ اس کے بھائی سیّد محمد کو کہا گیا۔خانے گل کے ۳ فرزند گل غنی ،راز محمد،فیض محمد ہیں۔

خانے گل نے ہمارے والد صاحبؒ سے بیعت کی تھی۔اس نے چار سال پہلے خواب دیکھا کہ دو افسر سیاہ وردی پہنے آئے ہیں۔ایک نے اسے بُلا کر کہا کہ آؤ تمہارے ماتھے

Marfat.com

پر جنت کی مقبولیت لکھوں۔اُس نے قلم نکالا لیکن دوسرے نے کہا کہ نہیں ابھی اسے پاکیزگی کی ضرورت ہے چنانچہ اس دن کے بعد متواتر چار سال سخت بیمار رہا۔موت سے ۶ دن پہلے وہ دونوں افسر آئے اور کہا تم اب جنت کے قابل بن گئے ہو چھٹے روز تمہارا روح پرواز کرے گا اور انہوں نے ماتھے پر جنت کا مستحق ہونا لکھا۔اُس نے چار دن پہلے اپنے بھائی کو خواب بتایا کہ فلاں روز میری زندگی ختم ہو جائے گی۔چنانچہ مقرر وقت پر فوت ہو گیا۔انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

نشانِ مردِ مومن باتو گویم
چون مرگ آید تبسم بر لب او

دوٹوک اظہار:

۲۷ ستمبر ۱۹۶۱ء کو عطاء اللہ جان کمشنر ڈیرہ ڈویژن سے ملاقات ۱۲ بجے ہوئی۔ آپ کو اپنے دورہ وزیرستان کے متعلق بتایا اور انہیں واضح کیا کہ میرا گزر دوست اور دشمن ہر شخص کے پاس ہے تاکہ کسی شیطان کے کہے پر مجھے مشتبہ نظر سے نہ دیکھا جائے۔انہوں نے اجازت دی اور فرمایا کہ حکومت کا مجھ پر اعتماد ہے اور وہ مجھے پکا پاکستانی سمجھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں۔آپ نے (اس سلسلہ میں) ایک سٹوفکیٹ بھی عطا فرمایا۔

سانحہ دردناک یکم نومبر کو پیش آیا۔معلوم ہوا کہ عطاء اللہ جان کمشنر ڈیرہ ڈویژن وانا سے کوھاٹ کی طرف ہوائی جہاز پر تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں جہاز کو آگ لگ گئی اور عطاء اللہ جان صاحب فوت ہو گئے ایک فوجی کپتان اور ان کا ڈرائیور بھی فوت ہو گئے۔انا اللہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم پاکستان بھر میں بہترین پولیٹیکل افسر تھے اور انتہائی خیر خواہ پائے گئے تھے۔

مدرسہ پیپین مزک:

۲۹ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں یہاں مدرسہ پیپین مزک خلیفہ ملا بخت جمال بٹاکئے و پسرانش عبدالرحیم ،عبدالکریم ،نجم الدین ،عبدالرزاق میں

Marfat.com

رات بسر کی ہے۔ یہاں آجکل مدرس مولوی محمد عین اللہ شوبی خیل ہے۔ مدرسہ سراج العلوم سے فارغ التحصیل ہے۔ اچھا معلم ہے لیکن دیوبندی ہونے کی روگ ہے اور اختلافی مسائل بیان کرنے اور لوگوں کو وہابی بنانے میں کوشاں ہیں۔ عبدالرحیم میں انہیں کی طبع کرتا ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

قریباً ۱۹۵۵ء سے یہاں مدرسہ اسلامی احیاء العلوم قائم ہے جو کہ ملا بخت جمال نے بنایا ہے لیکن اب تک ان کا کوئی ریکارڈ نہ تھا۔ چنانچہ کچھ نہ کچھ ان کا ریکارڈ تحریر کیا قائم کیا اور رجسٹر داخل خارج رجسٹر حاضری روزانہ وغیرہ اور باقی رجسٹرات رجسٹر کتب خانہ ترتیب دیئے گئے۔

جرگہ سپنکئی:

۱۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو صبح ۹ بجے تا ساڑھے گیارہ بجے تمام اہل سپنکئی نانو خیل قوم کے ساتھ جرگہ کیا گیا۔ ملک زرجان، میرابتی، کلم خان، نیکم خان، غیزل وغیرہ عبدالرحمن خیل بگل غنی، شیر جان، بادشاہ جان وغیرہ نیکزنخیل جامع گیگا خیل اور اہل سپنکی سوکسان۔ سے زیادہ افراد کے ساتھ ۱۵ نکات پر جرگہ کیا گیا۔ اس میں خاص طور پر قومی سلمی خیل کے ساتھ جو پچھلے رمضان بدی ہوئی اور قوم شمن خیل اور مڑ نے نیکی یعنی صلح کرائی اسے مضبوط کیا جائے۔ نیز تاکید کی گئی کہ ہر گھر کا کم از کم ایک بچہ سپنکئی سکول میں ضرور داخل ہوگا ورنہ جرمانہ ادا کرتے رہیں گے۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو مقدمہ مچی خیل نانو خیل پر فیصلہ ۵ نکات میں قوم مچی خیل کے پیش کر دیا۔ مگر مچی خیل تا حال آمادہ نہ ہوئے۔ میں نے سب کو پھر سوچنے کا موقع دیا۔

نناوتی:

۱۰ اگست ۱۹۶۴ء کو پیر صاحب وحضرت صاحب غٹ خو کیکاڑے میں ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں پسران گل میر کیکاڑی شہ زرخون، بادشاہی خان نے میری اور پیر صاحب کی نناوتی کی دو دنبے اور چند خواتین کو بھی نناوتی (معافی کی خواستگاری) پر لے آئے۔ پیر صاحب نے تمام قوم کو نصیحت فرمائی کہ اس

Marfat.com

طرح فقراء کی بے ادبی اور گستاخی نہ کریں اور فقراء کی پشتو کو اپنی پشتو (غیرت و عزت) سے کم تصور نہ کریں۔ بالآخر دعا کی گئی سوأن کی گستاخی خدا تعالیٰ معاف کرے اور فقیر گلبستان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ خیر اور صلح عطا فرمائے۔

مردار الگڈ:

۲۵ اگست ۱۹۶۴ء کو حضرت صاحب محمود شیر محسود شنگی کے ہاں مردار الگڈ میں ہوتے ہیں۔ ان کے والد ملک گلاب خان ہلال کشمیر اغوا شدہ افسران کی خلاصی کے لئے بدر گئے ہوئے تھے۔ بہاول خان وہاں ہوتا ہے۔ نور محمد ایم اے کر رہا ہے۔ بہادر شیر اور قیوم شیر پسران کیپٹن شیر بادشاہ بھی وہاں موجود تھے۔ قیوم شیر بیعت ہوا۔ اگلی صبح ملک گلاب خان کیپٹن شیر بادشاہ اور بہاول خان بمعہ بال بچوں کے آکر ملے۔ بہت مخلص لوگ ہیں۔ محمود شیر تین مضامین (بی اے، ایف ای ایل) میں فیل ہو گیا ہے ستمبر میں دوبارہ لاھور جاکر امتحان دے گا۔

جرگہ نیگز بخیل بدر:

۱۵ ستمبر ۱۹۶۴ء کو میں خلیفہ حاجی خانمومن نیگز بخیل کے ہاں ہوتا ہوں اور وہاں قوم نیگز بخیل کے ساتھ جرگہ کیا اور انہیں ذیل کی نصائح کی گئیں۔

۱۔ پرائیویٹ سکول قائم کریں اور بچوں کو تعلیم دیں۔
۲۔ مسجد کے لئے امام مقرر کریں۔
۳۔ جس نے دنبہ ناوتی کیا تھا اس کی عرض پر غور کریں۔
۴۔ پیر صاحب کے مکان خیسورہ کے لئے لکڑی کا بندوبست کریں۔
۵۔ حکومت سے بغاوت اور فساد نہ کریں چوری بدمعاشی سے باز آئیں۔
۶۔ آپس میں اتفاق رکھیں، قوم میں پارٹی بازی نہ بنائیں۔
۷۔ بوڑھے عبادت کریں جوان ملازمت اور محنت کریں۔ بچے تعلیم حاصل کریں۔

جنات:

۲۹ ستمبر ۱۹۶۴ء کو خیسورہ میں صورت خان نادمین بنگل نیگز بخیل کے ہاں

Marfat.com

موجود تھا کہ کمین خیلہ دختر صورت خان اہلیہ سنگی مرجان پر جن کا اثر ظاہر ہوا جنات ظاہر ہوئے اور دس عدد جن بیعت بھی ہوئے اور انہوں نے چلے جانے کا وعدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فضل فرما دے۔

اگلے روز خواہر صبر خان پر جن کا اثر ہوا جو تائب ہو کر چلا گیا۔ الف کیکاڑئی پر جن ظاہر ہوئے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہو کر چلے گئے۔

اورنگزیب شامن خیل:

۲۳ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو میں سڑاروغہ سے آگے سلطونہ میں حاجی آدم خان کے بنگلہ میں تھا کہ مشہور کانگریسی لیڈر اورنگزیب شامن خیل آ ملے۔ اس سے پہلے ۴۷ء میں پاکستان بننے کے بعد جب میں فقیر اپی سے مل کر درہ میں آرہا تھا تو انہیں فقیر اپی کے خاص ایلچی ٹاپس کے ساتھ شاہول جاتے ہوئے راستہ میں دیکھا تھا۔ اس وقت میں مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ فقیر اپی سے ملاقات اور اس سے جو میری بات چیت ہوئی اس پر تبصرہ ہوتا رہا۔ اورنگزیب نے بتایا کہ وہ خط جو فقیر اپی نے میری طرف لکھا تھا وہ ایک سازش تھی اور وہ اس کے مشورہ سے میری طرف بھیجا گیا تھا۔ بہر حال اورنگزیب معاملہ فہم دلیر اور سنجیدہ شخص ہے۔ پشتونستان تحریک اور کانگریس کا بڑا لیڈر ہے لیکن پاکستان کے کالجوں اور سکولوں میں اس کے بچے تعلیم پا رہے ہیں۔ اور انہیں کافی وظائف بھی مل رہے ہیں۔

محسود مشاہیر:

میجر میر بادشاہ مال خیل محسود جو کہ قوم محسود کا سب سے بڑا ملک، قوم پرست، وعدہ کا پختہ، دین دار، مجاہد اور ہمارا بھی خاص دوست تھا کل ۶ ستمبر ۱۹۶۹ء کو ڈھائی بجے دن ڈیرہ اسماعیل خان میں راہی ملک عدم ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا علیہ راجعون۔

میجر صاحب کی عمر ۸۰۔۸۵ سال کے لگ بھگ تھی۔ اللہ تعالیٰ اسے غریق رحمت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر بخشے۔

آج پوندہ ملا صاحب مرحوم عرف ماما اور شہزادہ فضل دین مرحوم کی قبروں پر روضہ میں جا

Marfat.com

کر فاتحہ کہا۔دونوں باپ و فرزند ایک ہی روضہ میں دفن ہیں۔شہزادہ فضل دین پچھلے سال راہی ملک عدم ہوا تھا۔اناللہ و انا علیہ راجعون۔جنوبی وزیرستان میں مرحوم شہزادہ فضل دین کو حکومت پاکستان سے ایک ہزار روپیہ ماہوار ایام جہاد کشمیر کے دنوں سے وظیفہ ملتا رہا ہے۔

وہابیت:

حضرت صاحب خسورہ نیکزنخیل میں تھے۔یکم نومبر ۱۹۶۹ء کو لکھتے ہیں کہ انہیں معلوم ہوا کہ مولوی احمد گل سعودی نے ماسٹر نیوز خان کو حکم دیا کہ مسجد شریف میں اسم یا محمد جو لکھا ہوا ہے اسے مٹا دے۔چنانچہ اس نے یہ فعل کیا۔آج اسے ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے گناہ اور گستاخی جو کہ اس نے بارگاہ رسالت میں کی ہے اس کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اس وہابی نجدی عقیدہ سے بچے۔یا محمد اور یا رسول اللہ کے مسئلہ سے قوم کو بخوبی آگاہ کیا گیا۔

ادھر وہابیوں کا بہت زور ہے جو کہ تبلیغی جماعت کے رنگ میں وارد ہیں۔نانوخیل میں عبدالوھاب کمپاؤنڈر، زرگر اور موسیٰ خان نیکزنخیل ڈاکٹران کے سرغنہ ہیں۔لوگوں کو اعلانیہ سمجھایا گیا کہ وہ ان کی دعوت پر بیشک تبلیغ کے لئے باہر جائیں بلکہ رائیونڈ جو کہ ان کا مرکز ہے وہاں بھی جائیں صرف ان سے یہ وعدہ لیں کہ وہ ان کے ساتھ ہر نماز کے بعد چند مرتبہ با آواز بلند الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہیں گے۔اگر وہ لوگ قول پر پورے نہ اتریں یا یہ درود نہ کہیں تو پھر وہ وہابی ہیں۔ان سے پرہیز کریں۔

بدین زئی تنگی:

۶ نومبر ۱۹۷۱ء کو بدین زئی تنگی میں ہوں۔قوم کا جرگہ معرکہ ہے۔میں نے ذیل کی نصائح کیں۔

۱۔رمضان شریف آرہا ہے اس کا احترام کریں۔

۲۔وہابیت قادیانیت مودودیت وغیرہ سے بچیں اپنا اصل پرانا دین قائم کریں۔

۳۔غلہ کی تنگی دور کرنے کے لئے گندم اور جو کاشت کریں۔

Marfat.com

عیسیٰ خان نابینا:

۲۹ اگست ۱۹۷۱ء کو حضرت صاحب خیسورہ مچی خیل میں ہوتے ہیں اور عیسیٰ خان ڈوم کے ہاں قیام ہے۔ لکھتے ہیں عیسیٰ خان نابینا ہو چکا ہے اس سے حال پوچھا تو تسلی سے جواب دیا کہ الحمدللہ بہت خوش ہوں خدا سے راضی ہوں مجھے زندگی میں اللہ تعالیٰ نے بہت ملکوں کی سیر و سیاحت کا موقع بخشا ہر قسم کا خوشی و آرام نام و ناموس رزق اولاد بخشا اب اس نے آخر عمر میں مجھے بہرہ اور نابینا بنا دیا ہے اور اب گھر میں رہنے اور خدا کی عبادت میں بقایا زندگی کا مجھے موقع عطا فرمایا میں خدا سے بہت راضی ہوں اس نے مجھے نابینا بنایا ہے۔ سبحان اللہ یہ ہیں وہ لوگ جو خدا سے راضی ہیں اور خدا ان سے راضی ہے۔

قبائلی معاملات:

قبائل وزیرستان کے معاملات میں حکومت بدستور پیر صاحب اور حضرت صاحب سے رابطہ رکھتی ہے۔ چنانچہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو ٹانک سے تحریر فرماتے ہیں کہ پولیٹیکل ایجنٹ جنوبی وزیرستان نے پیر صاحب کو متعدد تاریں بھیجیں اور مجھے اور عادل صاحب کو بلایا۔ ہمیں کچھ دیر ہو گئی چنانچہ انہوں نے ملک زرجان وغیرہ مشران کا ایک وفد بھیجا جن کے ساتھ ادھر (ٹانک) پہنچے۔ کل ادھر چیف سیکرٹری صاحب فتح خان بندیال اور فرنٹیر کور پشاور کا جرنیل اور کمشنر ڈیرہ (اسماعیل خان) آئے پہلے محسود قوم کے ساتھ اور پھر وزیر قوم کے ساتھ جرگہ کیا بہر حال دونوں اقوام کی صلح کی کوشش جاری ہے خدا کرے انہیں صلح نصیب ہو۔

۹ دسمبر ۱۹۷۵ء کو پھلروان سے لکھتے ہیں کہ وزیر محسود تنازعہ کا یوں بنا کہ پہلا پولیٹیکل ایجنٹ تبدیل ہو گیا۔ دوسرا اب آیا تو اُس نے چالیس روز گزرنے کے بعد وزیر قوم کو ررہ گول سے بند کر دیا ہے۔ شیر بادشاہ وغیرہ چپ چاپ واپس ٹانک آ گئے۔ وزیر بضد ہیں کہ وہ پرانہ راستہ پر جو کہ محسود کے علاقہ سے گزرتا ہے نہیں جائیں گے اور محسود بضد ہیں کہ گول کا راستہ وزیروں کو نہیں دیا جائے گا۔ مجھے اور عادل صاحب کو نئے پولیٹیکل

Marfat.com

ایجنٹ نے بلایا تھا لیکن ہم وہاں نہ جاسکے۔

فیصلہ تنازعہ:

حضرت صاحب یوں تو اکثر و بیشتر قبائل کے تنازعات کے فیصلے کرتے چلے آئے ہیں مگر اپنے تعلق کے خاص ساتھی اور مریدین یاغستان، گلستان و موسیٰ خان کے درمیان اراضی گومل سے متعلقہ ایک تنازعہ چلا آ رہا ہے جو ۲۹ جولائی ۱۹۷۸ء کو انہوں نے ٹانک میں یہ مسئلہ حل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان بھائیوں کا گومل کی زمین کے بارے میں تنازعہ ہے چنانچہ یاغستان، گلستان نے میرا کہنا مان لیا اور موسیٰ خان احمد جان کو اس میں حصہ دینے کا وعدہ کیا اس لئے مجھے بوقت عصر چغملی جانا پڑا۔ چغملی آ کر یاغستان کے گھر میں فیصلہ سنایا گیا۔ گومل والی زمین کا ۱/۳ حصہ یاغستان موسیٰ خان کو دے گا۔ موسیٰ خان کو سخت نصیحت و ہدایت کی کہ وہ باہمی جھگڑے نہ کرے اور گھر میں سختی نہ برتے۔

اس طرح ۱۴ ستمبر ۱۹۷۸ء کو جمازان اور زرجان درامن خیل کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا۔ جس میں نظم خون سپیر کئے، ملک زار کریم دودخیل اور حاجی خانومن ساتھ رہے۔ اُن کے درمیان پہلے لین دین کا فیصلہ میں نے کیا تھا لیکن حاجی جمازان کہتا ہے کہ ایک نوکری کی ۱۴ ماہ کی تنخواہ رہتی ہے نیز وہ ٹانک میں میرابت کی سرائے میں دنبہ ذبح کرتا تھا اسے زرجان نے منع کرنے کے لئے پکڑا تھا جس سے وہ خفا ہے نیز جمازان نے پچھلے سال مانڑوچلی کا زرجان کا ایک کھیت کاشت کرنے سے بند کیا تھا۔ اب فیصلہ یہ ہوا کہ -/2500 روپے بقایا تنخواہ وغیرہ کے مقرر کئے گئے، -/1250 روپے زمین کے بند کرنے کے منہا ہوئے باقی -/1250 ملک زرجان جمازان کو دیگا جس کی ذمہ داری ملک زار نے اٹھائی۔ فریقین پر ایک ایک دنبہ نناوتی کا رکھا گیا جو کہ ایک دوسرے کو معاف کر دیا گیا۔

نصیحت و فیصلہ حدود پیستے:

حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ ملک زرجان نے قوم شمن خیل اور زوڑ

Marfat.com

سروکئی والوں کے تنازعہ کی طرف توجہ دلائی تو میں جنڈولہ میں آ گیا تھا۔ ملک نیکم خان ملک سیلانی جیٹن ملک بمبئ خون کو خصوصی طور پر سمجھایا کہ میں اقوام میں جنگ جدال نہیں چاہتا۔ آپ لوگ خواہ اپنی سڑک کے میل مکمل کریں یا پستے کی حد مقرر کریں کوشش کریں کہ تنازعہ جنگ جدال نہ ہوتا کہ سلطان صاحبؒ کی بدنامی کا باعث نہ ہو۔ میں نے انہیں اختیار دیا کہ شمن خیل قوم کا اختیار ہے کہ دراغہ تنگہ چٹ والہ رقبہ کا وہ جو بھی فیصلہ کریں اگر اس سے کچھ حصہ زوڑ سروکئی والوں کو دیں بھی مجھے قبول ہے۔

چنانچہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو صبح قوم نانو خیل کی نئی حد مقرر کی ہے اور فیصلہ مابین شمن خیل و باشندگان زوڑ سروکئی کر دیا ہے۔ اس میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ ہمارے بانی تکیۃ القادریہ کے تحفظ کے لئے وراغہ تنگہ چٹ میں کوئی آبادی نہ ہو گی۔

افغانستان پر روسی غلبہ اور تحریک پاکستان کا ایک واقعہ:

حضرت صاحب نے ۱۹۸۲ء میں علاقہ وانا جنوبی وزیرستان کے تبلیغی دورے کے دوران وزیر قوم کو افغانستان پر روس کے قبضہ کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیتے ہوئے ۱۹۴۷ء میں تحریک پاکستان کے دوران پیش آنے والا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ کانگریسی لیڈروں اور ملاؤں نے وزیرستان کے سادہ لوح عوام کو اسلحہ و دیگر اشیائے ضرورت دے کر ان سے اپنے حق میں دستخط کرائے یا انگوٹھے لگوائے کہ عوام کی اکثریت کانگریس کے ساتھ ہے۔ رزمک کے مقام پر ایک عظیم الشان جلسہ میں بہت سے کانگریسی رہنماؤں نے خطاب کیا۔ حضرت صاحب کو بھی اس جلسہ میں مدعو کیا گیا تھا۔ آخر میں حضرت صاحب نے اپنے خطبہ میں فرمایا۔ ''لوگو آپ بیشک اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں کانوں دونوں پاؤں کی ۱۹ انگلیوں کے نشان لگا کر اپنے لئے جو حاصل کرنا چاہتے ہو بے شک کرو۔ لیکن اپنی صرف ایک انگلی پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت میں رکھنا اور وہ کانگریس کو قطعاً نہ دینا اور وہ انگلی ہے جس سے آپ رائفل کا ٹریگر دباتے ہیں۔''

حضرت صاحب کے اس خطاب سے کانگریس کی پالیسی کو سخت نقصان پہنچا اور لوگوں

Marfat.com

نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا۔

الاعظم درامن خیل:

ایک روز ژاور (وادی بدر) میں حضرت صاحب کا دربار لگا ہوا تھا۔ لوگ کثرت کے ساتھ آجا رہے تھے کہ بلند و بالا تنومند الاعظم درامن خیل زیارت کو آ گیا۔ بڑے ادب و اخلاص سے ملا۔ کچھ دیر بعد عرض کی کہ حضرت صاحب آپ کے بھائی حاجی سلطان نور حسین صاحب نے مجھے ایک تعویذ دیا تھا جس سے یہ فائدہ ہوا تھا کہ مجھ پر کبھی بھی رات کے وقت کتے نہیں بھونکا کرتے تھے اور میں رات کے وقت محفوظ پھرا کرتا تھا اب وہ تعویذ گم ہو جانے سے کتے مجھ پر بھونکا کرتے ہیں، اب آپ ہی کوئی ایسا تعویذ عطا کر دیں۔ حضرت صاحب نے اُسے اپنے قریب بلایا اور اپنا چپل (جوتا) اُٹھا کر اُس سے اُسے خوب مارا اور فرمایا کہ تو میرے بھائی کی سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتا رہا ہے اب میں تو تمہیں تمہارے کرتوتوں (ڈکیتی) سے اب ہمیشہ کے لئے تم کو پاک کرنا چاہتا ہوں۔ الاعظم حیرت و استعجاب میں آ گیا اور اس نے ڈکیتی جیسی حرکات سے توبہ کر لی۔ حضرت صاحب نے اسے نصیحت کی کہ حلال حاصل کرو اس سے تجھے برکات حاصل رہیں گی اور فرمایا نشتر کے درخت کی ٹہنیوں کو اکٹھا کر کے بیچا کرو۔ نشتر کے درخت کے ٹکڑوں کو آگ لگائی جائے تو وہ گھنٹوں روشن رہتے ہیں۔ اس کاروبار میں الاعظم کامیاب ہو گیا اور پھر حضرت صاحب کی ڈاک لینے لے جانے میں بیحد ممد ثابت ہوا۔ حضرت صاحب جو ڈاک لکھ کر اس کے حوالہ کرتے وہ رات کو ہی بدر سے تنگی تنگی سے سپنکئی اور سروکئی پیدل پہنچاتا اور وہاں سے کوئی گاڑی حاصل کر کے ٹانک پہنچتا اور پوسٹ کر دیتا اور پھر وہاں سے ضروری ڈاک جو جمع ہوتی لے آتا تھا۔

ذکر و اذکار:

حضرت صاحب وزیرستان میں بالعموم شب و روز میں ایک وقت کسی مناسب قیام گاہ پر نماز کے بعد ذکر جہر فرماتے جس میں سب نمازی، مُریدین و مخلصین پورے جوش و جذبہ کے ساتھ شامل ہوتے تھے۔ حضرت صاحب لا الہ الا اللہ زور سے پڑھتے

Marfat.com

اور ساتھ ہی سب مل کر لا الہ الا اللہ پڑھتے ۔ کچھ وقفہ کے بعد صرف الا اللہ، الا اللہ پڑھا جاتا اور حضرت صاحب ہدایت دیتے تھے الا اللہ کی ضرب پڑھتے ہوئے اپنے نفس پر ماریں۔ اس ذکر کے بعد محمد رسول اللہ کا ورد کرتے ہوئے یہ محفل ذکر اختتام کو پہنچتی۔

انگریزی کا درس:

میں اُن دنوں جماعت نہم کا طالب علم اور حضرت صاحب کے ساتھ وزیرستان کے دورہ پر تھا۔ حضرت صاحب اپنے تبلیغی دورہ قبائل کے معاملات و مسائل اور طریقت کے امور سے فرصت پا کر بالعموم کبھی صبح کے ناشتہ کے بعد اور کبھی بعد ظہر مجھے انگلش گرائمر اور انگلش ٹرانسلیشن کی مشق کرواتے۔ وادی بدر میں یہ سلسلہ شروع رہا۔ شجاع عالم خان بھی طالب علم تھا اور ساتھ بیٹھا کرتا۔ ہم خیسورہ گئے تو پہلے ہمارا قیام غٹ خو میں ہوا جہاں دو دن وہاں کے مُریدین کی خواہش پر حضرت صاحب ٹھہر گئے۔ غٹ خو میں بعد ظہر ہی انگریزی کا درس ہوا کرتا تھا۔ اس کے بعد ہم تیارزا کی طرف نکل گئے۔

جب میں ایف سی کالج میں طالب علم تھا تو ان دنوں میں موسم گرما کی تعطیلات میں کبھی تو سید غلام مجتبیٰ شاہ ہمدانی (ہمارے خالہ زاد بھائی اور ہیڈ ماسٹر ھائی سکول گجرات نزد محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ) کو حضرت صاحب بُلوا لیتے جو میرے ساتھ تعلیمی کاموں میں معاونت فرماتے اور یا کوئی اور استاد میری نگرانی کے لئے مقرر ہوا کرتا تھا۔

اِن ایام میں ابیات باھو کو پڑھنے اور لکھنے کا مجھے شوق ہوا۔ چنانچہ ابیات باھو کے ترجمہ کرنے میں حضرت صاحب میری معاونت فرماتے تھے۔ جس کا بعد میں یہ فائدہ ہوا کہ جب ۱۹۷۵ء میں ابیات باھو کی باقاعدہ تحقیق و تدوین کے بعد میں نے اس کی شرح لکھی تو درست ترجمہ کے نوٹس محفوظ رہ جانے کے باعث میرا کام بہت آسان اور بہتر ہوتا گیا اور اس ترجمہ و شرح کو بڑی کامیابی کے ساتھ مکمل کر کے شائع کرایا جس پر پاکستان رائٹرز گلڈ نے کتاب کو سال کی بہترین ادبی کتاب کا ایوارڈ بھی عطا کیا۔

فالِ حافظ:

ملک زرجان درامن خیل کے فرزند شجاع عالم خان کا میٹرک کا نتیجہ

Marfat.com

آنے والا تھا اور حضرت صاحب کے ساتھ اُس روز ہم مانڑوچلی میں تھے۔حضرت صاحب نے لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی کا دیوان نکالا اور شجاع عالم کے بارے میں فال نکالی۔دیوان حافظ سے شجاع عالم کے حق میں بہت اچھی فال برآمد ہوئی بلکہ اس سے درخشاں مستقبل بھی ظاہر ہوتا ہے۔اشعار یہ ہیں:

افسر سلطان گل پیدا شد از طرف چمن
مقدمش یارب مبارک باد بر سرو وسمن
خوش بجای خویشتن بودی نشست خسروی
تا نشیند ہر کسی اکنون بجای خویشتن
تا ابد معمور باد این خانہ کز خاک درش
ہر نفس بابوی رحمٰن می وزد بادیمن
خاتم جم را بشارت دہ بحسن خاتمہ
کاسم اعظم کرد از و کوتاہ دست اہرمن
خنگ چوگانی چرخت رام شد در زیر زین
شہسوارا خوش بمیدان آمدی گوئی بزن

ترجمہ:باغ کی طرف سے سلطان گل کا تاج نمودار ہوا۔اے خدا سرووسمن کے ساتھ اس کی تشریف آوری مبارک ہو۔

بادشاہی نشست اپنی جگہ پر اچھی ہوتی ہے تاکہ ہرکوئی اب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جائے۔

یہ گھرابد الآباد تک آباد رہے کیونکہ اس کے دروازے کی خاک سے ہر دم بادِ یمن نفس الرحمٰن کے ساتھ چلتی ہے۔

خاتم سلیمان کو حسن انجام کی خوشخبری دے کیونکہ اسم اعظم نے شیطان کے ہاتھ کو اس سے دور کر دیا ہے۔

آسمان کا چوگانی گھوڑا زین کے نیچے مطیع ہو گیا ہے۔اے شاہسوار تو میدان میں اچھا آیا ہے،گیند مار۔

Marfat.com

شجاع نہ صرف میٹرک میں پاس ہو گیا تھا بلکہ مستقبل میں انجینیر نگ میں گریجویشن کر کے ملازمت میں آیا اور سپرٹینڈنٹ انجنیئر کے عہدہ سے ریٹائر ہوا۔

چم چم:

وزیرستان میں ایک بار وادی بدر میں حضرت صاحب کے ہمراہ موسم گرما میں دورہ کے دوران ایک نحیف ونزار نوجوان پر کسی غیر مرئی مخلوق کا سایہ پایا گیا۔ جس نوجوان پر یہ سایہ مسلط تھا مشہور تھا کہ اس پر کسی پری کا سایہ ہے اور وہ پری چم چم کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت صاحب جب بھی اس نوجوان کو چم چم کے نام سے بلاتے وہ دوڑ کر حاضر ہو جاتا۔ وہ دیکھنے میں تو کمزور سا لگتا مگر تحرک میں سب سے تیز ہوا کرتا تھا۔ ان دنوں ہم بدر گیگا خیل سے تنگی کے راستہ شکی کی وادی کو سفر کرنے لگے۔ حضرت صاحب کا گھوڑا آگے تھا اس کے پیچھے میرا گھوڑا تھا۔ اور ہمارے ساتھ تقریباً بارہ پندرہ افراد ہمسفر بھی تھے اور خدمت پر بطور رہنما بھی تھے۔ چم چم سب سے پیچھے آ رہا تھا۔ حضرت صاحب نے آواز دی ''چم چم'' تو وہ چھلانگیں لگاتا ہوا دم زدن میں سب سے آگے پہنچ گیا۔ ہم جب وادی شکی میں داخل ہوئے تو خوب دھوپ بھی نکلی ہوئی تھی اور ہم سردی سے محفوظ ہونے کے باعث محظوظ ہو رہے تھے۔ حضرت صاحب نے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈال لیا اور خواہش ظاہر کی کہ یہاں کیوں نہ چائے تیار کر لی جائے۔ البتہ دودھ کی ضرورت ہو گی۔ چم چم چھلانگتا ہوا اور اڑتا بھاگتا ہوا گیا اور ایک گڈریا کو بمعہ اس کے بکریوں کو ساتھ لایا جس نے سلام کیا اور حضرت صاحب کو بکریوں کا دودھ آ کر دوہ دیا۔ چنانچہ وہاں چائے تیار کر لی گئی اور سب نے خوب چائے نوش کی جس کا بڑا لطف آیا۔ اس کے بعد ہم خیسوزہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

محسود طلباء:

حضرت صاحب کے زیرِ کفالت ۷۷-۱۹۷۶ء میں معمول کے مطابق کچھ محسود طلباء دربار شریف کے سکول میں پڑھ رہے ہیں۔

۱۔ عمر دراز عرف پیین کا کا　　کیکاڑے سکنہ شک توئی　　جماعت پنجم

Marfat.com

۲۔	فضل قادر ابن بختہ جان	کیکاڑے سکنہ ٹک توئی	جماعت سوم
۳۔	احمد علی ابن بختہ جان	کیکاڑے سکنہ ٹک توئی	جماعت اوّل
۴۔	رحمت اللہ ابن متازار	کیکاڑے سکنہ ٹک توئی	جماعت چہارم
۵۔	سید ولی ابن غلائی	کیکاڑے سکنہ ٹک توئی	جماعت دوم
۶۔	نیوز علی ابن خلیفہ لائر خون	بات خیل سڑا روغہ	جماعت چہارم
۷۔	امین گل	بات خیل سڑا روغہ	جماعت اول
۸۔	معراج ابن رائی خان	نیگز نخیل سکنہ شنکئی میلہ سڑا روغہ	جماعت سوم
۹۔	ستار ابن شیرانئے	شامن خیل انٹرین تنگہ	جماعت سوم

(سٹرفکیٹ نہ ہونے پر داخل نہ ہوسکا)

نصائح:

۲۹ شوال ۱۳۶۵ھ کو کاڑا ینگہ میں نعیم خان تلا خیل سرکی خیل وزیر کے ہاں زرمیلن میں کامرانی (قمبرانی) بالخصوص خان میر اور کریم خان وغیرہ کو ذیل کی نصائح کی گئی۔

۱۔ آپس میں اتفاق رکھیں کسی چھوٹی یا بڑی بات پر ایک دوسرے کے ساتھ نفاق نہ پیدا ہونے دیں۔

۲۔ اپنے مرشد پیران پیر دستگیر سے بد اعتقاد نہ ہوں اور یقین و محبت کامل رکھیں۔

۳۔ مظلوم مسکین اور بالخصوص مرید اور خلیفہ پیران پیر دستگیر اور حضرت سلطان العارفین کے ساتھ ظلم نہ کریں۔

۴۔ ظالم کی امداد نہ کریں اور مظلوم کی حتیٰ الوسع مدد کریں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

مرد آنست کہ ہرگز نکند میل نہ چیز
تاہمہ عمر وجودش بسلامت باشد
زن نخواھد اگرش دختر قیصر باشد
قرض نستاند اگر وعدہ قیامت باشد

Marfat.com

نرود بر در ارباب جہاں بہر طمع
گرچہ مشہور چو حاتم بہ سخاوت باشد

ترجمہ: مرد وہ ہے جو ان تین چیزوں کی رغبت نہ کرے تو وہ زندگی بھر سلامتی پائے گا۔ کسی اورعورت کی خواہش نہ کرے چاہے کسی بادشاہ کی بیٹی ہی ہو۔قرض ہرگز نہ لے چاہے میعاد قیامت تک کی ملے۔طمع کے لئے کسی دنیا کے سردار کے پاس نہ جائے چاہے وہ سخاوت میں حاتم مشہور ہو۔

اگلے روز مزید نصائح میں فرمایا:

۱۔کاڑاینگہ میں ایک کاریز باالتفاق نکالیں جس سے ملک سیراب ہو۔

۲۔کسی خاص موقعہ مقام پر ایک مسجد تعمیر کریں جس میں ہمیشہ نماز جمعہ یکجا ادا کریں۔

۳۔ایک عالم مقرر کریں جو کہ بچوں کو پڑھائے۔

۴۔ایک ڈوم یعنی میراثی اور ایک لوہار قوم میں مقرر کریں۔

وزیر محسود تنازعہ:

۲۴ اگست ۱۹۷۵ء کو وانا میں پیر جی تحصیلدار وانا کو پولیٹیکل ایجنٹ وانا (کریم خان) نے میرے پاس بھیجا اور وزیر محسود تنازعہ کے تصفیہ کے مشورہ کے لئے بلا بھیجا۔گلا خون وزیر بھی ان کے ساتھ آیا۔

اپر برگیڈ وانا کیمپ میں پولیٹیکل ایجنٹ صاحب نے وزیر محسود تنازعہ کے فیصلہ کے لئے فرمایا کہ میں بھی اس بارے کوشش کروں اور ان سے تعاون کروں وہ چاہتے ہیں کہ ٹانک میں پہلے محسود قوم سے بات چیت کی جائے انہوں نے فرمایا کہ وہ محسودوں کے قومی حقوق اور پرمٹ وغیرہ کی بھی ذمہ داری نبھانے کو تیار ہیں۔جیسا کہ پہلے ۳/۱۴ حصہ حق محسود کا ہے ویسے ہوگا۔شہزادہ عادل کے بارے میں نے دریافت کیا تو بتایا کہ وہ ٹانک پہنچ چکے ہیں اور ان کے انتظار میں ہیں۔اخوندزادہ اور قربوغہ صاحب وغیرہ اور اوتمان زئی وزیروں کو بھی اس میں شامل کیا جائے گا۔میں نے پرسوں ٹانک پہنچنے کا وعدہ کیا۔پی اے صاحب ٹانک روانہ ہوئے اور میرے لئے جیپ چھوڑ گئے میں نے

Marfat.com

سرکٹ ہاؤس وانا میں دن کو کچھ آرام کیا۔ چنانچہ کئی روز تک محسود وزیر کے مشترکہ جرگہ کا سلسلہ جاری رہا جس میں شہزادہ سید احمد عادل گیلانی، گلاپ خان، محمد امین خان، عبدالمالک، سید خان اور کافی مشران کے علاوہ چار سو دیگر قومی افراد جمع رہے اور بالآخر دو ستمبر کو یہ باہمی فیصلہ ہو گیا کہ گومل کا راستہ وزیروں کے لئے کھول دیا جائے اور تیارزا کا راستہ وزیر محسودوں کے لئے کھول دیتے ہیں۔ البتہ محسود وانا اڈہ نہ آئیں گے۔ قوم احمد زئی کی طرف سے ملک شیر بہادر کا کاخیل قوم کی طرف سے حتمی ترجمانی کی۔

۳ ستمبر کو حکومت نے معاہدہ کی جو سند تیار کی اس میں واضح کیا کہ ایجنسی میں ۱/۴ حصہ حقوق احمد زئی وزیر اور ۳/۴ حصہ حقوق محسود قوم کے ہیں جو کہ محفوظ رہیں گے۔ ان سب کی حکومت پاکستان ذمہ دار ہے۔

عملاً یہ ہوا کہ وزیروں کو گمراہ کرنے والوں میں ملاّ نور محمد سب سے آگے تھا اور وزیروں نے گومل کے راستہ میں داخل ہو کر مسلح طور پر مورچے قائم کر لئے۔ اس پر محسود مشتعل ہوئے۔ کمشنر اور پولیٹیکل نے پھر سید احمد عادل گیلانی اور حضرت صاحب کو بلا لیا۔ محسودوں نے چالیس دن تک گومل کھلے رکھنے کا وعدہ کر دیا اور اس کے بعد اسے وزیروں پر بند کرنے کا فیصلہ سنایا۔ اتنے میں پی اے عبدالکریم داوڑ کا تبادلہ ہو گیا اور عبداللہ آ گئے۔ اور گومل کا راستہ بند کرا دیا۔ وزیر بدستور مورچہ زن ہو کر بیٹھے رہے ادھر محسود سپنکئی رغزئی مین ڈھول بجانے شروع ہو گئے جو جنگی علامت ہے۔ پولیٹیکل نے حضرت صاحب اور شہزادہ سید احمد عادل کو پھر سے بلانے کے لئے لیٹر جاری کئے اور قاصد بھیجا۔

شخصیات، مشاہیر، خلفاء و محبین:

بڑے حضرت صاحب کے بعض خلفاء اور خاص مریدین نے آپ کے ساتھ باقاعدہ تعلق رکھا اور آپ سے بھی درس و تلقین حاصل کرتے رہے۔ جن میں ملا مزار بدوزئی (ف: ۱۹۳۹ء)، باغی فقیر سیستانی (ف: ۱۹۴۶ء)، محمد بخش شاہوانی پیر (ف: ۱۹۴۵ء)، سید عبدالحمد المعروف برخوردار شاہ (ف: ۱۹۴۶ء)، پچی ملا (ف:

Marfat.com

۱۹۷۸ء)،مائی فتح فقیرنی(ف:۱۹۴۸ء)،شہ تماز میانی ملنگ(ف:۱۹۴۸ء)،حاجی عبدالمجید خان میانی(ف:۱۹۷۸ء)،محمد صدیق مرغزانی(ف:۱۹۴۹ء)،حاجی بھائی خان لاشاری(ف:۱۹۵۰ء)،مولوی عبدالکریم کاپاری(ف:۱۹۵۱ء)،خلیفہ صالح محمد شورنزئی (ف:۱۹۵۵ء)،خلیفہ یوسف بدوزئی(ف:۱۹۶۰ء)، فقیر نبی بخش سیال المعروف نبی شاہ(ف: ۱۹۶۰ء)، مومن ڈاڈا(ف:۱۹۶۰ء)، فقیر براہیم شادیانی(ف:۱۹۷۴ء)، فقیرعمر بخش مہرانی رئیسانی(ف:۱۹۸۸ء)،مولوی مہر اللہ خروٹی(ف:۱۹۶۳ء)، ملنگ ہفتہ خان ولد شیرین خان کریم داد خیل ملک دینی(ف:۱۹۸۶ء)، خلیفہ خان گل وزیر (ف:۱۹۷۱ء) تدفین سمندری،اکرم ملنگ عبدالرحمن خیل (ف:۱۹۵۸ء)، برخوردار بنگلزئی(ف:۱۹۶۰ء)،چوھدری واحد بخش بنگلزئی(ف:۱۹۹۰ء)، خلیفہ قادر بخش بدوزئی(ف:۱۹۹۶ء)، مولانا عبدالحق کلاچی(ف:۱۹۹۶ء)،خلیفہ صیدم محسود (ف: ۲۰۰۰ء)،ملک سیلانی(ف:۱۹۹۴ء) ، خلیفہ حاجی خانومن نیکزنخیل(ف:۱۹۹۷ء)، مولوی عبدالفتاح کلاچی(ف: ۲۰۰۶ء)،حاجی محمد یحل سومرو(ف:۲۰۰۸ء)۔

ان تمام مریدین باصفا وارباب درد وعشق کے حالات قدرے تفصیلات کتاب سلطان محمد نواز حیات وتعلیمات میں درج ہیں انہوں نے اپنے مرشد کے انتقال کے اور پوری تحصیلات ومحبت کے ساتھ حضرت صاحب کے ساتھ تعلق رکھا اور خدمات سرانجام دیں۔یہ تمام اصحاب ذکروفکرمنفرد غیرت وحمیت کے مالک تھے۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

نامور مقربین:

جنوبی وزیرستان میں بالخصوص حضرت صاحب کے ایسے احباب ومقربین جو کہ جہاد کشمیر میں بھی آپ کے دست راست وفدا کار بن کر رہے اس تاریخ میں ان کا ذکر کر دینا لازمی امر بن جاتا ہے ان میں سے اکثر و بیشتر کا ذکر خیر جہاد کشمیر کے حالات مین بھی مل جاتا ہے۔ان نامور شخصیات کے اسماء یہ ہیں:

Marfat.com

صوبیدار رشادین محسود غازی مرجان درامن خیل

ملک سیلانی محسود (بڑے حضرت صاحب سے بیعت پھر بیشتر زندگی آپ کے ساتھ رہے)

ملک زرجان درامن خیل ملک خیسور لنگر خیل خضر خان (المعروف گذ خدرئی)

پچی ملا (شمن خیل قبیلہ سے بڑے حضرت صاحب سے بیعت تھے پھر کافی زندگی آپ کے ساتھ رہے)۔

مہر دل جلال خیل بابو رسول خان حیدرئی شمن خیل

ملا جہان خان آف سپنکئی (ان کے بھائی مولوی شیر محمد خان عالم دین تھے)

ملک گل غنی خلیفہ صیدم درامن خیل (بڑے حضرت صاحب کے مرید تھے پھر زندگی کا بیشتر حصہ آپ کے ساتھ رہے)

خلیفہ خانمومن نیکزنخیل (بڑے حضرت صاحب کے مرید اور آپکے مقرب خاص تھے)

تلا گئے محسود خان وزیر حبیب خیل محسود صوبیدار نظام دین (متذبذب فکر والے تاہم آپ سے پورا تعلق رکھا) صاحب جان مال خیل

ملک عظیم خان محسود غیزل درامن خیل میجر میر بادشاہ (محسود بٹالین کے کمانڈنٹ)

بٹ خان درامن خیل ڈادل خان درامن خیل محسود تھانیدار

محمد عمر خان کیپٹن غنی خان محسود ملک میر بادشاہ بے خیل وزیر

خلیفہ بوکے آف وانا ملا بخت جمال بٹاکئے خلیفہ (بڑے حضرت صاحب سے خلافت پائی۔ ۱۹۵۵ء میں کوشاں تھا کہ وزیرستان میں اسلامی مدرسہ قائم کیا جائے۔ سپین مزک میں اس کے پسران عبدالرحیم، عبدالکریم و نجم الدین ہیں)

الاعظم درامن خیل ٹاٹے جلال خیل آف چھملی خلیفہ اکبر جلال خیل

حاجی ایپے خون وزیر حاجی عیسک وزیر حاجی گلاخون وزیر

خلیفہ خان گل وزیر (بڑے حضرت صاحب کے مرید و خلیفہ۔ پھر آپ کے ساتھ بیشتر زندگی گزری۔ وفات یکم مارچ ۱۹۷۱ء)۔

Marfat.com

متفرق خلفاء، عقیدتمندان افغانستان:

سید عبدالحمد المعروف برخوردار شاہ آف غزنی (بڑے حضرت صاحب سے بیعت تھے) ۱۹۴۶ء میں فوت ہوئے۔

ملا خیر اللہ غزنوی، شلگر ملک نورنگ آف غزنی خلیفہ محمد اسلم خروٹی (بیشتر زندگی دربار شریف پر بسر کی۔ متحرک کارمند رہا۔ شادی کے بعد کوئٹہ میں قیام رکھا۔ اپریل ۱۹۷۱ میں مشرقی پاکستان بھی گیا وہاں کے حالات سے مایوس ہو کر آیا۔ حبیب سلطان سجادہ نشین سے بیعت تھا اور پھر زندگی حضرت صاحب کے ساتھ گزاری)

ڈیرہ اسماعیل خان و ٹانک سے وابستہ احباب:

حضرت صاحب کے بیحد مخلص و عقیدتمند احباب جن کا تعلق ڈیرہ اسماعیل خان سے رہا ناقابل فراموش ہیں۔

مومن ڈاڈا قاضی عطاء اللہ ٹھیکیدار غلام یٰسین

ملک الٰہی بخش ٹرانسپورٹر و ملک خدا بخش ٹرانسپورٹر

رب نواز خیاط (پسر غلام یٰسین) جس پر علم دین ایک روح مسلط رہا

شاہ نواز سپرینٹنڈنٹ میونسپلٹی ٹانک و برادرش بشیر احمد

غلام صدیق موچی گرہ یارے والا ڈیرہ اسماعیل خان میں ہمیشہ آپ سے منسلک رہا کرتا۔

عقیدتمندان گومل:

کریم خان مرانی	کوٹ نواز گومل
حاجی شاہ جہان	کوٹ نواز گومل
زرداد خان میانی	کوٹ نواز گومل
فیض سلطان فقیر میانی	کوٹ نواز گومل
فتح میانی	کوٹ نواز گومل
خلیفہ عجب خان میانی	کوٹ نواز گومل
عبدالمجید خان میانی	کوٹ نواز گومل (بڑے حضرت صاحب سے مرید

Marfat.com

ہوئے آپ کے معتمد ساتھی رہے ۱۹۷۸ء میں فوت ہوئے)

شہزاد خان میانی کوٹ نواز گومل

عقیدتمندان بلوچستان:

خلیفہ صالح محمد شورنزئی فقیر عبدالکریم شادیانی

حاجی مرزا نعلی جتک (بڑے حضرت صاحب سے بیعت اور آپ کے معتمد ساتھی رہے)

جمعدار عبدالنبی جتک طوطا مستری جتک غلام حیدر پندرانی

وڈیرہ عبدالمجید خان کھوسہ (بڑے حضرت صاحب سے بیعت یافتہ)

وڈیرہ رضا محمد خان باگڑ والے حاجی میاں خان شاھوانی

خلیفہ عبدالغفور خان یوسف زئی آف کیچی بیگ

خلیفہ عبدالوھاب خان یوسف زئی آف کیچی بیگ

کیپٹن صالح محمد خان یوسف زئی آف کیچی بیگ

فقیر جان محمد مرغزانی سید سہراب شاہ (پٹ فیڈر والے)

عقیدتمندان سلیمان خیل:

ملک خان میر قمبرانی سلیمان خیل موسیٰ خان قمبرانی سلیمان خیل

رسول خان قمبرانی سلیمان خیل پائندہ خان قمبرانی سلیمان خیل

لونی خان قمبرانی سلیمان خیل

(یہ قمبرانی سرداران جہاد کشمیر میں ساتھ رہے اور اس کے بعد ۱۹۶۹ء میں فورٹ سنڈیمن اور گل کچھ میں ملتے رہے اور کوئٹہ میں بھی ۱۹۷۳ء کو ملنے آئے۔)

کچھ یادیں جو بھلائی نہ جائیں:

ڈاکٹر مرزا خان بیگ (کبڑا ڈاکٹر): گڑھ مہاراجہ میں پرائیویٹ پریکٹس کرتے تھے اور ہمیشہ حضرت صاحب کے یاد کرنے پر آجایا کرتے۔ ان کے لئے گھوڑا بھیجا جاتا جس پر آجاتے۔

ڈاکٹر فضل کریم: گڑھ مہاراجہ سول ہسپتال کے نامور میڈیکل افسر رہے اور حضرت

Marfat.com

صاحب سے خصوصی تعلق رکھا۔

راجہ غلام فرید: ضلع چکوال کے باشندے اور زیادہ تعلیم میں سروس بلوچستان کی رہی۔ سلطان غلام میراں کے استاد تھے اور حضرت صاحب سے خاص تعلق رکھا۔

حفیظ جالندھری: قومی ترانہ اور شاہ نامہ اسلام کے مصنف سے ۱۹۴۸ء میں مری ہلز میں ملاقات ہوتی ہے۔ مختصر مگر ناقابل فراموش لمحات۔ پھر دوسری بار ۱۲ جولائی ۱۹۶۰ء کو پنڈی سے مری آتے ہوئے ایک بس میں ہمسفر ہوتے ہیں۔ قدرے تفصیلی حال احوال ہوتا ہے معلوم ہوا کہ عظیم شاعر پاکستان کی سات بیٹیاں تو ہیں مگر نرینہ اولاد نہیں ہے۔

قدرت اللہ شہاب: انتظامیہ و ادب کے معروف اور پُراسرار شخصیت جب ۱۹۵۲ء میں ڈپٹی کمشنر جھنگ تھے حضرت صاحب ان سے بعض امور کے لئے ملاقات کرتے رہے۔

چوھدری عبدالعزیز سرجن: جہاد کشمیر کے ایام میں گجرات میں سرجن تھے اور پھر ۱۹۵۲ء میں سول ہسپتال ملتان میں پوسٹنگ ہوئی تو حضرت صاحب سے تعلق رہا۔

غیر اسلامی فرقہ وارانہ تعصبات:

اگرچہ عملاً حضرت صاحب کے خلاف غیر اسلامی فرقہ وارانہ تعصبات پر کام کرنے والے ملاؤں نے ۱۹۸۰ء کے بعد ہی اپنے سیاسی وقبائلی ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کئے جب آپ نے شمن خیل میں جامع مسجد کی تعمیر شروع کی اور پھر تعمیر مسجد کے بعد درس اسلامی ''جامعہ قادریہ انوار باھُو'' کے نام سے شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ متعصب اور فرقہ پرست طبقہ بہت پہلے سے ہی حضرت صاحب کے خلاف سازشیں بنانے کا سوچ رہا تھا مگر انہیں کوئی موقع ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ مثلاً مولوی محمد زمان نے ۳ ستمبر ۱۹۷۰ء کو ایک مکتوب کے ذریعہ حضرت صاحب کو لکھا کہ وہ وہابی نہیں ہیں اور نہ ہی انہیں وہابی کہا جائے۔ البتہ وہ دیوبندی ہیں اور [illegible] کے خلاف ہیں۔ اس موضوع پر وہ مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ گویا تعصبات پھیلانے کا مادہ شروع ہو چکا تھا۔

Marfat.com

شمن خیل میں جامع مسجد اور درس اسلامی:

حضرت صاحب کی مساعی جلیلہ سے شاہور شمن خیل میں وہاں کے لوگوں کی خواہش پر ایک جامع مسجد کا قیام عمل میں لایا گیا تھا اور تعمیری کام ۱۹۸۰ء میں شروع کر دیا گیا تھا۔

وہاں با جماعت نماز کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ حضرت صاحب نے جب وہاں اہلسنت کی ایک درس اسلامی ''جامعہ قادریہ انوار باھو'' کے نام سے ۱۹۸۴ء کو کام عمل میں لایا تو وانا و گرد و نواح کے علماء کا وفد آ گیا جن میں مولوی نذر بند، مولوی سردار، مولوی گلستان اور ایک حافظ (گنڈاپور) تھے۔ اور درس کے کام کو روکنے کے لئے کہا اس لئے کہ اس علاقہ میں ان کے اپنے مسلک کے خلاف بریلوی مکتبہ فکر کام کرنا شروع کر دیگا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ مسلک عین اہلسنت کا ہے اس سے اختلاف کیسے وہ کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اصرار کرتے ہوئے زور دیا کہ شریعت کے خلاف درس نہ ہونا چاہیئے۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ نعوذ باللہ ہم کیونکر شریعت کے خلاف چل سکتے ہیں البتہ میں آپ لوگوں کو دس روز کی میعاد دیتا ہوں آپ علماء میں سے جس کسی نے اپنی بہن بیٹی کا نکاح کراتے ہوئے شریعت کے خلاف جو روپیہ پیسہ وصول کیا ہے وہ میرے پاس نہ آئیں نیز وراثت اور بیواؤں کا حق دیں اور زکوٰۃ بھی دیا کریں تو درست ورنہ میری صرف اتنی شرط ہے آپ کے باقی غیر شرعی اقدامات پر میں کوئی بات نہیں کرتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دس روز کے بعد ایک مولوی صاحب بھی نہ آیا۔ اور ۲۷ اگست ۱۹۸۴ء کو حضرت صاحب کے ساتھ قوم کے مشران نے جامعہ قادریہ کے قیام پر مکمل ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ البتہ ان علماء نے قبائلی مشران و ملکان پر زور دیا کہ اس درسگاہ کو رکوایا جائے۔ ۲۷ نومبر ۱۹۸۴ء کو وزیر اوقاف ڈاکٹر خالد زکوڑی سے مل کر اسے وزیرستان میں وہابیت کے تنازعہ اور ناپاک منصوبے سے آگاہ کیا۔ چنانچہ ۱۹۸۴ء میں بمقام شہور شمن خیل حضرت صاحب کے پاس درس رکوانے کے لئے ''ناوتی'' کرتے ہوئے بعض قومی ملک آ گئے اور دنبے ذبح کئے۔ ان افراد میں ملک گلاب خان

Marfat.com

شنگی، کیپٹن شیر بادشاہ شنگی، ملکی عبدالائی، حکم جان عبدالائی، ملک جہانگیر خان شوبی خیل، ملک گل میر خان، صوبیدار نظام دین درامن خیل، حاجی محمد عظیم درامن خیل شامل تھے۔ اس نناوتی پر سلطان، شجاع، ترکستان، میر داد خان چند اور خونزار درامن خیل نے گلاب خان وغیرہ پر اعتراض کیا اور انہیں حضرت صاحب کے دینی خدمت میں رکاوٹ ڈالنے سے روکا۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم مجبور ہیں۔ پی اے سے لیکر گورنر تک ہم پر زور ڈال رہے ہیں اور حکومت پر مولویوں کا دباؤ ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا ''ٹھیک ہے میں درس تدریس کے کام سے ہاتھ اٹھا لیتا ہوں مگر کہیں ایسا نہ ہو جائے تم لوگوں کے ساتھ جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے ساتھ ہوا۔''

وانا کے مولوی نور محمد نے جنوبی وشمالی وزیرستان کے علماء کے علاوہ بعض افغانستان کے علماء سے بھی بریلوی مسلک کے شیخ طریقت کی مسجد اور درس کے اجرا پر مخالفت کے دستخط ثبت کرائے۔ حضرت صاحب نے نناوتی کے بعد جامع کی بلڈنگ شامن خیل کے حوالہ کر دی اور ان کی مرضی پر مدرسہ چھوڑ دیا کہ ''جامعہ غوثیہ انوار باھو'' کا بورڈ اتروانا چاہیں تو اتروا دیں۔ مولوی نور محمد وزیر قبیلہ کے تھے جو اپنے ذاتی مفاد کے لئے اپنا گروہ بنا چکے اور اڈہ پر آنے والے ٹرک اور گاڑیوں سے باقاعدہ ایک ٹیکس فی گاڑی پر وصول کر لیا جاتا تھا۔ اس ٹیکس کے روپیہ کی بہتات نے بھی مولوی صاحب کا مزاج کافی مطلق العنان کا سا بنا لیا تھا اور مسائل کو اپنی تشریحات دیکر مقصد پورا کرتا تھا۔ حالانکہ مولوی نور محمد کے والد صاحب بڑے مسکین طبع کے ایک دیندار وزیر تھے جن کے ساتھ خود حضرت صاحب کا رابطہ رہتا تھا اور تحریک پاکستان میں وہ حضرت صاحب اور پیر صاحب کے ہر حکم اور رائے پر لبیک کہتے تھے۔

ملا نور محمد کا کردار اور انجام:

جنوبی وزیرستان کے بہادر غیور و مجاہد اقوام میں تفرقہ بازی اور غیریت کی بنیاد ڈالنے والا ملا نور محمد پر حضرت صاحب پوری آگہی دلاتے ہوئے ۱۲ اگست

Marfat.com

۱۹۷۶ء کو رقمطراز ہوتے ہیں کہ وزیر قوم ملا نور محمد کے زیر کمان پاکستان کے باغی ہو گئے تھے اس نے بارہ نفری کمان بنائی سب قوم کو متفق کر کے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ بظاہر محسود قوم اور ان کی سڑک کا بائیکاٹ کیا اور گومل کے راستہ علیحدہ سڑک کا مطالبہ کیا۔ اسی طرف علیحدہ ایجنسی علیحدہ سیٹ ممبری وغیرہ کی کوشش بھی جاری کی۔ اور ساتھ ساتھ حکومت پاکستان کی سول نافرمانی، عساکر پاکستان سے تصادم اور قتل مقاتلہ، ناکہ بندی اور راشن بندی یعنی سرکاری کیمپ میں کوئی بھی چیز لکڑی، مرغی انڈا تک کے داخلہ پر پابندی لگا دی بلکہ کوئی شخص بغیر ملا کمیٹی کی اجازت کے سرکاری کیمپ میں داخل بھی نہ ہو سکتا تھا نہ ہی پولیٹیکل سے ملاقات کر سکتا تھا۔ اس کے علاوہ حکومت کو دھمکیاں دینا۔ حکومت کے باغات کاٹنا، تارین کاٹنا، سامان لے جانا کی کاروائی شروع کر رکھی تھی۔ بلکہ یہ حالت پہنچی کہ ایک کتے کو چارپائی پر باندھ کر اسے پھراتے اور کہتے پولیٹیکل صاحب مجھے پرمٹ دو، پھر کتے کو مارتے اور وہ بھونکتا تو یہ مردہ باد کے نعرے لگاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ سب احمد زئی وزیروں نے ناحق محسود قوم کے ساتھ قتل مقاتلہ کے لئے ٹھان کر غٹ خوخیسورہ پر حملہ کر دیا۔ اس میں ان کے مشران کشران کے علاوہ ملا صاحبان بھی شامل تھے۔ محسود قوم سے جنگ میں بھی وزیر پسپا ہوئے اور ادھر پولیٹیکل ایجنٹ عبداللہ صاحب نے بھی انہیں راہ راست پر لانے کے لئے مجبوراً طاقت کا استعمال کیا۔ مغل خیل کے اڈہ بازار کو ہموار کر دیا اور اسے سرکاری علاقہ بنا دیا۔ مغل خیل کی تاریخی مسجد جو کہ پتھر سے بنائی گئی تھی جہاں ملّا نور محمد کا دفتر اور اس کی تحریک کا مرکز تھا اسے بھی اب سکاؤٹس کے قبضہ میں دے دیا گیا۔ اس کے بعد ملا نور محمد اور اس کے حواری سب مفرور ہو کر بھاگ گئے اب بھی وانا کے پہاڑوں میں پھر رہے ہیں۔ حکومت نے بعض مفروروں کے مکانات کو توپ کا نشانہ بنایا اور انہیں جلایا بھی۔ بعض مفرور لیڈر جو کہ اسلام آباد گئے تھے انہیں وہاں گرفتار کر لیا گیا۔ اب سب قوم ٹھنڈی ہو چکی ہے۔ خوجل خیل، مغل خیل، گنگی خیل، توجیا خیل تو سب حکومت کے پاس آ گئے ہیں۔ نیکی (یعنی مصالحت) کر لی ہے اور ضمانت جمع کرا دی ہے وہ اب محسود

Marfat.com

روڈ پر آمدورفت بھی کر رہے ہیں۔زلی خیل قوم کے بھی اب کافی افراد اور شاخیں کاکا خیل کریم خیل ملک خیل اوتمان خیل سے کرمز خیل اور شیخ بازید سے کچھ یار گل خیل اور اشرف خیل بھی ضمانت داخل کر چکے ہیں۔انشاء اللہ اب سب قوم راہ راست پر آجائے گی۔ملا اب تک فرار ہے۔

؎ آنچہ دانا کند کند نادان لیک بعد از خرابی بسیار

انہی دنوں میں حاجی بوستان مفرور پارٹی کے بڑے لیڈروں سے ہے اسے بہت سمجھایا اور نصیحت کی۔حاجی میدادی بھی مفروروں کا لیڈر ہے اسے اور حاجی بوستان کو دو گھنٹے تک سمجھاتا رہا تاکہ راہ راست پر آجائیں۔میدادی کے لڑکے ملا نور محمد کے خاص شاگرد ہیں۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو معلوم ہوا کہ ملا نور محمد مغل خیل جو کہ وانا کا لیڈر تھا اسے دس سال قید اور اس کے ساتھیوں کو پانچ پانچ سال اور چار چار سال قید کی سزا ملی ہے ان کی سرگرمیاں ملک دشمن تھیں نیز ملا نور محمد کا سامان موٹر جیپ ٹرک بستر کپڑے وغیرہ سب ٹانک میں نیلام کر دیئے گئے ہیں۔

میر علی میں دہشت گردی:

۱۹۸۶ء ماہ جولائی میں حضرت صاحب اپنی پک اپ گاڑی پر اظہر سلطان خدمتگزاران ساتھیوں کے ہمراہ وزیرستان سے راولپنڈی جا رہے تھے۔شمالی وزیرستان میں میر علی کے مقام پر ڈاکوؤں نے گاڑی روک کر لوٹ مار کی اور گاڑی بھی چھین کر لے گئے۔حضرت صاحب نے فرمایا مجھے اس کا دکھ نہیں یہ ان لوگوں کی دیرینہ سرشت ہے مگر افسوس ہے کہ ان کی اصلاح نہ ہو سکی۔اگر حضرت سلطان باھو صاحبؒ کی نگاہ ہے تو گاڑی تو واپس مل جائے گی اسی طرح ہوا گاڑی چند روز بعد پکڑی گئی اور مل گئی مگر اب وزیرستان کا دور ابتلا شروع ہو گیا۔حضرت صاحب کا ستمبر ۱۹۸۶ء کوئٹہ میں انتقال ہوا اور افغانستان میں روس کی فوجی دراندازی پر امریکہ و پاکستان نے افغانستان کی آزادی کے لئے جنگ شروع کی روس کو دو سال میں مار بھگایا گیا تھا اور

Marfat.com

افغانستان میں افغان و پاکستانی جنگ جو طالبان نے وزیرستان میں قیام گاہیں بنالیں ان میں غیر ملکی طالبان بھی کثرت سے تھے۔حکومت پاکستان نے غیر ملکیوں کو وزیرستان سے نکالنے کے لئے آپریشن جاری کر دیا جس سے وزیرستان کے قبائل شدت سے متاثر ہوتے گئے اور یہ سلسلۂ جنگ اب تک جاری ہے۔

وزیرستان کے طلباء:

حضرت صاحب نہ صرف کوشاں رہے کہ وزیرستان میں سکول کھلتے جائیں اور وہاں کے بچے تعلیم حاصل کریں بلکہ آپ نے ہر سال دربار حضرت سلطان باھو کے سکول میں وہاں کے بچوں کو داخلے دلانے شروع کئے۔ملتان میں بھی آپ نے ۲۳ فروری ۱۹۶۴ء کو مدرسہ رومیہ مسجد طوطلاں میں ان طلباء کو خود جا کر داخلہ دلوایا۔

۱۔جنت خان ولد ملا گل احمد خان شوبی خیل ۲۔عبدالحنان ولد ملا شیر علی خان شوبی خیل

۳۔زرغون شاہ ولد ملا حاجی معراج دین اخوند خیل

۴۔نواب دین ولد ملا گل جان اخوند خیل

یہ سب بچے سپنکئی جنوبی وزیرستان کے تھے۔

مولوی لسوندی:

۸ ستمبر ۱۹۷۳ء مولوی مجیب اللہ معروف مولوی لسوندی فوت ہو چکا ہے اس کا فرزند حافظ غلام یٰسین جو کہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں بی اے کا امتحان دے چکا ہے آیا اور اسے فاتحہ کہا گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جرگہ درامن خیل:

حضرت صاحب آئے دن قبائل کے جرگوں میں شرکت کر کے ان کے معاملات اور مسائل کو سلجھاتے چلے آئے ہیں۔یہاں ایک جرگہ کی روئیداد بطور یادگار تحریر کی جاتی ہے۔

۹ ستمبر ۱۹۷۳ء کو مدرسہ ژاور کے قریب قوم درامن خیل کا باہمی جلسہ ہوا۔حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے بھی ان کے ساتھ بوقت عصر ملاقات و جرگہ کیا اور ذیل

Marfat.com

کے فیصلوں پر دعائے خیر ہوئی۔

۱۔قوم درامن خیل پونده خیل میں مدرسہ قائم کریں گے اور حکومت پاکستان سے منظوری لیکر بنا دینگے۔جس میں ان کی قوم کے بچے تعلیم حاصل کریں گے اس بارہ کافی بحث رہی اور بالآخر طے پایا کہ مدرسہ قوم پر دود خیل کریم دود خیل کے حصہ میں آیا جو دو ہزار روپے اس مد میں دینگے اور ہسپتال قوم رحیم داد خیل کے حصہ میں آیا جو چھ ہزار روپے اس مد میں دینگے۔

۲۔قوم درامن خیل نے میرے ساتھ دعائے خیر کی کہ وہ آئندہ چوری نہ کریں گے اور چور کو پناہ بھی نہ دینگے۔

۳۔یہ فیصلہ ہوا کہ قوم درامن خیل کی باہر جن اقوام یا افراد کے ساتھ دشمنی یا قتل کے معاملے ہیں جن میں تنازعہ شنگی شیر بوزہ اور تنازعہ شنیلہ شامل ہیں باالاتفاق فیصلہ کریں گے اور صلح کریں گے باالاتفاق سابقہ مقتولوں کا خون بہا بھی دینگے اسی طرح گھریلو فیصلے بھی کریں گے۔

۴۔یہ فیصلہ ہوا کہ قوم درامن خیل کی شکی کی وزیر اقوام اور وانا کے وزیر اقوام کے ساتھ مکمل صلح رہے گی۔

۵۔غفار خروٹی جو کہ نزی خیل بن چکا تھا اس کے بچوں کی حفاظت کریں گے۔

۶۔قوم درامن خیل نے فیصلہ کیا کہ وہ ہر سال فصل خریف کے موقع پر اتنا چندہ کریں گے کہ قوم میں کوئی ایک غریب فوراً صاحب زکوۃ ہو جائے یا مصیبت زدہ کی مصیبت دور ہو جائے۔

۷۔میں نے درامن خیل کو نصیحت کی کہ اگر پہاڑ میں دوسری اقوام نانو خیل شنگی نظر خیل کسی کا بھی حق ہو تو وہ حرام خوری یا جبر وظلم نہ کریں اور ان کا حق احسن طریقہ سے دیں۔

میں نے دربار شریف پر اور مانڑہ چلی میں بعض ضروریات کے لئے لکڑی طلب کی جو قوم درامن خیل نے خوشی سے دینے کا فیصلہ کیا۔

Marfat.com

باب ششم

جنگ ستمبر 1965ء، پاکستان اور جنگ 1971ء

حضرت صاحب اور پیر آف وانا

انڈیا کے ساتھ پاکستان کی ۱۹۶۵ء کی جنگ کے موقعہ پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی اور حضرت صاحب نے وزیرستان کے قبائل کو بھی تیار کیا اور قصور و لاہور سیکٹرز پر مجاہدین لے جا کر جہاد کیا۔اس سلسلہ میں حضور پیر صاحب اپنے مکتوب محررہ ۲۵ ستمبر ۱۹۶۵ء میں ملک غلام سرور خان کو تحریر فرماتے ہیں:''حضرت صاحب کافی دنوں سے ہمارے ساتھ ہیں۔اس وقت ہماری ہی مصروفیات میں درہ گومل (صوبہ سرحد یعنی موجودہ کے پی کے) کے علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔ان سے بھی آپ کے لئے دعا کرائی گئی۔ہمارے مجاہدین تیار ہیں۔حکم ملنے پر جنگ جہاد میں جائیں گے۔اس واسطے ہم اپنے ہیڈ کوارٹر ڈیرہ اسماعیل خان میں مقیم ہیں''۔

۷ ستمبر ۱۹۶۵ء حضرت صاحب پوئندہ خیل بدر میں ہوتے ہیں لکھتے ہیں کہ افواہ گرم ہے کہ کشمیر میں جنگ زور پکڑ چکی ہے ہندوستانی حکومت پاکستان کے خلاف تجاوز کر رہی ہے نیز قبائل بھی اب کشمیری بھائیوں کی امداد کے لئے جہاد پر تیار ہیں۔

اعلان جہاد:

چنانچہ آج ملک روتل ملک مرزا جان وغیرہ وانا سے آئے ان کی زبانی معلوم ہوا کہ کل ہندوستانی حکومت نے پاکستان کے متعدد مقامات لاہور وغیرہ پر حملے کئے ہیں اور صدر پاکستان محمد ایوب خان نے بھی کل اعلان جہاد عام فرما دیا ہے جنگ زور شور سے جاری ہے۔کل پولیٹیکل ایجنٹ صاحب وانا نے قوم وزیر محسود کے ساتھ ایمرجنسی جرگہ کیا اور جہاد کا اعلان کیا گیا۔وزیر محسود قوم جہاد پر روانہ ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ریڈیو پاکستان کی اطلاع ہے کہ ہندوستان کے کراچی راولپنڈی اور سرگودھا پر

Marfat.com

بمباری کی۔سرگودھا میں ہندوستانی جیٹ طیاروں کو مار گرایا گیا۔قصور ایریا میں ہندوستان افواج بونڈری لائن عبور کر کے گھر آئیں خدا کے فضل سے اب تک ہر جگہ مسلمانوں کی فتح ہے۔اگلے روز دو روزہ جنگ میں پاکستان فضائیہ نے ۵۶ ہندوستانی طیارے مار گرائے۔نیز آج صبح کراچی بحری بیڑے نے کراچی سے ۲۱۰ میل دور ہندوستانی علاقہ دوارکا کے ہوائی اڈہ پر بمباری کی اور اسے تباہ کر دیا ہے۔آکاشوانی ریڈیو نے بتایا کہ علی الصبح پاکستانی ہوائی جہازوں نے دھلی پر بمباری کی ہے۔

آج رات کوٹ لیس کو خط دے کر پیر آف وانا کی خدمت میں بھیجا گیا تاکہ ہدایات لادے۔

۸ ستمبر ۱۹۶۵ء کو قوم نانو خیل کیگا خیل نیکزنخیل کیکاڑی اور شنگی کے ساتھ پوئندہ خیل میں بوقت عصر جرگہ کیا گیا سب قوم باتفاق جہاد فی سبیل اللہ پر تیار ہے اور انشاء اللہ کل علی الصبح باتفاق یہاں سے پیدل خیسورہ تیارزا روانہ ہونگے۔میں بھی انشاء اللہ سب مجاہدین کے ساتھ روانہ ہوں گا۔قوم کے سب مجاہدین کو مسئلہ جہاد بتایا گیا اور عام جہاد فی سبیل اللہ کا اعلان کیا گیا۔اور ذیل کی ہدایات دی گئیں:

۱۔نیت خالص جہاد فی سبیل اللہ کی رکھیں۔

۲۔آپس میں اتفاق رکھیں اور میدان جنگ میں باہمی کشمکش و دشمنیوں کو فراموش کر دیں۔

۳۔حکام اولی الامر ہیں ان کا ہر حکم بجا لائیں۔اسی طرح اپنی پارٹی کے سربراہ کا حکم بھی بلا دریغ عمل کریں۔

۴۔پاکستان کے اندر کوئی تخریبی کاروائی نہ کریں۔

۵۔ہندوستان میں بھی مسلمانوں کا مال جان اور عزت کی حفاظت کریں۔

۶۔دشمن کے بچے بوڑھے عورتیں اور برہمن وغیرہ کو قتل نہ کریں

مولوی حضرت محمد صاحب نے بھی جہاد کے مسائل بیان کئے اور دعا کی گئی۔

پاکستان ریڈیو سے دوارکا،چھمب پر کامیابیوں کی اطلاع نشر کی نیز سرگودھا،قصور،

Marfat.com

سانگلہ ھل، چک جھمرہ، چنیوٹ، لالہ موسیٰ و نارووال پر دشمن کے حملوں اور ان کے چھاتہ مار دستوں کو مار بھگادیا گیا۔اور ان کی گرفتاریاں بھی عمل میں لائی گئیں۔صدر سوئیکارنو اور چین نے پاکستان کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

فال:

قرآن حکیم سے جہاد کے بارے میں فال نکالی تو سورۃ الانفال کا دوسرا رکوع نکلا جسکی رو سے جہاد کا بیان مبارک اور خوشخبری ہے۔

۹ ستمبر ۱۹۶۵ء کو جناب پیر صاحب آف وانا کا مراسلہ پہنچا۔سکاؤٹس گراؤنڈ میں پیر صاحب نے قوم وزیر اور سکاؤٹس کو حکام کو اور قوم کو خطاب فرماتے ہوئے جہاد عام کا اعلان فرمایا۔

جناب پیر صاحب نے مجھے بھی طلب فرمالیا ہے۔

اے پی اے وانا کیپٹن اشرف صدیقی کی ملاقات مسجد مغل خیل وانا میں ہوئی۔اگلے روز جناب پیر صاحب کو کیمپ آکر اے پی اے صاحب سے ملاقات کا حال دیا۔

۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ورنمڑ و کچھ سروکئی میں اٹھارہ سو محسود جمع ہوئے جن میں اکثریت شامن خیل، درامن خیل اور زوڑ سروکئی کے لوگوں کی ہے جناب پیر صاحب نے ۱۱ بجے نہایت موثر خطاب فرمایا۔اور قوم نے عرض کی کہ جناب پیر صاحب جیسا کہ پہلے جہاد کشمیر میں ان کی رہبری فرماتے رہے ہیں اس دفعہ بھی ویسے ہی ان کی رہبری فرمادیں۔

چنانچہ حضرت صاحب نے ریزولیشن پیش کیا جو کہ باتفاق باآواز بلند پاس کیا گیا اور اسے مشتہر کرنے کا کہہ دیا گیا۔ریزولیشن:

۱۔ہم کو صدر پاکستان محمد ایوب خان کی قیادت پر مکمل اعتماد ہے۔

۲۔ہم پاکستان کی حفاظت، دشمنان پاکستان کی سرکوبی اور حصول کشمیر کے لئے اپنا جان و مال بلکہ خون کا آخری قطرہ تک قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

۳۔ہم حکومت پاکستان سے درخواست کرتے ہیں کہ جب تک آزادی کشمیر کا فیصلہ نہ ہو جائے جنگ آزادی بند نہ کی جائے اور جنگ بندی کی کسی اور تجویز کو قبول نہ کیا جائے۔

Marfat.com

۴۔ہم ہندوستان کے پاکستان پر بزدلانہ حملہ اور پاکستان کے پرسکون شہریوں پر بمباری کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔

پولیٹیکل ایجنٹ وکمشنر کو اطلاعی رپورٹیں بھیج دی گئیں۔

ریڈیو کے مطابق مشرقی پاکستان میں دشمن سے گھمسان کی جنگ ہوئی اور پسپا کیا گیا۔لاھور میں بھی دشمن کو پسپا کیا گیا اس کے ۱۰۰ ٹینک تباہ کئے گئے فیروز پور کے قریب دوار کا قلعہ مکمل تباہ کر دیا گیا ہے۔سیالکوٹ و جموں میں بھی حملوں میں دشمن کو پسپا کیا گیا ۲۵ ٹینک اور ۵ توپیں تباہ کر دی گئیں۔

۱۸ ستمبر ۱۹۶۵ء کو محسود لشکر قصور فرنٹ پر رائے ونڈ کے قریب تھا کہ اسے واپس کر دیا گیا ہے وزیر لشکر لاھور سے آگے نہیں گیا ان محاذوں پر اس وقت ہوئی جہاز توپ ٹینک کی جنگ جاری ہے ٹاٹے نے بتایا کہ فرنٹ پر پاکستانی افواج کے حوصلے بہت بلند ہیں اور وہ بہت ھشاش بشاش ہیں انہیں دشمن کا کوئی خوف نہیں ہے اس نے بتایا کہ بعض مواقع پر پاکستانی جان نثاروں نے اپنے سینوں پر مائن باندھے اور دشمن کے ٹینکوں کے سامنے لیٹ کر انہیں تباہ کیا۔

۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ٹانک میں میجر میر بادشاہ سے ملاقات کی۔میجر عالم خان محسود جو کہ سیالکوٹ کے محاذ پر ٹینک میں زخمی ہوئے اس کے لئے دعائے صحت وسلامتی کی گئی۔

صبح ملک گلاب خان کی جیپ پر میں پیر صاحب کی خدمت میں ڈیرہ اسماعیل خان پہنچا اور کام مکمل کر کے واپس ٹانک آ گیا۔

۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء کو تمام پاکستان میں اللہ تعالیٰ کے حضور شکر کے نوافل ادا کئے گئے اور دعائیں طلب کیں شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عساکر پاکستان کو طاقت عطا فرمائی کہ انہوں نے ظالم اور دغاباز دشمن کے حملہ کو پسپا کیا اور اپنا باعزت دفاع کیا۔میں نے بعد نماز ظہر نوافل ادا کئے اللہ تعالیٰ آئندہ بھی پاکستان کو استقلال اور فتح ونصرت بخشے۔آمین۔

۲۵ ستمبر ۱۹۶۵ء کو حضرت صاحب ٹانک میں تھے اور انہیں معلوم ہوا کہ گل غنی اور عمل زار قصور فرنٹ پر فوج کے ساتھ آگے محاذ پر چلے گئے تھے انہوں نے بتایا کہ دشمن کا اسلحہ

Marfat.com

بے شمار تتر بتر پڑا ہے اور مال غنیمت فوج جمع کر رہی ہے انہوں نے پاکستانی فوج کے بلند حوصلہ کی بہت تعریف کی۔

اگلے روز پیر صاحب کے ہمراہ پولیٹیکل ایجنٹ جنوبی وزیرستان صاحبزادہ ایوب سے ملاقات کی۔ پیر صاحب نے اپنے بال بچوں کی خبر گیری کے لئے پھلروان اور میں نے اپنے بال بچے فیملی کوئٹہ لے جانے کے لئے اجازت لی۔

خان بہادر اے پی او سے ملاقات ہوئی اور آئندہ تنظیم لشکر کی تیاری پر گفتگو پیر صاحب نے کی۔ جناب پیر صاحب نے فرمایا کہ جنوبی وزیرستان کے لوگ بہت بہادر اور مفید ہیں ان سے بددل نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ ان سے کام لینا چاہیئے البتہ ایک تو ان کو پہاڑی علاقہ کشمیر جانے دیں جہاں وہ گوریلا قسم لڑ سکیں اور دوسرا معتمد اشخاص کو لیڈر بنایا جاوے اور چھوٹے چھوٹے گروپوں کی تنظیم ہو۔ آپ نے فرمایا ہماری ہر قسم کی خدمات ہر وقت پاکستان کے استحکام کے لئے حاضر ہیں۔ پی اے نے بتایا کہ وہ اس بارے میں حکومت کو لکھ چکے ہیں اور پھر بھی لکھ دینگے اور کہا کہ انہیں پیر صاحب کے تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ میدان لدا جنوبی وزیرستان سے ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء تحریر کرتے ہیں کہ ادھر حالات ٹھیک ہیں فی الحال آئندہ جہاد کے لئے راہ ہموار رکھنے اور جذبہ جہاد اجاگر کرنے کی جدوجہد ہے۔

۲۴ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ شمس الدین ملا ہے اس نے بتایا کہ ملا ظاہر شاہ گرویک والے نے کہا ہے کہ نعوذ باللہ موجودہ جنگ جہاد نہیں ہے اس نے کہا ہے کہ اپی فقیر کے ساتھ جو مجاہد تھے انہیں انگریزوں نے مجرم قرار دیا تھا اور پاکستان نے بھی انہیں کچھ نہیں دیا اور مجرم قرار دیا ہے نیز ہندو نے انگریزوں کے ساتھ جہاد میں اپی فقیر کو مدد دی ہے اس لئے اس سے جہاد جائز نہیں نیز کہا کہ پاکستان میں شریعت نہیں ہے۔ جواباً اہل محفل کو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ سمجھایا ظاہر شاہ ملا کا اس کا اور اپی فقیر کا راضی نامہ ۱۹۴۵ء کا یاد دلایا اور ستمبر ۱۹۴۷ء فقیر اپی سے شاہول میں ملنے اس کے ملاؤں ظاہر وغیرہ سے بحث اور فقیر اپی سے گفتگو کو مکمل ذکر بتایا۔ اور ذہن نشین کرایا

Marfat.com

کہ ان مجاہدین کا حق اپنی فقیر کی گردن پر ہے کیونکہ اس نے پاکستان کو تسلیم نہ کیا مخالفت کی اور مجاہدین کو بے بہرہ رکھا۔ انہیں بتایا کہ اگر ہندو سے جنگ مدافعت جہاد نہیں تو جہاد کیا چیز ہے اور کب جائز ہے؟ شریعت کے بارے میں انہیں سمجھایا اور ثبوت دیا کہ پاکستان میں اکثر احکام شریعت نافذ ہیں مثلاً وراثت وغیرہ۔ لیکن ظاہر شاہ ملا وغیرہ منکر ہیں۔ اسی طرح ہندو اور کافر کا دوست بھی اس کی دوستی اور محبت کے عوض ان کے ساتھ ہی جہنم میں جائے گا۔ انہیں سمجھایا کہ یہ منافقین کا گروہ ہے۔

عنایت اللہ خان رحمت وغیرہ افغانستان کے خاص اشخاص تھے اب وہاں سے منحرف ہو کر پاکستان کے حامی بن چکے ہیں اور انہوں نے اپنی خدمات پولیٹیکل ایجنٹ کو پیش کر دی ہیں۔

اگلے روز حضرت صاحب بدین زئی تنگی میں پہنچتے ہیں تو ان کے منع کرنے پر بھی ظفر خان وغیرہ نے ان کے استقبال کے لئے رائفلوں کے فائر کے علاوہ جلاٹین استعمال کئے جس سے دل رنجیدہ ہوا اور انہیں بہت سختی سے منع کیا گیا اور نصائح کی گئیں۔

۱۱ جنوری ۱۹۶۶ء ریڈیو نے اطلاع دی کہ آج نصف شب پاکستان کے بڑے دشمن ہندوستان کا وزیر اعظم لعل بہادر شاستری جو کہ صدر ایوب کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا تاشقند (روس) میں حرکت قلب بند ہو جانے سے مر گیا ہے۔ ہندوستان نے فوراً گردھاری لال نندا کو وزیر اعظم بنالیا ہے۔

پاکستان اور جنگ ۱۹۷۱ء:

۴ دسمبر ۱۹۷۱ء کو میں میانوالی میں ہوں جب پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ آج ہندوستان کے پے در پے مشرقی پاکستان پر حملوں اور اب مغربی پاکستان پر حملوں سے مجبور ہو کر پاکستانی فضائیہ نے ہندوستان کے متعدد ہوائی اڈوں پر بمباری کی ہے نیز کشمیر اور مغربی پاکستان کی سب سرحدوں سے پاکستانی فوج نے ہندوستان کے اندر حملہ کر دیا ہے۔ الحمد للہ اب انشاء اللہ فتح بخشے گا۔

چونکہ یہاں سے ہوائی اڈہ قریب ہے آج ساری رات ہوائی حملے ہوتے رہے دشمن کے

Marfat.com

جہازوں نے ساڑھے تین تا چار بجے اور پھر ساڑھے پانچ تا چھ بجے صبح حملے کئے کچے کی طرف کچھ بم گرے دشمن کے جہازوں پر پاکستانی میدانی توپیں اور ائیر کرافٹ گنوں کا خوب تماشا رہا اگرچہ ہم عین میدان میں تھے لیکن خدا کے فضل سے کوئی خوف و ہراس نہ تھا بلکہ فتح و نصرت کی دعا اور اسی میں تیقن اور سکون حاصل رہا۔صبح اطلاع ملی کہ مسان کے قریب دشمن کا جہاز مار گرایا گیا لالیاں اور سرگودھا کے قریب بھی دو جہاز مارے ہیں۔اور شور کوٹ میں بھی دشمن کے جہاز مارے اور اتارے گئے ہیں۔

اسی اثناء میں مجھے عیسک خیل میں مقدمہ قتل محمد اکبر لنگر خیل میں فریقین کے بلانے پر پہنچنا تھا کہ صدر پاکستان جنرل یحییٰ خان نے ۱۲ بجے نشری اعلان فرمایا کہ بہت ضبط و تحمل کے بعد مجبوراً پاکستان کی افواج کو ہندوستان پر حملہ کرنا پڑا کیونکہ بھارت نے مغربی پاکستان پر بھی حملہ کر کے ہماری غیرت کو للکارا ہے آپ نے جہاد کی تیاری اور قوم کو متحد اور پُرسکوں رہنے کا حکم دیا۔عساکر پاکستان بری، بحری اور ہوائی کی کارکردگی کی شاباشی دی فرمایا کہ قہر خدا بن کر دشمن پر ٹوٹ جاؤ انشاء اللہ یہ جنگ بھارت کی آخری جنگ ہوگی۔ریڈیو نے اطلاع دی کہ آج پاکستانی فضائیہ نے بھارت کے ۳۵ ہوائی جہاز تباہ کر دیئے اور پاکستان کے دو ہوائی جہاز مشرقی پاکستان میں نقصان ہوئے لیکن ان کے پائلٹ اللہ تعالیٰ نے بچائے ہیں۔

۷ دسمبر ۱۹۷۱ء کو میں نے قوم کو پہلے جہاد کا خطبہ دیا اور پھر معاملہ قتل پر فیصلہ سنایا۔سرائے نورنگ پہنچ کر وہاں میر نواز خان وکیل مروت وغیرہ کے منعقدہ جلسہ میں شرکت کی اور میں نے خطبہ جہاد دیا اور بتایا کہ اب سوائے اس کے چارہ نہیں کہ یا تو ہم اپنی آزادی اور اپنے مذہب و عقائد کو ہندوازم میں تبدیل کرنا پسند کر لیں ورنہ مرد میدان بن کر جہاد فی سبیل اللہ اختیار کر کے دشمن کو شکست فاش دیں۔

۸ دسمبر ۱۹۷۱ء کو میں ٹانک میں تھا پاکستان کی مرکزی وزارت عظمیٰ نورالامین کے سپرد کی گئی۔بھٹو کو نائب وزارت عظمیٰ اور وزارت خارجہ دی گئی۔اقوام متحدہ میں پاکستان و ہندوستان میں جنگ بندی کی قراردادوں کو روس نے ویٹو کر دیا اب قرارداد جنرل اسمبلی

Marfat.com

میں پیش کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے۔

پیر صاحب نے مجھے بذریعہ تار طلب فرمایا اور ۱۱ دسمبر کو میں ڈیرہ سے پھلروان پہنچا۔ بلیک آوٹ کا مکمل اہتمام ہے۔اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔چند روز پہلے دشمن نے سرگودھا شہر میں بم پھینکے انہوں نے کافی نقصان کیا۔پھلروان محفوظ ہے۔

صبح جناب پیر صاحب موجودہ ملکی بحران کے تحت ڈیرہ اسماعیل خان کو جہاد کی نیت سے تیار ہوئے تا کہ وہاں کمشنر اور پولیٹیکل ایجنٹ کے ذریعہ حکومت پاکستان سے اجازت حاصل کر کے قبائل مجاہدین کو محاذ پر بھیجا جائے۔پیر صاحب نے پستول بھی پہن لیا۔آپ نے کافی بیماری گزاری ہے کمزور ہو چکے ہیں لیکن ادائیگی فرض کے لئے پیارے شہر پھلروان کو چھوڑ کر تیار ہو گئے۔شہزادہ عادل بھی ساتھ ہیں۔موٹر میں پیر صاحب عادل، بسم اللہ جان راقم (حضرت صاحب) اور ۔۔۔مستری بیٹھے باقی پارٹی غالب صاحب کے ساتھ جیپ میں روانہ ہوئے۔

۱۲ دسمبر ہم ڈیرہ اسماعیل خان مجاہدین ہاؤس میں تھے اگلے روز بھی پاکستان اور بھارت میں جنگ جاری ہے۔کمشنر صاحب میٹنگ میں مشغول تھے۔معلوم ہوا کہ امریکہ نے پاکستان کی امداد کے لئے اپنا ساتواں بحری بیڑا خلیج بنگال روانہ کر دیا ہے اور جنگ بندی کا مسودہ اقوام متحدہ میں پیش کر دیا ہے۔اگلے روز کمشنر صاحب ظفر علی خان سے پیر صاحب کے ہمراہ ہماری ملاقات ہوئی کمشنر نے ہر وقت تیار رہنے کا فرمایا تا کہ جب بھی حکومت سے احکام پہنچے گا وہ ہمیں مطلع کریں گے۔

ہندوستان نے شورکوٹ پر جو بمباری کی اس میں کسوآنہ کے قریب چند بم گرے خدا کے فضل سے نقصان نہیں ہوا۔۱۶ دسمبر کو ہم پیر صاحب کے ہمراہ پولیٹیکل ایجنٹ ساؤتھ وزیرستان سردار عزیز الحسن کے ساتھ بیٹھے تھے وہ چائے بھی ہمارے لئے سرو کر رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ جب وہ لائل پور میں D.C تھے تو ان کی بیوی دربار شریف زیارت پر گئی۔

ہم پیر صاحب کے ہمراہ پھر ٹانک سے ڈیرہ پہنچے۔شام کے بعد صدر پاکستان یحییٰ خان

Marfat.com

نے ریڈیو پر تقریر کی اور بتایا کہ پاکستان ایک محاذ (مشرقی پاکستان) سے پیچھے ہٹنا پڑا ہے کیونکہ بری بحری ہوائی کسی راستہ سے انہیں سپلائی نہ ہو سکتی تھی لیکن مکار دشمن ہندوستان سے جنگ جاری ہے اور جاری رہے گی۔

آج ۴ بجکر ۳۱ منٹ پر ڈھاکہ میں پاکستان کے مشرقی کمانڈر جنرل اے اے نیازی (امیر عبداللہ نیازی) اور ہندو کے جرنیل اروڑا کے درمیان جنگ بندی کے معاہدہ پر دستخط ہوئے اور گھرے ہوئے پاکستانی عساکر نے ہتھیار ڈال دیئے۔اور ہندوستانی فوج ڈھاکہ میں گھس گئی اور اس پر قبضہ کر لیا اور بنگلہ دیش کا جھنڈا لہرا کر اس کا اعلان کر دیا۔ہمارے لیڈر مسٹر بھٹو سلامتی کونسل میں چلاتے رہے لیکن روس اور دوسرے کیمونسٹ ممالک حائل رہے حتیٰ کہ ڈھاکہ پر دشمن کا قبضہ ہو گیا جو کہ غاصبانہ اور جابرانہ ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بہت ہی بڑا المیہ ہے آج غم کے مارے دل و دماغ پھٹ رہے ہیں اور اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں پر انتہائی تاسف آتا ہے کہ انہوں نے ہزارہا بیش قیمت جانیں ضائع کرائیں اور ملک کو بھی تباہ کرایا۔

صبح پیر صاحب کے پاس پریس کانفرنس منعقد ہوئی ڈائریکٹر اطلاعات سید عمر عامر تشریف لائے پیر صاحب نے جہاد کے بارے میں بیان دیا۔محمد دین پریس رپورٹر ڈیرہ اسماعیل خان نے بھی بیان دیا۔

سیز فائر: ہندوستان نے پہلے اعلان کیا کہ اس کا مقصد مشرقی پاکستان میں بنگلہ دیش کا قبضہ جمانا تھا جو کہ ہو گیا ہے وہ مشرقی اور مغربی دونوں اطراف میں شام کے ساڑھے سات بجے جنگ بند کرنے کا حکم دے رہا ہے۔چنانچہ بعد میں پاکستان نے بھی ساڑھے سات بجے شام سیز فائر کا حکم نافذ کر دیا۔اب افواج کی واپسی اور سیاسی تصفیہ باقی ہے۔

۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو میں گومل میں تھا۔معلوم ہوا آج ذوالفقار علی بھٹو چیرمین پاکستان پیپلز پارٹی نے صدر پاکستان اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ ہائے جلیلہ سنبھال لیئے۔سابق

Marfat.com

صدر یحییٰ مستعفی ہو گئے۔

صدر یحییٰ کے خلاف پشاور پنڈی لاہور میں مظاہرے ہوئے کہ اس نے پاکستان کی قیادت صحیح نہیں کی۔ مشرقی بنگال میں جنگ بندی کیوں کی اور ہتھیار کیوں ڈالے ائیر مارشل اصغر خان کا مطالبہ ہے کہ اس پر مقدمہ چلایا جائے۔

نورالامین (بنگالی) نے پاکستان کے نائب صدر کے عہدہ کا حلف اٹھالیا۔ سرحد میں محمد حیات خان شیر پاؤ، پنجاب میں مصطفیٰ کھر، سندھ میں ممتاز علی بھٹو، بلوچستان میں غوث بخش خان رئیسانی گورنر بنا دیئے گئے۔

پاکستان و عالم اسلام:

۶ فروری ۱۹۷۹ء پاکستان میں پیپلز پارٹی کے کافی افراد گرفتار کیے گئے ہیں۔ تعلیمی ادارے بند کر دیئے گئے۔ نصرت بھٹو ایک ماہ کے لئے نظر بند ہے۔ بھٹو کی اپیل پر سپریم کورٹ کا فیصلہ سنایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ خیر فرماوے۔

ایران میں متوازی حکومت کے وزیر اعظم کا اعلان آیت اللہ خمینی نے کیا اور ڈاکٹر گازران کو وزیر اعظم نامزد کیا گیا ہے۔ بختیار وزیر اعظم پہلے سے موجود ہے۔

اگلے روز پتہ چلا سپریم کورٹ آف پاکستان نے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور دوسرے چار ملزمان جنہیں قتل کے کیس میں ہائیکورٹ لاہور نے پھانسی کی سزا دی تھی اس کی توثیق کر دی ہے۔ ایک ہفتہ کے اندر رحم کی درخواست یا نظر ثانی کی درخواست کی جا سکتی ہے۔ تعلیمی ادارے بند ہیں۔ پیپلز پارٹی کے ہزارہا لوگ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

۱۰ فروری ۱۹۷۹ء صدر پاکستان ضیاء الحق نے شریعت کے چند احکامات کے نفاذ کا اعلان کیا۔ زکوۃ کی وصولی کی جائیگی۔ شراب، زنا، چوری اور بہتان پر شہادتوں کے ثبوت کے بعد شرعی حد کی سزائیں دی جائینگی۔

۱۸ فروری کو ۳ بجے ائیر مارشل اصغر خان دربار شریف آئے اور سلطان خضر حیات کی والدہ مرحومہ کا فاتحہ کہا اور چائے کے بعد واپس ہو گئے۔ چاہ سمندری کے حضرات نے تقریب میں شرکت کی۔

Marfat.com

۴ اپریل ۱۹۷۹ء ذوالفقار علی بھٹو سابق وزیر اعظم پاکستان کو آج ریڈیو اطلاع کے مطابق رات ۲ بجے راولپنڈی جیل میں پھانسی دی گئی اور خصوصی طیارہ سے نوڈیرو لے جا کر گڑھی خدا بخش بھٹو کے قبرستان میں ۱۰ بجے دن دفن کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس خبر سے دل بہت غمگین ہوا معلوم ہوا کہ اس کے موت سے چند لمحہ پہلے کے الفاظ ہیں کہ ''اے خدا میں بے گناہ ہوں میری مدد کیجئے''۔ پاکستان کے فوجی حکمران صدر جنرل ضیاء الحق اور پاکستان قومی اتحاد کے مفتی محمود اور مودودی نے تہیہ کر لیا تھا کہ بھٹو کو ضرور سزائے موت ملے۔ ساری دنیا کی رحم کی اپیلیں مسترد کی گئیں۔ تا کہ یہ سیاسی حریف ملک میں نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اب ملک میں سیاسی اختلافات کا شدید خطرہ ہے۔

بھٹو کو امریکہ بھی نہ چاہتا تھا کیونکہ بھٹو نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔ تیسری دنیا کی تشکیل دی۔ اسلامی سربراہی کانفرنس بلائی اور اس کا سربراہ بنا۔ اسلامی بینک قائم کیا۔ مسلمان ممالک کا اتحاد کیا اور پاکستان میں ایٹمی کارخانہ قائم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ سب وہ جرم تھے جنکے لئے امریکہ خفا ہے۔ امریکہ نے بھٹو کو سزا دلا کر اپنا مقصد تو پورا کر لیا ہے اب دیکھیں امریکہ موجودہ حکومت سے کیا رویہ رکھتا ہے۔

۲۸ ستمبر ۱۹۷۹ء کو حضرت صاحب دربار شریف پر ہیں اور لکھتے ہیں کہ اطلاع ملی ہے حضرت نور سلطان ڈیرہ اسماعیل خان میں ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر اور حنیف سلطان یونین کونسل کے ممبر منتخب ہو گئے ہیں۔ دربار شریف پر حاجی سلطان عبدالمجید یونین کونسل کے ممبر اور سلطان خضر حیات ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر منتخب ہو گئے ہیں۔

۲۲ نومبر ۱۹۷۹ء ریڈیو کی اطلاع کے مطابق کل سے بیت اللہ شریف میں مرتدین کا گروپ نماز فجر کے وقت قابض ہو گیا ہے وہ مسلح ہیں انہوں نے حرم شریف کے سب دروازے بند کر لئے ہیں اللہ تعالیٰ فضل فرماوے۔

سوار خان کی آمد دربار شریف:

لیفٹیننٹ جنرل سوار خان گورنر پنجاب ۱۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو ہیلی کاپٹر سے

Marfat.com

دربار شریف کے قریب اترے اور گورنر پھر پیدل دربار تک آئے۔دربار کے دروازہ پر ان سے ملاقات ہوئی۔سجادہ نشین سلطان غلام جیلانی خضر حیات نذیر سلطان اور سلطان حمید کا خیال تھا گڑھ مہاراجہ اتریں گے اس لئے وہاں استقبال کے لئے گئے اور پھر واپس آ گئے۔سلطان ریاض الحسن قمر سلطان اور گلزار سلطان بھی پہنچ گئے۔

سوار خان نے دربار شریف میں حاضری دے کر فاتحہ کہا پھر مسجد دیکھی سن تعمیر دریافت کیا پھر حاجی مجید سلطان کے بنگلہ پر آ کر بیٹھے۔میں نے گورنر کی توجہ قدیمی تعمیر کانسی اور سلطان صاحبؒ کے شعر تارسانم روز اول با خدا کی طرف کرائی۔گورنر نے چائے نوشی کے دوران علاقہ کے مسائل دریافت کئے۔انہیں آبپاشی کی تکلیف ٹیوب ویلوں کی خرابی کا ذکر سلطان خضر حیات نے کیا میں نے چینی گڑ کی نایابی کا کہا دربار شریف سے پرانے دربار تک پختہ روڈ کی خواہش ظاہر کی۔فرمایا اپنی مدد آپ کے تحت مریدوں سے چندہ حاصل کریں پھر وعدہ کیا کہ ہم اس کیلئے ڈسٹرکٹ کونسل وصوبائی حکومت کو کہیں گے یہ کام انہوں نے سلطان حمید کے ذمہ لگایا اور رخصت ہوئے۔

پیر صاحب کی علالت:

۱۶ اپریل ۱۹۷۴ء کو حضرت صاحب اظہار کرتے ہیں کہ دراصل آپ کی بیماری کا باعث دو چیزیں ہیں۔ایک سگریٹ کی کثرت اور دوسرا ناپسندیدہ حالات۔ مثلاً یہ بات بھی پیر صاحب کے لئے ناپسندیدگی کا باعث ہوئی جب جناب پیر صاحب نے ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ کو رہ جانے کا فرمایا وہ رہ گئے مجھے بھی ساتھ رہنا پڑا۔ پیر صاحب نے ایک بکرا ذبح فرمانے کا آرڈر فرمایا۔لیکن بسم اللہ جان نے آ کر اعتراض کیا کہ مرغ ذبح ہو چکا ہے گوشت کافی ہے اور ضرورت نہیں جو کہ جناب پیر صاحب کو فوراً محسوس ہوا پریشان ہو گئے۔مجھے فرمایا کہ اب یہ لوگ میرا کہنا نہیں مانتے خودسر ہو گئے ہیں اور میری پرواہ نہیں رکھتے۔چنانچہ بکرا تو ذبح ہو گیا لیکن پیر صاحب کے ذہن میں پہلے انکار و اعتراض کا اثر باقی رہا۔وغیرہ

Marfat.com

پیر آف وانا کی علالت اور ۱۹۷۲ء کا سفر حج:

سلطان عمر دراز قادری (آپ کے برادر حقیقی) لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۲ء میں میری خوش نصیبی اور حضرت صاحب کی مہربانی نے مجھے آپ کے ساتھ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ اقدس سرکار دو جہان ﷺ پر حاضری کا موقعہ عطا کیا۔ قابل احترام بھابی صاحبہ (حضرت صاحب کی اہلیہ محترمہ) بھی ساتھ تھیں۔ عرب جانے کے لئے جب ہم کراچی پہنچے اور "سفینۃ حجاج" کی روانگی میں چند روز باقی تھے کہ پھلروان سے اطلاع آئی کہ پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی سخت بیمار ہیں۔ یہ اطلاع پا کر حضرت صاحب ہمیں کراچی میں چھوڑ کر فوراً پیر صاحب کی خدمت میں روانہ ہو گئے۔ چند روز بعد آپ کا میری طرف ایک دستی مکتوب آیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا: "چونکہ پیر صاحب قبلہ بہت بیمار ہیں اور میں ان کی خدمت کو اپنے مفاد پر ترجیح دیتا ہوں۔ اگر خدانخواستہ ان کو تکلیف برقرار رہی تو میں حج پر نہیں جاؤں گا البتہ آپ کو اجازت ہے۔ آپ اپنی بہن کو لیکر حج ادا کر آئیں"۔ اس خط کے پہنچنے پر میں بیحد پریشان ہوا لیکن اسے قدرت کا کرشمہ کہیں یا آپ کی کرامت کہ سفینۃ حجاج کے انجن میں کوئی فنی خرابی پیدا ہو گئی اور اس کی روانگی موخر کر دی گئی۔ اس عرصہ میں قبلہ پیر صاحب بھی صحت یاب ہو گئے اور ان کی اجازت سے جس روز حضرت صاحب واپس کراچی پہنچے اس روز اعلان ہوا کہ اب دو دن بعد جہاز عرب کے لئے روانہ ہو گا۔ یہ دراصل حضرت صاحب کی حضور غوث پاکؓ اور ان کی اولاد سے محبت وعقیدت کی ایک ادنیٰ مثال تھی۔

اب ملاحظہ ہو حضور پیر صاحب کی طرف سے حضرت صاحب کے لئے محبت کے جذبات واحساسات کا عالم۔ جبکہ حضرت صاحب حج وزیارت کے لئے حرمین شریفین میں تھے یہ ۲۱ ذوالحج تھا اور ۲۷ جنوری ۱۹۷۳ء کو راقم الحروف کی ملاقات حضور پیر صاحب سے پھلروان میں ہوئی تو علیل بھی تھے اور کرسی پر تشریف فرما تھے۔ کھڑے ہوئے ملاقات فرمائی اور فرمایا "اب مجھے حضرت صاحب کی بخیریت جلد واپسی کا شدت سے انتظار ہے"۔ پھر فرمایا "حضرت صاحب کی طرف ہمارے ہاں سے کچھ

Marfat.com

تحائف کی فرمائش ہوئی ہے مگر میں نے ان کی طرف لکھا ہے کہ میرے لئے سب سے بڑا تحفہ اُن کا بخیریت واپس آنا ہے اور اُن کو دیکھنا ہے"۔

عید الضحیٰ اور پھلروان:

۵ جنوری ۱۹۷۴ء / ۱۰ ذوالحج ۱۳۹۳ھ کو حضرت صاحب دربار شریف سے پھلروان پیر صاحب کی خدمت میں عید کے لئے پہنچ چکے تھے۔ فرماتے ہیں خدا کے فضل سے جناب پیر صاحب عادل ہمشیرہ زیری اور شہزادے سب خیریت سے ہیں۔ پیر صاحب مجھے دیکھ کر خوش ہوئے فرمایا تمہارا انتظار تھا۔ فرمایا اب ہماری عید ہو گئی ہے۔ صبح شہزادہ صاحبان نماز عید پر تشریف لے گئے مجھے فرمایا کہ تم ادھر رہو۔ چنانچہ سارا دن جناب پیر صاحب کی خدمت میں گزارا، لیکن:

وہ رعب حسن تھا غالب بوقت دید جمال
ہم اپنا حال اشاروں سے بھی بتا نہ سکے

کل حضرت سلطان صاحب (سلطان العارفین قدس سرہٗ) کے دربار پاک میں جو ہدایات مجھے نافذ فرمائی گئی تھیں اس کے بارے میں عرض کی کہ انشاء اللہ اب ادب کو زیادہ پاس خاطر رکھوں گا اور تعمیل حکم کروں گا۔ میں نے بتایا کہ "اب اچھا ہوں"۔

(شعر سے بعد کی تمام روحانی واردات ہے جو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے دربار میں آپ کو حاصل ہوئیں)۔

شادی سیّد احمد عادل گیلانی:

۱۸ جون ۱۹۷۴ء کو سیّد احمد عادل گیلانی کی شادی کے موقعہ حضرت صاحب پھلروان پہنچتے ہیں تو پیر ساحب انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور نہایت مہربانی سے معانقہ فرمایا۔ ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم ہے کہ "آپ گلے مل کر جدا ہو گئے ابھی تو میرے دل کے زخم مندمل نہ ہوئے تھے"۔

پیر صاحب کے نام خلیفہ کمال خان، زمان خان سے زمین حاصل کرنا اور پیر صاحب کی بہو کے نام منتقل کرانے سے آپ اور خوش ہوئے اور فرمایا تم نے ہمارا پردہ اور عزت

Marfat.com

رکھی ہے اللہ تعالیٰ تیری عزت و پردہ رکھے۔

عید اور پیر صاحب:

۱۸ اکتوبر ۱۹۷۴ء یکم شوال ہے عید الفطر ہے اور حضرت صاحب پھلروان میں اپنے معمول کے مطابق پیر صاحب کے ہاں موجود ہیں۔فرماتے ہیں اُس ذات پاک کا فضل خاص ہے کہ عید کا چاند دیکھا اور انہیں بھی دیکھا جو کہ عید کے چاند سے بھی پیارے اور دلکش ہیں۔زہے سعادت مبارکبادیاں ہو رہی ہیں۔صبح نماز عید پر شہزادہ صاحبان تشریف لے گئے۔میں نے جناب پیر صاحب کی خدمت میں عید گزاری۔

اگلے روز ۱۲ بجے دن جناب پیر صاحب مبارک سے رخصت لی بذریعہ بس رات کے ۹ بجے بخیریت دربار شریف پہنچا۔

لطف یہ ہے کہ نہ میرا دل چاہتا ہے اور نہ وہ چاہتے ہیں کہ جاؤں لیکن زمانہ کی مجبوریاں اور تقدیر اس پر مجبور کر رہی ہے۔

وہ ابھی دے ہی رہے تھے مجھے پیمانے سے
جانے کیوں اُٹھ کے چلا آیا ہوں میخانے سے

پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی کی وفات پر ماحول:

۲۸ اپریل ۱۹۷۶ء کو ڈاکٹر دلاور علی شاہ کو رامن کا انجیکشن دے چکے مگر جو چیز منہ میں ڈالی جاتی نگل نہ سکتے۔گردے کام نہیں کر رہے۔۵ بجے عصر کے بعد نبض کمزور ہوتی گئی۔پھر ٹیکہ لگایا مگر بے سود۔۵ بجکر ۵۰ منٹ پر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور ہمیشہ کے لئے عالم فانی کو چھوڑ کر عالم بقا کو رخصت ہوئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عادل صاحب کے معمولی مطالبہ پر زیری نے پیر صاحب کے ضروری کاغذات وکاغذات بینک ہا اور نقد روپیہ جسقدر بھی تھا عادل صاحب کے حوالہ کر چکی تھی۔مگر اب تو آہ و فغان کا وہ عالم تھا کہ ہر کہ ومہ فریاد کر رہا تھا۔بچے یتیم ہو چکے تھے۔مائی صاحبان بیوہ ہو گئیں ان کے سروں سے آنچل اتر گئے۔گریبان چاک ہو گئے۔چند

Marfat.com

پرند اور ملائک اس نوحہ وفغان میں شامل رہے۔عادل پر سکتہ چھا گیا۔ہارون تو بالکل دماغ کھو بیٹھا۔زیری کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔پیر صاحب کی معصوم بچیاں اپنے آپ کو بغیر باپ کے سمجھنے لگیں اور پکارتیں کہ بابا ہمیں کس کے پاس اور کس کے آسرا پر چھوڑ گئے ہو۔موت اپنے بس کا روگ نہیں اگر خودکشی جائز ہوتی تو شاید کوئی چتا کی رسم کو تازہ کرتے اور ان کے بغیر زندہ رہنا پسند نہ کرتے۔

وہ بدبخت بہن گیلانیہ جو کہ ابھی اپنے اکلوتے بھائی کے دیکھنے بغداد سے ادھر آئی جی بھر کران سے باتیں بھی نہ کرسکی تھی کہ آفت ناگہانی آپڑی نہ جانے اس پر کیا گزرا۔بہر حال بغیر صبر چارہ نہ تھا لیکن صبر بھی ادھر سے جا چکا تھا۔میرا دیرینہ قرب اور ان کی لامنتہا مہربانی اور کرم فرمائی اب بظاہر اُجڑ چکی ہے۔باطن رحمت تو انشاء اللہ ہمیشہ باقی رہیگی ظاہر تعلقات اور وہ نورانی محفل اب درھم برھم ہو گئی۔

محترمہ عمیہ گیلانیہ نے فرمایا کہ تم کو میرے بھائی سیّد یوسف بھی بھائی کہتا تھا،اس کے بھی بھائی اور میرے بھی بھائی ہو۔فرمایا مجھے تم پر اعتماد ہے۔فرمایا زیری نے بھی میرے بھائی کی بہت خدمت کی ہے اس پر بھی میں اب خوش ہوں اور راضی ہوں۔

بعد وصال پیر صاحب رویت ہلال:

۲۷ اگست ۱۹۷۶ء کی شام رویت ہلال ہوا۔ہر کسی نے دیکھا۔حضرت صاحب سنی تو ہ بدر میں محمد عظیم کے گھر کمرہ میں بیٹھے تھے کہ رویت ہلال کی اطلاع ملی۔چاہا کہ باہر جا کر دیکھیں پھر اس خیال نے روک لیا کہ چاند دیکھ کر میں کسے دیکھوں گا۔اور کسے مبارکباد کہوں گا۔کس کے ہاتھ کا بوسہ لوں گا۔ایک سکتہ کا عالم رہا۔سابقہ منظر آنکھوں کے آگے فلم بن کر گھومتا رہا اور آب دیدہ ہو کر دل کے جذبات کو دل میں ضم کرنا پڑا اور ہلال کو دیکھنے کی جرات نہ کرسکا۔

۲۶ ستمبر ۱۹۷۶ء بیت المجاہدین پھلروان دربار قبلہ پیر صاحبؒ پر ہیں عید کا دن ہے یہ عید ہمیشہ آیا کرتی تھی اس میں خوشیاں تھیں امنگیں اور آرزوئیں تھیں دلوں کو سرور حاصل تھا۔پیر صاحب کی نورانی محفل میں حیات نو حاصل تھی اور ساری تکلیفات حقیقی عید بن

Marfat.com

کر خوشی میں بدل جاتی تھی آج وہی عید کا دن ہے سکتہ چھایا ہوا ہے خاموشی اور سکوت ہے دل لرز رہا ہے آنکھیں برس رہی ہیں نہ ہی مبارک کہنے کی جرات ہے اور نہ ہی کوئی کسی کے گلے لگتا ہے ہر شخص ایک دوسرے سے متنفر اپنے آپ سے بھی بیزار ہے۔

عادل تو اپنی بیگم صاحبہ کے ہمراہ اپنی والدہ صاحبہ کے پاس عید گزارنے ڈیرہ اسماعیل خان گیا ہوا ہے۔ پیر صاحب کے مخلصین جو باہر سے کل ادھر پہنچے آج صبح وہ بھی رخصت ہو گئے شجاع ہارون ماموں ادھر ہیں انہوں نے بھی کپڑے تک تبدیل نہیں کیے نہ ہی عید نماز پڑھنے گئے۔

پیر صاحب کے پہلے عرس مبارک پر شہزادہ عادل محبت و خلوص سے ملے اور فرمایا کہ پیر صاحب کے بعد دوسرے درجہ پر تمہارا احترام میرے دل میں ہے اور تجھ پر مکمل اعتماد بھی ہے۔ عرس کے روز تو عادل ہر ایک سے گھر میں اور باہر گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے رہے اور سب کو خوب رُلایا۔

شہزادہ فیض اللہ شجاع گیلانی:

۲۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء رات کے ۲ بجکر ۵۰ منٹ پر کراچی سے شہزادہ شجاع عراق ائیرویز پر بغداد شریف پرواز فرما گئے۔ آپ وہاں لازمی ملٹری سروس کے لئے جا رہے ہیں جس کے بارہ سفارت عراق اسلام آباد سے چٹھی لے آئے ہیں۔ قبلہ پیر صاحب کے فرزندوں سے یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عراقی بننے کی ہمت کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی بخشے، انہیں میں نے ہارون شہزادہ، عمر دراز صاحب، حامد، عبدالحیٔ، لیاقت، خوشا خان حوالدار، امیر خان اور باقی احباب ائیر پورٹ جا کر الوداع کیا۔ خدا حافظ۔

تاریخ وصال پیر آف وانا:

حضرت صاحب کا فارسی دیوان ''پیر مغان'' ۱۹۷۵ء میں کوئٹہ میں طبع کرا لیا گیا تھا جبکہ پیر صاحبؒ کا انتقال ۱۹۷۶ء کو ہوا۔ ۱۹۷۷ء میں حضرت صاحبؒ نے بیت المجاہدین پھلروان (ضلع سرگودھا) میں عالیجناب پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی پیر آف وانا کا سال وصال نظم فرمایا جو کہ ''پیر مغان'' میں شامل نہ ہو سکا۔ اور اُن

Marfat.com

کے مرسلہ مکتوبات کی فائل میں محفوظ مل گیا ہے۔اس نظم کو اھل ذوق و اھل محبت کے لئے اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں اور انشاء اللہ ''پیر مغان'' کے آئندہ ایڈیشن کی تیاری کی جا سکی تو اس میں شامل ہو گی۔

سالِ تاریخِ وصالِ مرد پیر
غازیٔ کشمیر و عسکر را امیر

محرم اسرار سوز و سازِ جان
واقفِ روحِ روان سالکان

ہادیٔ دین متین و رہنما
صاحبِ حلم و حیا و پُر سخا

اعتبار عشق و مستی راسبل
افتخار ملّتِ فخرِ رسُل

ساترِ عیب نہان و آشکار
غافرِ ذنب و کریم و بردبار

سیّد و گیلانی و اصل و اصیل
قادریٔ محض و عرفان را دلیل

عفت و عصمت درونش جاگزین
سطوتِ احیایٔ دین دروی مکین

عزم و استقلال بگرفتہ بدل
مردِ حق مردِ مجاھد اھل دل

از عراق آمد بسویٔ این دیار
وز خمستانش دل و جان در خمار

صاحب حسن و حسین و پر جمال
قاسم عشقِ جمال ذوالجلال

محو در عشقِ جمال مصطفیٰ
سیر حاصل کردہ اندر اصفیا

چون زعمرش شصت و یک سالی گذشت
از محبان سویٔ محبوبان برفت

طائر عمرش خلاصی خواہ شد
قفسِ موہومی بعید از راہ شد

از فنا سوئی بقا پرواز کرد
اصل را با اصل خود ہم راز کرد

بست و ہفتی از ربیع الآخرین
با اجل لبیک گفت آن مردِ دین

یک ھزار سہ صد و شصت و نود (۱۳۹۶)
وقت ہجران از سن ہجری بود

ہاتفم گفتا بسویٔ یا رشُد
یوسف المحمود غوث پاک بُد

بیت المجاھدین پھلروان

۱۵ مارچ ۱۹۷۷ء

Marfat.com

باب ہفتم
سندھ بلوچستان

حضرت صاحب نے طریقت کے روحانی تعلقات کے لئے سندھ اور بلوچستان کے صوبوں کو زیادہ توجہ دی۔ یہ تعلق دراصل حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے ذاتی فکر و نظر کے تحت پیدا ہوا۔ حضرت قدس سرہٗ نے اپنی زندگی میں ہی تین خلفاء سلسلہ قادریہ کے فروغ کے لئے بلوچستان بھیجے۔ اوّل ملا معالی جن کا مزار کرک نزد شہر سبی میں مرجع خلایق ہے۔ دوم ملا مصری افغان جن کا مزار شہر ڈھاڈر میں زیارتگاہ ہے۔ سوم سید عالم شاہ جو قندھار بھیجے گئے۔ اُن دنوں کوئٹہ کے گردو نواح تک تمام علاقہ قندھار میں شمار ہوتا تھا۔ عالم شاہ کا مزار مبارک کہاں ہے؟ معلوم نہیں ہو سکا۔ اسی طرح سندھ میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی فیض یافتہ مائی مستوئن جو 'وھوا' نزد ڈیرہ غازیخان سے تھیں اس سے مہیسر نزد سکھر کے مخدوم محمد صدیق کو فیض ملا پھر اُن سے کٹبار شریف کے میاں محمد کامل، شہداد پور کے میاں محمد صدیق اور ہمایوں وڈھل کے درمیان مولوی تاج محمود مہر مشہور فیض یافتہ گدیاں ہیں۔ گویا یہ بنیادیں تین چار صدیوں سے قائم چلی آ رہی ہیں اور پھر اس کے بعد حضرت صاحب کے دور تک تو بیسیوں خلفاء اور اہل ذکر سندھ بلوچستان میں پھیل چکے تھے۔

شکار پور، اوستہ محمد، لاڑکانہ، نواب شاہ، حیدرآباد، جام شورو اور کراچی تک آپ کی وجہ سے سلسلہ رُشد و ہدایت پھیلا ہے۔

مکتوب ۲۴: والد مکرم نے ۱۳ جنوری ۱۹۳۸ء کو حضرت صاحب کے نام تحریر فرمایا ہے جبکہ حضرت صاحب گوٹھ وڈیرہ عبدالمجید خان بلوچستان (آجکل علاقہ جیکب آباد سندھ میں سے) میں سفر پر تھے ہدایت آتی ہے کہ اپنے ذکر فکر اور قصیدہ غوثیہ کا ورد اور سویرے سورۃ مزمل پڑھنا جب گھوڑے آ جائیں چلے جانا اپنا ورد وظیفہ اچھا کرنا۔

Marfat.com

مکتوب ۲۸: اس مکتوب میں حضرت صاحب کو ملتان سے پھلدار درختوں کی نرسری دربار شریف لانے کے لئے لکھا ہے۔

گویا ملتان میں تعلیم کے اختتام کے بعد تبلیغی سفر سندھ بلوچستان اور وزیرستان شروع کرائے جاتے ہیں ساتھ ہی روحانی وظائف کی تربیت دی جارہی ہے۔ پھلدار درختوں کی نرسریاں لگانے کی ترغیب دی جارہی ہے۔

ہر خط کا آغاز: برخوردار عزیزی ام غلام دستگیر طول عمرہٗ

برخوردار عزیزی ام غلام دستگیر صاحب بلغ اللہ تعالیٰ

اور آخر میں: فقیر محمد نواز بقلم خود

دینی مدارس بلوچستان:

کلی دین محمد رئیسانی وحدت کالونی کوئٹہ میں جامعہ رضویہ انوار باھو کا قیام عمل میں لائے۔ سلطان نور حسین، ملک اکبر اعوان و خالد محمود ساتھ تھے۔ سونگر مستونگ میں دینی مدرسہ و مسجد کی تعمیر میں بھی انتظامات سرانجام دیتے رہے۔ دن کو مدرسہ کے کام میں سونگر گزارتے اور رات کو گھر کیچی بیگ آجاتے۔ ان مدارس میں سیدنا غوث الاعظمؒ و سیدنا سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ کے عرائس کا اہتمام بھی جاری کیا گیا۔ عموی بزرگوار سلطان محمد عزیز صاحب کی صدارت ہوتی رہی۔

عزیزی علامہ نور سلطان کے خطاب ہوئے۔ پہلے مولوی محمد یعقوب اور پھر مولوی غلام محمد کو مدرس رکھا گیا۔ مولوی عبدالغنی لہڑی کو جامعہ نور العلوم انوار باھو سونگر کا مدرس مقرر کیا گیا۔

انوار باھو وحدت کالونی میں مولوی غلام محمد کے ساتھ مولوی محمد قاسم بھی مدرس مقرر ہو گئے۔ حضرت صاحب کی کاوش سے یوسف مگسی وزیر تعلیم بلوچستان نے جامعہ رضویہ انوار باھو وحدت کالونی کے لئے پلاٹ منظور کیا۔ جس پر تعمیری کام شروع کئے گئے۔ حضرت صاحب کی مشاورت پر حاجی سلطان نور حسین نے بھاگ اور ڈھاڈر میں بھی اور ٹیپل ڈیرہ (ڈیرہ مراد جمالی) میں بھی مدارس دینی قائم کر لئے۔

Marfat.com

کار ملا فی سبیل اللہ فساد:

سال ۱۹۷۴ء کو نومبر میں پتہ چلا کہ مولوی غلام محمد نے خاموشی سے مدرسہ کی ایک سوسائٹی بنالی اور حاجی سلطان نور حسین کی بجائے اپنا نام مہتمم میں رکھ لیا۔اور ابتدائی سوسائٹی کا ریکارڈ بھی رجسٹریشن آفس میں موجود تھا۔حضرت صاحب نے مسلک میں مقابلہ بازی کو پسند نہ کیا اور خاموش ہو گئے۔سلطان نور حسین نے جامعہ مذکورہ کو وزٹ کیا اور فرمایا ''میں سیدنا غوث الاعظمؓ وسیدنا سلطان العارفین قدس سرہٗ کے ناموس کے لئے خاموش ہوں''۔

حاجی سلطان نور حسین نے مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا شاہ احمد نورانی کے اعزاز میں اپنے آستانہ کچی بیگ کوئٹہ میں کھانے کا اہتمام کیا اس موقع حضرت صاحب کے ساتھ راقم الحروف بھی موجود تھا۔مولانا فتح محمد باروزئی بھی مدعو تھے۔

ذوق ادب:

۴ شوال المکرم ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء کو لکھتے ہیں کہ میں کوئٹہ میں غلام قادر گہرام زئی ،ملا غلام قادر اور محمد عالم شورزئی اور میاں خان مزارزئی شہوانی ہر سہ کی تقریباً ایک طبیعت ہے نیک پرہیز گار اور دین دار بھی ہیں مگر بے صبری اُن میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔انہیں دین دنیا ہر دو کا حرص ہے اور دن رات یہی اظہار مدعا ہے خدا تعالیٰ انہیں سیر فرماوے۔بقول عبدالرحمٰن:

مخ دیار شمس و قمر درے واڑہ یودی
قد دیار سرو صنوبر درے واڑہ یودی
حاجت نہ لری پہ شھد و پہ شکرو
لب و یار شھد و شکر درے واڑ یودی

(محبوب کا چہرہ ،شمس وقمر تینوں ایک ہی ہیں،محبوب کا قد سرو اور صنوبر تینوں ایک ہی ہیں۔وہاں شہد وشکر کی حاجت نہیں ہے محبوب کے ہونٹ ،شہد وشکر تینوں ایک ہی ہیں)

۵ صفر ۱۳۶۲ھ کو بُرھان شریف سے پچی ملا صاحب کو لکھا گیا: (نظم افغانی پشتو)

Marfat.com

پچی ملا شُوا لے ترا تنگ ناں دِ برہان
دِ معمولی تکلیف دپارہ ءِ را پر لشیوا خپل جانان
پچی دا سے خوشہ نہ وہ تہ خو ڈیرئے شہ ژوان
خدائے دِلوئے مرتبہ ک ہم ئے ور کہ لوئے شان
پہ مطلب درو تر سیوے ور سرہ دِ ملگریان
زے پچی پچی کومہ ہر گڑی وپہ برآن

پچی لاڑم زِلتانہ دُور سیدم تر برہانہ
دَر بہ شَمُ تر نیبز اَتس کہ مِ رَب شوا مہربانہ
سلام وایاِ پہ ملاہم پہ عمر پہ بنی شاہم
پہ عمردراز الطاف سلام بادا جاودانہ
ھیرا وَامِ لِدعائہ زہم غوڑاں والتانہ
پہ ناشاد باندِ نظر کڑا ز بارا دِلوئے خُوانہ

دشت کُنبیلا خطاب عید الفطر:

۲۹ جولائی ۱۹۴۹ء کو نماز عید الفطر دشت کنبیلا (نزد سپیزنڈ) بلوچستان میں قبرستان کے قریب باغیچہ توت میں پڑھی گئی۔ مولوی عبدالکریم جنگ المعروف مولوی کاپاری نے عید نماز پڑھائی اور خطبہ بھی دیا۔ بعد نماز تمام لوگوں کو جو شامل ہوئے چائے پلائی گئی جو حضرت صاحب نے اپنے معمول کے مطابق خود خرچ ادا کیا۔ اس تقریب سعید میں مغربی دشت متورا سعدیزئی سے لیکر سکوزئی تک کے لوگ عید نماز میں شامل تھے۔ بعد نماز تقریباً ایک گھنٹہ تقریر کی گئی جس میں باہمی اتفاق اور دین داری کی ہدایت کی گئی۔ بچوں کی تعلیم کے متعلق سمجھایا گیا اور حکومت پاکستان کی ماہیت بتائی اور حکومت کے ساتھ تعاون کی تاکید کی۔ جہاد کشمیر پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ اور بتایا گیا کہ اولین فرض جہاد ہے اور باقی تمام فرائض اور احکام دین اسی ایک فرض کی تکمیل کے لئے ہیں۔

Marfat.com

اسپلنجی میں جہاد کشمیر پر مبارکبادی:

ایک ہفتہ بعد حضرت صاحب اسپلنجی پہنچے تو وہاں کے سردار حاجی میر احمد خان ولی عہد بنگلزئی نے جہاد کشمیر کی مبارکباد کہی اور چشمِ نم ہو کر کہا ''کاش کہ تم شہید ہو جاتے تو میں بہت زیادہ خوش ہوتا کیونکہ یہ عالی رتبہ کسی خوش بخت کو ہاتھ آتا ہے۔ بڑے بڑے پیغمبر اور اصحاب اس درجہ کے خواہاں رہے''۔

وڈیرہ عبدالمجید خان کھوسہ:

دسمبر ۱۹۵۰ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ یہ باگڑ شاھی واہ جیکب آباد کے زمیندار ہیں۔ وڈیرہ عبدالمجید خان قبلہ ام حضرت صاحب مرحوم (والد بزرگوار) کے خاص مخلصوں سے ہے مگر پھر بھی دنیا دار ہے۔ اُن کا اخلاص اور دوستی دنیاوی لائن کی ہوتی ہے البتہ باقی وڈیروں سے ہمارے حق میں اچھا ہے۔

اگر کاسنی تلخ است از بوستان است
اگر عبداللہ مجرم است از دوستان است

(بقول عبداللہ انصاریؒ)

۵ جولائی ۱۹۵۸ء کو اسپلنجی میں ایک عالم دین آپ سے ملاقات کا وقت لینا چاہتا ہے اور اس کی درخواست کہ اکیلے میں گفتگو کا موقع دیا جائے۔ اس کے مکتوب کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

جناب پیر صاحب مدظلہ العالی۔ بعد از نیاز واقرانکہ انی اریدان اخلی واتکلم مَعَکَ
بطریق الوحدہ = اطلب منک ان تعطینی حینا
التکلم معک = والزیادۃ باالسلامت
(دستخط) خادم عبدالحمید

سردار قطب خان ساتکزئی:

۱۲ ستمبر ۱۹۶۰ء زڑخو (کوئٹہ بلوچستان) میں سردار قطب خان ساتکزئی

Marfat.com

اوران کے برادران جان محمد کے ہاں قیام ہے۔سردار صاحب حکام پاکستان کے ساتھ بنداللہ یار شاہ اور ڈھاڈر کے دورہ پر گیا ہوا ہے۔سردار قطب خان گورنر کی ایڈوائزنگ کمیٹی کا ممبر ہے اور موجودہ حکومت میں مقبول ہے۔اس نے ادھر پانی کا اچھا بندوبست کیا ہے۔اپنے والد مرحوم حاجی گوہر خان کے مزار کی اچھی حفاظت کی ہوئی ہے۔

اگلے روز سردار صاحب نے ہمارے پیچی بیگ میں تعمیرات کے لئے کچھ لکڑیاں لاری پر بھجوانے کا انتظام کیا۔زڑخو میں براہم فقیر بھی ہماری خدمت میں موجود رہا۔

انتقام:

۱۹ مارچ ۱۹۶۱ء کو کیریا نزد دوڑ (سندھ) میں ہوں۔یہاں معلوم ہوا کوئی جتک کسی لہڑی عورت کو اغوا کر لایا تھا۔لہڑیوں نے کوشش کی تا کہ بازو (مغویہ) واپس ہو لیکن ملزم ہاتھ نہ آیا۔چنانچہ پچھلے ماہ لہڑیوں نے جتک کے ٹکری مینگل کے گھر پر جو کہ اکیلا شاہی واہ پر تھا شب خون مارا اور مینگل اور اس کے ساتھ دو تین بچوں کو مار کر زخمی کر کے گرایا اور ایک لڑکی کو جبراً اغوا کر کے لے گئے۔اب جتک قوم پھر انتقام کی کوشش میں ہے۔انہیں نصیحت کی گئی کہ وہ لہڑیوں کی طرح بزدلی اور بے غیرتی کا کام نہ کریں اور عورتوں کو نہ پکڑیں۔انہیں حکومت کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کی۔

عید میلادالنبی ﷺ۔سونگر:

۱۲ اگست ۱۹۶۲ء مولوی پیر بخش پڑنگ آبادی منتظم ٹھہرے۔حضرت حاجی نور حسین صاحب،چاچا صاحب حضرت فیض سلطان صاحب برادرم الطاف علی، حامد،پرویز ساتھ ہیں۔چوھدری محمد حسین صدر قانونگو،فقیر گل محمد،فقیر غلام محمد،حاجی میاں خان اور متعدد علماء اور گیارہ سو سے متجاوز سامعین ہوئے۔مولانا ارشد پناہوی خطیب جامع مسجد چمڑہ منڈی لاهور نے تلاوت کی اور نعت شریف پیش کی۔مولانا محمد شفیع خطیب جامع مسجد محمد اسماعیل کوئٹہ،مولوی عبدالکبیر قمبرانی،مولوی قیوم الٰہی عرفانی، وڈے میاں لاهور والے،مولوی عبدالواحد سرآب والے،مولوی عبدالباقی درخانی،سید محمد خلیل قادری خطیب مسجد وزیر خان لاهور،مولوی فتح محمد نقشبندی مدرس مخزن العلوم کوئٹہ

Marfat.com

نے اردو اور براہوی میں اپنی سہولیات کے مطابق تقاریر کیں اور نعتیں بھی پیش کیں۔ مختصر صدارتی خطبہ میں حضرت صاحب نے مقصد جلسہ عید میلاد النبی ﷺ تلقین نیکی، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، اتفاق باہمی، دین داری، تعلیم، رسومات بد اور نہی سے پرہیز اور تیاری جہاد بالسیف و جہاد بالنفس وحفاظت ملت ومملکت پر بیان کیا۔ مفتی محمد حسین نعیمی بھی لاہور سے آئے ہوئے تھے اور شامل ہوئے۔

فورٹ سنڈیمن:

حضرت صاحب میری موجودگی میں ۲۸ مئی ۱۹۶۹ء کو فورٹ سنڈیمن کالج وزٹ کرتے ہیں۔ یہاں کرم الٰہی خان پرنسپل اور سٹاف سے ملاقات کرتے ہیں۔ چوھدری خان ایس ایچ او ان کی خدمت میں ساتھ رہا جو مخلص مرید تھے۔ ملک بادشاہ خان شیرانی نے اپنے ہاں دن کو ضیافت کی۔ اور بعد ظہر بمعہ سلطان غلام میراں پاوندہ سرداران خان میر وغیرہ کی دعوت پر گل کچھ تشریف لے گئے۔ جہاد کشمیر میں یہ پاوندہ سرداران کبرانی حضرت صاحب کی معیت میں جہاد میں خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔

گنداخہ:

گنداخہ بلوچستان میں تحصیل اوستہ محمد سے ملحق علاقہ ہے جہاں جمالی اور چاوڑہ خاندان آباد ہیں۔ چاوڑہ خاندان میں علم وفضل کی وجہ سے ان کا بزرگ محمود فقیر قاضی کہلایا۔ اس کی بیعت سلطان نور محمد (۱۸۶۳ء۔۱۹۲۴ء) (ولد سلطان غلام رسولؒ) سے ہوئی اور میاں جی مراد بھٹی کی خانقاہ پر خلیفہ بن کر رہے۔ اور وہیں ان کی تدفین ہوئی۔ ان کے تین نامور فرزندان حاجی عبدالکریم، نذر محمد اور خوشی محمد ہوئے جو بڑے حضرت صاحب (سلطان محمد نواز) سے بیعت ہوئے۔ نذر محمد کے پسران مولانا خوشی محمد، محمد یوسف، عبدالغنی، محمد شریف اور مولوی عبدالرحیم ہوئے جن کی بیعت حضرت صاحب سے ہوئی ان کے چچا حاجی عبدالکریم چاوڑہ اور خود مولوی خوشی محمد کے ذوق و شوق سے اس علاقہ میں حضرت صاحب کی بارہا تشریف آوری ہوتی رہی اور سلسلہ

Marfat.com

عالیہ قادریہ کا تعلق پھیلتا گیا حتیٰ کہ حضرت صاحب نے اپنے بھائی زبدۃ الحکماء حضرت حکیم سلطان عمر دراز قادری کو حکیم حاذق ہو جانے کے بعد گنداخہ میں ہی مطب کھولنے کی اجازت دی اور وہاں کے لوگ ان سے روحانی وجسمانی اصلاح وفیوضات کے لئے سالہا سال مربوط رہے اور اب پورا گنداخہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے تعلق باطنی سے آشنا ہے۔

۵جنوری ۱۹۸۳ء اوستہ محمد میں حضرت صاحب نے انجمن غلامان مصطفیٰ کے دفتر کا افتتاح کیا۔اس موقع راقم الحروف بھی موجود تھا۔قرآن حکیم کی تلاوت کے بعد افتتاح ہوا اور دعا کی گئی۔حاجی عبدالرحیم سمیجہ انجمن کے کنوینز اور خالد سلطان جنرل سیکرٹری ہوئے۔قاضی عبدالحق ،محمد اکبر اوستہ،معین الدین شاہ تحصیلدار اور کافی تعداد میں دیگر معززین موجود ہوئے۔یہ انجمن جماعت طلباء کی ہے۔

سادات صحبت پور:

حضرت صاحب صحبت پور(موجودہ بلوچستان)کے سادات کے بارے میں لکھتے ہیں مخدوم ہادی بخش اور ان کے فرزند غوث بخش نے صحبت پور میں قیام کیا ہوا ہے وہ ہم سے بڑے احترام سے پیش آئے۔مخدوم غوث بخش کے لئے ہدایت کی کہ وہ ہمارے ساتھ تعلقات میں درست ہو جائیں۔

نواب یوسف علی خان مگسی:

۱۶ جون ۱۹۷۰ء کو آستانہ دستگیر کیچی بیگ میں نواب یوسف علی خان مگسی بھراہ خلیفہ اسلم ملاقات کے لئے آئے یہ بھٹو پارٹی میں ہیں۔البتہ ان سے ہمارے دیرینہ مراسم ہیں۔

تنظیم الاعوان اجلاس کوئٹہ:

۸ ستمبر ۱۹۷۴ء کو تنظیم اعوان کا سالانہ اجلاس بولان ہوٹل میں ہوا۔ اڑھائی تین صد اعوان جمع ہوئے۔سلطان غلام میراں بھی شامل ہوئے۔حضرت صاحب کو صدارت دی گئی۔ملک عبدالغنی کو صدر اور ملک محمد حیات کو جنرل سیکرٹری چنا

Marfat.com

گیا۔مختلف حضرات نے خطاب کیا۔میٹرک میں اوّل آنے والے طلباء و طالبات کو میڈل دیئے گئے۔گولڈ میڈل اسماعیل اعوان مرحوم اور سلور میڈل ملک الف دین اعوان مرحوم کی طرف سے دیا گیا۔

صدارتی خطبہ دیتے ہوئے حضرت صاحب نے قومی اسمبلی کا ناموس رسالت وختم نبوت کے تحفظ کا فتویٰ دیگر منکران ختم نبوت کو خارج از اسلام قرار دینے کو سراہا۔حکومت نے دستور میں جو اس بارے میں تبدیلی کی اس پر اظہار تشکر کیا۔اور بتایا کہ حکومت نے یہ جرات مندانہ قدم اٹھانے سے ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان واقعی اسلامی جمہوریہ ہے۔ حکومت پاکستان کے استحکام کی دعا کی گئی ۔اس کے بعد قوم کو باہمی اتحاد ،خواہ مخواہ اعتراضات سے اجتناب ،کارکنوں کی حوصلہ افزائی،باہمی میل ملاپ رکھنے پر زور دیا۔ مذہب اور عوام کا تعلق بتایا۔جہاد اور اسلام کی حقیقت بتائی اور اس میں اعوان قوم کا اوّل سے اب تک حصہ لینے کا بتایا۔تلقین جہاد کی۔تنظیم کے لئے سرمایہ زیادہ جمع کرنے اور عطیات دینے پر زور دیا۔ضلع کچھی اور ضلع لورالائی میں سے کچھ اعوان اجلاس میں شامل ہوئے اس سے تنظیم کی کارکردگی کا ثبوت ملتا ہے۔

تمام بلوچستان بالخصوص کوئٹہ میں اعوانوں کی مکمل مردم شماری اور باقی اعداد وشمار فراہم کرنے کی تاکید کی۔اعوان ہونے کے لئے شجرہ نسب اور ثبوت سے پرہیز کا کہا بلکہ جو بھی اعوان کہلائے اسے قبول کر لینے کا کہا۔اور دعا پر اختتام ہوا۔ملک اجمل نے سب شرکاء کی چائے سے ضیافت کی۔

اقوام مری میں سلسلہ قادریہ سلطانیہ:

حضرت صاحب ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو بلوچستان کے علاقہ کوہلو میں تشریف لائے ہیں اور نصیر خان ،امیر خان مینداڑی کے ہاں قیام کئے ہوئے ہیں اس علاقہ میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے سلسلہ طریقت قادریہ کا اس طرح جائزہ لیتے ہیں کہ یہاں قوم ناصر سے خلیفہ نیک نظر ۶۰ ۔۱۹۵۹ء میں ہم سے اجازت لے کر علاقہ مری میں آیا اور خان محمد پردادانی مری کے پاس آکر ٹھہرا اور اس علاقہ میں حضرت

Marfat.com

سلطان العارفین سلطان باھُوؒ کی شخصیت اور طریقت سے لوگوں کو آگاہ کیا۔
چند سال بعد اس کے ذریعہ الحاج حضرت نور حسین کوہلو تشریف لائے خان محمد اور قبیلہ پردادانی مری کے کافی لوگ اور قوم میندواڑی میں داد علی زئی والے سلسلہ عالیہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔اور دربار شریف حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ پر ان لوگوں نے آمد ورفت شروع کی۔حضرت حاجی نور حسین نے خلیفہ خان محمد پردادانی کو خلافت کی دستار عطا فرمائی اور اسے وظائف وتعویزات کی اجازت بھی دی۔خلیفہ خان محمد اس سلسلہ عالیہ میں بہت شوق سے منسلک رہے۔وہ ۱۹۶۸ء کو دربار شریف آئے اور وہاں وفات پائی۔ان کی آخری آرامگاہ حضرت سلطان نور محمدؒ سلطان محمد نوازؒ کی خانقاہ سے منسلک مغرب میں قبرستان میں موجود ہے۔
خلیفہ نیک نظر جو کہ کچھ سالوں سے علاقہ بغاؤ کھیتران میں ہماری اجازت کے ساتھ سکونت پذیر ہو گیا تھا اور وہاں ایک کوٹھا بنا کر اللہ ھو حق باھو کا ذکر کیا کرتا تھا۔وہ ادھر خلیفہ خان محمد پردادانی کے فاتحہ پر آیا اور فاتحہ کے بعد کلی داد علی میں گیا جہاں پر وہ بیمار ہو گیا اور لعل خان میندواڑی کے گھر اس نے وفات پائی۔(انا للہ وانا علیہ راجعون)۔
اس کی تدفین کلی داد علی کے قبرستان میں ہوئی۔چنانچہ وہاں جا کر فاتحہ کیا گیا۔
شاہ میر اور ملک امیر خان وغیرہ کو تاکید کی گئی کہ اس کی قبر کو پختہ کریں اور چار دیواری بھی بنالیں تاکہ اس کا نشان قائم رہے۔
الحاج سلطان نور حسین حضرت سلطان العارفین سلطان باھُوؒ کی اولاد میں سب سے پہلے ہیں جو یہاں تشریف لائے اور اس قوم نے آپ کے ہاتھوں پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت لی۔پردادانی قوم میں خان محمد مرحوم مرید ہوا اور خلافت پائی۔اس کی وفات کے بعد اس کی سب اولاد بھی الحاج سلطان نور حسین سے بیعت ہوئی۔اس کے بعد اس کے فرزند سلمان پردادانی کو بھی خلافت دی گئی۔اسی طرح جمالان،مرادان اور گنج علی وغیرہ سب قوم آپ کے ہاتھوں سے بیعت ہوئے۔مندانی قوم میں لعل خان،فقیر محمد، ماسٹر نادر خان،شہ میر،نصیر وغیرہ،خیرا اور خیر محمد وغیرہ نے آپ کے ہاتھوں پر بیعت

Marfat.com

کی۔آپ ۶۱۔۱۹۶۰ء میں اس علاقہ میں تشریف لائے اور انہیں بیعت کیا۔

اس روز ہی کوہلو میں شاہد رشید پولیٹیکل ایجنٹ کوہلو ایجنسی سے ملاقات ہوئی جو اوستہ محمد میں رہ چکے ہیں اور سلطان الطاف علی کے کافی دوست ہیں۔ان سے بلوچوں کی رسومات اور قومی روایات میں دخل نہ دینے کے بارے میں گفتگو ہوئی۔جمال خان مری اور ممتاز خان ساتھ تھے۔

اگلے روز حضرت صاحب کا میزبان کوہلو میں ممتاز خان محاسب آف بھاگ تھے جن کے ہاں کئی اہم شخصیات نے آکر ملاقات کی ان میں سرمد حسین قیصرانی APA ،سعید فاروق یوسفزئی اسسٹنٹ کمشنر ،ڈاکٹر پیر محمد DHO ،ڈاکٹر عبدالرحمن میڈیکل افسر، ڈاکٹر عبدالحی ڈینٹل سرجن،ڈاکٹر امیر میڈیکل افسر ،صفدر شاہ SDO بی اینڈ آر، محسن صدیقی تحصیلدار،امان اللہ ہیڈ کلرک بی اینڈ آر،مظفر انجنیئر MMD ،سراج شاہ غرشین ڈپٹی ڈائریکٹر رجسٹریشن افسر،سردار دوست محمد تحصیلدار زکوۃ،ملوک خان ADA کوہلو، صادق پشاوری نائب محاسب، بہادر خان ہتھی خیل انسپکٹر CIA وغیرہ۔

اس محفل میں علم تصوف پر گفتگو ہوئی اور موجودہ عالمگیر فتنہ تبلیغی جماعت سے آگہی دی کہ یہ جماعت جہاد سے انحراف کرتی ہے اور مسلمانوں کو بیکار بنا کر Disarm کرنے کی محرک ہے۔

Marfat.com

باب ہشتم
مشاہیر پاکستان

۲۴ فروری ۱۹۵۱ء کو صبح خان لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان بہ حیثیت صدر مسلم لیگ پاکستان منگھیانہ سٹیشن پر پونے ۹ بجے بذریعہ سپیشل ٹرین تشریف لائے۔ ڈی سی، ایس پی اور ضلع کے تمام افسران کے ساتھ حضرت صاحب بھی ان کے خیر مقدم پر ریلوے سٹیشن پہنچے۔ اُن کے ہمرکاب شہزادہ حبیب الرحمٰن ایس پی انٹیلی جنس لاہور بھی تھے۔ جو کہ گجرات میں جہاد کے زمانہ میں ڈی ایس پی بارڈر پولیس تھے یہ سب نہایت شوق سے ملے۔ وزیر اعظم نے گورنمنٹ ہائی سکول کے میدان میں مسلم لیگ کو ووٹ دینے کے حق میں ایک تقریر فرمائی اور ایک بجے اسی ٹرین پر گوجرہ تشریف لے گئے۔ غالباً تمام پنجاب میں دورہ کر رہے ہیں۔

مارچ ۱۹۵۱ء دن کے وقت میجر جنرل محمد اعظم خان ۱۰ ڈو کمانڈ لاہور چھاؤنی سے ملاقات کی۔ میجر جنرل صاحب جہاد کشمیر ۱۹۴۸ء میں گجرات نوشہرہ سیکٹر پر کمانڈر رہے ان دنوں آپ پاکستانی فوج کے بریگیڈیئر تھے اور ۲۶ ویں بریگیڈ کو کمان کرتے تھے اور آپ کا ہیڈ کوارٹر قاضی باقر تھا۔ بہت ہی زبردست اور ان تھک مجاہد رہے ہیں آپ نے دن رات ایک کر کے کام کیا۔ خطرناک سے خطرناک مقامات اور مورچوں پر بذات خود پہنچے۔ دفتر کے کام سے میدان جنگ میں انہیں زیادہ فرصت حاصل رہی ہے۔ بعد ازاں انہیں پونچھ سیکٹر پر لگایا گیا۔ وہاں بھی ہمارا (پیر آف وانا) لشکر ان کے ساتھ شامل جہاد رہا۔

میجر جنرل محمد اعظم خان نے ایک سرٹیفکیٹ بطور یادگار خدمات کشمیر اُس روز عطا کیا۔ چائے وغیرہ کی نشست اُن کے ساتھ رہی۔

ایک صبح بریگیڈیئر بختیار رانا سے ان کی کوٹھی نمبر ۶۱ نزد ڈاکخانہ چھاؤنی لاہور ملاقات ہوئی۔ آپ ۱۹۴۸ء میں گجرات فرنٹ اسٹر ایریا کے کمانڈر تھے اُس وقت آپ کا رینک

Marfat.com

لیفٹیننٹ کرنل تھا۔اب اتنی ترقی کی کہ بریگیڈیئر ہو گئے اس وقت آپ 13-6 پلٹن کو کمانڈ کرتے تھے۔اور (امام زمزم) کہلاتے تھے۔ہمارے مجاہدوں نے ان کے ایریا میں بہت کافی کام کیا اور عظیم الشان بہادریاں دکھائیں۔جنکی مثال بہت کم ملتی ہے۔ آج کل شہری پولنگ اسٹیشنوں پر فوج کا انتظام ہے جو رانا صاحب کے سپرد ہے۔

لیاقت علی خان:

۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء لکھتے ہیں کہ آج شام کو پاکستان ریڈیو نے اطلاع دی کہ وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان کو شہید کر دیا گیا ہے وہ کمپنی باغ میں ہزاروں کے اجتماع میں جب سپاسنامہ کا جواب دینے اُٹھے تو فوراً ایک شخص مسمی سید اکبر جوان کے جلسہ میں بیٹھا تھا اُس نے پستول سے فائر کیے اور دو گولیاں وزیر اعظم کے سینے میں لگیں اور جام شہادت پا کر راہی ملک عدم ہو گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔قاتل کو اُسی وقت ہجوم نے قتل کر دیا اور اس کا باقی کوئی سراغ نہ لگ سکا۔اس بدبخت نے یہ قتل کر کے تمام حکومت پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہچایا ہے۔خداوند تعالیٰ پاکستان میں اور قابل شخصیتیں پیدا فرما کر ہدایت نیکی واستقامت بخشے۔پھر لکھتے ہیں،تاریخ وفات شہید ملت،''صلۂ شہید کیا ہے تب و تاب جاودانہ'' (اقبال)۔

۱۹۵۲ء۔عبدالقدوس CI/DSP سے ملاقات ہوئی۔کشمیر وار کے دوران ان سے تعلق رہا۔بہت اچھی طرح پیش آیا۔پرانی باتیں یاد کرتا رہا۔پیر صاحب (سید یوسف گیلانی) کے متعلق دریافت کرتا رہا۔وہ یہ سن کر متحیر ہوا کہ پیر صاحب پھر وانا میں ہیں۔ان کا یہ خیال تھا کہ وہ اپنی ناروا پالیسی اور غلط پراپاگنڈا سے قبائل اور پیر صاحب کے درمیان وسیع اختلاف کی خلیج پیدا کر چکے ہیں مگر انہیں غوث پاک کی روحانی طاقت کا علم نہیں ہے اور انہیں یہ پتہ نہیں کہ حق کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے۔

سیاست پاکستان:

۲ فروری ۱۹۵۱ء سجادہ نشین حبیب سلطان نے زبردست سیاسی غلطی کی ہے۔سلطان صاحبؒ کے نام پر ان کا بھرم بنا ہوا تھا۔علاقہ کے رؤسا مرعوب تھے اب

Marfat.com

الیکشن پر کھڑا ہوئے اور باوجود ہزار کوشش کے ٹکٹ میسر نہ ہوا اور ان کا سیاسی سحر ٹوٹ گیا۔اس دفعہ قریشی پارٹی اور عارف نے ایسا دھوکہ دیا ہے کہ وہ نہ بھولیں گے۔لیگ اگر ٹکٹ دے بھی دیتی تب بھی ضلع جھنگ میں کامیابی ممکن نہ تھی۔

حبیب سلطان صاحب کو جب ٹکٹ نہ ملی تو انہوں نے کافی مالی امداد دے کر یا مالی امداد دینے کا وعدہ کر کے مخدوم علی حسین قریشی کو الیکشن کے لئے کھڑا کیا۔

چاچا صاحب حضرت محمد عزیز صاحب بھینی پیر بہادر شاہ ۱۳ تا ۱۵ پھاگن عرس کے لئے رُکے ہوئے ہیں۔علاوہ ازیں میاں فیض محمد جنجیانہ کی الیکشن میں امداد بھی کریں گے محمد عارف خان اُن کے مقابلہ پر ہے۔

مارچ ۱۹۵۱ء لاھور میں پولنگ کے نتیجہ میں نواب ممدوٹ اور ان کی پارٹی اکثریت سے جیت گئے ہیں۔

حضرت صاحب دربار مقدس سے ۱۱ نومبر ۱۹۶۲ء کے مکتوب میں فرماتے ہیں ۔خان آف قلات (میر احمد یار خان) کی بحالی تخت و تاج کی خوشخبری خوشی کا باعث ہوئی ہے۔خان نیک شخص ہے اور براھوئی قوم میں مقبول شخصیت ہے۔

۱۲ نومبر کو لکھتے ہیں خان آف قلات کو مرزا سکندر نے اپنے آخری دنوں میں باغی قرار دے کر گرفتار کیا اور لاھور میں نظر بند کر دیا۔اور ریاست قلات کی گدی سے معزول کر دیا تھا۔اب خدا نے اس کی عزت دوبارہ بحال فرمائی ہے۔خان صاحب صحیح مسلمان اور رحمدل شخص ہے اور یہ حقیقت ہے کہ وہ پاکستان کا باغی نہیں ہے۔

حضرت صاحب مشرقی پاکستان کے حالات اور مجموعی طور پر پاکستان کے ابتر حالات کو دیکھتے ہوئے ۹ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ٹانک سے تحریر فرماتے ہیں کہ موجودہ حالات کے تحت سفر عرب شریف کا ارادہ ترک کرنا پڑا ہے۔ادھر اپنی مجاھد پارٹی کے قریب آیا ہوں تاکہ جہاد کی تیاری کی جا سکے۔

ایک بار میں نے پاکستان کی سیاسی پارٹیوں پر نظر ڈالتے ہوئے حضرت صاحب سے جمعیۃ علمائے پاکستان کے رہنماؤں کے بارے میں پوچھا تو میری طرف ۹ اگست

Marfat.com

۸ ۱۹۷ء کو وانا جنوبی وزیرستان سے لکھتے ہیں کہ۔ ”نورانی صاحبان سے مجھے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے نہ ہی ستار نیازی سے ہے کیونکہ یہ لوگ ٹھوس نہیں ہیں اور سیاسی گٹھ جوڑ کے لئے اپنے عقیدہ کے خلاف کر چکے ہیں۔اور کرسی کے حصول کے لئے مُلک کی چلتی گاڑی کے ہیڈ کو کریک کر کے تباہ کرنے والوں میں سے ہیں“۔

نومبر ۱۹۵۰ء۔معلوم ہوا کہ جنرل سردار امیر محمد خان افغان کو آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی لگایا گیا ہے سلیمان خیل و باقی افغانستان سے ڈیل کرے گا۔۲۴ افسران اس کے ساتھ لگائے گئے ہیں۔

سروکئی میں تحصیلدار بہادر شیر بلوچ کی ملاقات ہوئی۔پٹھانستان کے بارہ میں قومی جرگے ہو رہے ہیں قوم بہلولزئی جمع ہے زرجان ہڑپ رشا دین وغیرہ ملک آیت نظر منگڑ محمود خان وصوبیدار میجر وغیرہ بھی ملے۔اے پی اے نواب زادہ محمد اسلم خان سروکئی میں جرگہ کے بعد واپس ٹانک چلے گئے۔

ملک گل مدار کے خیالات اچھے نظر نہیں آئے وہ پٹھانستان کے لئے ایجنسی کے موجودہ افسران سے ضرور نالان ہے۔اسے سمجھایا گیا کہ ”اسپیو مے دا پارہ سرے شیڑی اور نہ آچاوی“ یعنی جوؤں کے لئے کمبل آگ میں نہیں جلانا چاہیئے۔واقعی بعض افسر نا اہل نا تجربہ کار لالچی ہیں مگر ان کی خاطر دولت خدا داد مملکت پاکستان کے خلاف تخریبی کاروائی کب روا ہے۔

۲۰ جنوری ۱۹۵۱ء حاجی میاں خان حسنی شہوانی ،نہال خان ،حاصل خان زئی ،اللہ یار خان شہوانی ، نبی بخش سید زئی اور سردار غوث بخش خان رئیسانی ایک پارٹی ہیں اور باقی سرداروں کے مخالف ہیں۔یہ لوگ غریبوں کے لیڈر ہیں۔اور نئے انقلاب کی بنیادیں رکھ رہے ہیں سرداری نظام کے خلاف انہوں نے آواز اٹھائی ہے اور کافی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔رئیس وزیر خان جندن والہ اور ارباب جعفر بھاگ والہ بھی ان کی پارٹی میں ہے۔حاجی میاں خان نے ہماری دعوت کی اور ان کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔

۲۷ جنوری ۱۹۵۱ء۔گدی نشین کو بھی ممبری کا شوق ہو گیا ہے حبیب سلطان صاحب اپنے

Marfat.com

بھائی غلام جیلانی کے لئے مسلم لیگ کا ٹکٹ حاصل کرنے کی تگ و دو میں ہیں جبکہ ان کے مدمقابل نوازش علی خان بھی لیگ کی ٹکٹ کا خواہاں ہے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

۱۹۵۲ء۔ چارسدہ پشاور کی تحصیل ہے نہایت سرسبز علاقہ ہے ایک اسسٹنٹ کمشنر اور ایک DSP یہاں ہے۔ یہاں کے لوگ پہلے کانگریسی تھے اب قیوم خان کی حکومت نے انہیں اپنی حکمت عملی سے بالکل درست بنا دیا ہے۔

پیر صاحب سید یوسف گیلانی کے مکان سروکئی میں ایک دکان ہے جس سے گلداری شمن خیل کی تین رائفلیں، ۱۳ تھان کپڑا، کچھ نقد روپیہ، پیر غلام ولد خلیفہ احمندی میانی اور بنگل ولد حاجی زلے کی ایک ایک مشین سلائی سرقہ کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے پٹھانستان کے مدعی لوگوں کا کام ہے۔

سردار عبدالہادی سفیر افغانستان نے اپنے ایک بیان میں سوڈان کی سیاست کا زکر کرتے ہوئے صوبہ سرحد اور قبائل افغانستان کا تعلق بناتے ہوئے پٹھانستان کے لئے اشارہ کیا۔

۲۸ اگست ۱۹۵۲ء۔ ملنگ محمد اکرم پائی خان ایمار خیل کا لڑکا شاب کو کانی گورم میں کسی اور مڑ نے مارا پیٹا ہے۔ ملنگ صاحب گرو یک والوں کی طبیعت رکھتا ہے اس کی آمد و رفت ادھر بہت ہے اسے بہت نصیحت و دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے۔

۱۹۵۳ء۔ معلوم ہوا کہ ۱۷ فروری کو خواجہ ناظم الدین کی لاہور آمد پر سیاہ جھنڈیاں لگائی گئیں۔

۲۶ نومبر ۱۹۶۷ء کو ٹانک پہنچ کر معلوم ہوا کہ ملک امیر محمد خان نواب آف کالا باغ سابق گورنر مغربی پاکستان اپنے لڑکے اسد خان کے ساتھ کسی بات پر تیز ترش ہو گیا اور ملک صاحب نے اس پر فائر کیا اور اسد زخمی ہوا۔ اسد خان نے مسلسل ۶ فائر کر کے نواب صاحب کو موقعہ پر قتل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہادر ایڈمنسٹریٹر تھا۔

جنرل محمد اعظم خان:

۲۰ نومبر ۱۹۵۳ء دربار شریف علی الصبح اپنی قیام گاہ پر میجر جنرل محمد اعظم

Marfat.com

خان کے لئے دعوت چائے کے سامان کو ترتیب دی گئی۔فرش بچھایا گیا۔کرسیاں میزیں لگائی گئیں مٹھائیاں میوے اور چائے کا سامان ترتیب دیا گیا ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے میجر جنرل محمد اعظم خان، کرنل منیر، چوہدری مشتاق احمد چیمہ رجسٹرار سید حامی الدین ایکس ای این تریموں چیف انجنیئر انہار اور باقی چند افسر ادھر پہنچے۔انہیں سڑک سے لانے کے لئے حضرت محمد شریف صاحب گھوڑوں پر تشریف لے گئے۔جنرل صاحب کی سلامی با قاعدہ رائفلوں بندوقوں اور پستول کی فائرنگ سے کی گئی۔ٹی پارٹی ہوئی۔اتفاقاً قوال بھی آ گئے جنہوں نے قوالی سنائی۔نیز حضرت محمد شریف صاحب نے گھوڑوں کا تماشا بھی دکھایا جس سے جنرل صاحب اور سب مہمان بہت خوش ہوئے تقریباً ۲۲ منٹ ادھر ٹھہرے پھر ہم سے رخصت ہوئے۔اس موقعہ ہم نے تمام برادری کو شرکت کے لئے مدعو کیا۔جنرل صاحب نے فرمایا کہ ماہ فروری نمائش اسپان لاھور میں ہو گی اس میں ضرور گھوڑے لاویں۔نیز فرمایا کہ ہمارا کوئی میٹرک پاس ۱۷۔۱۸ سال کا نوجوان ہو تو فوج میں لیفٹیننٹ بھرتی کرائیں۔ڈاٹا بنگلہ پر قیام کرتے ہوئے جنرل صاحب کی طرف سے سول افسران DC,SP جھنگ قاسم رضوی C.O ملتان معززین کے لئے ضیافت کا اہتمام ہوا جس میں انہوں نے ہمیں بھی مدعو کیا۔

۲۵ نومبر ۱۹۵۹ء کو حضرت صاحب رج ہاؤس باتھ آئی لینڈ کراچی میں علی الصبح جنرل محمد اعظم خان وزیر بحالیات سے ملاقات کرتے ہیں۔حضرت فیض سلطان کی درخواست برائے حقوق خرید زمین در سابقہ بلوچستان پر انہوں نے کمشنر کوئٹہ کو لکھا تا کہ وہ انصاف و مہربانی سے عمل و کاروائی کریں۔سیّد غلام مرتضیٰ شاہ صاحب کی درخواست اشتمال اراضی دہ الن پور تعلقہ گڑھی خیرہ والی پر چیف سیٹلمینٹ کمشنر لاھور کو لکھا تا کہ وہ حقائق سے آگاہ کریں اور یہ خیال رکھیں کہ اس تبادلہ سے کلیم ہولڈروں کو تو تکلیف نہیں ہو گی۔انہوں نے پیر صاحب آف وانا کے بارے میں فرمایا کہ وہ انہیں ملنے نہ آئیں بلکہ وہ خود ان سے ملنے جائیں گے وہ تو بڑے آدمی ہیں۔انہیں امور کے سلسلہ میں ۲۶ جنوری ۱۹۶۰ء کو حضرت صاحب اسمبلی ہال لاھور میں چیف سیٹلمنٹ کمشنر سید ہاشم رضا

Marfat.com

سے ملاقات کرتے ہیں۔انہیں سیّد غلام مرتضیٰ شاہ کی درخواست اشتمال اراضی جس پر جنرل اعظم نے ان کو مارک کیا تھا پیش کیا انہوں نے مسٹر کھنڈ کو مارک کیا۔سید صاحب بہت اچھی سندھی میں حضرت صاحب سے ہمکلام رہے۔

پاکستان و عالم اسلام:

۲۳ مئی ۱۹۵۵ء پرسوں مشتاق احمد گورمانی گورنر پنجاب نے خاص حکم سے وزیر اعظم (وزیر اعلیٰ) پنجاب نون صاحب کو برطرف کر دیا ہے اور اس کی بجائے سردار عبدالحمید خان دستی کو وزیر اعظم (وزیر اعلیٰ) پنجاب بنا دیا ہے۔یعنی آجکل پنجاب میں مکمل مظفر گڑھیوں کی حکومت ہے۔لغاری، گیلانی اور پراچہ باقی وزیر ہیں جو کہ اسی بلاک کے ہیں۔

آجکل افغانستان پاکستان کی کھلی مخالفت کر رہا ہے اور پاکستان کے خلاف لشکر فراہم کر رہا ہے۔شاید روس اس کی پشت پر ہے۔اللہ تعالیٰ فضل فرماوے۔

پاکستان:

۱۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء آج مغربی پاکستان کے ایک یونٹ ہونے کا عمل درآمد ہوا۔

۲۶ جنوری ۱۹۵۷ء کو ہند نے ناجائز طور پر مقبوضہ کشمیر کا الحاق ہندوستان سے کر دیا لہٰذا پاکستان کے طول و عرض میں یوم سیاہ منایا جا رہا ہے۔کراچی میں بھی ہڑتال دکانیں کاروبار بند ہیں بسوں نے جزوی ہڑتال کی۔

۱۹۵۶ء میں ۲۳ مارچ کے دن لکھتے ہیں کہ آج پاکستان بھر میں جشن منایا گیا ہے۔آج سے پاکستان ڈومین سے نکل کر آزاد ہو چکا ہے اور مملکت کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ہمارا صدر ہمیشہ کے لئے مسلمان ہو گا۔اور قانون قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو گا۔آجکل ہمارا منتخب صدر ''میجر جنرل سکندر مرزا صاحب'' اور وزیر اعظم ''چوھدری محمد علی صاحب'' ہیں۔اللہ تعالیٰ پاکستان کو اور بھی پائندہ و مستحکم فرماوے اور اپنا اصل دین اسلام کا ادھر عروج فرماوے۔اور حکمران کو ہدایت بخشے اور پاکستانیوں کو آسودہ رکھے۔آمین۔

پاکستان کے صرف دو یونٹ ہیں۔مشرقی و مغربی۔دارالخلافہ کراچی ہے۔

Marfat.com

(دراصل ۲۳ مارچ کو لاھور منٹو پارک موجودہ مینار پاکستان پر قرارداد پاکستان قائداعظم کی صدارت میں منظور پائی تھی)

۹ اکتوبر ۱۹۵۸ء حضرت صاحب نیکزنخیل بدر میں ہیں اور لکھتے ہیں شاہ صاحب (غلام مجتبیٰ شاہ ہمدانی) کے خط اور باقی خطوط سے معلوم ہوا کہ مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۵۸ء تمام پاکستان کا نظم ونسق پاکستان آرمی نے سنبھال لیا ہے اور ملک بھر میں مارشل لاء یقینی عسکری حکومت ہے۔ اس میں عوام اور شریف انسانوں کا بہت فائدہ ہے۔

معلوم ہوا کہ پاکستانی فوج نے ملک بھر میں تمام اشیاء ارزاں کر دی ہیں اور سب چیز خالص میسر آتی ہے۔ اس سے عوام کا بہت فائدہ ہے لیکن اس کا سرمایہ داروں پر بُرا اثر پڑا ہے۔ وزیرستان میں خاص طور پر آلو کے سوداگر سخت نقصان میں ہیں انہوں نے -/17 روپے فی بوری آلو خریدے ہیں اور پنجاب میں -/8 نرخ ہو گیا ہے۔ یہ پریشان ہیں۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو صدر پاکستان سکندر مرزا نے استعفیٰ دے دیا اور صدارت جنرل محمد ایوب خان نے سنبھال لی۔ سکندر مرزا ۱۹۵۶ء میں پاکستان کے گورنر جنرل مقرر ہوئے آپ ہی پہلے صدر بنے تھے امید ہے اب لندن چلے جائیں گے۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۶۰ء آج پاکستان بھر میں یوم انقلاب منایا گیا یہ وہ دن ہے جب جنرل محمد ایوب خان نے مارشل لاء نافذ کر کے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اور پاکستان کو تباہی سے بچایا۔

نومبر ۱۹۶۴ء کو بنیادی جمہوریت کے الیکشن میں شمیر دامان کے پولنگو میں حضرت غلام باھو صاحب اور اوستہ محمد میں سلطان غلام میراں اور لطیف سلطان کی کامیابی کی اطلاع ملی۔ قاضی امیر حاجی اور قاضی نور محمد بستی قاضی صاحب والے دونوں اس سال بی ڈی کے ممبر بنے ہیں۔

۲ جنوری ۱۹۶۵ء کو ملک بھر میں اسی ہزار بی ڈی ممبران ہر تحصیل میں صدارتی انتخاب کے ووٹ ڈال رہے ہیں۔ امیدواران فیلڈ مارشل ایوب خان، محترمہ فاطمہ جناح، مسٹر

Marfat.com

کمال اور مسٹر بشیر ہیں۔شام کو ایوب خان کی کامیابی کے امکانات ملنے لگے۔
۸ دسمبر ۱۹۷۰ء کو حضرت صاحب دربار شریف پر تھے اور لکھتے ہیں کہ صاحبزادہ نذیر سلطان صاحب خدا کے فضل سے پاکستان کی قومی اسمبلی میں الیکشن میں اپنے حریف محمد عارف خان رجبانہ سیال سے دس ہزار ایک سو چودہ ووٹ اکثریت میں حاصل کر کے جیت گئے ہیں۔حالانکہ تیسرا نمائندہ پیپلز پارٹی نے بھی تقریباً بیس ہزار ووٹ لئے۔نذیر سلطان کے کُل ووٹ 68500 سے زائد بنے۔نذیر سلطان، سلطان خضر حیات، سلطان حمید اور حاجی مجید صاحب کو مبارکباد دی گئی اور وہ ہمارے پاس مبارک دینے آئے۔
۱۳ فروری ۱۹۷۳ء ریڈیو پاکستان کے مطابق اسلام آباد میں سفارتخانہ عراق سے کافی اسلحہ گولی و بارود برآمد ہوا ہے جو کہ پاکستان دشمن لوگوں میں تقسیم ہونا تھا۔اسلحہ روسی ساخت کا ہے۔سلیمان حکمت سفیر عراق کو عراق واپس بھیج دیا گیا ہے اسے حکومت پاکستان نے ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔
۲۵ مئی ۱۹۷۳ء علم دین کا ورود: حضرت صاحب ٹانک میں تھے کہ ماسٹر رب نواز (خیاط) کے جسم میں وارد علم دین کا روح آ کر ملا۔اس نے پاکستان کی سالمیت کے بارے میں بتایا کہ اس کی سالمیت کا ذمہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اٹھا لیا ہے اب اسے انشاء اللہ کوئی خطرہ نہیں تکالیف ضرور ہیں لیکن پاکستان سالم رہے گا۔انشاء اللہ۔
۱۲ اگست ۱۹۷۳ء۔صدر پاکستان: کل پاکستان کے نئے قانون کے تحت پاکستان کے نئے صدر کا انتخاب ہوا۔چوہدری فضل الٰہی پیپلز پارٹی والا جو کہ ضلع گجرات کے ہیں پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔
وزیر اعظم پاکستان: آج سابقہ صدر ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے آئین کے تحت پاکستان کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔نئے آئین میں سب اختیار وزیر اعظم کے ہاتھ میں ہے۔
۱۷ ستمبر ۱۹۷۳ء ملک گلاب خان شنگی اس سال خدا کے فضل سے پاکستان کے ایوان بالا کا سینٹ ممبر منتخب ہوا ہے آجکل اسلام آباد اسمبلی کے اجلاس میں ہے اللہ تعالیٰ اسے اور

Marfat.com

زیادہ بخت و برکت بخشے۔

پاکستان و دنیائے اسلام:

انقلاب کابل:

۱۷ جولائی ۱۹۷۳ء ریڈیو پر اطلاع سُنی کہ آج صبح سردار داؤد خان نے افغانستان میں انقلاب لا کر شہنشاہیت کو ختم کر دیا ہے اور جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی ہے۔

احباب و اقارب:

۲۲ نومبر ۱۹۷۷ء کو اپنی برادری میں ایک اچھی نشست حضرت صاحب کے ساتھ رہی۔ گزشتہ الیکشن کی تیاری کے موقعہ پر حضرت صاحب نے سلطان خضر حیات اور نذیر سلطان کے درمیان سمجھوتہ کرا لیا تھا اس الیکشن میں نذیر سلطان کی سب مل کر معاونت کریں گے۔ اور آئندہ پانچ سال بعد کے الیکشن میں سلطان خضر حیات کی پوری سپورٹ کی جائے گی۔ اس پر تمام خاندان متفق ہوا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام خاندان میں بمعہ سجادہ نشین بہتر مراسم پیدا ہو گئے۔ ۱۵ مارچ ۱۹۸۵ء سینٹ کے انتخابات میں حضرت حاجی سلطان عبدالمجید کامیاب ہوئے ہیں۔

۹ فروری ۱۹۷۵ء ریڈیو کی اطلاع ہے کہ محمد حیات شیر پاؤ پشاور یونیورسٹی میں تقریر کر رہے تھے کہ کسی نے بم پھینکا جس سے وہ فوت ہو گئے۔ متعدد افراد زخمی ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۶ مارچ ۱۹۷۵ء سعودی عرب کے شاہ فیصل کو کل اس کے بھتیجے نے ریاض میں قتل کر دیا ہے اس کے دوسرے بھائی خالد کو تخت نشین کر دیا گیا ہے۔ آج وزیراعظم بھٹو جنازہ کے لئے ریاض پہنچ رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۶ اگست ۱۹۷۵ء کل صبح بنگلہ دیش میں فوجی انقلاب آیا شیخ مجیب اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا۔ مشتاق احمد خونکر صدر بنے اس نے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ بنگلہ دیش رکھ دیا ہے۔ وزارت بھی قائم کر دی ہے جس میں سب مسلمان ہیں۔ ملک میں کرفیو نافذ ہے۔

Marfat.com

۷ مارچ ۱۹۷۷ء کو پاکستان میں قومی اسمبلی کا الیکشن ہوا۔ ہمارے علاقہ میں پیپلز پارٹی کی ٹکٹ پر محمد نذیر سلطان اور متحدہ محاذ کی ٹکٹ پر نوازش علی خان سیال کھڑے ہیں سلطان خضر حیات نے صوبائی میں متحدہ محاذ کا ٹکٹ لیا ہے۔ اگلے روز نتائج کا اعلان ہوا۔ ادھر نذیر سلطان کو ۸۱ ہزار ووٹ سے زائد ووٹ ملے ہیں جبکہ ان کے حریف نوازش علی خان سیال کو ۳۵ ہزار ملے ہیں۔ ویسے بھی سارے ملک میں پیپلز پارٹی کو زیادہ کامیابی ہوئی ہے۔ پنجاب میں پیپلز پارٹی کی اکثریت ہے البتہ صوبہ سرحد میں متحدہ محاذ کے ممبران زیادہ چنے گئے۔

متحدہ محاذ نے صوبائی الیکشن کا بائیکاٹ کردیا ہے لہٰذا سلطان خضر حیات بھی الیکشن نہ لڑیں گے۔

۵ جون ۱۹۷۷ء کو صبح جنرل ضیاء الحق CIC پاکستان نے ملک بھر میں مارشل لاء لگا دیا ہے وزارتیں توڑ دی ہیں سابق وزیر اعظم بھٹو اور سیاسی لیڈر نظر بند کر لئے گئے ہیں۔ صدر فضل الٰہی اسی طرح ہیں اس لئے ملک کا قانون منسوخ نہیں ہے۔

۱۹ دسمبر ۱۹۸۴ء کو پاکستان میں صدر ضیاء صاحب اس امر کا ریفرنڈم کرا رہے ہیں کہ آیا گزشتہ ساڑھے سات سال میں انہوں نے جو ملک اور اسلام کی خدمت کی ہے وہ انہیں پسند ہے یا نہیں۔ نیز وہ مکمل اسلام کے احکام کو ملک بھر میں جاری ہونے کے حق میں ہیں یا نہیں۔ اگر ریفرنڈم اثبات میں ہوا تو ضیاء الحق صاحب مزید ۵ سال کے لئے صدارت کی گدی سنبھالنے کا حق حاصل کرلیں گے۔ زور و شور سے ووٹنگ جاری ہے۔

۲۶ فروری ۱۹۸۵ء کو الیکشن کے نتائج ملتے ہیں تحصیل شور کوٹ سے صاحبزادہ نذیر سلطان نے قومی اسمبلی کے امیدوار کی حیثیت سے الیکشن لڑا جس کی آج ریڈیو ٹیلی ویژن میں اطلاع ملی ہے کہ ان کا حریف محمد عارف خان کامیاب ہوگیا ہے مجھے ان کی ناکامی کے افسوس سے اس امر کا زیادہ افسوس ہوا ہے کہ انہوں نے ممبری کے لئے اپنی سیاسی پارٹی بھی چھوڑ دی تھی جس کا ان کی شخصیت اور کردار پر ناشائستہ اثر پڑا۔

۱۵ اگست ۱۹۸۶ء کو حضرت صاحب شدت علالت میں بستر پر ہیں۔ اور اپنے روزنامچہ

Marfat.com

پر لکھواتے ہیں "یوم آزادی پاکستان کے موقع پر وزیر اعظم پاکستان محمد خان جونیجو نے سیاسی جلسوں پر پابندیاں لگا دیں اس کے باوجود کراچی ٹھٹھہ اور لاہور میں کافی قتل و غارت ہوا اور اسی طرح ہندوستان میں بھی شدید بدامنی رہی۔

مزید بالا حکام سے رابطے:

اکتوبر ۱۹۵۰ء خان عبید اللہ خان سپریٹنڈنٹ پولیس لائل پور (فیصل آباد موجودہ) سے خاص تعلق رہا کہتے ہیں اس نے دوسری شادی کی اور فرزند تولد ہوا۔ ایس پی صاحب نے بتایا کہ خان غلام رسول خان نیازی کو "غازی کشمیر" کا ٹائٹل مل چکا ہے جو ہمارے اچھے ساتھی تھے۔

۲۵ اکتوبر ۱۹۵۰ء چوھدری مشتاق چیمہ ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ سے ملاقات کر کے قاضی ولی محمد صاحب کا کیس انہیں بتایا انہوں نے انصاف کرنے کے لئے اطمینان دیا۔

۹ نومبر ۱۹۵۰ء اے آر او بھلوال سید مظہر الاسلام سے ملاقات کی۔ پیر صاحب کے خلیفہ علی محمد فقیر کی دکان کی الاٹمنٹ کا مسئلہ پیش کیا جو انہوں نے الاٹ کرنے کا وعدہ کر دیا اور تشفی دی۔

۱۵ صفر المظفر رشید الدین خان اسسٹنٹ کمشنر ٹانک کو بیمار ہو جانے پر ان کی مزاج پُرسی کے لئے گئے۔ دوسرے روز بھی رشید الدین کی مزاج پُرسی کو گئے۔

۹ ربیع الاوّل / دسمبر ۱۹۵۰ء: اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ جھٹ پٹ نصیر آباد کرنل عزیز اللہ خان علی زئی آف ڈیرہ اسماعیل خان وہاں تعینات ہیں۔ ان سے ملاقات کی۔ وہ نواب زادہ حاجی فتح اللہ خان کا جوانترہ ہے۔ بر سبیل تذکرہ حضرت محمد حسن کا واقعہ بھی بیان ہوا وہ نواب عطا محمد خان جمالی سے ان کا کام کرا دینگے۔ حضرت فیض سلطان صاحب کے انتقالات اراضی کی بات چیت کی۔ اے پی اے صاحب نے فرمایا وہ ملکی حقوق طلب کریں اور بلوچستانی ہونے کی درخواست دیں۔

۲۶ جنوری ۱۹۵۱ء مگھیانہ میں علی الصبح منظور احمد لغاری کی ملاقات کی وہ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۰ء کو گڑھ مہاراجہ دورے پر گئے تھے۔ فیض احمد پر مقدمہ کے سلسلہ میں انہوں نے تسلی دی

Marfat.com

انشاء اللہ انصاف ہو گا۔ یہاں ایسے شواہد مل رہے ہیں کہ حبیب سلطان اپنی غریب برادری کے ساتھ جو کرم فرمائیاں کر رہے ہیں پتہ چلتا ہے۔

فروری ۱۹۵۱ء نواب فتح اللہ خان ڈی سی جہلم نے خط بھیجا ہے کہ پیر نظام الدین تونسوی کی خواہش پر ان کے لئے دو شکاری کتے مہیا کرنے ہیں میں نے چاچا صاحب حضرت محمد عزیز صاحب سے دو تازی کتے حاصل کر کے فقیر نبی شاہ کے ہاتھ قطب پور روانہ کر دیئے ہیں جہاں تونسوی صاحب نے آنا تھا۔

۷ مارچ ۱۹۵۱ء لاھور میں شہزادہ حبیب الرحمٰن ڈی ایس پی سے ملاقات کی۔ جہاد کشمیر میں وہ بارڈر کے ڈی ایس پی رہ چکے تھے انہوں نے حضرت صاحب کو ایک چٹھی بطور یاداشت لکھ کر دے دی۔

ڈی آئی جی لاھور۔۔۔۔ نے حضرت صاحب کو ان کی خدمات کے بارے میں ایک چٹھی دی جو کہ جہاد کشمیر کے دنوں میں سرانجام دی گئیں۔ انہوں نے یہ چٹھی بطور یادداشت عطا کی۔

جناب ریاض الدین احمد جہاد کشمیر میں گجرات کے ڈپٹی کمشنر تھے اور ان سے اچھے مراسم رہے۔ اب فینانس میں آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی لاھور ہوئے ان سے ملاقات ہوئی۔ بہت مہربانی سے پیش آئے۔ ۱۹۵۰ء میں جب گجرات میں تھے تو آپ کی بیگم صاحبہ الیکٹرک شاٹ لگنے سے راہی ملک عدم ہو گئیں اور پھر آپ وہاں سے ٹرانسفر کرا کر لاھور آ گئے۔ اب لاھور یا لائل پور (فیصل آباد) میں ڈپٹی کمشنر لگنے والے تھے۔ ان سے صاحبزادہ رفعت سلطان کی ملازمت کے لئے بات کی تو انہوں نے ڈپٹی کمشنر جھنگ کے نام تحصیلداری پر تعیناتی کے لئے سفارش لکھ دی اور ساتھ ہی کمشنر ملتان (آئی یو خان) سے بھی بات کرنے کو کہا۔

۲۴ مارچ ۱۹۵۱ء چوھدری مشتاق احمد چیمہ سے ملاقات کی جن سے جہاد کشمیر میں مراسم تھے۔ انہوں نے رات اپنے ہاں ٹھہرا لیا۔ چوھدری صاحب ضلع سیالکوٹ میں سمڑیال کے کسی گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ آپ ۱۹۴۷ء میں ہمارے ضلع جھنگ میں ڈی سی

Marfat.com

تھے۔۱۹۴۸ء میں لائل پور ڈی سی رہے پھر ان دنوں پنجاب وزارت کا کوئی وزیر میاں نوراللہ ان کے خلاف ہو گیا اور انہیں ڈی سی کے عہدہ سے ہٹا دیا گیا۔ پھر چیمہ صاحب آزاد کشمیر میں بحیثیت اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوئے جب وزارت پنجاب کا خاتمہ ہوا اور گورنر راج آیا تو آپ پھر مظفر گڑھ کے ڈی سی ہوئے اور دو ماہ بعد ڈیرہ غازیخان کے ڈپٹی کمشنر تعین کئے گئے۔ نہایت شریف النفس غریب پرور دور اندیش اور انتھک کارکن ہیں۔

۲۹ مارچ ۱۹۵۱ء / ۱۹ جمادی الثانی شہزادہ حبیب احمد ڈپٹی سینٹرل انٹیلی جنس لاهور جو کہ دورہ پر مکھیانہ آئے ان سے ملاقات کی۔

۱۵ اگست ۱۹۵۱ء کو پولیٹیکل ایجنٹ وانا عطاء اللہ جان کا دعوت نامہ آیا جس میں اس نے پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی اور حضرت صاحب کو دوسرے روز ہی ساڑھے پانچ بجے چائے پر بلایا۔ چنانچہ اس میں شرکت کی گئی اور قومی وقبائلی امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

ستمبر ۱۹۵۱ء اے پی اے نے نائب تحصیلدار وانا غلام مصطفیٰ خان کو میرے پاس حالات اور ضروری باتیں معلوم کرنے کے لئے بھیجا چونکہ پیر صاحب سید یوسف گیلانی بھی موجود تھے اس لئے ان سے پورا حال احوال ہوا۔

۱۸ ستمبر ۱۹۵۱ء کو پولیٹیکل ایجنٹ وانا عطاء اللہ جان نے ساڑھے بارہ بجے کھانے کی دعوت پیر صاحب وحضرت صاحب کو دی۔ جناب پیر صاحب نے دعوت میں بلوچستان کے اندر پشتونستان کے عناصر پیدا ہونے کے وجوہات پر روشنی ڈالی۔ پولیٹیکل ایجنٹ نے پوندوں کے بارے میں بتایا کہ حکومت نے انہیں شہداء کے عوضانے دوسری قوموں کے مطابق ایک ہزار روپیہ فی شہید دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ پیر صاحب نے ان سے پاوندہ لشکر کے شہداء وزخمیوں کی لسٹ بھی طلب کر لی۔

۱۹۵۲ء چاچا صاحب حضرت محمد شریف صاحب، برادرم سلطان محمد مشتاق صاحب، مہر شیر کھپلانہ، چوھدری غلام محمد اور سیّد عبداللہ شاہ مہاجر امرتسری مقیم سرگودھا کے امور کے لئے سردار منظور احمد لغاری مجسٹریٹ خزانہ سردار غلام حسن خان لغاری بحالیات ایڈیشنل

Marfat.com

کمشنر اور سردار فتح اللہ خان سے لاہور میں ملاقاتیں کیں اور امور سرانجام کرائے گئے۔
کملانوں کی شورش کا واقعہ چک ۱۳ گگھ مربعہ نمبر ۳ (درکھانہ عبدالحکیم) میں فاضل کملانہ اور بہادر کملانہ کے ناجائز قبضہ کرنے پر ہوا جس کے باعث کینال افسر ملتان، ایس پی عبدالحکیم اور ایس آئی وغیرہ کو کئی بار رجوع کرنا پڑا اور بالآخر مسئلہ حق پر طے ہوا اور کملانوں نے نادم ہو کر معافی مانگی۔
کملانوں نے اپریل ۱۹۵۳ء کو پھر سے شورش کی اور گگھ میں اراضی کی تیار گندم پر قبضہ کرنے لگے حضرت صاحب وزیرستان گئے ہوئے تھے تو صاحبزادہ فیض احمد (طلعت سلطان) موقعہ پر وہاں پہنچ گئے۔ حضرت صاحب نے بھی طلعت سلطان کو نگرانی کے لئے تاکید کر دی۔ سلطان محمد مشتاق بھی بعد میں طلعت سلطان کو وہاں جا ملے اور قیام پذیر ہو گئے۔
۴ جون ۱۹۵۳ء چوہدری مشتاق احمد چیمہ رجسٹرار کواپریٹو بینک سے لاہور میں ملاقات کی تاکہ ان سے کاشتکاری کے لئے ٹریکٹر حاصل کی جائے انہوں نے عید کے موقع ڈانا بنگلہ آ کر اس بارے میں پیش رفت کا وعدہ کیا۔
پیلس ہوٹل میں بریگیڈیئر بختیار رانا سے ملاقات کی۔
اگست ۱۹۵۳ء سلطان احمد (خطرناک) کا لائسنس مارچ ۱۹۴۸ کو حضرت صاحب نے نوابزادہ فتح اللہ خان ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ سے بنوایا تھا اور تمام خرچ بھی برداشت کیا۔ انہی دنوں چاہ سمندری کے حضرات اور حضرت احمد بخش کے لائسنس بھی انہیں بنوا کر دیئے۔

جنرل محمد زمان کیانی:

۲۱ مئی ۱۹۵۹ء کو جناب پیر صاحب کے ہمراہ ان سے ملاقات ہوئی بہت خلوص سے پیش آئے ان کے ساتھ بہت سی باتیں ہوئیں اور کشمیر میں آپ نے پہلے کی نسبت زیادہ مضبوطی بتائی اور مارشل لاء کی حکومت کی تعریف کی۔ انہوں نے کہا کہ جنگ ضرور کرنا پڑے گی لیکن اب کے جنگ جب بھی ہوئی وہ کشمیر پر نہیں بلکہ تمام

Marfat.com

ملک میں ہوگی اور ہمارا نصب العین بھی سری نگر نہیں بلکہ آزادی اسلام ہوگا۔

میجر یوسف کمشنر اینڈ ریذیڈنٹ پشاور:

اگلے روز ان سے پیر صاحب کے ہمراہ ملاقات ہوئی۔ وہ پیر صاحب کا پرانا واقف اور دوست ہے۔ مہربانی اور خندہ پیشانی سے پیش آیا۔ بوقت رخصت مجھے اور پیر صاحب کو سو سو روپیہ خرچ دیا۔ یہ پہلا روز ہے جو مجھے ملاقات میں کوئی روپیہ وغیرہ دیا گیا۔ پیر صاحب نے میجر صاحب سے نئی پالیسی آئندہ خدمت قبائل میں مستحقین کے حقوق وغیرہ پر بات کی۔

اس روز ریاض الدین احمد کمشنر بحالیات لاہور سے بھی ہم ملے۔

کیپٹن صالح محمد:

کیپٹن صالح محمد جو خلیفہ عبدالغفور و خلیفہ عبدالوھاب یوسفزئی کے بھائی ہیں اور لاہور میں ڈپٹی سیکرٹری و سیکرٹری کے عہدوں پر رہ چکے ہیں ان کے بارے میں سولہ جولائی ۱۹۶۹ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ وہ اب ڈیرہ اسماعیل خان ڈویژن کے کمشنر مقرر ہو چکے ہیں۔ ان سے ملاقات کی اور انہیں خوش آمدید کہا اور مبارک دی۔ ان پر اس چیز کا زور دیا کہ قبائل میں تعلیمی سہولتیں اور وظائف زیادہ کریں اور جو تعلیم یافتہ ہیں انہیں روزگار مہیا کریں وغیرہ۔

ملاقات میں ملک زرجان درامن خیل، ملک سیلانی شامن خیل، محمد امیر خان پچی خیل میرے ساتھ ہیں۔ کیپٹن صاحب ہمیں مل کر بہت خوش ہوئے۔ جناب پیر صاحب آف وانا اور حضرت سلطان غلام باھو کا تعارف بھی کرایا۔

Marfat.com

باب نہم
احباب واقارب ومشاہیر

فصیح الدین وردگ:

حضرت صاحب کے احباب میں جناب فصیح الدین وردگ بھی ہیں جو ایک بیدار مغز اور فعال شخصیت ہیں۔نواب بگٹی کی گورنری کے دور میں زراعت، خوراک و اطلاعات و جنگلات وغیرہ کے سیکرٹری بھی رہ چکے ہیں اور اس دورانیہ میں انہوں نے کئی بار حضرت صاحب کو اپنے ہاں مدعو کیا۔۲۶ جولائی ۱۹۷۱ء کو حضرت صاحب نے وردگ صاحب کے اعزاز میں اپنے آستانہ دستگیر میں دعوت دی جس میں حاجی میر قادر بخش شاہوانی، ملک صادق کانسی، سلطان غلام میراں اور ڈاکٹر سید غلام مرتضیٰ شاہ (جیکب آباد والے) بھی شامل ہوئے۔

سردار محمد امین کھوسو:

۱۸ اگست ۱۹۷۳ء کو حضرت صاحب کے ہمراہ جا کر فصیح الدین وردگ سیکرٹری خوراک و اطلاعات سے ان کی قیام گاہ نزد بلدیہ ہاؤس ملاقات کی ان کے ہاں سردار محمد امین کھوسو پہلے ہی موجود تھے۔جو بزرگ شخصیت تحریک خلافت کے علم بردار، پرانے سیاست دان اور متلون طبع کے مالک تھے۔وہ ہمیں ملنے پر کترا رہے تھے۔ وردگ صاحب نے فرمایا باباجی آپ حضرت صاحبان سے ملیں یہ حضرت سلطان باھوؒ کی اولاد سے ہیں۔کھوسو نے جواب دیا یہ پیر صاحبان کیا کر رہے ہیں؟ دراصل کھوسو ایک بیحد محب وطن اور خوددار شخصیت کے مالک بھی ہیں وہ صرف اور صرف ایک باعمل و باکردار آدمی کو چاہتے ہیں۔وردگ نے بتایا کہ پیر غلام دستگیر القادری وہ ہیں جو مجاہد کشمیر ہیں اوران کی کاوش سے آزاد کشمیر ہمیں ملا ہے اور دوسرے ان کے بھائی ہیں جنہوں نے حال ہی میں پاکستان و ایران کے ثقافتی تعلقات پر ''بیست و پنج قرن روابط فرہنگی

Marfat.com

پاکستان و ایران'' ایک کتاب تصنیف کر کے شائع کرائی ہے۔اس پر کھوسو صاحب اٹھ پڑے اور خوشی سے آ کر ملے۔یہ واقعہ بھی نا قابل فراموش رہا۔کھوسو صاحب بھرچونڈی شریف سے بیعت تھے اور فرماتے تھے جس نے میرے مُرشد کے پیچھے نماز پڑھ لی وہ مجاہد ہو کر نکلا ہے۔کھوسو صاحب کا انتقال ۶ دسمبر ۱۹۷۳ء کو ہو جاتا ہے جس پر ہمیں دکھ ہوا اور اُن کی وفات ایک قومی المیہ میں شمار کیا ہے۔

نواب اکبر خان بگٹی :

اگلے روز ۹ اگست کو فصیح الدین وردگ کی خواہش پر حضرت صاحب نواب محمد اکبر بگٹی گورنر بلوچستان سے ان کے دفتر میں ملاقات کرتے ہیں۔فرماتے ہیں ہم گورنر ہاؤس پہنچے برادرم سلطان الطاف علی اندر تشریف نہ لائے۔نواب عبدالقادر شاہوانی، وڈیرہ شیر دل مغیری اور کافی احباب ملے۔شہزادہ داؤد جان بھی ادھر ملے جو سلطان خضر حیات کے ہم جماعتی رہ چکے ہیں۔سات بجے شام گورنر بگٹی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔بہت تپاک سے اٹھ کر ملے۔خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ٹھنڈا منگوایا اور تقریباً بیس منٹ گفتگو میں گزارے۔میں نے انہیں اپنا تعارف کروایا جہاد کشمیر اور جناب پیر صاحب آف وانا کا ذکر چھڑا۔جنوبی وزیرستان کے قبائل اور سرداران کے براہوی قبائل سے تعلق کا ذکر کیا۔انہیں بتایا کہ میں اُن سے بحیثیت گورنر ان کے ملنے کا خواہاں نہیں ہوا بلکہ انہیں ایک مرد مجاھد سمجھ کر ملاقات کرنے کی خواہش ہوئی ہے۔ملک و ملت کو ایسے شخص کی ضرورت ہے جس کا قول و فعل ایک ہو اور جس کا دل و دماغ بیک وقت صحیح کام کرے۔

آپ نے افغانستان میں انقلاب کے بعد داؤد خان کی حکومت سے قبائل کے ردِ عمل کے بارے میں دریافت کیا۔اپی فقیر اور وزیرستان میں پشتونستان تحریک کے بارے میں دریافت کیا۔اور بتایا کہ داؤد خان سے ان کی ملاقات ہوئی تھی وہ اسے ذاتی طور پر پہچانتے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ داؤد خان ایک خاص مقصد لیکر آیا ہے خدا جانے وہ پورا

Marfat.com

ہوا ہو یا نہ ہو۔لیکن داؤد خان پاکستان کا دوست نہیں ہے نیز داؤد خان سخت مزاج اور پختہ خیال رکھتا ہے۔

بہر حال گورنر صاحب سے میں نے خود ہی رخصت لی۔آپ نے فرمایا کہ جب میں وزیرستان سے واپس آؤں تو انہیں ضرور ملوں فرمایا کہ وہ مجھے دیکھ کر اور مل کر خوش ہوئے ہیں۔

یکم اکتوبر ۱۹۷۳ء کو کرنل محمد حسین ملٹری سیکرٹری گورنر ہاؤس سے فون پر رابطہ کیا۔انہوں نے آج ۴ بجکر ۵۵ منٹ پر گورنر بلوچستان سے میری ملاقات کا وقت مقرر کیا۔چنانچہ گورنر ہاؤس میں وقت مقررہ پر عصر کو گورنر بلوچستان محمد اکبر بگٹی سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے وزیرستان کے حالات وہاں پشتونستان پراپا گنڈا کا اثر ،داؤد خان کی نئی حکومت کا اثر ،نیاز علی ،عبداللطیف طوری خیل اور تیرئی کی طرف کے نئے حالات وغیرہ کے بارے میں دریافت کیا۔رزمک ،لدا وغیرہ میں سکاؤٹس پاکستان کا اس سے داخل ہو جانے سے آپ نے تشفی کا اظہار کیا۔

بلوچستان کے بارہ میں نے انہیں عرض کیا یہ حالات کب تک ہونگے۔فرمایا کہ کچھ نہ کچھ گڑ بڑ تو دنیا کے ہر ملک میں رہتی ہے۔میں نے کہا کہ ہمیں آپ کے آجانے اور گورنر ہونے پر یہ توقع تھی کہ آپ بلوچ کی قومی روش اور فطرت کو سمجھتے ہیں بلکہ ہر شخص سے ذاتی تعلق رکھتے ہیں آپ انہیں سنبھال لیں گے اور ٹھیک کر لیں گے۔فرمایا کہ بلوچ کا دستور اور رویہ پٹھان سے مختلف ہے۔پٹھان پیسے سے راضی ہو جاتے ہیں لیکن بلوچ ایسے نہیں ہیں۔تقریباً ۱۵ منٹ گفتگو رہی۔میں نے پنجاب واپس جانے کے لئے رخصت چاہی۔

۲۴ جولائی ۱۹۷۵ء ساڑھے آٹھ بجے شام اچانک خیال آیا کہ نواب اکبر بگٹی کو ملوں چنانچہ ان کے مکان پر چلا آیا۔کھلی مجلس لگی ہوئی تھی نواب صاحب پرتپاک ملے اور خوش ہوئے۔باقی لوگ ان سے سیاسی باتیں کرتے رہے۔نواب صاحب نے فرمایا بھٹو قابل شخص ہے ہوشیار بھی ہے اور ہمیں اس کے علاوہ پاکستان کو سنبھالنے والا بھی نظر نہیں

Marfat.com

آتا۔لیکن وہ اپنا رویہ تبدیل کرے۔پشتونستان کے بارے میں انہوں نے کہا کہ وہ امر مسلمہ ہے بن کر رہے گا۔اب بھٹو نے بھی کافی باتوں میں تسلیم کرلیا ہے البتہ پشتون بلوچوں کو ساتھ ملا کر دریا کا ساحل حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بلوچوں کا اس میں سراسر نقصان ہے۔بیس لاکھ بلوچ اگر اڑھائی کروڑ پشتون میں مدغم ہو جائیں تو بلوچ بٹ جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔اور میں نے رخصت لے لی اور چلا آیا۔

۳۱ اگست ۱۹۸۴ء کو نواب صاحب کی دعوت پر ان کی قیام گاہ کوئٹہ میں موجود ہوتے ہیں نواب صاحب کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے رات کا کھانا ان کے ساتھ کھایا۔ کھانے میں بہت ہی تیز لال مرچیں ہیں۔معلوم ہوا کہ نواب صاحب سرخ مرچ بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔حبیب اللہ شیرانی،میر حسن بگٹی،خالد کاکڑ،عمر خان بگٹی اور احمد نواز بگٹی کا فرزند ڈاکٹر جو کہ وی آنا سے ENT میں سپیشلسٹ ہو کر آیا ہے یہ سب ملے۔نصیب اللہ شیرانی نواب صاحب سے بے تکلف ہے۔دوران گفتگو نواب صاحب کے سامنے اس نے مجھے کہا نواب بگٹی عقیدتاً منکر بلکہ کافر ہے۔نواب صاحب نے بُرا نہ منایا۔کچھ عقیدہ کی باتیں ہوئیں۔نواب صاحب کا عقیدہ واقعی وہابیوں سے بہت اونچا دہریہ قسم کا ہے۔نصیب اللہ شیرانی ان کا پکا ہمنوا ہے۔نواب صاحب نے ایران کے خمینی کی بہت زیادہ تعریف کی اور اسے اسلام کا بہت بڑا ہیرو اور نمبردار جتلایا۔

ڈاکٹر محمد اقبال:

ڈاکٹر محمد اقبال ترین قبیلہ کے وسیع القلب و وسیع النظر شخصیت کا حضرت صاحب سے قلبی تعلق جاری رہا۔وہ جب سول ہسپتال میں تھے تو ڈاکٹر غلام محمد ڈی ایچ او کی وساطت سے حضرت صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی۔اور پھر یہ سلسلہ تعلق جاری رہا اور وسیع تر ہوتا گیا بلکہ ڈاکٹر صاحب اور حضرت صاحب کا باہمی خوشی و غمی کے ہر موقعہ میں اور اکثر محافل میں اکٹھا ہو جانا لازمی سمجھا جانے لگا۔ڈاکٹر صاحب بروری سینی ٹوریم کے انچارج کئی برس رہے اور پھر جب حضرت صاحب ۱۹۸۶ء میں علیل ہوئے اور یہ علالت دم آخرین تک لے گئی تو ڈاکٹر اقبال سول ہسپتال میں ایم

Marfat.com

ایس ہو گئے تھے اور حضرت صاحب وہاں کارڈیک وارڈ میں زیر علاج تھے۔ان کا وقتاً فوقتاً ایک دوسرے کے لئے بمعہ فیملی دعوت طعام بھی جاری رہا ہے۔۲ جولائی ۱۹۷۲ء کو حضرت صاحب نے ڈاکٹر محمد اقبال جب بروری سینی ٹوریم میں ایم ایس تھے ان کے اعزاز میں دعوت دی اس میں محمد خان بگٹی ،مولانا عبدالباقی کھوسو اور راڑہ شم کے سادات میں سید محمد صدیق اور سید حسین شاہ بھی شامل تھے۔ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ جب حضرت صاحب بمعہ اپنے بھائیوں اور بچوں کے کوئٹہ میں چار ماہ کے لئے آتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں بہار آ گئی ہے اور جب ان کا واپس دربار شریف جانا ہوتا ہے تو میرے لئے خزاں کا دور شروع ہو جاتا ہے۔

شہزادہ محمود ممتاز وسیّد غالب گیلانی:

۱۹۵۲ء سیّد محمود ممتاز جماعت ہشتم میں ناکام ہو گئے اور سیّد غالب پنجم میں پاس ہو کر ششم میں داخل ہو گئے۔دونوں وانا ہائی سکول میں پڑھ رہے ہیں روزانہ آتے جاتے ہیں۔

۱۹۵۳ء غالب کی آنکھوں میں ککرے ہو گئے ہیں پھلروان میں علاج معالجہ کرایا گیا۔

یکم اپریل شہزادہ غالب بمراہ محمد جان مروت تکیۃ القادریہ تشریف لائے اب جماعت ششم میں ہیں۔

۱۹۵۷ء میں سیّد غالب کو قصبہ گجرات ضلع مظفر گڑھ کے ہائی سکول میں سیّد غلام مجتبیٰ شاہ ہیڈ ماسٹر کے زیرِ نگرانی تعلیم کے لئے پیر صاحب کی خواہش پر داخل کرایا گیا۔بمشکل ۲ ماہ وہاں خوشی سے رہے پھر وہاں سے فرار ہو گئے۔

جب میں بغداد شریف سے واپس آیا اور ۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء کو سیّد محمود ممتاز گیلانی سے ملنے کے لئے مجاہدین ہاؤس ڈیرہ اسماعیل خان پہنچا تو ان کی سجی سجائی گاڑی پر ہی ان کی خدمت میں پہنچا۔انہوں نے عالی شان استقبال کا اہتمام کیا سینکڑوں قبائل جمع تھے اور وسیع لنگر کا اہتمام کیا ہوا تھا۔بنگلہ مکان سڑک سب خوب سجے ہوئے تھے۔رائفلوں کی فائرنگ اور گولے چلائے گئے۔بہر حال آقا نے غلام پر بہت کرم فرمائی۔

Marfat.com

تیرا کرم کہ مجھ کو گلے سے لگا لیا ورنہ میں ہجر و وصال کے قابل نہیں رہا

شہزادہ ممتاز اب مکمل متقی اور مذہبی رہنما بن چکے ہیں بالکل رنگ بدلا ہوا ہے دن رات ذکر اذکار ہے لنگر خوب گرم ہے خود بھی مذہبی عربی لباس میں ملبوس ہیں۔

۱۰ اپریل ۱۹۵۹ء کو مجاہدین ہاؤس ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت صاحب لکھتے ہیں سب سے بڑی مبارک اور خوشی اس امر کی ہوئی کہ ۲۷ رمضان کو شہزادہ محمود ممتاز اور شہزادہ غالب دونوں بھائیوں نے جناب پیر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہیں راضی کیا اور ان کا فرمانبردار رہنے کا وعدہ کیا۔

سلطان حامد نواز:

۱۹۵۲ء: حامد کی ولادت ۱۴ فروری ۱۹۵۰ء کو ہوئی تھی اور دو سال کا تھا جب ملتان مشن ہسپتال میں وہاں پر مقیم ایک مولوی حاجی حافظ عبداللہ ہیں انہوں نے حامد کو دیکھ کر نام دریافت کیا اور پھر دعا کی اور بچہ کو مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا:

حامدا حمد خدا بسیار گو تا بیابی در دو عالم آبرو

سائیں محمد مشتاق:

۱۹۵۲ء: برہان کے سائیں محمد مشتاق نے دو شادیاں کیں۔ سائیں صاحب نے گزر اوقات کے لئے تمباکو کا کاروبار بھی شروع کیا جو سودمند رہا۔

اگلے سال جون میں بُرہان شریف گئے رمضان المبارک کی ۲۲ تھی سائیں صاحب سے ملاقات کی۔ سائیں صاحب نے مسجد اور خانقاہ سیمنٹ کی پلٹ کی نہایت عالیشان تعمیر کرائی ہے۔ اعلیٰ نمونہ ہے سیمنٹ بجری لوہے کا کام ہے دیواریں تیار ہیں باقی کام باقی ہے۔ مستری فضل دین ایبٹ آباد والا نے کام کیا ہے۔ غلام یحییٰ راولپنڈی میں ہے۔

ہمدانی برادران:

۱۹۵۳ء: سید غلام مرتضیٰ شاہ ہمدانی حکیم حاذق (خالہ زاد بھائی) کا تیسرا فرزند پیدا ہوا نام افتخار حسین رکھا گیا ہے۔ انہوں نے جیکب آباد میں فورڈ کار خریدنے پر حضرت صاحب کو اطلاع دی۔ سید غلام مجتبیٰ شاہ ہمدانی (خالہ زاد بھائی) کی بیماری کا

Marfat.com

سُن کر قصبہ گجرات ضلع مظفر گڑھ ان کی مزاج پُرسی جا کر کی۔ وہ گجرات میں ہیڈ ماسٹر ہیں۔ تیسرے بھائی سید غلام رضا شاہ مانجھی پور (بلوچستان) میں حکمت کرتے ہیں اور چھوٹے بھائی سید رمضان شاہ و سید غلام یسین شاہ زیر تعلیم ہیں۔

۱۵ دسمبر ۱۹۵۰ء ماموں غلام مصطفیٰ گھر پر ہے۔ اتنا کام کرتا ہے جس سے قوت لایموت ہو جاتا ہے۔ کریمن خان بھی وہاں پر ہے۔ برادران سیف اللہ خان، کریم اللہ خان اپنے نئے مکان بنوا رہے ہیں حبیب اللہ خان دکان کا کام کر رہا ہے۔

احوال خانوادہ و اعزاء:

۱۷ دسمبر ۱۹۵۰ء اوستہ محمد میں عرس کی تقریب میں شرکت کی۔ حضرت فیض سلطان (عمویم) بخیریت ہیں۔ ان کا فرزند (برادرم) مرید سلطان نے احمد آباد میں حکمت کی دکان کھولی ہے۔ حضرت غلام سرور (عمویم) بھی آئے ہوئے ہیں۔

چند روز بعد جیکب آباد میں مرید سلطان صاحب کے ساتھ بھی ملاقات ہوگئی جو ادویہ خریدنے آئے تھے۔

۱۸ اکتوبر ۱۹۵۱ء: میاں غوث بخش تشریف لائے اور میاں سلطان محمود صاحب کے ہاں ہمیں بچوں کے رشتہ وغیرہ کے لئے ساتھ لے جانے کو کہا چنانچہ حضرت فیض سلطان حضرت غلام سرور صاحب حاجی اللہ بخش صاحب اور برادرم نور حسین صاحب و خود بھی ہمراہ وہاں گئے۔

۲۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء: سلطان محمد مشتاق صاحب نے بھیجنی پیر بہادر شاہ سے اطلاع دی کہ میں کل جھنگ مگھیانہ آ کر اُن کے کسی کام کے لئے ڈی سی صاحب سے ملوں اگرچہ وقت کم ہے کام تو نہ کر سکوں گا مگر ان کی ناراضگی کے لئے جا رہا ہوں۔ شاید اُن کی امداد بھی کر سکوں۔

۷ نومبر ۱۹۵۱ء: حضرت محمد حسن صاحب راولپنڈی سے ڈیرہ آئے ہیں الیکشن پیپر دینے کی تیاری میں ہیں۔

۲۹ نومبر ۱۹۵۱ء: انہیں سمجھایا کہ یہاں کھڑے نہ ہوں مگر مصر ہیں کہ معاونت بھی کی

Marfat.com

جائے۔دسمبر میں پولنگ ہو گی نواب ٹانک کو ۲۰۴۷، سردار عطاء اللہ خان کو ۱۶۳۴ اور حضرت محمد حسن صاحب کو ۳۶۳ ووٹ ملے۔

لکھتے ہیں نا جانے کیوں حضرت محمد حسن صاحب اس علاقہ میں الیکشن کے لئے اپنے کو آمادہ کر پاتے تھے بہر حال۔ خوب شد آئینہ خود بینی بشکست

۶ مئی ۱۹۵۲ء افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ سجادہ نشین صاحب حضرت حاجی اللہ بخش کے خلاف مقدمہ بازی میں ایک خسیس سے شخص کی حمایت کر رہے ہیں۔

حضرت غلام سرور صاحب کو شجرہ نسبی تیار کر کے ان کے حوالہ کر دیا ہے۔

۴ جون ۱۹۵۲ء: حضرت غلام نبیؒ کا صرف ایک فرزند سلطان نور زمانؒ تولد ہوئے ان کی ایک دختر مسماۃ سردار بی بی تھیں۔جن کے بطن سے سلطان غلام سرور تولد ہوئے۔چنانچہ حضرت صاحب مرحوم کی جائیداد یا حصہ بھی حضرت غلام سرور صاحب کے حصہ میں آیا۔علاقہ پوٹھوہار کے مخلصین بھی ان سے زیادہ عقیدت رکھتے ہیں۔

صفدر علی و اصغر علی (پسران حضرت محمد عزیز صاحب) پرائمری سکول دربار شریف میں پڑھتے ہیں۔

۱۹۵۲ء: قاضی غلام جیلانی صاحب اور قاضی ولی محمد صاحب (بستی قاضی، لیہ) کے درمیان مقدمہ بازی ہے صالح محمد صاحب کا کردار درست نہیں کہا جاتا۔

خضر حیات ولد حضرت دوست محمد صاحب لاھور چیف کالج میں پڑھتا ہے اس کی جائیداد کورٹ وارڈ میں ہے۔پہلے قاضی عبدالرحمن منیجر تھا جو کہ خضر کا حقیقی خیر خواہ تھا مگر اسے موقوف کرا دیا گیا اور اس کی جگہ کوئی ملتانی پٹھان منیجر ہے۔

میاں غوث بخش و میاں رب نواز جو کہ ریاست بہاولپور میں ہیں آرام اور گوشہ میں وقت گزار رہے ہیں۔دو تین سال سے ان کے مکانات و اکثر زمینیں دریا بُرد ہو گئی ہیں۔کسی زمیندار کے مکان میں بسر اوقات کر رہے ہیں۔

۱۹۵۳ء: حضرت غلام سرور صاحب کے لئے ان کی آبپاشی کے لئے کسی کا کام مکمل کرا دیا۔اور لکھتے ہیں کہ فروری میں موسم کافی بدل چکا ہے پودے سر سبز ہو رہے ہیں اور

Marfat.com

نئے شگوفے نکل رہے ہیں۔
حضرت محمد عزیز صاحب اور حضرت محمد شریف کے لائسنس تجدید کرائے گئے۔
۲۸ اپریل ۱۹۵۳ء: سلطان غلام میراں صاحب کو ٹائپ مشین پر سیکھنے کا شوق ہے میری ٹائپ مشین شاہ نواز کے پاس ٹانک ہے انہیں ٹانک بھیجا تاکہ میری مشین وہ ساتھ لے جائیں اور پریکٹس کریں۔ جولائی میں پتہ چلا سلطان غلام میراں کو ایف ایس سی میں داخلہ نہیں مل سکا۔
۲۲ اپریل ۱۹۵۱ء کو صاحبزادہ نور محمد کا خط کوئٹہ سے آیا اور لکھا کہ ان کی آنکھ میں ناسور ہے وہاں آپریشن کرائیں گے۔
۲۷ اپریل ۱۹۵۱ء: معلوم ہوا کہ قاضی عبدالرحمٰن کی کوشش سے صاحبزادہ خضر حیات ولد حضرت دوست محمد صاحب کے لئے کورٹ آف وارڈ منظور ہو گیا ہے اور ڈپٹی کمشنر گارڈین بن گیا ہے۔ کل خضر حیات کو اس ضمن میں مگھیانہ مال افسر لے گیا تھا۔ اب اتوار کے بعد اسے لاہور چیف کالج بھیجا جائے گا۔ یہ امر نہایت خوش کن ہے بہت اچھا ہوا۔ اس طرح بچہ کی عمر سدھر جائے گی اور اس کی جائیداد اور آمد محفوظ رہے گی۔ سجادہ نشین گارڈین شپ تڑوانا چاہتے ہیں اس لئے قاضی عبدالرحمٰن نے درخواست دی ہے کہ حبیب سلطان وغیرہم کے ہاتھوں خضر کی جان کو خطرہ ہے اور ان کی ۱۰۷ میں ضمانتیں کرائی جائیں اس ضمن میں ڈی ایس پی مگھیانہ گڑھ مہاراجہ آئے اور سجادہ نشین صاحب وغیرہم کو تھانہ میں طلب کیا گیا پھر ان کی پیشی اگلی صبح کے لئے رکھی گئی۔ قاضی عبدالرحمٰن نے ضمانت کے لئے ان افراد کے نام لکھے تھے۔ جن میں سجادہ نشین حبیب سلطان اور ان کے دونوں بھائیوں کے نام اور ان کے علاوہ محمد علی شاہ سیّد سیوہ والے، چھپا ماچھی، گامون پراہین اور پھتا فقیر درج کیے گئے تھے۔
۱۹۵۲ء: چاچا صاحب حضرت محمد شریف صاحب نے سال گزشتہ قالو والہ والی کافی زمین فروخت کر دی ہے اور باقی بھی فروخت کر رہے ہیں۔ زر زمین سے ایک دو نامکمل کنویں بنوائے ہزار روپیہ کی لکڑی ایندھن بھٹیوں کے لئے خریدی جو کہ تا حال تو ضائع

Marfat.com

ہو رہی ہے۔ پکی اینٹیں بنوائیں جو کہ دریا کی طغیانی میں ضائع ہو گئیں۔اس روپیہ سے آپ نے پرانے قرضے بھی کافی ادا کئے اور ایک دو موقعوں پر حضرت محمد عزیز صاحب کے گھوڑوں کی نہاریاں اور دانے بھی کئی سو روپوں کے بنتے رہے۔آپ کو ریچھ کتوں کا بھی شوق ہے جس کے لئے ریچھ والوں نے قریب ڈیرہ ڈالہ ہوا ہے اور ان پر بھی بے دریغ روپیہ صرف کیا جا رہا ہے۔

چاچا صاحب محمد سلطان صاحب وفات پا چکے ہیں جن کے دو فرزند صاحبزادہ غلام نبی اور صاحبزادہ محمد اقبال جو کہ روڑہ کے گرہ (ڈیرہ اسماعیل خان) پر رہتے ہیں۔غلام نبی کا خیال ہے کہ گرہ جمعہ رہائش پذیر ہو جائیں۔

حضرت حاجی اللہ بخش صاحب دربار شریف ہیں ان کے فرزند سفر پر ہیں ان کے ہمارے تعلقات اچھے ہیں آمد و رفت بھی ہے۔

حضرت محمد حسن صاحب سال گزشتہ سرحد کے الیکشن پر ٹانک سیٹ پر بے موقعہ کھڑا ہوا ہمیں بھی ان کی امداد کرنی پڑی۔نتیجتاً آپ ہار گئے اور ان سے زیادہ مجھے شکست آئی کیونکہ میری پوزیشن پر اس علاقہ میں بہت برا اثر پڑا۔

غلام قادر و فیض احمد برق (پسران حضرت سلطان محمود) غلط سوسائٹی سے متاثر ہو چکے ہیں دونوں پر مقدمے ہیں۔

۱۹۵۳ء: جون میں غلام قادر نے حضرت سلطان محمود کی ان کے کسی اوباش ساتھی کو بُرا بھلا کہنے پر نہ صرف اہانت کی بلکہ زدوکوب بھی کیا۔ہم غلام قادر کو سزا دینے کے لئے وہاں گئے تو حضرت صاحب اپنے فرزند پر فوراً نرم پڑ گئے اور سلطان احمد (فرزندش) نے کہا کہ جو ہمارے بھائی کو سزا دینے آیا ہے وہ ہمارا دشمن ہے یہ سُن کر ہم واپس آ گئے اور ان کا بکھیڑا چھوڑ دیا۔

۱۹۵۳ء: برادرم فیض احمد طلعت کے ذمہ کیا کہ پنڈی سے کچھ آدمی اور بیل ساتھ لائیں وہ کئی روز وہاں گزار کر واپس آئے نہ کوئی آدمی ساتھ لائے نہ بیل۔

ے مکہ گئے مدینہ گئے کربلا گئے　　جیسے گئے تھے ویسے ہی پھر پھر کے آ گئے

Marfat.com

حضرت محمد عزیز صاحب خود بھی نیزہ بازی کرتے ہیں انہوں نے سڑک پر جا کر نیزہ بازی کی۔

میاں رب نواز:

حضرت صاحب بہاولپور کے علاقہ میں تشریف لے جاتے ہیں تو وہاں حضرت سلطان عظمت ابن سلطان محمد حسین سجادہ نشین کی اولاد میں سے ۱۴ فروری ۱۹۵۶ء کو حضرت رب نواز ابن حضرت قطب دین سے چوان (بہاولپور) میں ان کی پہلی بار ملاقات ہوتی ہے تو فرماتے ہیں کہ وہ نہایت سادہ درویش شخص ہیں۔ان کی صرف تین صاحبزادیاں ہیں۔ایک غلام احمد ابن محمد غوث بخش کے گھر ہیں اور دوسری دو صاحبزادہ سلطان محمود کے چھوٹے فرزندوں سے منسوب ہیں۔

انوار العلوم ملتان، داخلہ نور سلطان:

۳ مئی ۱۹۵۸ء کو برخوردار نور سلطان کو مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان میں داخل کیا گیا۔مولانا سیّد احمد سعید کاظمی آج لاہور تشریف لے گئے ہیں مفتی صاحب نے صاحبزادہ صاحب کو داخل کیا۔رہائش بھی ادھر ہی رکھیں گے البتہ کھانے کا ۱۵ روپے ماہوار دیا جائے گا۔چنانچہ اس ماہ کا خرچ دیا گیا فی الحال ابتدائی جماعت پڑھیں گے۔برخوردار نور سلطان اس سال میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں اور اب انہیں خالص اسلامی تعلیم کے لئے ادھر داخل کرایا گیا ہے۔

۱۹ جون کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں سیّد احمد سعید کاظمی اور مفتی صاحب کی ملاقات بھی کی اور ان کی تعلیم کی تاکید کی۔

رفعت سلطان:

۲ جون ۱۹۶۳ء / ۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ کو حضرت صاحب جب مدینہ منورہ میں بحضور رسالت پناہ ﷺ حاضر ہوتے ہیں تو سب سے پہلے وہاں رفعت سلطان کے اشعار پیش کرتے ہیں:

نگاہِ لطف کی خیرات کس طرح مانگوں　　　نیاز مند ہوں میں اور بے نیاز ہے تو

Marfat.com

تو اپنے آپ ہی کر میرے درد کا درماں   میں کیا بتاؤں کہ خود آشنائے راز ہے تو

شہادت حضرت قاضی احمد بخشؒ:

شب مابین اتوار سوموار ۲۷ اپریل ۱۹۶۴ء بمطابق ۱۴ ذوالحج ۱۳۸۳ھ روہڑی کے قبرستان میں عبدالحکیم پنکھے والہ کی خانقاہ کے اندر رات کو سوتے وقت کسی نے کلہاڑیاں مار کر آپ کو شہید کر دیا ہے اور قاتل مفرور ہو گئے ہیں۔ دوسرے دن شام کو جب قاضی عبدالمالک ہیڈ ماسٹر اور میاں محمد قاسم دیا جلانے گئے تو انہوں نے نعش پائی اور تھانہ میں رپورٹ درج کی۔ نعش کو میاں محمد صدیق صاحب قادری انسپیکٹر پولیس اور حکیم قادر بخش صاحب ساکنان روہڑی نے شناخت کیا کیونکہ مرحوم انہیں کے پاس ٹھہرا رہا تھا۔ قادری صاحب نے ہی کفن دفن کا انتظام کیا اور میاں صاحبان قادری کے قبرستان میں شمال مشرق میں آپ دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم قادری صاحب کے مکان پر پہنچے آپ نے آدمی ساتھ کیا اور حضرت مرحوم علیہ رحمت کے مزار مبارک کی زیارت کی۔ میاں عبدالحلیم صاحب پنکھے والہ کی مزار کی زیارت بھی کی اور مقام شہادت دیکھا اب تک مرحوم کے خون کے چھینٹے دیواروں پر موجود ہیں۔

مقدمہ نمبر ۳۹۔۳۰۲ تھانہ روہڑی درج ہے تفتیش جاری ہے تا حال کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ انچارج تھانہ مخلص شخص نظر آتے ہیں اور اچھی طرح کوشش کر رہے ہیں۔

۲۸ مئی ۱۹۶۴ء: سیّد دربار علی شاہ کمشنر خیر پور ڈویژن کی ملاقات سرکٹ ہاؤس سکھر میں کی آپ کو مرحوم کی شہادت کے بارے میں آگاہ کیا آپ نے ہمدردی کا اظہار کیا اور ایس پی و ڈی ایم کو مجرموں کی گرفتاری کی تاکید کی۔ قاضی صالح محمد و قاضی بشیر احمد میرے ساتھ گئے تھے۔

سلطان محمد اکبر:

حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ میں ۳۱ جنوری ۱۹۶۶ء کو ڈاکٹر منشاء کو ساتھ لیکر سپیشل برانچ سی آئی ڈی پشاور پہنچا تاکہ حضرت سلطان محمد اکبر کا دریافت کروں۔ وہ آج رہا ہو چکے ہیں۔ آپ اپریل ۱۹۵۵ء براستہ ژوب ناصروں کی گلی میں

Marfat.com

افغانستان چلے گئے تھے۔قرع باغ میں کلی مٹی خیل میں آپ کو بغیر پاسپورٹ آنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا اور کابل بھیج دیئے گئے صرف ملنگ شالو آپ کے ساتھ تھا۔ادھر ان کی خلاصی کی جدوجہد وزارت خارجہ پاکستان کے ذریعہ کی ۔لیکن افغان گورنمنٹ نے کچھ جواب نہ دیا۔میں نے ملا شیر علی خان وغیرہ قبائلی معززوں کو کابل بھیجا وہ بھی کچھ معلوم نہ کر سکے اور آپ کس مپرسی کی حالت میں کابل جیل میں سالہا سال رہے۔

اب دورہ تاشقند سے قبل صدر پاکستان محمد ایوب خان کابل تشریف لے گئے اور اعلیٰ حضرت کابل سے ملے اس کے بعد افغان حکومت نے سات پاکستانی قیدیوں کو رہا کر کے پشاور بھیج دیا جن میں حضرت سلطان محمد اکبر اور شالو فقیر بھی بخیر و عافیت زندہ واپس پہنچ گئے۔اب تک سی آئی ڈی پشاور نے تفتیش و کارروائی مکمل کی اور آج انہیں مکمل رہائی مل گئی۔حضرت محمد اکبر صاحب اور شالو سے ملاقات ہوئی حضرت محمد اکبر صاحب بہت زیادہ لاغر اور کمزور ہو چکے ہیں شالو موٹا تازہ ہے۔چن سلطان اور فیض احمد صاحب بھی پہنچ چکے ہیں۔

طبیہ کالج لاھور، حافظ جلیل احمد:

حضرت صاحب ۱۹ جولائی ۱۹۶۰ء کو لاھور میں فلیمنگ روڈ پر حکیم صاحب حافظ جلیل احمد سابق پرنسپل طبیہ کالج سے ان کی کلینک میں ملاقات کرتے ہیں ۔آفتاب احمد (پسر سلطان نور حسین) کے لئے ادویہ دیتے ہیں ۔پھر طبیہ کالج برانڈرتھ روڈ جا کر فضل الٰہی پرنسپل سے ملاقات کرتے ہیں اور قاضی بشیر احمد کے داخلہ کے لئے ان سے منظوری حاصل کرتے ہیں۔

تعلیم نسواں:

حضرت صاحب ۱۹ جون ۱۹۶۴ء کو رفعت سلطان صاحب کے ہاں ہوتے ہیں جو ان دنوں مری روڈ راولپنڈی میں قیام پذیر تھے۔فرماتے ہیں ان کے ساتھ برادری کی باتیں ہوتی رہی۔آپ اپنے بھائیوں سے بھی خفا ہیں ۔حُرقسم کا مزاج رکھتے ہیں ۔رفعت سلطان کی دختر صاحبہ نے امسال فرسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا

Marfat.com

ہے۔ ہمارے خاندان میں یہ پہلی لڑکی ہے جس نے میٹرک کیا ہے۔ آپ نے شام تک نہ جانے دیا اور کھانا کھلا کر ہی رخصت کیا۔ قاضی احمد بخش صاحب مرحوم کا افسوس کیا گیا اور انہیں وہاں کے حالات بتائے گئے۔

محکمہ اوقاف و دربار شریف:

۹ جنوری ۱۹۶۵ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ دربار شریف حضرت سلطان العارفین کے قبضہ کے لئے سیشن جج لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی ہوئی تھی جو کہ آج کی اطلاع کے مطابق اوقاف والوں نے واپس لے لی ہے۔ اور دربار شریف کو گدی نشین کے حوالے کر دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ صدارتی الیکشن سے قبل گورنر صاحب ملک محمد امیر خان کا حضرت حبیب سلطان سے وعدہ تھا کہ اگر وہ ووٹ صدر کو دینگے تو دربار واپس کر دیا جائے گا۔ اب وہ وعدہ پورا ہوا ہے۔

دستار فضیلت نور سلطان:

۳۰ اپریل ۱۹۶۷ء / ۱۹ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ کو ملتان میں دستار فضیلت مدرسہ انوار العلوم قاسم باغ میں منعقدہ جلسہ عام میں فارغ شدہ علمائے کرام اور قادری صاحبان کی دستار بندی ہوئی۔ سب سے پہلے برخوردارم نور سلطان صاحب خلف الرشید حضرت سلطان غلام باھو صاحب کی دستار فضیلت ہوئی جو کہ حضرت مولانا احمد سعید کاظمی صاحب نے اپنے دست مبارک سے بہ معیت پیر صاحب مخدوم شوکت حسین گیلانی بندھائی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور انہیں زیادہ فیض و برکت عطا فرمائے۔

سالانہ جلسہ جامعہ انوار باھو بھکر:

۱۶ مارچ ۱۹۶۸ء کو حضرت صاحب نے جلسہ میں شرکت فرمائی اور صدارت بھی ان کی ہوئی یہ جلسہ مہتمم جامعہ حضرت نور سلطان کے زیر اہتمام ہوا تین ہزار سے متجاوز شرکاء تھے متعدد علماء نے تقاریر کیں اور شرکت فرمائی۔ بالخصوص صاحبزادہ فیض الحسن صاحب آف آلو مہار شریف، مولانا محمد شریف شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان اور مولانا

Marfat.com

محمد عمر اچھروی کی تقاریر رات گئے تک عوام نے ذوق وشوق سے سماعت کیں۔

۵ جون ۱۹۷۶ء کو حضرت صاحب بھکر میں جامعہ انوار باھو کے قیام کے بعد فیصلہ کرتے ہیں کہ علامہ نور سلطان صاحب جو جامعہ کے مہتمم مقرر ہو چکے ہیں جامعہ کے مغرب میں جو جگہ مدرسہ کی بچی ہوئی ہے اس میں مزید تعمیر کی اجازت دی لیکن وہ آئندہ ہر سال سب زمین مدرسہ کا بھوں بھاڑا بجائے ۳۰۰ روپے سالانہ کے ایک ہزار روپیہ سالانہ کر دیا گیا اور ادائیگی ہر سال اپریل میں ہوا کرے گی۔

نذیر سلطان:

حضرت صاحب ہمیشہ نذیر سلطان کی سیاست میں کامیابی اور مستعدی کے لئے خواہاں رہے۔۱۹۷۰ء کے انتخابات میں پھلروان سے لکھتے ہیں کہ میں ایک روز کے لئے صرف نذیر سلطان کو ووٹ ڈالنے کے لئے آؤنگا۔پھلروان سے ہی ۱۳ دسمبر ۱۹۷ء کو لکھتے ہیں کہ سجادہ نشین صاحب کو دربار کے پولنگ اسٹیشن میں بھی شکست ہوئی وران کے وہاں بھی ووٹ کم تھے۔نذیر سلطان کامیاب ہوئے دس ہزار ایک سو چودہ ووٹ زیادہ لئے ہیں وہاں ایک دو روز مبارکبادیوں میں گزرے۔آپ کو بھی مبارک ہو۔یکم مارچ ۱۹۷۱ء کو حیدر آباد سندھ سے لکھتے ہیں کہ نذیر سلطان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے محفوظ رکھے اور دشمنوں کے شر سے امان ہو آمین۔البتہ دربار شریف کا نظام حکومت کے ہاتھ چلا جانا ہم سب کے لئے غیر مفید ہے ایسی غلطی نہ کریں تو بہتر ہے۔

دربار شریف سے ۶ مارچ ۱۹۷۷ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ میرا کسی جماعت یا گروپ سے واسطہ نہیں۔مرکزی ووٹ نذیر سلطان کو اور صوبائی ووٹ سلطان خضر حیات کو دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

دربار شریف سے ۱۱۸ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو لکھتے ہیں کہ دربار پہنچ کر پہلا کام یہ ہوا کہ نذیر سلطان اور سلطان خضر حیات کی صلح کرائی۔سلطان خضر حیات نذیر سلطان کے حق میں اس شرط پر دست بردار ہوا کہ اگر نذیر سلطان کو نااہل قرار دیا گیا یا الیکشن ملتوی ہو گیا تو خضر حیات ممبر ہونگے۔اسی رات التوا کا بھی اعلان ہو گیا۔

Marfat.com

جامع مسجد درگاہ حضرت سردار بخش۔عید نماز:

۵ نومبر ۱۹۷۲ء/ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ کو چاچا صاحب حضرت فیض سلطان کی ملاقات گھر پر ہوئی۔آپ کے گوش گزار کیا کہ نور سلطان کو کیوں ع پڑھانے سے منع کیا جا رہا ہے اور آپ کیوں اپنے ہاتھوں اختلاف پیدا کر رہے ہیں ا ہمیں بے شرم بنا رہے ہیں۔چنانچہ آپ نے حکم نامہ تحریر فرما دیا کہ نور سلطان نماز ع پڑھائے لیکن مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ کیا کرے۔

چنانچہ اگلے روز مسجد شریف میں نور سلطان صاحب کو بھی ختم شریف میں شامل د خوشی ہوئی انہیں اور خیر محمد کو باہمی اتفاق و اتحاد کے بارے میں سمجھایا۔البتہ انہیں سمج کہ وہ سجادہ نشین نہ بنیں بلکہ خادم بنیں۔

افتتاح مسجد و خانقاہ مجوزہ حضرت سلطان محمد عزیز:

۵ نومبر ۱۹۷۲ء/ ۲۷ رمضان المبارک حضرت سلطان محمد عزیز صاح نے رڑی والا کے قریب ۱۳ ایکڑ رقبہ سلطان خضر حیات سے لے لیا ہے۔آج در شریف پر جا کر موقعہ پر آ کر وہاں سنگ بنیاد رکھی گئی۔سلطان خضر حیات،نذیر سلطان سلطان حمید،فیض احمد اور راقم کی موجودگی میں حضرت محمد عزیز صاحب نے مسجد شری کی بنیاد رکھی ہم سب نے بھی دعائے خیر کہی۔افتتاح ۹ بجکر ۲۰ منٹ صبح کیا گیا۔

سلطان محمد عزیز:

۱۸ مئی ۱۹۷۴ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ چاچا صاحب حضر سلطان محمد عبدالعزیز (محمد عزیز) صاحب جہاں بھی ہوں ان کی خدمت میں یہ اطلا دی جائے ہم انشاء اللہ دربار شریف سے کوئٹہ کے لئے ۷ جون ۱۹۷۴ء روانہ ہونگے۔
۲۶ مئی ۱۹۷۰ء کو حضرت محمد عزیز صاحب کے ٹیکسلا میں اپریشن کامیاب ہو جانے اطلاع دیتے ہیں۔

۳۰ ستمبر ۱۹۷۰ء کو لکھتے ہیں کہ چاچا صاحب حضرت محمد عبدالعزیز (محمد عزیز صاحب یہاں سے مٹھہ ٹوانہ واپس تشریف لے گئے ہیں۔

Marfat.com

ہور سے ۱۱ جون ۱۹۷۲ء کے مکتوب میں فرماتے ہیں کہ کل رات دربار سے کوئٹہ روانگی
گی اور رات راڑہ شم میں رہنے کا ارادہ ہے۔چاچا صاحب حضرت محمد عزیز صاحب
شاء اللہ آج رات سلطان خضر حیات کی موٹر پر روانہ ہوں گے اور ہم سے پہلے پہنچ
دیں گے۔

ب مکتوب میں ۱۷ جون ۱۹۷۵ء کوئٹہ روانگی کا پروگرام لکھتے ہیں اور حضرت محمد عزیز
احب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ اپنی کار پر شاید پہلے ہی روانہ ہو جائیں گے۔

بار شریف سے ۱۹ مارچ ۱۹۸۱ء لکھتے ہیں کہ چاچا صاحب حضرت محمد عزیز صاحب آنکھ
رگردہ کے علاج کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں۔

۱۱ اپریل ۱۹۸۱ء کو یہ سانحہ عظیم لکھتے ہیں کہ چاچا صاحب حضرت محمد عزیز ساحب ۱۳
یل ۱۹۸۱ء لاہور میں فوت ہوئے اسی رات ایمبولینس کے ذریعہ دربار لائے گئے۔
اپریل ۱۹۸۱ء انہیں وصیت کے مطابق دفن کیا گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔قل خوانی
اپریل مقرر ہے۔

برادری ولواحقین:

دربار شریف سے ۲۵ نومبر ۱۹۸۱ء لکھتے ہیں: صاحبزادہ فیاض الحسن کے
ے میں اکبر اعوان نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے۔برادری معاملات میں خواہ کچھ بھی
تلاف ہوں، میں بذات خود فیاض الحسن صاحب کی کامیابی پر دلی خوشی محسوس کرتا
ں۔ایک تو انگلینڈ جا کر قادری سلسلہ کی تبلیغ اور وہاں کے لوگوں کو رشد و ہدایت اور
برا بادشاہ صاحب (حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ) کے نام مبارک کی عزت و
ہرت کی بڑی کامیابی پر خوشی ہے۔

ربار شریف سے ۱۲ مئی ۱۹۸۳ء لکھتے ہیں میں چاچا صاحب حضرت غلام سرور صاحب
کے اپریشن چشم ہونے پر ٹیکسلا ان کی مزاج پرسی کو گیا وہاں سلطان نور محمد خواجہ صاحب
کے ایکسی ڈنٹ کا پتہ چلا۔خواجہ صاحب سندھ سے آرہے تھے خلیفہ دوروان کے ساتھ
تھا۔رات کو خود ڈرائیونگ کرتے رہے صبح کے قریب شہر سلطان سے گزرے تو انہیں نیند

Marfat.com

آ گئی ان کی جیپ جو ۴۰ میل کی سپیڈ سے تھی ایک درخت سے ٹکرا گئی۔کافی چوٹیں آئی
ہیں ھڈیاں اور جان بچ گئی ہے کسی کے ذریعہ دربار اطلاع کی عمر دراز صاحب نے
انہیں نشتر ہسپتال ملتان داخل کر دیا گاڑی کو نقصان پہنچا جو دربار لائے ہیں ان کے لئے
مجھے فوراً اِدھر آنا پڑا۔

۳۰ دسمبر ۱۹۸۳ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ بھکر میں اوقاف کے مسئلہ کے لئے نذ
سلطان کو ملا ہوں اس نے بتایا کہ وہ سلطان حمید کو ٹیلی فون کرے گا اور رپورٹ مکمل
ہونے کے بعد وزیر صاحب سے رابطہ قائم کریں گے۔

۶ جنوری ۱۹۸۴ء دربار بھکر کی واگذاری کے بارے سلطان حمید کی وساطت سے چیف
ایڈمنسٹریٹر اوقاف نے پھر درخواست پر مارک کر دیا ہے تاکہ متعلقہ حکام سرگودھا ایک
ہفتہ میں رپورٹ کریں۔میں بھی انشاء اللہ چند دنوں تک سرگودھا جاؤں گا۔

۷ دسمبر ۱۹۸۳ء سلطان خضر حیات کے سینے اور پیٹ پر جمے ہوئے خون کا اپریشن ہو
ہے صبح ان کو خوابیدہ حالت میں دیکھا اور پھر میں وہاں ساڑھے تین بجے پہنچا۔براد
حضرت صاحب پہلے ہی وہاں موجود تھے ہم ساڑھے چار بجے تک ان کے ساتھ ر
اور پھر رخصت ہوئے۔

سلطان عبدالحمید (سلطان حمید):

۱۵ مارچ ۱۹۵۱ء شام کو صاحبزادہ عبدالحمید (جو سلطان حمید سے مشہ
ہیں) ولد حضرت نور حسن صاحب حکیم سلطان محمد کے مکان پر ملے۔آپ ایف سی کا
لاھور میں سال اوّل (انٹرمیڈیٹ) میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔اچھی طبیعت
نوجوان ہیں۔

ملتان سے ۹ ستمبر ۱۹۵۸ء کو لکھتے ہیں کہ سنا ہے کہ حمید صاحب کا کوئی اپریشن ہوا ہے آ
ان کی مزاج پُرسی کے لئے ضرور جاویں نیز ویسے بھی نذیر صاحب اور حمید صاحب
میل ملاپ اور برادرانہ تعلقات قائم رکھیں۔

جیکب آباد سے ۲۹ مارچ ۱۹۶۱ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ کل رات جیکب آباد آیا ہوں

Marfat.com

ڈاک بھی ادھر ملی ہے ۲۳ مارچ ۱۹۶۱ء جیکب آباد کے قریب ٹرین اور بس کی ٹکر ہوئی تھی اس بس میں برادرم حضرت غلام میراں صاحب بھی تھے۔ آپ کی بائیں ٹانگ پر شدید ضرب پہنچی ہے بروقت طبی امداد مل گئی۔ شاہ صاحب (ڈاکٹر غلام مرتضیٰ شاہ ہمدانی) بھی پہنچ گئے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی آرام ہے اور انشاء اللہ جلد صحت یاب ہو جاوینگے۔ سول ہسپتال جیکب آباد میں ہیں۔ برادرم نور حسین، محمد مشتاق، عمر دراز، نور محمد اور حضرت صاحب چاچا فیض سلطان صاحب سب ادھر ہیں۔

محمود شیر کو لکھ رہا ہوں کہ اب مجھے غلام میراں صاحب کے صحت یاب ہونے تک ادھر رہنا ہوگا اس لئے امتحان کے بعد ہی اسکا دربار آنا بہتر ہوگا۔

حضرت صاحب ۳ جنوری ۱۹۶۳ء کو مدے جی ضلع سکھر سے تحریر فرماتے ہیں کہ برادرم حاجی صاحب (نور حسین) کا پاسپورٹ رجسٹرڈ پارسل کر کے دربار شریف بھیج دیں بھی ٹھیک ہے ورنہ بہتر یہ ہے کہ حضرت محمد عزیز محمد شریف صاحبان کے پاسپورٹ مل جاویں تو سب اکٹھے بھیج دیں۔

بھکر سے ۱۰ مارچ ۱۹۶۳ء تحریر فرماتے ہیں۔ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء برہان میں بھکر سے تار ملا عزیزم سلطان محمد حیات طاہر بمورخہ ۵ مارچ ۱۹۶۳ء عالم بقا کو سدھار گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چنانچہ واپس بھکر آنا پڑا۔ حضرت محمد شریف صاحب، فیض احمد صاحب اور ارشد وغیرہ پہلے پہنچ چکے ہیں برادرم محمد مشتاق صاحب بھی آگئے ہیں قل خوانی ہوگئی ہے محمود شیر و نگی (سنگ مرجان) کو سلام۔

دربار شریف سے ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء لکھتے ہیں ں کہ منظور سلطان کی کامیابی کی اچانک خبر سے بہت زیادہ خوشی ہوئی آپ کو مبارک ہو۔ حافظ صاحب اور حضرت صاحب کو مبارکباد جا کر کہی معلوم ہوا کہ وہ ایل ایل بی میں داخلہ لینگے۔

دربار مقدس سے ۲۸ جنوری ۱۹۶۶ء کے مراسلہ میں فرماتے ہیں کہ آج تھانہ سے اطلاع ملی ہے کہ حضرت محمد اکبر صاحب کابل سے پشاور پہنچ چکے ہیں۔ سی آئی ڈی کے پاس ان کا مقدمہ ہے اب ان کے پیچھے بھی شاید مجھے جانا ہوگا۔ الحمد للہ بخیریت زندہ واپس آ

Marfat.com

گئے ہیں۔

مشرف سلطان:

کہتے ہیں کہ فروری ۱۹۷۵ء میں مشرف سلطان (پسر سلطان محمد اشرف) پر دیوانگی کا دورہ اس وقت شروع ہوا جب ایک رات گئے کو اچانک ایک آدمی نے آ کر روتے ہوئے اطلاع دی کہ اُس کے والد محترم کو کچھ ہو گیا ہے۔ اس پر دلی صدمہ ہوا اور دیوانگی کی حالت پیدا ہوئی۔ دراصل ان کے والد محمد اشرف پر فالج کا حملہ ہو گیا تھا اور اطلاع دینے والے نے پریشان خبر کو بیان کر کے مزید پریشانی پیدا کر دی۔ چنانچہ حضرت صاحب کو معلوم ہوا تو ۲۵ فروری کو کلاچی سے اس نوجوان کو علاج کے لئے ساتھ لائے۔ اور لاہور میں دماغی امراض کے ڈاکٹر سے معائنہ کرایا اور علاج شروع ہوا۔

۱۱ مئی ۱۹۷۵ء کو حضرت صاحب اور سلطان غلام میراں کے درمیان درگاہ سردار بخش شہیدؒ پر سجادہ نشینی کے مسئلہ پر غور ہوا اور بالآخر یہ طے پایا کہ:

۱۔ جب تک دونوں مائی صاحبان بحیات ہیں درگاہ پر کوئی سجادہ نشین مقرر نہ ہوگا۔

۲۔ مائی صاحبان کی حیات کے بعد چاہ سمندری کی برادری سجادہ نشین کی تقرری پر غور کرے گی۔

پنگھوڑا مشتاق سالم:

۳۰ جون ۱۹۷۸ء کو حضرت صاحب نے اپنی نگرانی میں سلطان محمد مشتاق سالم، ندیم سلطان اور بازید سلطان کے ختنے کوئٹہ میں آستانہ دستگیر پر کرائے اور تینوں کے لئے عقیقہ کی دعوت و خیرات بھی کر دی۔ حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ لطف یہ ہے کہ تینوں صاحبزادوں کے والد الطاف، فیض احمد اور حامد موجود نہیں ہیں اور میں نے توکل پر قدم اُٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ و سلامت رکھے۔ تین روز بعد فرماتے ہیں کہ مشتاق سالم کو پنگھے میں رکھنے کی رسم سب کی موجودگی میں خود میں نے ادا کی ہے۔ ماشاءاللہ۔

Marfat.com

بیعت سلطان محمد حسین:

۱۰ ستمبر ۱۹۸۳ء حضرت صاحب نے اپنے برادرزادہ سلطان محمد حسین کو ان کے مطالبہ پر جالی مبارک سیّدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ کے سامنے دست بیعت فرمایا اوران کے لئے دعا کی گئی۔

اس کے بعد حضرت صاحب کی معیت میں حرمین شریفین پہنچے اور حج اکبر میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا۔

۱۱ ذوالحج کو برادرم حضرت غلام باھو صاحب جو حج میں شامل ہو چکے تھے ایسی حالت ہوئے کہ بولنا دشوار ہو گیا۔تنفس بھی درست نہ تھا نبض کمزور ہو گئی کھانا پینا بند ہو گیا۔اشاروں سے بات کرتے۔وضو نہ کر سکتے تھے۔اشاروں سے اور لیٹ کر نماز پڑھتے۔سلطان محمد حسین نے پاکستانی شفاخانہ میں جا کر داخل کرایا گلوکوز کا ڈرپ لگایا گیا۔اورادویات دی گئیں۔حبیب اللہ نیازی انہیں پیٹھ پر لے کر ہسپتال تک لے گیا۔ حضرت صاحب کی اپنی طبیعت اتنی خراب تھی کہ اُٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا۔اگلے روز حضرت غلام باھو صاحب روبصحت ہو گئے۔معلم اسماعیل بنون کو پتہ چلا تو مزاج پرُسی کو آئے۔

Marfat.com

باب دہم
کچھ واقعات اور جائزے

اصلاح معاشرہ کے لئے خدمات:

پیر طریقت ہونے کی حیثیت سے آپ کا تعلق پاکستان کے ہر علاقہ اور ہر طبقہ کے لوگوں سے رہا ہے۔ چنانچہ ہر مقام پر لوگوں کو اپنے کردار و عمل سے اخلاق کی تعلیم دی۔ لوگوں کو اپنے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے ہمیشہ تاکید فرماتے رہے بالخصوص وزیرستان اور بلوچستان کے قبائل اور سندھیوں کو آپ نے ہمیشہ ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے مستقبل اور بہبود و خوشحالی کے لئے بچوں کو تعلیم دلائیں۔ اکثر یوں بھی ہوا کہ جس گھر میں خواندہ عمر کے بچوں کو دیکھا کہ وہ کسی سکول میں داخل نہیں ہیں تو حضرت صاحب ناراض ہو کر اُس گھر میں بیٹھنا اور ان کی دعوت قبول کرنا پسند نہ کرتے۔ جنوبی وزیرستان کے علاقہ محسود میں آپ نے سپنکئی اور سینی تژہ (بدر) کے سکولوں کی خود بنیاد رکھی جنہیں بعد میں گورنمنٹ نے منظور کیا وہ مڈل اور پھر ہائی سکول ہو گئے۔ سپنکئی ہی میں حضرت صاحب نے ایک اسلامی یونیورسٹی کی طرز پر ایک جامعہ دینی تعلیمات کے لئے قائم کرنے کا منصوبہ شروع کر رکھا تھا جس کی شاندار مسجد تیار کر لی گئی تھی۔ بلوچستان میں بھی کئی دینی مدارس انوار باھو کے نام سے قائم فرمائے جنکی ذمہ داری اپنے برادر خرد حاجی سلطان نور حسین کو سونپی اور ان کی وفات کے بعد اپنے فرزند سلطان حامد نواز کو مدارس کا اہتمام سپرد کیا۔ پنجاب میں مشہور دینی درسگاہ جامعہ انوار باھو بھکر کے بانی حضرت سلطان محمد مشتاق (ف ۱۹۶۷ء) تھے اس درسگاہ میں بھی آپ کی سرپرستی و تعاون سے کامیابی کے ساتھ کام ہو رہا ہے۔ حضرت صاحب موصوف نے دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے مقام پر اپنے والد مکرم و دادا جدّ بزرگ کے مزارات پر سیاہ پتھر کی عظیم الشان خانقاہ و مسجد کا کام خود مکمل کرالیا۔ یہ پتھر آپ نے وزیرستان سے حاصل کیا اور بڑی محنت و توجہ سے عمارات کی تکمیل کرائی

Marfat.com

گئی۔ وہاں پر ایک علم و ادب کا مرکز قائم کرنے کا آپ کا منصوبہ زیر غور ہوا جس کے لئے ایک جامعہ یا مدرسہ کی تعمیر کا کام بھی شروع کر دیا گیا۔ اکثر لوگوں کو دینی و اختلافی ہدایات کے ساتھ ان کو کاروبار کے لئے اقتصادی مسائل کے حل کے لئے مشورے دیتے تھے جن پر عمل پیرا ہو کر ہزاروں بندگان خدا کامران ہوئے۔

ایک بار وزیرستان کے علاقہ ژاور (بدر) کے ایک محسود نوجوان کی اس بات پر سخت سرزنش فرمائی اور کئی روز تک اس سے خفا رہے کہ اس نے جنگل کے چھوٹے چھوٹے درختوں کو کاٹ کر اپنے مکان کی چھت تعمیر کر لی تھی۔ اس سلسلہ میں آپ لوگوں کو ہمیشہ یہ تلقین فرمایا کرتے تھے کہ وہ چیل و دیار کے چھوٹے درختوں کو ہرگز نہ کاٹا کریں کیونکہ اس سے قومی نقصان ہوتا ہے۔ شجر کاری اور شیشم کی قلمیں لگانے میں ہر سال خود حصہ لیتے۔ شجر کاری کی نرسری ملتان، جھنگ سرگودھا سے منگوایا کرتے۔

قبائلی معاملات اور فسادات کو طے کرنے کے لئے دور دراز کے علاقوں میں آپ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ ہر طبقہ اور ہر قبیلہ کے لوگوں کے رسم و رواج سے بخوبی آگاہ ہوتے تھے اس لئے ان کے مسائل حل کرنے میں ہمیشہ کامیاب ہوتے تھے۔

لوگوں کو ان کے فرسودہ رواجوں کو ترک کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ شادی، بیاہ، استقبال اور اموات کے مواقع پر فضول جاہلانہ رسوم کو کافی حد تک ختم کرایا۔ اپنے خاندان میں بھی ایسے رواجوں کو ختم کرنے کے لئے آپ نے پہلے خود عملی طور پر اقدامات کئے جس سے غلط اور فضول رواج و رسوم ختم ہونے لگے۔

شوال المکرم ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء (جنوبی وزیرستان) تمام نانو خیل کی طرف سے ملک عبداللہ خان درامن خیل نے کہا کہ ہم خواہ جس پیر اور جس طریقہ کے مرید ہیں، ہم تمام عرض کرتے ہیں کہ آپ بااخلاص ہمارے حق میں دعا خیر فرمادینگے اور ہم تمام کو اپنے مریدان میں شمار کرینگے۔ اور جب کبھی بھی جو حکم یا خدمت آپ کی طرف سے ہو ہم تمام نانو خیل بلا حیل و حجت تیار ہیں۔ اس پر انہیں صرف پچی ملا صاحب کی امداد کے لئے کہا گیا جبکہ اسکے مقدمہ قتل کا فیصلہ ہوگا تو آپ تمام قوم اسے مالی اور ہر قسم کی امداد

Marfat.com

دینگے تاکہ یہ بار اپنے سر سے بخیریت دور کر سکے۔ یہ بات بھی تمام نانوخیل نے بلا دریغ منظور کر لی۔ نماز ظہر تک چائے نوشی ہوتی رہی اور بعدازاں نماز ظہر باجماعت ادا کی گئی۔ اور تمام حاضرین اور اسلام کے لئے دعائے خیر کی گئی۔ اور مجلس برخاست ہوئی۔ اہل بدر کا کہنا ہے کہ ایسی جمعیت بغیر سید محمد سعدیؒ المعروف شامی پیر صاحب کے پھر کبھی نہیں ہوئی۔ مزید اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ جمعیت ہر قسم کے نقصان سے باامان رہی۔ الحمد للہ۔

صوبیدار رشادین خان سلیمی خیل نے بھی حضرت صاحب کے ساتھ نماز عید ادا کی جو خاص طور پر عید گزارنے آیا تھا۔

حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۳ شوال المکرّم کو ہم رزین درہ خالد پسر بلکی مرحوم جلال خیل نانوخیل محسود میں تھے آج ہمیں رخصت کرنے کے لئے تمام بات خیل معتبرین اور جلال خیل اور چند ایمار خیل جمع ہوئے اور انہیں چند نصائح کی گئیں۔ اوّل پابندی بنائے اسلام کلمہ نماز روزہ زکوۃ حج۔ دوم مسافر کو ضرر نہ پہنچائیں۔ سوم کسی پیر فقیر کی موجودگی میں کسی قسم کا ضرر نہ پہنچائیں۔ چہارم رسم ختنہ بجالائیں۔ پنجم عورتوں کے لئے شلواریں بنوائیں (یہ لوگ عورتوں کو شلواریں وغیرہ کچھ نہیں پہناتے صرف ایک بہت بڑا در رکھنا قمیض ہوتا ہے)۔ ششم تمام اقوام آپس میں اتفاق رکھیں کسی سے اگر سہواً کوئی بدی ہو جائے تو جلد نیکی کی کوشش کریں۔ ہفتم پچی ملا صاحب کی نیکی کے لئے جب وہ آوے تو چندہ وغیرہ دیویں۔ بعدازیں بخیر و خوشی رخصت ہوئے۔

جنوبی وزیرستان کے محسود قبائل پر آپ نے خاص توجہ دی تاکہ وہاں جہالت کا خاتمہ ہو۔ اور ان کے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ ایک وقت تھا کہ وہاں اتنی جہالت تھی کہ یہ لوگ ختنے بھی نہیں کرایا کرتے تھے لہٰذا آپ اپنے ساتھ حجام لے جایا کرتے اور ان لوگوں کے اور ان کے بچوں کے ختنے کرائے۔ کئی لوگ جو اپنے علاقہ میں شرم سے ختنے نہیں کرنا چاہتے تھے انہیں اپنے ساتھ دربار حضور پنجاب لائے اور یہاں انہیں اس سنت پر عمل پیرا کرایا جاتا۔

Marfat.com

۲۶ مارچ ۱۹۵۳ء لوگوں کی پیشرفت پر بتاتے ہیں کہ میانی قوم (گول) اب آگے جا رہی ہے۔متعدد اشخاص خان رسول، محمد اکبر خان وغیرہ کے پاس ریڈیو بھی ہیں۔غلام رسول کی نہایت اعلیٰ کار دس بارہ ہزار روپیہ کی قیمت کی ہے۔

۱۳ صفر المظفر / نومبر ۱۹۵۰ء: چغملی تنگہ میں ہم ملک شرم گل کے ہاں رہ گئے۔صیدم، ملا پچی، ہفتہ خان، عبداللہ شاہ شامن خیل، بختہ خان دیڑ اور غلام جیلانی میانی ساتھ ہیں۔ ان لوگوں کی عجیب زندگی ہے۔تنگہ ایک پہاڑی کی تنگ تر گھاٹی ہے۔اس میں چٹانوں کے نیچے یہ لوگ باز کے بچوں کی طرح پڑے ہیں۔معمول کی گھاس پھونس ان چٹانوں کے ساتھ کھڑی کر دیتے ہیں اور اس میں رہتے ہیں۔بعضوں نے کچھ معمولی سی جھونپڑیاں بنا رکھی ہیں اور بعض غاروں میں رہتے ہیں مگر ان کی غاریں بھی پرانے زمانہ کی اور بہت تنگ و تاریک ہیں۔اب چند افراد نے کوٹ بنائے ہیں اور کچھ بنا رہے ہیں۔گرمی کے موسم میں سرامنہ کے پہاڑ پر چلے جاتے ہیں وہ ذرا سرد ہے مگر وہاں بھی یہی گزارا ہے۔

ٹانک میں محسودوں کی کثرت ہوگئی ہے تقریباً تمام تجارت پر قوم محسود کا قبضہ ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوؤں کے زمانہ سے بھی بہتر کام چل رہا ہے صرف مقامی لوگوں کو یہ تکلیف ہے کہ محسود سرکش اور زبردست قوم ہے مقامی لوگوں کو کسی قسم کی تجارت اور کاروبار میں آگے نہیں ہونے دیتے۔ہر شخص کو مجبوراً کسی نہ کسی محسود کو ساتھ کرنا پڑتا ہے۔

مارچ ۱۹۵۱ء لاهور اور کراچی میں شہری تہذیب میں تضاد ملتا ہے۔لاہور میں فیشن بہت ہے، عورتیں بھی آزادی سے گھومتی ہیں البتہ سر پر برقع ہے یہ کراچی سے کئی درجہ باحیا شہر ہے۔پتلے اور فینسی کپڑے سہی پھر بھی بازو والا کرتہ تو ہوتا ہے نیم پردہ سہی مگر سر پر برقعہ تو ہے کراچی کی تو یہ حالت ہے کہ سر ننگا، گلہ چھاتی ننگی، دونوں بازو ننگے اور ران تک نیچے جسم عریان۔صرف ایک انگریزی قسم کا قمیض پہنا ہوا اور نیچے ایک معمولی نکر پہنی ہوتی ہے۔خدا تعالیٰ مسلمانوں کو حیا بخشے:

دل سوز سے خالی ہے نگہ پاک نہیں ہے

Marfat.com

پھر اس میں شبہ کیا کہ تو بے باک نہیں ہے (اقبال)

۲۵ مارچ ۱۹۵۱ء :ڈیرہ غازیخان مرکز سے دور ایک ضلع ہے سڑکیں اکثر کچی پکی اور ناکارہ ہیں۔صرف شہر کچھ نئی آبادی یعنی ماڈل طرز کا بنا ہوا ہے مگر اس میں میونسپلٹی کا اچھا انتظام نہیں ہے۔بیرون جات اکثر خشک علاقے ہیں اور پہاڑی علاقے بھی ہیں جہاں کوسوں دور سے پینے کا پانی لایا جاتا ہے موسم گرما میں تو دریا کی وجہ سے آمدورفت کا ذریعہ صرف آبی جہاز رہ جاتا ہے جس میں بہت دقت کا سامنا ہوتا ہے اور وقت بھی بہت ضائع ہوتا ہے۔البتہ یہاں بڑے افسر آرام سے رہتے ہیں کیونکہ اس ضلع میں بہ نسبت باقی ضلعوں کے کام کم ہے۔سردیوں میں ڈیرہ غازیخان اچھا ہے اور گرمیوں میں فورٹ منرو سرد مقام مل جاتا ہے۔

رب نواز خیاط کا جن یا موکل:

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء کو حضرت صاحب سینی تژہ بدر میں تھے کہ ٹھیکیدار غلام یٰسین ٹانک والے کے فرزند رب نواز خیاط پر جنات کا شدید اثر پڑا اور بالآخر جن نے کہا کہ ٹھیکیدار صاحب سورۃ مزمل پڑھنا چھوڑ دے تو ہم رب نواز کو چھوڑ دینگے۔ٹھیکیدار نے وعدہ کیا اور سورۃ مزمل چھوڑ دی تو رب نواز کو بھی جنات نے چھوڑ دیا۔اور دربار شریف زیارت کر آئے اور خیریت رہی مگر سورۃ مزمل کے ترک سے ٹھیکیدار صاحب کو رزق کی تنگی ہوگئی اور مجبوراً پھر سے سورۃ مزمل شروع کر دی۔جنات پھر سے وعدہ خلافی پر رب نواز پر مسلط ہو گئے۔اب ٹانک کے علماء اور مشران جمع ہو گئے جنات نہ مانتے تھے اور بالآخر جن نے یہ فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ کا فیصلہ صاحبزادہ غلام دستگیر کر سکتے ہیں۔چنانچہ ٹھیکیدار صاحب بمعہ رب نواز وزیرستان پہنچے۔حضرت صاحب کو حال بتایا گیا حضرت صاحب نے جن کو نکالا جن نے وعدہ کیا کہ جب تک آپ غلام یٰسین کو دوبارہ اجازت سورۃ مزمل شریف نہ دیویں نہ پڑھے بعد اجازت پڑھ سکتا ہے۔لہٰذا قول اقرار کر کے چل دیا۔جن نے حضرت صاحب کے پوچھنے پر دربار شریف کا حال بتایا کہ آپ کے نبی شاہ نے گائے خریدی ہے پرسوں آپ کے چچا

Marfat.com

حضرت فیض سلطان سندھ سے پہنچے ہیں۔رب نواز پر مسلط ہونے والا جن یا کوئی روح علم دین نامی تھا۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ جن تو واقعی چھوڑ گیا مگر وہ حسب ضرورت رب نواز کو دربار شریف جانے پر آمادہ کرتا اور وہاں وہ ظاہر ہو کر حضرت صاحب سے ہمکلام ہوا کرتا۔

۱۴ جون ۱۹۵۷ء کو حضرت صاحب کا ڑینگہ سے کریز خیل میں تھے کہ ٹانک سے ٹھیکہ دار غلام یٰسین کے فرزند بشیر احمد نے آکر بتایا کہ رب نواز پر پھر سے علم دین مسلط ہے اور اسے مغل خیل اڈہ لائے ہیں چنانچہ حضرت صاحب وہاں پہنچے رب نواز کو علم دین نے پکڑا ہوا تھا اور اس نے بتایا کہ ماسٹر رب نواز نے قاضی محمد حسن ٹانک والے کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور وہ خارجی عقیدہ رکھتا ہے لہٰذا اس کا بے ایمان ہونے کا خطرہ ہے اس لئے آپ کے پاس لایا ہوں۔ پھر اس نے فوراً رخصت لی اور چلا گیا اور ماسٹر ہوش میں آ گیا۔

۲۷ فروری ۱۹۷۱ء کو حضرت صاحب ٹانک میں ٹھیکہ دار غلام یٰسین کے ہاں مقیم ہوتے ہیں۔ٹھیکہ دار کا فرزند ربنواز خیاط بمعہ علم دین حاضر ہوتا ہے حضرت صاحب نے اسے کہا کہ وہ پھر دعا کرے تاکہ مدینہ منورہ حاضری نصیب ہو اُس نے کہا کہ تم نے جنوری میں کیوں انکار کیا تھا؟ پھر مراقبہ کیا ہوش میں آکر بتایا کہ حکم ہوا ہے کہ اب کچھ عرصہ اسے انتظار میں ترستے اور تڑپنے دو۔

۱۹۷۱ء کی جنگ ہو رہی تھی کہ ۸ دسمبر کو علم دین تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہیں سفر حج پر جانے کی اجازت نہیں ہے اب یہ ارادہ چھوڑ دو۔

۱۹ دسمبر کو میں ٹانک میں تھا کہ علم دین آ گیا وہ بہت رویا اور چلایا کہا کہ پاکستان میں اسلام مفقود ہے خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہیں اس لئے ابھی سزا مل رہی ہے جب جہاد کا حکم یہاں چلے گا حالات ٹھیک ہو جائیں گے کیونکہ وہ صحیح العقیدہ دور ہوگا۔

۲۹ جولائی ۱۹۷۸ء کو علم دین (بتوسط رب نواز) ملتا ہے اور کہتا ہے مبارک ہو تمہاری حاضری مدینہ منورہ منظور ہے۔چنانچہ انہیں ایام میں حضرت صاحب عمرہ و زیارت پر

Marfat.com

جاتے ہیں۔

کتب کا تحفہ:

نومبر ۱۹۵۰ء: جھنگ میں بوقت عصر جامع مسجد کے سامنے محمد حسین شاہ کے مکان میں شیر مست فقیر کا پتہ کیا خود تو موجود نہیں البتہ اسکی بڑھیا بیوی ملی اسے مائی صاحبہ مرحومہ کی ایک تسبیح دی گئی۔ بڑھیا نے مجھے تفسیر حسینی تفسیر قادری اردو ترجمہ کی دوسری جلد دی۔

علمی امور:

۲۵ اکتوبر ۱۹۶۰ء سونگر (مستونگ ، بلوچستان) میں مولوی خلیفہ پیر بخش بدوزئی کے ہاں قیام پذیر ہوتے ہیں اور اخبار میں دیکھا کہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو مولوی نور محمد صاحب فقیر کلاچی والا لائل پور میں راہی ملک عدم ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت سلطان العارفین کی خاص مہربانی والے تھے کافی عمر دربار شریف پر رہے۔ انہوں نے 'عرفان' لکھی اور اس کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا جو کہ سلوک پر کافی تبصرہ ہے۔ فقیر صاحب نے کتاب نور الھدیٰ کا ترجمہ بھی کیا ہے اور اسے ترتیب دے کر چھپایا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔

مولوی محمد شریف: ۲۱ نومبر ۱۹۶۱ء کو پھلروان میں عرس کا اہتمام رہا۔ مولوی محمد شریف (ٹاھلیاں والہ) کی نئی تصنیف کتاب غیر مطبوعہ (سید الکونین ﷺ) کو ایک سرسری نظر سے دیکھا۔ انشاء اللہ بینظیر کتاب ہوگی۔ مولوی صاحب کو پیر صاحب کے حکم سے ان کی حالات زندگی کے مختصر نوٹ لکھائے۔ مولوی صاحب پیر صاحب کی سوانح حیات تیار کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔

بنام شاھد نازک خیالان   عزیز خاطر آشفتہ حالان

کار طباعت مجموعہ کلام حضرت سلطان محمد نوازؒ:

مجموعہ کلام حضرت سلطان محمد نواز طباعت کے لئے حضرت صاحب نے حافظ برکت علی قادری صاحب کے ذمہ کر دیا تھا۔ حافظ صاحب سیدنا غوث الاعظمؓ

Marfat.com

کے اس دور میں عاشق بیمثل تھے اور انہوں نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی تصانیف اور دیگر اسلامی کتب کو ایک آرمی پریس کے نام سے چھاپہ خانہ بیرون لوہاری دروازہ لاھور قائم کر کے شروع کر رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب لنڈی ریلوے سٹیشن سے ۱۴ فروری ۱۹۶۲ء کو میری طرف تحریر فرماتے ہیں کہ کسی وقت فراغت پا کر آرمی پریس (غوثیہ کتب خانہ) حافظ برکت علی صاحب کو ملیں اُمید ہے کتابت مل چکی ہو گی جس کے لئے انہیں -/100 روپے ارسال کر دیا ہے۔ باقی طباعت وغیرہ اور سرورق عنوان وغیرہ میں کوئی مشورہ ہو تو آپ ان کے معاون بنیں۔ آج انہیں مفصل خط لکھ رہا ہوں وہ ملاحظہ فرما لیویں اور پھر جیسے آپ کو پسند ہو ویسے طباعت کا انہیں کہہ دیں۔ کاغذ بھی ملاحظہ کر لیں۔

سپلی توئی جنوبی وزیرستان سے ۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء تحریر فرماتے ہیں۔ ابن العربی صاحب کے فلسفہ کا تعارف تو اچھا ہوا لیکن اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے حافظ صاحب (حافظ برکت علی قادری) کی تقریب میں شامل ہو جاتے تو میری کمی پوری ہو جاتی یہ تو پھر بھی ہو سکتا تھا۔ البتہ اس فلسفہ میں محویت ضرور ہے کہ سب کچھ بھول جاتا ہے۔

دربار مقدس سے ۱۳ فروری ۱۹۶۵ء لکھتے ہیں: حامد بھکر سے واپس آ گیا ہے کیونکہ وہاں سکول والے اسے نہیں بٹھاتے تھے اب اچھا ہو گیا آپ تشریف لے آئے اور حامد کو اپنے پاس لاھور لے جائیں سکول میں بھی بیٹھے اور آپ خود بھی اسے تھوڑا تھوڑا وقت دیں کوئی مسجد ساتھ ہو تو قرآن شریف بھی پڑھے۔

حضرت صاحب علمی و تحقیقی کتابوں اور ایسے امور کو دلچسپی سے توجہ دیتے رہے۔ سپنی تڑہ جنوبی وزیرستان سے ۱۰ ستمبر ۱۹۷۱ء کو لکھتے ہیں کہ حامد کے خط سے آپ کا کوئٹہ ڈگری کالج میں تبادلہ ہو جانے کا علم ہوا اور دل کو بہت خوشی ہوئی۔ آپ کافی بے آرامی اور تکلیف سے بچ جائیں گے۔ آپ جو مقالہ (روابط فرہنگی پاکستان و ایران) لکھ رہے تھے اس کا کیا بنا؟ کیا وہ ایرانی قونصل نے پسند کر لیا ہے؟

جہلم سے ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۱ء لکھتے ہیں آپ کے مقالہ اڑھائی ہزار سالہ تعلق پاکستان و ایران چھپ جانے اور مقبول ہو جانے کی خوشی ہوئی ممکن ہو تو اس کی ایک کاپی بھیج

Marfat.com

دیں۔

دربار شریف سے ۶ نومبر ۱۹۷۱ء کو لکھتے ہیں: ''کتاب پسند آئی آپ کی ہمت کی داد دیئے بغیر نہیں رہا جاتا۔ طباعت و کتابت بھی اچھی ہے کاغذ بھی نفیس ہے۔ خاص طور پر آپ نے اس میں بادشاہ صاحبؒ (حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ) اور حضرت صاحب (والد مکرمؒ) کا جس قرینہ سے ذکر کیا ہے وہ زیادہ اہم کردار کی ادائیگی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ ہمت و برکت عطا فرمائے''۔ آمین۔

حضرت صاحب سندھ بلوچستان اور سرحد (موجودہ کے پی کے) کے نوجوانوں کے تعلیمی اداروں میں داخلہ کے لئے ہمیشہ متوجہ رہتے اور ہمارے ذمہ یہ ڈیوٹی ان کی طرف سے سپرد ہوا کرتی تھی۔

حضرت صاحب جنوبی وزیرستان کے نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ تعلیم دلانے کے لئے خواہاں رہے۔ گیگا خیل بدر سے ۱۰ ستمبر ۱۹۷۳ء کو لکھتے ہیں کہ میں نے دو طلباء پہلے فورٹ سنڈیمن میں آپ کے ذمہ کئے تھے آپ نے وہاں کالج میں ان کو تعلیم دلانے کی کوشش کی (محمد شاہ محسود ولد حاجی خان مومن اور شاہنواز ولد حاجی خان گل وزیر) ان کی وجہ سے آپ کو کافی پریشانیاں بھی برداشت کرنا پڑیں مگر اب جو طلباء میں آپ کی طرف بھیجنا چاہتا ہوں دونوں بہت اچھے نوجوان ہیں ایک اللہ نواز ولد حاجی خانومن محسود اور میر سلام ولد موسیٰ درامن خیل ہیں ایک کو ایف ایس سی میڈیکل کرائیں اور دوسرے کو مائنز میں کورس کرائیں داخل ہو جائیں تو پولیٹیکل ایجنٹ جنوبی وزیرستان سے وظیفہ منظور کرالیا جائے گا۔

حضرت صاحب طبعاً ایک ادبی ذوق کے مالک تھے۔ ۱۷ اگست ۱۹۷۵ء کو فورٹ سنڈیمن میں لکھتے ہیں کہ رات بخیریت آپ کے ڈیرہ (جہاں میں ملازمت کے دوران رہتا تھا) پر آپ کے احباب کے ساتھ گزاری۔ صاحب جان، عبدالسلام وغیرہ آپ کی باتیں کرتے رہے۔

؎ یاد باد آنکہ سرکوئی تو ام منزل بود

Marfat.com

''آواز'' رفعت سلطان:

۸ فروری ۱۹۷۵ء کو ٹاؤن ہال جھنگ میں رفعت سلطان کی کتاب ''آواز'' پر فنکشن ہوا جس میں شمولیت کی۔احسان دانش کی صدارت ہوئی پنجاب کے وزیر سردار صغیر احمد مہمان خصوصی تھے۔اچھے ادیبوں اور شاعروں نے کتاب پر تبصرہ کیا۔ شعراء نے بھی تبصرہ فرمایا۔صدر اور مہمان خصوصی کی تقاریر ہوئیں اس کے بعد شام ہوگئی ہم نمازیں پڑھ کر واپس دربار چلے آئے۔موسیقی اور مشاعرہ رات کو ہونا باقی ہے۔

خانہ فرہنگ ایران۔کوئٹہ:

۲۵ جون ۱۹۷۵ء لکھتے ہیں ساڑھے نو بجے صبح الطاف صاحب کے ساتھ آقای رضا (میرزائی) ڈائریکٹر ثقافت خانہ ایران سے ملاقات ہوئی جو نہایت خوش اسلوبی سے ملے۔میری کتاب (پیر مغان) کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی جو کہ فارسی مجموعہ اشعار ہے اور ڈائریکٹر صاحب طبع کرا رہے ہیں۔آپ نے میرے اشعار پسند فرمائے۔کتاب کے نام پر تبصرہ ہوتا رہا۔آپ نے اعلیٰ حضرت شاہ ایران کی کافی تعریف کی اور اپنے مشن کا حق ادا کیا۔

رانی پور (سندھ) سے ۱۳ اپریل ۱۹۷۸ء لکھتے ہیں کہ جیکب آباد میں سلطان شاہ صاحب سے وہ مجموعہ کتاب حاصل ہوا جو کہ ٹبہ والے پیر صاحبان نے نقل کیا تھا اس میں دونئی کتابیں سلطان الوہم اور عین العارفین جسے محک المحققین بھی لکھا ہے موجود ہیں۔کتابیں قلمی تحریر ہیں سن اور کاتب کا نام کہیں درج نہیں ہے قلم خوشخط ہے کاغذ بوسیدہ ہے جیسا کہ نصف صدی سے زیادہ وقت گزرا ہو۔چند جگہوں پر مندرجہ ذیل تحریر کسی کتاب کے اختتام پر درج ہے ''در مطالعہ فقیر محمد حیات اعوان گذشت و فائدہ شدہ در اول صدی چہار دہم''۔

اس مجموعہ میں مجالستہ النبی، جامع الاسرار، محبت الاسرار، فضل اللقاء، محک الفقراء اور عین الفقر بھی ہیں۔انشاء اللہ سلطان الوہم اور عین العارفین کی سٹیٹ فوٹو کراچی میں کراؤں گا۔

Marfat.com

دربار شریف سے ۴ مارچ ۱۹۸۲ء لکھتے ہیں کہ گکھڑ رسالہ ''سلطان العارفین'' والوں کا چھپا ہوا خط میرے نام آیا ہے آپ کو بھیج رہا ہوں ان سے تعلقات اور معاونت رہے تو اچھا ہے کیونکہ یہ حضور سلطان العارفین کا رسالہ ہے۔

باب الشیخ بغداد شریف عراق سے ۲۶ جولائی ۱۹۸۲ء لکھتے ہیں کہ میرے ساتھ چند نسخے ابیات باھو کے تھے اور ایک نسخہ یہاں ایک پنجابی درویش کو دیا ہے اور دو نسخے سیدنا غوث الاعظمؓ کے دربار شریف کی لائبریری میں رکھے گئے ہیں۔غوث پاک کے دربار میں بہت بڑی لائبریری ہے جس میں تقریباً ۱۷ زبانوں کی کتب موجود ہیں تفسیر، فقہ، حدیث، تصّوف وغیرہ ہر فن کی کتب ہیں۔بہر حال ابیات باھو بھی اس میں رکھ دیئے ہیں۔لائبریری میں صوفیائے پنجاب کتاب دیکھی جس میں حضرت سلطان العارفین کا ذکر ہے بحوالہ مناقب سلطانی اور بحوالہ کرشنا لاجونتی وغیرہ۔

بغداد شریف سے ۵ اگست ۱۹۸۲ء کو لکھتے ہیں کہ کتاب ''رسالہ غوثیہ'' اور کتاب ''دیوان غوث الاعظم'' فارسی مل گئے اور ان کے فوٹو اسٹیٹ حاصل کر لئے ہیں۔

تربیلا ڈیم سے ۴ مئی ۱۹۸۲ء کو لکھتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ بزم باھو (لاھور) والوں کو لکھا ہے میں نے انہیں زبانی بھی یہی مشورہ دیا کہ وہ بزم کو نہ توڑیں اور نہ ہی کسی اور پارٹی کو اس میں مدغم کریں۔رسالہ روحی شریف کا فارسی متن چوھدری صادق میرے پاس لایا تھا نہایت خوش خط لایا تھا اس میں کچھ اضافے انہوں نے خود درج کئے تھے جو کہ میں نے کاٹ دیئے۔کچھ حروف اور الفاظ ٹھیک نہ تھے جو کہ اپنی یادداشت کے مطابق ان کی درستی کر دی ہے البتہ ترجمہ میں نے نہیں دیکھا۔آپ کا اکیڈمی میں رہنا اشد ضروری ہے ورنہ ان کے کام کی نگرانی اور اصل مقصد جسے پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے وہ حاصل نہ ہو گا۔لہٰذا آپ کا اس میں شامل رہنا ضروری ہے خدا کرے پہلے آپ اپنے PHD کا کام جلد مکمل کر لیں۔

۲۳ اپریل ۱۹۷۸ء جبکہ میں دربار شریف پر ہی تھا ارشد پناھوی صاحب بمعہ اپنے جامعہ صوفیہ کے چند طلباء کے تشریف لائے ان سے ملاقات ہوئی۔

Marfat.com

دربار شریف سے یکم مارچ ۱۹۸۴ء کو لکھتے ہیں۔ مناقب سلطانی کا بہت بڑا کام ہے۔ آپ کی نظر تحقیق سے اس کا مکمل ہو جانا انشاء اللہ بہت بہتر ثابت ہوگا۔ البتہ یہ یاد رکھیں کہ اس میں شجرہ کی تکمیل کا خاص خیال فرمائیں۔ نیز اس میں ایسا ایڈیشن بھی شائع کریں جس میں بادشاہ صاحب کی اولاد کا حضرت سلطان حامد کی تحریر کردہ شجرہ کے بعد کے افراد کا اب تک بقایا اندراج مکمل ہو اس سے بہت کافی کمی دور ہو جائے گی۔ اگر ممکن ہو تو بقیہ حضرات کے مختصر نوٹ ولادت و وفات معمولی حالات زندگی اور احوال اولاد اس میں آ جائے تو دوسری مناقب کے لکھنے کی کمی پوری ہو جائے گی۔

گویا حضرت صاحب چاہتے تھے کہ مناقب سلطانی کو دوبارہ حاشیہ کے ساتھ مرتب کیا جائے۔

۱۹ اگست ۱۹۸۳ء: مولانا محمد قاسم عینی خارانی نے فنِ حدیث پر پی ایچ ڈی کر لی ہے اسے آج سلطان الطاف علی کا دیا ہوا جبہ پہنایا گیا اور مبارک دی گئی۔

روزنامچے:

حضرت صاحب نے جب سے ہوش سنبھالا سالانہ روزنامچہ لکھنا شروع کیا جو بالعموم ۵۰۰ صفحات سے تجاوز ہوا کرتا ہے۔ ہر روزنامچہ کے آغاز میں حمد باری تعالیٰ اور درود و نعت رسول اکرم ﷺ کبھی نثر میں اور کبھی شعر میں لکھ دیا کرتے۔ ۱۹۵۳ء کے روزنامچہ کے آغاز میں "لولاک لما خلقت الافلاک" وہی انسان کامل مظہر ربوبیت اور شفاعت کنندہ روزِ جزا ہے کے بعد لکھتے ہیں:

اے کریمی کہ از خزانہ غیب — گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستان را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمنان نظر داری

پھر لکھتے ہیں

بندہ پروردگارم امت احمد نبی — دوستدار چار یارم تابع اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل — خاکپائی غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی

ان روزنامچوں سے کچھ ابتدائی گزشتہ واقعات بھی دلچسپی و معلومات کے لئے

Marfat.com

لکھے جاتے ہیں۔

ملتان:

۲۱ دسمبر ۱۹۵۱ء کو لکھتے ہیں خورشید بی بی کو کریم اللہ خان کے نکاح میں دیا تھا۔چار ماہ کا اب ایک ان کے ہاں بچہ ہے نام مشتاق احمد ہے اس کے لئے دعا فرمائی۔وہ خوش وخرم ہیں۔حبیب اللہ خان بھائیوں سے الگ ہو گیا ہے اور دکان چلا رہا ہے۔

۸ جنوری ۱۹۵۲ء برادران عمر دراز ،الطاف ملتان میں زیر تعلیم ہیں۔ماموں محمد حیات نے زرغونہ سے بے تعلق کر کے رحیم یار خان چلے گئے۔زرغونہ عمر دراز الطاف کے لئے کھانا تیار کرتی ہے ماموں غلام مصطفیٰ بھی ملتان میں کہیں الگ رہ رہے ہیں۔ماسی صاحبہ کے گھر میں گزران ہو رہا ہے ان سے اپنا الگ انتظام رکھا ہے۔الطاف سکاؤٹنگ میں بھی ہے۔

خدمات کا سرٹیفکیٹ:

۳۰ مارچ ۱۹۵۱ء شیخ محمد نواز المعروف غازی سکنہ سرگودھا آیا۔اس کا والد ہندو تھا۔بڑا زمیندار ہے۔عارف والا میں اس کی کافی اراضی ہے۔۱۹۴۷ء میں حضرت صاحب کے ساتھ گجرات فرنٹ پر کام کرتا رہا ہے اس نے اپنے خدمات کشمیر اور مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ چاہا۔

قادیانی مسئلہ:

۱۹۵۲ء: کئی ماہ سے مرزائی اور مسلمانوں کی کشمکش تیز ہے۔مسلمانوں کا مطالبہ ہے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔اور مرزائی وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ کو اس اہم عہدہ سے ہٹایا جائے۔تا حال کوئی فیصلہ نہیں ہے۔

۱۹۵۳ء مارچ میں ملک بھر میں مطالبہ جاری چلا آ رہا ہے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور بڑے منصوبوں سے ان کو دور کیا جائے یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ محض احراریوں کی شرارت ہے حالانکہ مسلمان یہ نہیں چاہتے کہ پاکستان محض قادیان یا مرزائیستان بن کر

Marfat.com

رہ جائے چنانچہ کئی روز سے سول نافرمانی شروع ہے اکثر چیدہ چیدہ لیڈر اور علمائے کرام گرفتار ہو چکے ہیں اور روزانہ سینکڑوں رضا کار گرفتار ہو رہے ہیں بالخصوص لاہور، سیالکوٹ اور تمام بڑے بڑے شہروں میں فسادات بڑھ گئے ہیں لاہور اور سیالکوٹ میں تو عوام کو نہایت بیدردی سے گولی کا نشانہ بنایا گیا ہے اور نہایت بے رحمی سے تہ تیغ کیا گیا ہے مگر عوام کے جذبات بہت بلند ہیں اور یہ سازش بہت زور پکڑ رہی ہے۔ خداوند تعالیٰ ہماری حکومت کو ہدایت بخشے تا کہ حق کو سمجھے اور جس اسلام کے نام پر پاکستان بنا ہے اس اصول پر قائم ہو جائیں۔ آمین۔

معلوم ہوا ہے کہ پولیس اور فوج نے مسلمانوں کے جلوس پر گولی چلانے سے انکار کر دیا ہے مگر بارڈر پولیس جس میں اکثر ایسے وحشی پٹھان ہیں جنہوں نے ترک و عراق پر بھی گولہ باری سے دریغ نہ کی تھی انہوں نے گولی چلائی ہے۔

۱۲ مارچ ۱۹۵۳ء: فسادات کی وجہ سے لاہور میں کالج بند ہیں عمر دراز صاحب بھی لاہور سے براستہ ملتان آ گئے ہیں۔ فوجی حکومت ہے میجر جنرل محمد اعظم خان چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہے۔

سزا سب کے لئے:

۱۹۵۳ء جولائی: یاداشت تاریخ چائے: چونکہ لوٹی (جلم گل) وغیرہ ملنگان چائے وغیرہ کے بہانے ڈیوڑھی پر آ کر ہمیشہ شور مچاتے ہیں اور فقیرنیوں کو گالیاں نکالتے ہیں اس لئے آج فیصلہ کیا گیا کہ ملنگان کی چائے بند کی جائے۔ انشاء اللہ کل ظہر سے ملنگوں کی چائے بند کی جائے گی۔ مربعہ جات پر بھی چائے سپلائی نہیں کی جائے گی۔

اس علاقہ میں سب سے پہلے ہمارے گھر سے چائے کی ابتدا ہوئی اور اب چائے کے خلاف پہلی تحریک جاری ہے۔

لوٹی کو سزا: خیانت بے حیائی اور بد چلنی کے ثبوت ملنے پر لوٹی کو ملنگوں کے طائفہ سے خارج کر کے اسے اس کی نیت کے مطابق دعا کی گئی۔ البتہ کچھ عرصہ بعد جلم گل لوٹی کو

Marfat.com

معافی ہو جاتی ہے اور وہ پھر ملنگوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

رسومات:

۱۹۵۳ء سلطان نور حسین کے فرزند خالد نواز کا پنگھا اڈا گیا اور تمام برادری جمع ہوئی بچے کو پنگھوڑے میں لٹایا گیا۔لٹانے کی رسم حضرت غلام سرور صاحب نے ادا فرمائی اور ساتھ ہی دعا کا جُھوٹا (جھولانا) کیا اور ۲ روپے پنگھوڑے مین رکھ دیئے یہ خاندان میں سابقہ دستور چلا آ رہا ہے کہ خاندان میں جو بزرگ موجود ہو وہی بچے کو پنگھوڑے میں لٹاتا ہے۔

گجرات کیمپ۔جنت میں ملے گی:

امیر المجاہدین سیّد یوسف گیلانی کے پاس انتظامیہ کے اعلیٰ افسر تشریف لائے اور ان کی قیام گاہ کی سیکیورٹی اور مصروفیات کا جائزہ لیا اور پھر پیر صاحب سے گزارش کی کہ آپ بیحد مصروف رہتے ہیں اور اکثر و بیشتر سنجیدہ و اہم فرائض میں متوجہ رہتے ہیں۔میں چاہتا ہوں ایک مزاحیہ ڈرامہ / فلم آپ دیکھ لیں اور اگر آپ پسند کریں گے تو وقتاً فوقتاً ہم بھیجتے رہیں گے حضور پیر صاحب نے ان کے پُر خلوص اصرار پر منظور فرما لیا اور انہوں نے ایک فلم بمعہ پروجیکٹر و عملہ کے بھیج دیا۔پیر صاحب نے حضرت صاحب کو اطلاع کر کے بلوا لیا اور مناسب وقت مقرر کر کے وہ فلم دیکھی گئی۔ حضرت صاحبؒ بتاتے ہیں کہ اس فلم کی تھیم یہ تھی کہ ایک ہیرو اپنی محبوبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور جب اس کے ورثا ڈھونڈتے ہوئے وہاں پہنچ جاتے ہیں تو ہیرو اپنے احباب کے ساتھ ایک قالین بچھا کر اس پر آنکھیں بند کر کے یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ ''جنت میں ملے گی'' ''جنت میں ملے گی'' ورثا جب گھر کے اندر داخل ہوتے ہیں تو وہ بھی اسے ایک ضروری رسم سمجھتے ہوئے آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور کہنا شروع کر دیتے ہیں ''جنت میں ملے گی'' ''جنت میں ملے گی'' اسی اثنا میں ہیرو کے ساتھی اس کی محبوبہ کو گھوڑے پر سوار کر کے محفوظ مقام پر لے کر چلے جاتے ہیں ان لوگوں کا ورد ''جنت میں ملے گی'' جب اختتام پذیر ہوا اور حال احوال ہوا تو ہیرو نے کہا

Marfat.com

کہ اب تو وہ ''جنت میں ملے گی''۔آپ لوگ خود بھی تو یہی کہتے رہے ہیں۔اور کہانی ختم ہو جاتی ہے۔حضور پیر صاحب نے فرمایا حضرت صاحب چلو جنت میں ملے گی اب آپ اپنا کام کریں اور میں اپنے شیڈول کو دیکھتا ہوں۔

سیلاب ۱۹۵۳ء:

دریا پھر سے تغیانی پر ہے۔خانقاہ مبارک کا قدیمی تھلہ تمام کا تمام دریا بُرد ہو چکا ہے صرف مسجد شریف اور بیر باقی ہے وہ بھی خطرہ میں ہے۔کنارہ دریا بُرد ہو رہا ہے۔

دریا کی گل شاہ کی حویلی سے لیکر ڈھاہ ہے جس کی وجہ سے ہمیں بھی سخت خطرہ ہے اگر یہی حالت رہی تو عنقریب دریا ہماری بستی کو بھی اپنی لپیٹ میں لے گا۔اللہ تعالیٰ رحم فرما دے۔چند روز بعد دریا کی تغیانی سے دربار مبارک کے تھلہ کا آخری نشان اور بیر کا درخت بھی بہ گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

باب یازدھم
شخصیات
فیض یافتگان اور دراویش وخلفاء

مائی صاحبہ سرور بی بی:

یکم فروری ۱۹۵۱ء گذشتہ شب رات ۱۰ بجے مسماۃ سرور مائی والدہ حضرت احمد بخش کی قریباً ۷۵ سال کی عمر میں وفات ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مائی صاحبہ نے اپنے پوتے پڑپوتے دیکھے ہیں حضرت احمد بخش کی عمر بھی ۵۶ برس ہے مگر ان کے دل میں اپنی والدہ کی وفات پر وہی کیفیت گزر رہی جیسے میری والدہ کی وفات پر مجھ پہ گزری۔

؎ مادرت درس نخستین با تو داد لا الہ اندر نہادتو نہاد (جاوید نامہ)

مولانا فضل الٰہی امیر المجاہدین:

۵ مئی ۱۹۵۱ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ پاکستان ریڈیو کی اطلاع ہے کہ مولانا فضل الٰہی امیر المجاہدین چمرقند وامیر بریلوی تحریک جہلم میں فوت ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو حضرت اسماعیل شہید کے مزار کے پاس دفن کیا جاوے گا۔ یہی وہ ہستی تھے جن کی ملاقات پاکستان بننے کے سال مکین ظریف خیل میں ہوئی۔ فقیر اوپی انہیں ملنا چاہتا تھا۔

حضرت محمد سلطان:

۲۳ مئی ۱۹۵۱ء حضرت محمد سلطان (عمویم) گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑ پور سے ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے یہاں کفن کا کپڑا خریدا۔ عبدالحمید شیخ کو بتایا کہ میرا بچنا محال ہے اور تمہاری میری آخری ملاقات ہے اس نے کہا کہ آپ تو بالکل خیریت سے ہیں۔ پھر وہاں سے بخیریت گھوڑے پر سوار ہو کر شام کو روڑا پہنچے۔ اپنے چھوٹے بچے محمد

Marfat.com

اقبال کو بلا کر پیار کیا اسے دستار دی پھر کچھ کھانا کھایا وضو کیا نفلیں پڑھیں اور سبز چائے طلب فرماتے ہوئے لیٹ گئے۔تا حال چائے تیار نہ ہوئی تھی کہ حوالہ خدا ہو گئے۔آپ نے تمام عمر قلندری حال اور مستی میں گزاری۔آپ کے دو فرزند غلام نبی صاحب اور صاحبزادہ محمد اقبال باقی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں برکت دے۔

شالا سے حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ ہم روڑا گئے پھر حضرت غلام باھو (برادرم) اُن سے پہلے نعش مبارک گرہ جمعہ شریف لے گئے تھے ہم بھی وہاں پہنچ گئے جہاں تدفین کی گئی۔

ملک چنن الدین:

۲۹ اپریل ۱۹۵۴ء کو کشمیری بازار لاھور میں ملک چنن الدین سے ملاقات کی۔اس نے وعدہ کیا کہ وہ سلطان العارفین کی قلمی فارسی نسخے نقل کرنے کے لئے رمضان شریف کے بعد دے گا۔

ملک چنن الدین کے پاس پیر غلام دستگیر نامؔی صاحب کی ملاقات ہوئی۔نامؔی بہت اچھا پیش آیا اس کے لڑکے اور ایک بھتیجے کے گھر پیر نصیر الدین ثانی موہڑہ شریف والے کی لڑکیاں ہیں۔

نامؔی صاحب کے گھر کے ساتھ سید احمد توختہؒ کی خانقاہ ہے نامی صاحب کے گھر کی دیوار پر یہ شعر کندہ ہے:

در جوار سید احمد توختہ گشت نامؔی مورد فضل الٰہ

اگلے روز صبح نامی صاحب کے گھر جا کر ان سے ملاقات ہوئی اپنی تصنیف کردہ کافی کتب عطا کیں۔آپ رتہ پیراں ضلع سیالکوٹ کے متولی ہیں حاکمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں حضرت جلیل احمد صاحب کی اولاد سے ہیں اصغر احمد ان کا لڑکا ہے جس نے اب دسویں کا امتحان دیا ہے۔

چوھدری احمد دین:

سیّد غلام مجتبیٰ شاہ ہمدانی کے ہائی سکول گجرات (ضلع مظفر گڑھ) میں

Marfat.com

چوہدری احمد دین ایک نیک طبع و نیک خُو سائنس کے استاد ہیں جو جولائی اگست ۱۹۵۴ء میں برادرم الطاف علی کو پڑھانے کے لئے ان کے ساتھ وادی بدر نکزنخیل میں آ کر رہے۔آج مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۵۴ء کو وہ رخصت ہوئے تو تھانہ دار ڈاول خان اور شیر غنی کوٹا نک تک ان کے ساتھ روانہ کیا۔غلام صدیق موچی بھی ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہو گئے۔

مولوی عبدالرحمٰن: گوشالہ بلڈنگ B/10 کھارادر

مولوی عبدالرحمٰن نہایت مخلص احباب میں سے ہیں۔حضرت صاحب نے کئی بار کراچی میں ان کے ہاں ہی رہائش اختیار کی۔۲۴ جنوری ۱۹۵۷ء کو پیر صاحب کی بغداد شریف کو روانگی کے موقعہ پیر صاحب وحضرت صاحب ان کے ہاں ہی کراچی میں قیام پذیر ہوئے تھے۔حضرت صاحب لکھتے ہیں مولوی عبدالرحمٰن وزیر آباد کا رہنے والا ہے۔ککے زئی ملکوں سے ہے۔ملک غلام محمد گورنر جنرل مرحوم کے خاص مقربوں سے ہے۔درویش طبع شخص ہے۔پیر گل شاہ صاحب کا مرید ہے جو کہ بُرہان شریف کے خادم ہیں۔سائیں مشتاق صاحب کے ساتھ اکٹھے حج پر بھی گیا تھا۔یہاں ایک فرم جس کا مالک ملک عبدالحمید خان ککے زئی ہے اس میں ملازم ہے۔اس کا ایک بیٹا دیوانہ ہے جو کہ پاگل خانہ میں ہے دوسرا بینک میں ملازم ہے جسکا نام ملک عصمت اللہ (موٹو) ہے۔یہاں ایک کمرہ انہوں نے کرایہ پر لیا ہوا ہے جس میں ہم ٹھہرے ہیں۔

میر جعفر خان جمالی:

۵ جنوری ۱۹۵۹ء کو پیر صاحب وحضرت صاحب جیکب آباد میں وڈیرہ دولت خان کھوسہ کی جگہ پر قیام پذیر تھے کہ میر جعفر خان جمالی ملنے آئے اور دوسرے دن میر صاحب نے اپنے ہاں ناشتہ کا اہتمام کیا جس میں حضرت فیض سلطان بھی شامل تھے۔میر صاحب قابل اور مخلص شخص ہیں جناب پیر صاحب نے ان سے زرعی اصلاحات کے بارے میں دریافت کیا تو میر صاحب نے تفصیل کے ساتھ مدلل جواب دیا۔
پیر صاحب وحضرت صاحب کا کچھ روز قیام اوستہ محمد میں حضرت فیض سلطان صاحب

Marfat.com

کے ہاں رہا تو ۱۳ جنوری ۱۹۵۹ء کو میر صاحب نے روجھان جمالی میں دعوت کا اہتمام کیا۔اس موقعہ سردار یوسف علی مگسی، میر محمد خان کھوسہ،غلام حسین واگھہ جمعہ دار محمد مراد وغیرہ موجود تھے حضرت صاحب لکھتے ہیں میر صاحب نیک خیال اور خالص عقیدہ کا شخص ہے پکا مسلم لیگی ہے اور پرانا سیاسی کارکن ہے اس کے مہمان خانہ کا بہت اچھا انتظام ہے۔

حکیم علی اکبر:

۲۴ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو حضرت صاحب کی راولپنڈی میں آزاد دفتر کے اندر ایک بزرگ حکیم علی اکبر صاحب سے ملاقات ہوتی ہے جو فتح شاہ بوہڑ بازار راولپنڈی کے ہیں صاحبِ ذوق اور مرد عارف ہیں انہوں نے فرمایا: ''تصور شیخ کیا کرو۔کوئی اور کسی کا عشق کیا کرو اور محض کسی ایک کے بن جاؤ''۔اس کے کلام نے دل پر بہت اثر کیا۔

حافظ برکت علی قادری:

۲۵ جنوری ۱۹۶۰ء کو حضرت صاحب نے لاہور میں آرمی پریس کو جا کر دیکھا۔ وہ دفتر اب غوثیہ کتب خانہ بن چکا ہے۔حافظ برکت علی صاحب ملے انہوں نے گھریلو کشیدگی کی بنا پر پریس مسٹر غلام دستگیر کو دے دیا ہے۔بلاک تلاش کئے صرف اسم ذات اور میرے پتہ کے بلاک ملے کچھ پیڈ اور اسم ذات چھاپنے کا آرڈر دیا۔

حافظ برکت علی صاحب کا ۱۹۶۳ء میں ۲۰ جمادی الثانی انتقال ہوا ہے۔آپ نے غلام دستگیر اور محمد اشفاق دونوں کو اپنا جانشین بنایا اور انہیں ختم شریف پڑھنے اور اس کا خرچ ادا کرنے کا حکم دیا۔ماہوار عرس وختم پر -/111 روپے اور سالانہ عرس وختم پر -/2900 تا -/4000 مشترکہ خرچ کیا کرتے ہیں۔حافظ صاحب مرحوم کی اہلیہ اور والدہ صاحبہ بھی زندہ ہیں۔

۲۷ نومبر ۱۹۶۴ء کو حضور پیر صاحب کے ہمراہ خانقاہ حافظ برکت علی قادری میں (۲۰ جمادی الثانی) کو مزار مبارک کے غسل اور ختم شریف میں شرکت کی۔حزب الاحناف اور

Marfat.com

تبلیغ نیاز کمیٹی کے بڑے ممبران سے جناب پیر صاحب نے تبادلہ خیال فرمایا اور انہیں حافظ صاحب کے مشن کو چلانے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین فرمائی۔ سیّد دلاور علی شاہ (چونی منڈی) خضر تمیمی (۴ مزنگ) چوھدری اللہ بخش (سیکریٹری ریونیو بورڈ) شیخ محمد اسلم (ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹریز) محمد نواز قادری (سپریٹنڈنٹ دفتر یونین کونسل کمشنر آفس بہاولپور، قادری منزل بی ماڈل ٹاؤن بہاولپور) موجود تھے۔

سیّد رمضان شاہ ہمدانی:

۱۴ فروری ۱۹۶۳ء: رات کے ۲ بجکر ۲۰ منٹ پر جرمنی کا طیارہ لیفتھونزا کراچی ایئر پورٹ پہنچا۔ اس میں برادرم سیّد رمضان شاہ ہمدانی تشریف لائے آپ نے ساڑھے پانچ سال امریکہ میں رہ کر ایم ایس سی انجنیرنگ پاس کیا اور اب امریکہ سے براستہ لندن و جرمنی ابھی ادھر پہنچے ہیں ڈاکٹر مرتضیٰ شاہ بمعہ بچوں کے سیّد غلام مجتبیٰ شاہ، سیّد رضا شاہ، سیّد غلام یٰسین شاہ، نیاز، برادرم سلطان الطاف علی، اصغر حسین ہاشمی، اکبر حسین ہاشمی اور راقم نے ان کا استقبال ایئر پورٹ پر کیا۔

محمد یوسف فرانس:

۱۸ اپریل ۱۹۶۳ء کو حج کے موقع پر محمد یوسف فرانس اور ان کے بھائی غلام رسول فرانس ۱۵ کانپور سٹریٹ پورٹ آف سپین ٹرینیڈاڈ W.I براستہ ساؤتھ امریکہ ملے آپ مولوی منظور حسین کے پاس رہتے ہیں نو مسلم ہیں آپ کے اجداد ہندو تھے پھر عیسائی بن گئے تمام جزیرہ ٹرینی ڈاڈ میں عیسائی ہیں آپ نے بتایا کہ مشن کالج اور چرچ میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم کی تصاویر دیکھیں جو مسلمانوں کے لباس سے متشابہ تھا لیکن پادریوں کا وہ نہ تھا اس کے علاوہ انجیل میں پڑھا کہ عیسیٰ ساٹھ روزے رکھا کرتے تھے لیکن اب پادری اور عیسائی روزے نہیں رکھتے اس لئے ایسے مذہب کی تلاش ہوئی جو کہ ان صفات کا مالک ہو چنانچہ ایک مذہب محمڈن سنا اور کچھ عرصہ بعد مولوی فضل کریم درانی (جو کہ پہلے مرزائی تھے بعد ازاں مسلمان ہو گئے) وہاں آئے اور ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا پھر خواجہ اجمیر اور بغداد شریف آئے

Marfat.com

زیارتیں کیں سید عاصم گیلانی نقیب کے ہاتھ پر بیعت کی اور اب تین سال سے مدینہ پاک میں معتکف ہیں۔

شیخ مولوی ضیاء الدین سیالکوٹی:

۲۱ اپریل ۱۹۶۳ء مدینہ منورہ میں مولوی ضیاء الدین قادری ہیں سیدنا غوث الاعظم کے مزار پاک پر کافی عرصہ رہے ہیں آپ نے بتایا وہ ساٹھ پینسٹھ سال پہلے دربار حضرت سلطان العارفین پر آئے تھے اب کئی سالوں سے ادھر مہاجر ہیں اور تابعہ سعودی لے چکے ہیں اچھے صاحب صدق و ذوق ہیں۔ان کے ہاں محمد سرور قریشی سیالکوٹی پیر حیدر صاحب علی پور شریف والے ملے۔

الحاج عبدالقیوم خان:

۲۱ ستمبر ۱۹۶۹ء: کو حضرت صاحب کو ملنے کے لئے آستانہ دستگیر سرآب (کوئٹہ) میں الحاج خان بہادر عبدالقیوم خان تشریف لائے جن سے ۱۹۶۳ء مدینہ منورہ میں ملاقات ہوئی تھی اور پھر اچانک ان سے حیدآباد سندھ میں ملاقات ہوئی۔اس دفعہ آپ نے مدینہ منورہ سے خط لکھا تھا جس میں کوئٹہ آنے کا وعدہ کیا تھا۔آپ اجمیر شریف کے ہیں۔انگریزوں کے وقت کے ICS اور ریٹائرڈ کمشنر ہیں۔آپ کا فرزند عبدالمنعم بحرین میں ڈاکٹر ہے اور باقی بچے بچیاں کراچی و حیدرآباد میں ہیں۔آپ نے نیشنلٹی برٹش لی ہوئی ہے۔لہٰذا پاسپورٹ پر ہر جگہ جا سکتے ہیں۔ہر سال حج پر جاتے ہیں۔

غلام دستگیر پوپلزئی:

۲۰ فروری ۱۹۷۰ء کو جب حضرت صاحب حج پر ہوتے ہیں۔حکیم سلطان بخش سے ملاقات ہوتی ہے اور پھر غلام دستگیر پوپلزئی حضرت صاحب کو دیکھ کر خوش ہوئے فرمایا مبارک ہو تجھے حضور نے ہی بلایا ہے کہ وہ روضہ اقدس جس کی زیارت عرش معلیٰ کرتا ہے یہ مقام جنت سے بھی زیادہ پیارا اور متبرک ہے۔نصیحت فرمائی کہ مدینہ منورہ میں کھانا کم کھایا کرو۔اور اپنا وظیفہ قادریہ جاری کیا کرو۔فرمایا کہ خدا تجھے ہر سال حاضری کے لئے لایا کرے گا۔فرمایا کہ بیس دفعہ خدا تجھے لائے گا۔پھر

Marfat.com

بچوں بھائیوں اور سب حضرات کے لئے دعا فرمائی۔آپ نے فرمایا کہ جو مانگنا ہے روضہ اقدس سے طلب کرو۔آپ اب بہت ضعیف ہیں ہاتھ پاؤں لرزتے ہیں۔

غلام دستگیر پوپلزئی نے بتایا کہ ۱۹۶۵ء میں جب ہندوستان نے پاکستان پر حملہ کیا تو انہوں نے خواب میں پانچ عسکری دیکھے جو کہ روضہ اقدس سے بھیجے جا رہے تھے وہ باب السلام سے باہر نکلے باہر پانچ اونٹ تیار تھے اور آسمان پر بہت کافی پرندے بھی تھے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ عسکری پاکستان کی امداد کے لئے بھیجے جا رہے ہیں۔

جعفر داغستانی:

حضرت صاحب جب بھی حج کے لئے حرمین شریفین پہنچتے ہیں تو مکہ معظّمہ میں جعفر داغستانی سے نہایت دوستانہ ملاقات ہوا کرتی۔چنانچہ ۱۳۸۹ھ/۱۹۷۰ء کے حج پر جب پہنچے تو جعفر داغستانی کی ملاقات ریاض بینک مکہ مکرمہ میں کی بہت خوش ہوا اس کے بھائی سعید نے شادی کر لی ہے۔اس نے معلّمی کا کاروبار ترک کر دیا ہے سعید جدّہ میں ملازم ہے اور یہ اس بینک کا منیجر ہے جعفر نے منگل کا روز گزار کر شام کو ہمیں دعوت دی۔

پیر شامی سید محمد سعدی:

خلیفہ نعیم خان حاجی شیخ آف گرنی کا دمشق سے خط آیا ہے۔اس نے تحریر کیا ہے کہ پیر محمد سعدی گیلانی رزاقی عرف پیر شامی مورخہ ۳۰ ربیع الاوّل ۱۳۸۷ھ (بمطابق ۹ جولائی ۱۹۶۷ء) رحلت فرما گئے ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا ایک فرزند سید عطاء اللہ گیلانی اور دو بھائی سید ھانی بیگ گیلانی و سید محمد اکرم گیلانی ہیں۔

احمد ظفر گیلانی:

۲۰ اپریل ۱۹۷۷ء کو اسلام آباد میں عراق کے سفیر سیّد احمد ظفر گیلانی سے حضرت صاحب شہزادہ احمد عادل، فیض اللہ شجاع اور ہارون کا تعارف کراتے ہیں تو وہ ان سے مل کر بیحد خوش ہوئے۔سفیر عراق سیدنا طاہر علاؤ الدین گیلانی کے بھائی

Marfat.com

ہیں۔اس ملاقات کا مقصد پیر صاحب سید یوسف گیلانیؒ کے فرزندان کا عراقی نیشنلٹی کے تحت پاسپورٹ حاصل کرنے تھے۔

اس کے بعد ہر سال ملاقاتیں ہوتی رہیں۔پاسپورٹ اور ویزہ جات کی ان کی طرف سے سہولیات ملتی رہیں۔پیر صاحب سیّد یوسف عبداللہ گیلانی متولی بارگاہ سیدنا غوث الاعظم عبد القادر جیلانی سے تعارف بھی ان کی وساطت سے ہوا جنہوں نے جولائی ۱۹۸۲ءکو دربار مقدس غوث الاعظمؒ پر رہائش و دیگر سہولیات عطا فرمائیں۔

جولائی ۱۹۸۲ء میں بغداد شریف میں ہوتے ہیں اپنے ساتھی تو اب شاہ کے لئے سعودی عرب ویزہ لگوانا چاہتے ہیں مگر ویزے بند ہو چکے ہیں تو بغداد (عراق) میں پاکستان کے سفیر امجد سلیم سے ملاقات کرتے ہیں اور وہ سعودی قونصل خانہ سے رابطہ کر کے خصوصی منظوری ویزا کے لئے کرا لیتے ہیں۔

وفات حسرت آیات حضرت سلطان محمد عبدالعزیز:

۱۴ اپریل ۱۹۸۱ء / ۸ جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ میو ہسپتال میں حضرت صاحب - [illegible] محمد عبدالعزیز بوقت [illegible] فرما گئے ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔حضرت صاحب مرحوم کی وصیت کے مطابق مکانوں پر جا کر ان کی تجویز کردہ جگہ پر قبر شریف بنانے کا کام شروع کرا دیا گیا۔نعش مبارک ساڑھے دس بجے شب لاھور سے ادھر پہنچی۔اگلے دن ساڑھے دس بجے صندوق مبارک سپرد لحد کیا گیا۔جنازہ پونے آٹھ بجے دربار معلّی پر مولوی حافظ مانا خطیب دربار شریف نے پڑھایا۔

حضرت سلطان محمد عبدالعزیز ابن حضرت حافظ سلطان فتح محمدؒ نے ساری زندگی ریاضت مجاہدہ ذکر فکر اور شغل اسم اللہ ذات میں بسر کی۔والدم حضرت سلطان محمد نوازؒ کی ان سے بہت محبت تھی۔ان کی خدمت میں بہت وقت گزارا۔ان کے فرمان پر پیر بہادر شاہ کی صحبت اختیار کی۔ان سے بیعت بھی حاصل کی۔پیر بہادر شاہ کے وصال کے بعد پھر حضرت والد صاحبؒ سے بھی تجدید بیعت کی مجھے اور حضرت محمد عبدالعزیز صاحب کو مزار سلطان نور محمدؒ کے دامن میں اکٹھا بیعت فرمایا۔آپ نے تقریباً ستر سال کی عمر میں

Marfat.com

داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

ہجرت کی نیت پر چاہ سمندری سے دربار شریف کی طرف نئے مکان بنوائے۔ بلند عظیم الشان مسجد کی بنیاد رکھی اور اپنی آخری آرامگاہ کی جگہ بھی تجویز کی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ کا ایک بھائی سلطان محمد شریف تھا جو کہ کئی سال پہلے وفات پا چکا ہے اس کی نرینہ اولاد نہ بچی صرف بچیاں ہیں۔ ایک اور بھائی مسمی غلام میراں بچپن میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ ایک بہن مائی جندوڈی تھی جو کہ سلطان محمد مشتاق مرحوم کی والدہ تھیں۔ آپ کے چار فرزند سلطان محمد صفدر علی، سلطان محمد اصغر علی، سلطان محمد فاروق، سلطان محمد معظم علی ہیں جو کہ چاروں جوان ہیں۔ معظم علی کے سوا باقی سب کی شادیاں خود کر گئے ہیں آپ کی دو صاحبزادیاں ہیں بڑی صاحبزادی مسماۃ رابعہ سلطانہ کی شادی ظہور سلطان سے ہو چکی ہے اور چھوٹی نصرت بی بی کی نسبت لطیف سلطان سے کر گئے ہیں۔ آپ کے اہل خانہ بھی کئی سال سے وفات پا چکی ہیں جو کہ صوبیدار بُرہان دین صاحب اعوان کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کے متعدد خلیفے ہیں جن میں میاں محبوب عالم چھڑ والا اور محمد دین سون نوشہرہ والا خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے بیشتر حصہ زندگی آپ کی خدمت میں گزارا۔ آپ کو گھوڑوں کا بہت شوق تھا اب بھی کئی درجن گھوڑے بہترین نسل کے ان کے پاس ہیں۔ شکار سے بھی شوق رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے دو چھوٹے فرزندوں فاروق اور معظم کو حافظ قرآن بنایا اور اب سلطان معظم علی بندیال میں مولانا عطا محمد سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

سلطان فیاض الحسن:

۱۸ دسمبر ۱۹۸۱ء: فیاض الحسن صاحب چند ماہ سے انگلینڈ میں وعظ و تقریریں کر رہا ہے نیز سلسلہ سلطانیہ کی تبلیغ کرتا رہا ہے۔ ہمارے دیگر اختلافات خواہ کچھ بھی ہوں اس امر پر میں دل و جان سے فیاض الحسن پر خوش ہوں کہ وہ پیر بن کر سلسلہ کی خدمت میں کوشاں ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اور بھی سعادت بخشے۔ اس وقت نقص یہ ہو گیا ہے کہ حقیقی معنوں میں بھی پیر کوئی نہیں رہا اور بظاہر بھی پیری کا برائے نام دعویٰ کیا جا رہا ہے

Marfat.com

اور تلقین اور رُشد و ہدایت کی بجائے دیگر دنیاوی امور پسند ہیں۔ پیر کہلانے کی بجائے وکیل، جج، منیجر، سیکرٹری، زمیندار، ملک وغیرہ کہلانے کو پسند کیا جاتا ہے۔

حکیم غلام رسول:

۵ اگست ۱۹۸۲ء کو مدینہ منورہ میں حکیم غلام رسول سے ملاقات ہوا کرتی جو کہ گڑھ مہاراجہ کے تھے۔ ان کے فرزندان محمد اکرم، حبیب اللہ اور محمد طاہر بھی مدینہ منورہ میں ملے۔

مستان شاہ:

ایک درویش جو مجذوب حرم نبوی ﷺ میں کبھی کبھی مل جاتے۔ حاجی ثواب شاہ وغیرہ ان کے کافی معتقد ہو گئے تھے۔ ایک روز وہ حرم میں ملے تو حاجی ثواب شاہ سے کہا کہ عمرہ کر کے واپس پاکستان چلے جاؤ۔ ایک روز پھر مل گئے تو فرمایا میرے لئے خصوصی دعا کرو۔

ملک غلام مصطفیٰ۔ اسلام آباد:

حضرت صاحب کے محبان و عقیدتمندان تو لاتعداد ہیں البتہ ان میں جو نہایت بااخلاص اور تابع فرمان چند لوگ ہیں ان میں ملک غلام مصطفیٰ کا شمار ہوتا ہے جو بیشتر زندگی اسلام آباد کی کورڈ مارکیٹ میں اسٹیشنری اور فوٹو کاپی کرنے کے کاروبار میں رہے۔ حضرت صاحب جب کبھی ان کی دکان پر جاتے وہ دکان کی لائٹ بند کر دیتے گویا کام کی چھٹی ہو جاتی اور کسی گاہک کو اٹینڈ نہ کرتے۔ وہ ایک بے لوث اور بے غرض ہو کر تعلق رکھنے والے ہیں۔ ملک صاحب اصل میں چمن کوٹلی آزاد کشمیر کے ہیں جہاں حضرت صاحب ۱۹۸۵ء میں تشریف لے گئے تو اس وادی کے راستہ کو بڑا خوش نما پایا بائیں طرف دریائے جہلم اور دائیں طرف دریائے نیلم ہے جو کہ ڈومیل پر اکٹھے ہوتے ہیں البتہ ان کے ہاں پینے کے پانی کی کمی تھی۔ غلام مصطفیٰ کا ایک بھائی اسحاق اسلام آباد میں ہے اور ایک بھائی ماسٹر ادریس ہے جو آزاد کشمیر میں ہے۔ ملک صاحب کے فرزندان میں عبدالحمد بڑا ہے۔

Marfat.com

پیر سیّد زین الدین گیلانی:

۵ مئی ۱۹۵۱ء بوقت ۵ بجے ظہر جناب پیر صاحب السیّد زین الدین گیلانی خلف پیر صاحب السیّد علی حیدر گیلانی سے ان کے مکان ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت صاحب نے ملاقات و شرف زیارت حاصل کیا۔ پیر صاحب کی خدمت میں شکرانہ -/20 روپے دیا گیا۔ پیر صاحب نے مہربانی فرمائی اور حضرت صاحب کو ایک چوری جس میں عطر دان تھا عطا فرمائی۔ ان کے چھوٹے بھائی بھی ہمراہ تھے مگر ان سے ملاقات نہ ہوئی۔ پیر صاحب گرمی کا سیزن کوئٹہ میں گزارنے کے لئے تیار تھے۔

۲۲ اپریل ۱۹۵۴ء کو پیر صاحب سید زین الدین گیلانی ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت صاحب کو یہ اشعار لکھ کر دیتے ہیں:

سوأل السید احمد الرفاعی:

فی حالة البعد روحی کنت اهلها
تقبل الارض عنی وهی نائبتی
فهذه دولة الاشباح قد حضرت
فاحدد یمینك کی تحظی بها شفتی

جواب السید غوث الجیلانی:

اذا کنت عن عین العیان مغیباً
فما انت عن سری و قلبی بغائب
اذا اشتاقت الغیان منك نظرة
تمثلت لیّ فی القلب من کل جانب

۱۹۵۷ء میں حضرت صاحب بغداد شریف میں بھی سیّد زین الدین گیلانی کے قیام کے دوران ان کی خواہش پر ان سے ملاقات کرتے ہیں آپ نے سیّد یوسف گیلانی پاوندوں اور کشمیر پر باتیں شروع کیں اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ سیّد یوسف گیلانی پاوندوں سے تعلق چھوڑ دیں اور وہ وزیرستان سے لاتعلق ہو کر رہیں گے۔

Marfat.com

فقیر امیر خان:

۲۱ جنوری ۱۹۵۱ء شہر بچو اللہ رکھیا (بلوچستان) میں معلوم ہوا کہ فقیر امیر خان کا انتقال ہو گیا ہے۔ حافظ والے قبرستان میں غربی جانب دفن کیا گیا۔ خدا تعالیٰ سے جنت نصیب فرمائے۔ اس نے تمام عمر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بسر کی گھوڑوں کا بہت اچھا سائیس اور خدمتگار تھا۔ بادشاہ صاحبؒ (حضرت قدس سرہٗ) کی مہربانی والا شخص تھا۔ تمام عمر مجرد رہا جلالی طبیعت والا تھا۔ اس کے دو بھائی باقی ہیں شہباز اور فراز۔ فراز غالباً سوتیلا ہے اور شہباز سگا بھائی ہے۔ لیکن وہ نشہ باز ہے۔ کتنا خوش نصیب ہے فقیر امیر خان کہ اس کی موت غوث الاعظم کے عرس مبارک یعنی یوم وفات کو ہوئی۔

مستری عبدالحمید (ڈپٹی حمید):

۱۹ مارچ ۱۹۵۱ء کو مستری حمید دربار شریف پر ہے طبیعت ٹھیک نہیں کوئی سایہ معلوم ہوتا ہے تاہم وہ گھر کے مکانوں کی مرمتی کر رہا ہے۔

۱۹۵۱ء مستری عبدالحمید ولد مستری اللہ داد سروئی میں تکیۃ القادریہ پر کام کرتا رہا اور بہت خدمت کی۔ وہ بیمار اور مخبوط الحواس رہنے لگا ہے۔ پہلے دربار شریف گیا تھا پھر اپنے بچا غلام سرور کے پاس کام کرنے گنجال چلا گیا۔

اپریل ۱۹۵۳ء دربار شریف کچھ عرصہ خدمت کے بعد وہ تکیۃ القادریہ سروئی میں کام کے لئے آ گیا۔ حضرت صاحب اس کو ڈپٹی صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔

مشیت ایزدی سے یہ دیوانہ وار کمالیہ میں جا پہنچا اور حضرت صاحب کی اجازت سے وہاں قیام کر لیا۔ قیام کیا تھا اس شہر میں سرگردان حال میں گھومتے رہتے اور بالآخر وہاں ہی وفات ہوئی۔ احاطہ مسجد و خانقاہ حضرت فاضل دیوان امام کمالیہ میں فروری ۱۹۸۴ء کو تدفین ہوئی۔ ہر سال عرس ہوتا ہے۔

پیر شوکت حسین گیلانی:

۴ جون ۱۹۵۳ء کو ملتان میں دربار پیر موسیٰ پاک شہید کی زیارت کی

Marfat.com

گئی۔ وہاں پر پیر شوکت حسین گیلانی (ف:۱۹۸۲ء) سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے میرے ساتھ اراضی گگھ والے مسئلہ پر تعاون کرنے کا فرمایا ہے۔

پیر رفیع الدین شاہ ایڈووکیٹ۔ملتان:

۱۹۵۳ء یہ حضرت صاحب کے کلاس فیلو تھے اب ایڈووکیٹ ہیں ۔ان سے ۲۴ اپریل کو کملانوں کی سازش کے کے لئے بات کی ۔کملانے فاضل وغیرہ نے سی او کے عملہ سے ساز باز کر کے اپنے کو کاشتکار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ۔چنانچہ پیر صاحب سے قانونی مشورے لئے گئے۔

فضل حسین قریشی:

۱۹۵۳ء ڈیرہ اسماعیل خان میں پیر صاحب سیّد محمود گیلانی کے ہاں ملے ۔ڈی ایس پی تھے۔وہ موہڑہ شریف والوں کا داماد ہے۔اچھے خیال اور اعلیٰ اخلاق کا شخص ہے۔فقیر دوست ہے اور اسم ذات کا ذاکر ہے ۔اول زندگی میں عشق مجازی میں مبتلا ہوا اب حقیقت کی طرف راغب ہے۔اُس نے اپنی سوانح حیات کا ایک حصہ دکھایا جو لکھ رہا تھا۔۱۹۶۱ء میں سکھر ڈی ایس پی سی آئی ڈی رہ چکے ہیں۔

۷۳۔۱۹۷۲ء کے حج میں حضرت صاحب مکہ مدینہ میں تھے تو وہاں بھی ان کی بمعہ اہلیہ ملکہ صاحبہ کے ملاقات ہوتی رہی اور مختلف امور خانگی پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔

حکیم سلطان محمد:

حکیم سلطان محمد ایک اچھے طبیب اور ذہین فکر کے مالک علم و حکمت سے وابستہ شخص تھے۔نوشہرہ (سابقہ صوبہ سرحد) میں ایک چھاپہ خانہ کے منیجر رہے اور اس دوران جالی نوٹ چھاپنے شروع کیے اور اس کام کو خفیہ انداز میں رکھا۔ایک روایت ہے کہ وہ ان نوٹوں سے صرف غریبوں کی امداد کرتا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ ان سے انگریزوں کے خلاف ایک عسکری دستہ تیار کر رہا تھا۔بہر حال جو بھی مقصد تھا مگر اس کے جعلی کام کا راز افشان ہو گیا۔حکیم صاجب پکڑے گئے جیل میں گئے اور بعد میں چھوڑ دیئے گئے۔کہتے ہیں لاہور میں آ کر پھر یہی کام شروع کیا

Marfat.com

چودہ سال جیل کی سزا بھگتنی پڑی۔ حکیم صاحب بالآخر حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کے دربار عالی سے منسلک ہو گئے۔ اور اپنی حکمت و طباعت میں مشغول رہے۔ لاھور میں شیرانوالہ گیٹ پر مستقل قیام کر لیا۔ فقیر نور محمد کلاچوی کی ملاقات بھی ۱۹۲۱ء میں ہوتی ہے۔ حضرت صاحب کا بھی لاھور جانا ہوتا تو حکیم صاحب کے ہاں قیام کر لیتے اور ان سے ملاقات ہوا کرتی۔ حکیم صاحب نے کئی سال مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ لاھور میں اسی سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ ان کے جنازہ میں سلطان حمید بھی شریک ہوئے۔

۲۳ دسمبر ۱۹۵۱ء شیرانوالہ گیٹ ... میں حکیم سلطان محمد کے ہاں ڈیرہ لگایا۔

۲۰ مئی ۱۹۵۲ء حکیم سلطان محمد کی معرفت داخلہ طبیہ کالج میں سلطان عمر دراز کے لئے کوشش کی گئی۔ پروفیسر فقیر محمد صاحب داخلہ کے امور میں معاون رہے اور انٹری ٹیسٹ کے بعد ۲۴ مئی ۱۹۵۲ء کو داخلہ منظور ہوا۔

حکیم صاحب مولوی سلطان محمد صاحب نے ایک ادارہ کی بنیاد رکھی جو کہ اسلامی کلچر و تہذیب کی تعلیم دے گا۔ اسلامی کتب شائع کرے گا نشر واشاعت و درس و تدریس دے گا۔ اس کے ۳۱۳ ممبر ہونگے اور ہر ممبر ۲۰۰۰ روپے چندہ جمع کرے گا۔

٦ مارچ ۱۹۵۱ء کو لاھور میں قیام کے دوران آپ نے حکیم صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ حکیم صاحب سلطان العارفین کی مہربانی والے شخص ہیں ہم سے محبت رکھتے ہیں۔ انہیں کیمیا گری کا شوق رہا ہے۔ جیسا کہ ذکر ہوا غالباً کیمیا گری یا سکہ سازی کے جرم میں انگریزوں کے وقت میں چودہ پندرہ سال قید بھی رہے۔ قابل حکیم ہیں۔ تصوف و سلوک کے بھی واقف ہیں۔ حکیم صاحب نے ترکیب دریافت یکم ماہ رمضان اور ترکیب دریافت شب لیلۃ القدر کے متعلق بتایا جو کہ حضرت صاحب نے درج کر لیا ہے۔ حکیم صاحب کے مطابق یہ ترکیب مجرب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حکیم صاحب کا برادر زادہ مسمی خورشید بھی وہاں ساتھ رہے۔

حکیم سلطان بخش:

حکیم صاحب پنڈ مکو ضلع گجرات کے گوندل خاندان سے تھے آپ کا

Marfat.com

والد دربار شریف کا مرید تھا اور وہ حضرت سلطان نور احمد کے زمانہ میں دربار شریف پر خدمت کی غرض سے مقیم ہو گیا۔حکیم سلطان بخش کی ولادت دربار شریف ہوئی ۔اسے حضرت نور احمد نے حکیم اجمل خان کے پاس دہلی میں طب کی تعلیم دلائی اور وہاں سے سند حاصل کی ۔دربار پر پرانی بستی میں طب کی پریکٹس کرتے رہے آپ نے وہاں پرائمری سکول کی بنیاد بھی ڈالی۔آپ نے لاہور شہر سے ایک فیشن ایبل عورت سے شادی کی ایک لڑکی بھی تولد ہوئی ۔حضرت امیر سلطان سجادہ نشین کی وفات کے بعد ۱۹۳۲ء میں جبکہ حضرت صاحب اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی میں زیر تعلیم تھے ان سے وہاں آ کر ملے ۔اور پھر مکہ مکرمہ ہجرت کر کے چلے گئے ۔اور پھر پاکستان نہ آئے۔آپ نے جب مکمل ہجرت کا ارادہ بتایا تو لاہور والی بیوی نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا چنانچہ آپ نے اسے طلاق دے دی ۔بچی بھی اسے بخش دی۔بچی کے جوان ہونے پر اس کی شادی بھی لاہور میں ہوئی۔آپ نے مکہ مکرمہ کے معروف شخص علی جمیل جو کہ سعودی عرب کے انسپکٹر جنرل پولیس رہے ہیں کی بہن سے شادی کی ۔کافی عرصہ مدینہ منورہ میں رہے۔آپ کا ایک چار منزلہ مکان مدینہ منورہ میں مقعد بنی حسین سوق السویقہ میں ہے۔حضرت صاحب پہلی دفعہ ۱۹۶۳ء میں حج پر گئے تو آپ مکہ کرمہ میں محلہ شامیہ میں تھے۔جب حضرت صاحب نے ۱۹۷۰ء میں حاضری دی تو آپ مدینہ منورہ اپنے مکان میں تھے اور اب ۱۹۷۳ء میں بحالت بیماری علی جمیل کے گھر مکہ مکرمہ میں تھے۔آپ کی دوسری بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حکیم صاحب بالآخر مورخہ ۲۳ جون ۱۹۷۳ء بروز ہفتہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔اور وہیں دفن ہوئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حکیم سلطان بخش کی زندگی سے متعلقہ کچھ واقعات حضرت صاحب سے اخذ ہوئے جو مزید تحریر کیے جاتے ہیں۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو خلیفہ خانمومن مکہ مکرمہ میں حکیم سلطان بخش صاحب کو ملا تھا حکیم صاحب نے میرے نام ایک خط دیا ہے جس میں یہ رباعی تحریر ہے:

Marfat.com

ای مرغ شاخسار عنایت کہ دم بدم — از روئی اصطفا رسدت نگہت وصال

خوش می پری بلند فراموشیت مباد — از حال ما کہ بستہ پریم وشکستہ بال

حکیم سلطان بخش صاحب کا بھی حضرت صاحب سے دوستانہ و محبانہ تعلق رہا۔ان کی تعلیمی زندگی میں ساتھ دینے والے حکیم سلطان محمد شیرانوالہ گیٹ لاھور والے تھے جنہوں نے تحصیلات علمی وطبی پر ان کے لئے اخراجات کئے۔

حکیم صاحب نے علم طب حاصل کر کے دربار حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' پر کافی قیام رکھا۔فقیر نور محمد کلاچویؒ نے بھی فن طب ان سے حاصل کیا۔حکیم صاحب مارچ ۱۹۳۳ء کو مکہ مکرمہ چلے گئے اور مدینہ منورہ میں مستقل قیام کر لیا جہاں ان کی ۱۹۷۶ء کو وفات ہو جاتی ہے۔(حضرت صاحب پہلے سال وفات ۱۹۷۳ء لکھ چکے ہیں)۔

مشہور نسخہ خطی تواریخ حضرت سلطان باھوؒ مکتوبہ سال ۱۲۹۱ھ جو دراصل مناقب سلطانی کا خود سلطان حامد قادریؒ نے خلاصہ کے طور پر لکھا اور اس پر ان کے دستخط آخر میں ہوئے۔اسے حکیم سلطان بخش نے پنجاب پبلک لائبریری لاھور میں جمع کرایا تھا اور ریکارڈ میں جمع کرانے والے کا نام تھا اسی پر ہی، ڈاکٹر لاجونتی کرشنا نے غلطی کی اور اسے حکیم سلطان بخش کی تصنیف قرار دیا۔

حکیم صاحب نہ صرف دربار عالی کے عقیدتمند ہو کر رہے بلکہ حضرت قدس سرہ' سے متعلق آثار و کلام بھی زیرِ مطالعہ رکھتے تھے۔

حضرت صاحب ۲۴ مئی ۱۹۶۳ء یکم محرم الحرام ۱۳۸۳ھ کو حج و زیارت کے لئے حرمین شریفین میں ہوتے ہیں اور مکہ مکرمہ محلہ شامیہ زقاق الغریب مکان حکیم سلطان بخش میں ہوتے ہیں۔حکیم صاحب آپ کے لئے عمدہ قسم کا میرہ لاتے ہیں اور دونوں آم بھی کھا رہے ہوتے ہیں۔

حکیم صاحب نے حضرت صاحب کی سہولت کے لئے مدینہ منورہ میں رباط ٹونک میں رہائش کے لئے محمد زمان بابڑ چوڈھویں والہ کے نام چٹھی لکھ کر دیتے ہیں جو پچاس سال سے وہاں مقیم ہے اور خدمت کر رہا ہے۔مگر حضرت صاحب نے مدینہ منورہ میں اس بار

Marfat.com

اپنا قیام مدینہ طیبہ حارہ ذویہ فقیرنی بھاگ بھری کے ہاں کر لیا۔

دربار شریف سے حضرت صاحب ۸ نومبر ۱۹۶۲ء کو لکھتے ہیں کہ محترم حکیم صاحب غلام رسول گڑھ مہاراجہ والا کو لف ھذا فہرست کی کتابیں ضرورت ہیں جو کہ جدہ یا مکہ شریف سے ہی مل سکتی ہیں۔ مجھے جمیل صاحب کا پتہ معلوم نہیں ورنہ خود انہیں لکھتا لہٰذا آپ جمیل صاحب کو بذریعہ خط یہ فہرست ارسال کر دیں تا کہ وہ کسی فہمیدہ شخص کے ذریعہ یہ کتابیں خرید لے اور واپسی کے وقت اپنے ساتھ لے آئے۔ کتابوں کی جو قیمت ہو گی ادھر حکیم صاحب ادا فرمائیں گے۔

اگر جمیل صاحب کو ان کتابوں کے خریدنے کے لئے موزوں شخص میسر نہ آئے تو ہمارے مہربان الحاج حکیم سلطان بخش صاحب محلہ شامیہ زقاق الغریب مکۃ المکرمہ کے ذریعہ خرید لیں۔ ویسے بھی جمیل صاحب کو لکھیں کہ وہ حکیم سلطان بخش صاحب کو ضرور ملیں اور ان سے دعا حاصل کریں۔ ہمارے سلام و نیاز بھی زبانی عرض کر دیں۔

آج طلعت سلطان (فیض احمد) لاہور چلے گئے ہیں انہیں دستی رقعہ آپ کے نام دیا گیا ہے۔ سعید (قادر سعید ہمایوں) محمود شیر اور نذیر شاہ (ہمدانی) کو سلام۔

چلوشتی بدر جنوبی وزیرستان سے ۱۱ نومبر ۱۹۶۵ء تحریر فرماتے ہیں کہ حکیم سلطان بخش صاحب مدینہ منورہ کے لئے ایک اٹلس انگلش اردو مطلوب ہے جس میں کشمیر ہندوستان پاکستان کے مفصل نقشہ جات سرحدات وغیرہ واضح ہوں تلاش کر کے بھیج دیں تا کہ حکیم صاحب کو ارسال کی جاوے۔

یکم اپریل ۱۹۷۱ء کو حضرت صاحب راقم الحروف کو لکھتے ہیں کہ حکیم سلطان بخش کا ایک خط پہلے آیا تھا اس میں بعض آپ کی معلومات کے لئے باتیں ہیں خط ارسال ہے۔

جام غلام قادر خان آف لسبیلہ اور سرداری نظام:

جام غلام قادر خان آف لسبیلہ حضرت صاحب کے ساتھ بحری سفر میں حج کے لئے ہمسفر رہے۔ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۷۲ء کو ان سے کوئٹہ ایئر پورٹ پر ملاقات ہوئی جبکہ ان دنوں ایم پی اے تھے انہوں نے حضرت صاحب کی خیریت کا حال

Marfat.com

پوچھا۔ان دنوں کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سیاست دان رسم و رواج کی آڑ میں عوام کو پسماندہ رکھنا چاہتے ہیں۔سرداری سسٹم پر بھی روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جو سیاستدان آج سرداری سسٹم کو ختم کرنے کی تحریک چلا رہے ہیں وہ محض عوام کو بیوقوف بنا رہے ہیں کیونکہ اس نظام کو ختم کرنے کی راہ میں دراصل وہ خود حائل ہیں اور انہی کے مخصوص علاقے ہیں جہاں حکومت کا قانون نہیں چلتا۔

فقیر نور محمد کلاچویؒ:

سید احمد سعید ہمدانی نے بتایا کہ کوئٹہ میں حضرت صاحب سے ملاقات کے بعد ان کے ساتھ ضمناً فقیر نور محمد کلاچوی کے بارے میں ذکر چلا تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ وہ جن دنوں دربار میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے تو ہم ان کے پاس پڑھا کرتے تھے۔وہ اکثر کہا کرتے تھے اعوذ باللہ من الگان والبان (میں گان اور بان سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں)۔ہر وہ اسماء جن کے جمع بنانے میں گان اور بان لگانا پڑتا ہے جیسے صاحبزادگان، شہزادگان، شتربان، گاڑی بان وغیرہ ان سے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔اس لطیفہ پر ہم ہنستے رہے اور حضرت صاحب بھی مسکراتے رہے۔

مولوی مہر اللہ خان خروٹی:

مولوی صاحب کم عمری میں اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ غزنی سے بڑے حضرت صاحب کی زندگی میں آئے اور یہاں ہی جوان ہوئے۔ان کی والدہ کا انتقال بھی دربار شریف ہوا۔جہاد کشمیر کے بعد ایک نومسلم خاتون مائی جنت (جو ڈوگرہ خاندان سے تھی) سے حضرت صاحب نے نکاح کرا دیا اور یہ خوش و خرم گھرانہ رہا۔مولوی صاحب نے دینی تعلیم فارسی وعربی سطح پر حاصل کر لی اور یہاں لنگر کی خدمت میں کچھ عرصہ رہے اور پھر اپنے ذاتی بزنس و کاروبار میں مشغول ہوئے۔کچھ عرصہ جیکب آباد کے نواح میں بڑے حضرت صاحب کے مریدِ صادق وڈیرہ عبدالمجید خان کھوسہ کے ہاں ملازم رہے۔پھر گڑھ مہاراجہ میں حکیم غلام رسول صاحب کے دواخانہ سلطانیہ میں کام کرتے رہے اور ۲۰ اپریل ۱۹۶۳ء کو وفات پائی۔ان کا مزار خانقاہ سلطان نور محمد و

Marfat.com

سلطان محمد نواز کے غرب میں واقعہ قبرستان میں موجود ہے۔اور ان کے دو فرزند خورشید احمد و نذیر احمد ہوئے ایک بیٹی نسرین جو شادی شدہ ہوئی اور بقید حیات ہے۔خورشید احمد کے تین فرزند سہیل، ایوب اور جنید ہیں جبکہ نذیر احمد کے فرزند منیر احمد اور محمد جہانگیر (المعروف بوبی) ہیں۔مولوی مہر اللہ فارسی میں اعلیٰ پایہ کا ذوق رکھتے تھے ان کے کچھ مکتوبات محفوظ ہیں۔ایک مکتوب محررہ ۳ جنوری ۱۹۴۹ء میں دربار شریف سے حضرت صاحب کے نام اس طرح خطاب کر کے لکھتے ہیں:

مجاهد مردان مرد مبارز میدان در دخو کردۂ تقویٰ پروردۂ معنیٰ روشن ضمیر غلام دستگیر

یہ پورا مکتوب فارسی میں ہے۔عمر دراز صاحب سے خوش و مطمئن ہیں کہ وہ تنہا گوشہ بنوا کر اسم ذات کا تصور اختیار کرنا چاہتے ہیں۔وہ خود شاعری بھی کرتے تھے کچھ فارسی کے شعر لکھتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ یہ ہیں:

آرزو میکنم واز تو چہ پنہاں دارم — شیشۂ بادہ و کنجی وصدائی قرنی
ساربانا مددی بہر خدا بیراہم — جای مسکین کنی زیر لوائی مدنی

دیوان عبدالرحمٰن سے پشتو کا ایک شعر لکھتے ہیں:

ہر بہار لرہ خزان پہ دنیا شتہ — خزاں نلری بہار دِ درویشانو

گجرات کیمپ میں حضرت صاحب کے ورکرز خلیفہ خانمومن، بوغین، صیدم خلیفہ، ٹاٹے اور پچی ملا کو سلام لکھتے ہیں۔

مولوی صاحب پھر ایک مکتوب ۲۷ ستمبر ۱۹۴۸ء میں کچھ اپنے کاروبار کے بارے میں لکھتا ہے۔ایک مکتوب میں اپنے چچا زاد سلطان محمد وخانو کی جھنگ میں گرفتاری کا حال لکھتا ہے اور انہیں بے گناہ لکھتے ہوئے ڈی سی جھنگ مشتاق (چیمہ) سے سفارش چاہتا ہے۔پھر ۹ جولائی ۱۹۴۸ء کے مکتوب میں اپنے فارسی کے کئی اشعار لکھے ہیں اور مزید لکھا ہے کہ سیمنٹ کے کچھ بیگ خرید کئے ہیں تاکہ بڑے حضرت صاحب کے مزار کو پختہ کر دیا جائے۔کام ہو رہا ہے۔۱۲ اگست ۱۹۶۱ء کے مکتوب میں حاجی سلطان نور حسین کے حج کی مبارک اور سلطان الطاف علی (بندہ راقم الحروف) کی امتحان میں کامیابی کی

Marfat.com

مبارک لکھی ہے (یہ کامیابی کی اطلاع میرے بی اے آنرز کر لینے کی ہے)۔ ۷ ستمبر ۱۹۶۱ء کا مکتوب بھی تقریباً اسی مضمون کا ہے۔ اسی سال سلطان عمر دراز کے ساتھ گنداخہ (بلوچستان) میں تھے جو وہاں طب میں شفا خانہ کھولے ہوئے تھے۔

نومبر ۱۹۵۰ء اپنی بیوی پر مہر اللہ زور دے رہا ہے کہ وہ اس کے ساتھ تیار ہو جائے مگر وہ نہیں جاتی ملا صاحب کو دونوں صورتیں سمجھائیں مگر وہ کسی طرح اپنا ارادہ بدلنے پر تیار نہیں اور نہ ہی اپنے طریقہ پر پشیمان ہے نہ ہی ہماری کسی قسم کی بھلائی مانتا ہے اسے شادی کرانا بھی وہ ایک قسم کا ظلم اپنے اوپر سمجھتا ہے۔ حالانکہ اس کے لئے اس کی التجا تھی۔

مہر اللہ خان (نِکا ملا) نے اب سلطان جان خلیفہ کی کڑی میں تعلق رکھ لیا ہے۔ بیوی کو ہمارے ہاں چھوڑ گیا ہے فقیر صاحب کے ایک طالب علم ہزارہ والا کے ذریعہ حال احوال لیتا رہتا ہے۔ البتہ پھر پہاڑ پور سے ہو کر آئے تو مزاج کافی بہتر پایا گیا۔

سیّد حسن آغا:

۲۶ ستمبر ۱۹۵۱ء پیر صاحب آف وانا کے مکان ڈیرہ اسماعیل خان میں نقیب صاحب سیّد حسن آغا بھی تشریف لائے ہوئے تھے ان کا ایک گروپ فوٹو بھی لیا گیا۔ (یہی وہ شخصیت ہیں جو جلال آباد میں حضرت سلطان محمد نوازؒ کے بطور پیر صحبت ایک عمدہ کردار شخصیت کے ساتھ نظر آتے ہیں)۔

پیر صاحبان:

نومبر ۱۹۵۰ء جناب پیر علی حیدر آغا گیلانی بغدادی کے تین فرزندان ایک ماہ سے ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے ہوئے ہیں ان سے نیاز و قدم بوسی حاصل کی۔

ڈاکٹر انعام الحق کوثر:

ڈاکٹر انعام الحق کوثر جب ۱۹۶۸ء میں فورٹ سنڈیمن ایک فنکشن میں آئے تو انہوں نے ایک کتاب ''صوفیائے بلوچستان'' پر لکھنے کے لئے سوچا مگر انہیں یہ کام کافی دشوار نظر آیا۔ میں نے ان کی ہمت بندھائی اور حضرت صاحب کو بتایا۔ حضرت

Marfat.com

صاحب کا ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو مکتوب آیا کہ انشاء اللہ وہ اس عنوان پر مواد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنے ساتھیوں کو لکھ رہا ہوں ۔سال گزر گیا اور میں نے جب حضرت صاحب کو یاد دلایا تو ان کا ۱۲ اپریل ۱۹۷۰ء کا مکتوب آیا جس میں لکھا کہ اچھا ہوا آپ نے ڈاکٹر انعام الحق صاحب کی یاد تازہ کرائی ورنہ میں تو بھول چکا تھا اب ان کے کام میں کوشاں رہونگا۔اس کے بعد مئی ۱۹۷۰ء میں ڈاکٹر صاحب کی طرف کٹبار شریف والوں کا تذکرہ ارسال کر دیتے ہیں۔

دربار شریف سے ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر کوثر نے مہربانی فرما کر ''صوفیائے بلوچستان'' کا ایک نسخہ میری طرف ارسال کیا ہے ۔آپ نے اس طرح صوفیائے بلوچستان کو ایک کڑی میں منسلک کر کے ان کی یادوں کو تازہ اور ان کے کمالات کو اجاگر کیا ہے۔اور اہلیان بلوچستان پر عظیم احسان کیا ہے۔آج انہیں شکریہ کا خط لکھ رہا ہوں۔

ڈاکٹر باقر:

حضرت صاحب ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۰ء میں لاھور سے ہی لکھتے ہیں کہ وہ پیر صاحب کی علالت کے باعث ان کی خدمت میں ہیں اور کوئی فرصت حاصل نہیں ہوتی ۔سُنا ہے کہ ڈاکٹر باقر صاحب کو جو ریٹائرمنٹ کے بعد ایک سال مزید مل گیا تھا وہ بھی پورا ہو گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ تعلق جاری رہے۔میں فارغ ہو کر ان سے رابطہ کرونگا آپ ضرور ان کے ساتھ خط و کتابت رکھیں۔

۱۹۶۴ء میں ڈاکٹر محمد باقر صاحب ہیڈ آف پرشین ڈیپارٹمنٹ (صدر شعبہ فارسی) پنجاب یونیورسٹی لاھور تھے حضرت صاحب نے ان کی کوٹھی واقعہ ماڈل ٹاؤن پر ملاقات کی ۔ڈاکٹر صاحب نے میرے بارے میں بحیثیت لیکچرار کام کرنے کو پسند کیا۔

سی ایس پی پر بھی تبصرہ فرمایا ۔آپ نے پیر صاحب کے زرمبادلہ کے حصول میں معاونت کا وعدہ کیا۔

Marfat.com

میر عبدالرشید شاہوانی:

حضرت صاحب کے پُر خلوص اور عقیدت گزار احباب میر عبد الرشید خان شاہوانی قابل ذکر ہیں۔ جو اکثر و بیشتر آستانہ دستگیر کیچی بیگ کوئٹہ میں آ کر ملا کرتے۔ ۱۲ جولائی ۱۹۷۷ء کو ان کی دعوت پر حضرت صاحب کے ہمراہ میں بھی تھا جب ہم ان کی قیام گاہ ماڑی نزد مستونگ پہنچے انہوں نے دن کو کھانے کا اہتمام کر رکھا تھا جس میں ان کے دیگر برادران میر عبدالغفار خان اور میر بشیر خان کے علاوہ نواب عبدالقادر شاہوانی بھی موجود ہوئے اور ان کے ساتھ پورا حال احوال و علاقہ کے حالات و قبائل کے مسائل پر گفتگو ہوئی۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تعلیمات اور خطی نسخوں کا ذکر بھی رہا ہم ۵ بجے بعد ظہر ان سے رخصت ہو کر کچھ دیر کے لئے شورنزئی قبیلہ کے اللہ ڈنہ عیسیٰ خان اور چاکر خان کے ہاں بھی گئے۔ چائے پر نشست رہی۔

ترکیہ کے صحافی:

جناب محمد عمر لی (ترجمان۔استنبول) و جناب محمد ظفر لی (حریت۔ انقرہ) کوئٹہ میں آستانہ دستگیر کیچی بیگ میں حضرت صاحب سے ملنے آئے انہوں نے حضرت صاحب کی زندگی کے اہم کوائف بھی نوٹ کئے اور ان کی ایک تصویر بھی حاصل کی۔ وہ پاکستان کی اہم شخصیات کے بارے میں تعارفی کتاب انگریزی، ترکی اور فارسی میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اور Who is Who کا ایک سلسلہ بھی شائع کرنا چاہتے تھے۔ جناب محمد عمر لی ۱۹۷۷ء میں بھی آ کر حضرت صاحب سے ملے اور ادھر رہے۔

حضرت صاحب کے فیض یافتگان اور دیگر دراویش و خلفاء

درویش بابا بشیر احمد: (ف: ۱۳ نومبر ۱۹۷۵ء)

کراچی میں ایک نومسلم تھے جو درویش بابا سے مشہور ہوئے حضرت صاحب سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ آپ نے اسے غلہ یا روٹی کھانے سے منع فرمایا۔ دودھ اور چم چم مٹھائی استعمال کرتے۔ آستانہ حق باھو مہاجر کیمپ سعید آباد کراچی

Marfat.com

میں معتکف رہے اور خلق خدا کو تلقین و ہدایت کیا کرتے اور سالانہ عرس حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ان کی وفات پر تدفین اسی آستانہ حق باھو میں ہوئی اور وہاں ہر جمعرات کو محفل ذکر ہوا کرتا ہے۔

خلیفہ صوفی محمد زمان:

دھرکنہ راولپنڈی کے تھے۔سلوک میں کئی منازل طے کیں۔ذکر و فکر میں رہتے۔دبئی (متحدہ عرب امارات) میں کاروبار کیا۔۱۹۷۱ء میں جنگی قیدی ہو کر ہندوستان میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔واپس آ کر محفل ذکر جاری رکھا اور خلق خدا کو فیضیاب کیا۔حضرت صاحب سے بیعت ہوئے تھے اور ان کی نظر محبت آپ پر فراواں رہی۔صوفی صاحب کے مطابق حضرت صاحب کی صورت عین باھو تھی۔

خلیفہ شاھبازی:

محسود قوم کے قبیلہ شمن خیل سے تھے۔حضرت صاحب نے اس کی ٹرکوں اور ٹرک والوں پر ڈیوٹی لگائی جس سے یہ جہاں بھی کھڑے ہو جاتے ٹرک قطار میں موجود ہو جاتے۔وہ دربار مقدس حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ پر حضرت سلطان نور محمد و حضرت سلطان محمد نواز کی خانقاہ و مسجد کی تعمیر کے لئے وزیرستان سے سیاہ پتھر ٹرکوں پر لانے و پہنچانے کی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔حضرت صاحب کی وفات کے بعد اکثر علیل و بیقرار رہا۔

کاکو ملنگ:

نوشہرہ پشاور کا سعید گل درویش جو ملک بھر میں گمنام اور گوشہ نشینی کی حالت میں رہا حضرت صاحب سے جب ملاقات ہوئی تو ایک کارآمد شخص کی طرح ان کی خدمت میں آ گیا اور آخر دم تک منسلک رہا۔کاکو کی وفات چائے پکاتے ہوئے چولھے سے آگ لگ جانے پر شدید جھلس جانے پر واقع ہوگئی۔

خلیفہ اسلم خروٹی:

کٹاواز غزنی سے کم عمری میں ادھر آیا اور حضرت صاحب کی محبت میں ان کے ساتھ ہو

Marfat.com

گیا اور خلافت پائی۔۱۹۶۱ء کے بعد خلیفہ صاحب کوئٹہ میں آستانہ دستگیر کیچی بیگ سرآب میں ہی بود و باش کرنے لگا۔کچھ عرصہ بعد اسے آستانہ میں ہی ایک حصہ بمعہ بال بچوں کے وہاں رہنے کے لئے مختص کر دیا گیا۔پُر جوش انداز میں ذکر کیا کرتے اور لوگ گرد جمع ہو جاتے۔دفاتر کے کاموں میں حضرت صاحب اسے بھیجا کرتے اور اس خدمت کو خوب نبھایا۔وفات کے بعد کیچی بیگ کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔

روحانی خطابات وظواہرات:

ملک غلام سرور خان (شاہ پور ضلع سرگودھا) سیّد یوسف گیلانی کے معتمد مخلص مرید رہ چکے ہیں۔حضرت صاحب کے ساتھ بھی خصوصی تعلق اور لگاؤ رہا۔وہ لکھتے ہیں کہ درحقیقت حضرت صاحب زمانہ حاضر کے ''باھو ثانی'' ہیں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ حضرت صاحب کو خانوادہ غوث الاعظم کا وزیر اعظم کر دیا گیا ہے۔اس امر کی تائید پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی نے فرمائی اور مزید یہ بھی فرمایا کہ اس وقت حضرت صاحب جناب سلطان العارفین کی تمام اولاد سے افضل ہیں۔

ملک احمد خان اعوان جو سیّد یوسف گیلانی بغدادی کے مقرب و مُریدِ خاص تھے بغداد میں سیدنا غوث الاعظم کے دربار عالی میں شواہد و دلائل سے بیان کرتے ہیں ۱۹۵۷ء کو جب پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی کے ہمراہ حضرت صاحب بغداد گئے تو دربار پیران پیرؒ میں حضرت صاحبؒ کو پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی کی دعا و معروضات سے ''سلطان العارفین ثانی'' کا مقام عطا کر دیا گیا۔گویا حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا فیض بھی اس کے ساتھ جاری و ساری ہو گیا حضرت سلطان العارفین پر انجمنیں، رسائل، تصانیف و تحقیق و مضامین کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ھُو، حق باھو کے نعروں کا سلسلہ پورے مُلک میں شروع ہو گیا۔

خان محمد اعظم خان مشیر اعلیٰ اقوام متحدہ سماجی و اقتصادی کمشن برائے مشرق وسطیٰ بغداد ایک نیک خو اور دیانتدار محب وطن اور اعلیٰ افسر کو بغداد میں ایک صاحب نظر درویش نے بتایا کہ ''اس خطہ ارض یعنی افغانستان، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش وغیرہ قریبی

Marfat.com

ممالک میں حضرت صاحبؒ کے پایہ کا کوئی اور نہ تھا اور وہ اس خطہ ارض کے روحانی حاکم تھے''۔

ایبٹ آباد کے مشہور درویش و مجذوب سید المعروف ''بھا جی'' از خود بنات خان محسود (ڈسٹرکٹ انجنیئر ایبٹ آباد) کو بتایا کہ حضرت صاحب غوث زمانہ تھے۔ وفات سے ۳ روز قبل ان کا غلاف لاہور سے بن کر دربار شریف آ گیا تھا۔

چھپر سرائے عالمگیر کی درویش خاتون مائی فاطمہ (زوجہ لعل چنگا قریشی) سجادہ نشین سے بیعت تھیں اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے اشارہ باطنی پر حضرت صاحب سے اپنے سلوک و خدمت میں منسلک رہیں حضرت صاحب انہیں ''ماسی جی'' کہا کرتے ماسی جی کا کہنا ہے کہ حضرت صاحب ایک موسم گرما میں رات کو دیر سے کہیں باہر سے تشریف لائے اور صحن میں اپنی چارپائی پر سو گئے۔ کچھ دیر میں ہی ایک گھوڑے پر سوار بزرگ آپ کی چارپائی کے قریب پہنچے۔ حضرت صاحب فوراً اٹھ گئے اور ان کی پابوسی کی۔ ہمکلامی ہوئی اور وہ بزرگ گھوڑے پر سوار حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی خانقاہ کی سمت روانہ ہو گئے۔ حضرت صاحب بھی ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور کچھ دیر بعد واپس آ کر اپنے بستر پر لیٹ گئے۔

۱۹۸۵ء کے حج میں حضرت صاحب نے مدینہ منورہ میں اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم سب احرام قران کی نیت کر لو اور میں کمزوری کے باعث احرام عمرہ کی نیت کرونگا۔ دوسری صبح جب ہم مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہونے لگے تو باب جبرئیل کے باہر حضرت صاحب نے خود فرمایا کہ مجھے حضور رسالت مآب ﷺ نے بشارت دی ہے کہ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہو گی تم بھی احرام قران کی نیت کر لو۔ چنانچہ پھر ایسا ہی بخیر و خوبی ہوا۔

موضع دربار عالی حضرت سلطان باھو کے حاجی اللہ دتہ حج ۱۹۸۶ء میں مکہ معظمہ میں حج کے لئے پہنچے ہوئے تھے اور حضرت صاحب ان دنوں کوئٹہ میں صاحب فراش اور باعث علالت نحیف و نزار ہو چکے تھے۔ حاجی صاحب حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نے ان کے ساتھ ہی بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور ان کے ساتھ مل کر

Marfat.com

زیارات بھی کیں اور یہ سب کچھ ظاہر آنکھوں کے ساتھ ہوا۔انہیں بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت صاحب تو کوئٹہ میں بیمار رہے اور پھران کا انتقال بھی ہو گیا۔حاجی صاحب نے خواب میں مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں حضرت صاحب کے انتقال کی اطلاع سُنی اور وہاں نماز جنازہ ہوا اور انہوں نے چہرہ مبارک کی زیارت کی اور پھر آنکھ کھلی۔کراچی پہنچنے پر انہیں حضرت صاحب کے وصال کا علم ہوا اور تصدیق ہوئی۔

کچھ اظہار واقعی:

ایک بار حضرت صاحب ڈرائیو کر رہے تھے اور فرنٹ سیٹ پر ان کے ساتھ پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی کے فرزند سیّد مامون گیلانی بیٹھے تھے عقبی سیٹ پر ارشد سلطان وسلطان محمد حسین موجود تھے۔شہزادہ صاحب لاھور راوی روڈ کے درویش چھتری والے کی کرامات مسلسل بیان کرتے گئے ۔اور جب خاموش ہوئے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ شہزادہ صاحب آپ کے والد محترم سے تو نہ جانے میرا کیا تعلق تھا جس کا نہ میری اولاد کو علم ہے اور نہ ہی آپ پیر صاحب کی اولاد کو پتہ ہے کہ وہ کیا بات تھی جو مجھے ان کے حضور جھکائے رکھتی تھی ورنہ یقین فرمایئے بابا چھتری والے جیسے کئی ڈپٹی حمید میں نے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں۔یہ سُن کر شہزادہ صاحب پر سناٹا چھا گیا۔

Marfat.com

باب دوازدھم
مقدس مقامات

حضرت صاحب نے متعدد بار حج بیت اللہ شریف اور روضہ رسول اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ زندگی میں چار مرتبہ کاظمین شریف، کربلا معلّیٰ اور سیدنا عبدالقادر جیلانی کے روضہ اطہر پر بغداد شریف میں حاضری دی۔ مشہد میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دی۔ غزنی میں حکیم سنائی اور چلہ گاہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ پر حاضر ہوا کرتے۔ ہرات میں عبداللہ انصاریؒ کی گازرگاہ پر زیارت کا شرف حاصل کیا۔

مدینہ کا پودینہ:

سلطان عمر دراز قادری ۱۹۷۲ء کے حج کے موقعہ حضرت صاحب کے ہمرکاب تھے وہ بتاتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضرت صاحب نزلہ و زکام میں مبتلا ہو گئے اور انہیں عرض کیا کہ کسی میڈیکل سٹور سے دوائی لاتا ہوں تو آپ مسکرا دیئے اور فرمایا بھائی جان میرا علاج مدینہ منورہ کا پودینہ ہے۔ اور پھر آپ نے پودینہ کی چائے بنوا کر نوش فرمائی اور پہلی خوراک سے طبیعت ٹھیک ہو گئی۔

مدینہ منورہ کے احباب:

مستری نور محمد:

مستری نور محمد ولد محمد دین ولد میر بخش حضرت صاحب کے بہت اچھے رفیق تھے۔ اکثر و بیشتر مجذوبوں سے تعلق رکھا بیعت پیر محمد حسین شاہ ہمدانی ٹبہ (نزد کوٹ شاکر ضلع جھنگ) سے ہے۔ تاریخ ولادت ۱۹۲۰ء بتائی جاتی ہے۔ مائی اللہ رکھی پسرور والی، بابا نظام الدین مرید کے منڈی، کاکے شاہ سیداں والی سیالکوٹ جیسے مجذوبین سے واسطہ رہا۔ سائیں محمد دین چشتی سیالکوٹی کے بھی ہم مشرب رہے۔
آپ مدینہ منورہ میں ۱۳۷۳ھ آئے اور باب العوالی نزد مسجد سلمان فارسی بود و باش کر

Marfat.com

لی۔حرم نبوی شریف کے تعمیری کام میں لگ گئے۔حرم کے میناروں کے کام میں بھی خدمت کرتے رہے۔۱۹۹۱ء تک دس سال کا عرصہ کام چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گئے۔
۱۹۷۸ء میں حج کے موقعہ حضرت صاحبؒ نے بندہ (سلطان الطاف علی) اور حاجی موسیٰ خان جلال خیل کو مدینہ منورہ میں ان کے ہاں جا کر ٹھہرنے کے لئے ہدایت کی اور ہم وہاں ان کے ساتھ رہے۔ان کے فرزندان محمد،عباس اور احمد علی مدنی اب بھی عوالی میں موجود ہیں۔

مولانا ضیاء الدین مدنی:

آپ شہر پسرور کے علاقہ کلاس والے میں شیخ عظیم الدین کے ہاں ۱۸۷۵ء پیدا ہوئے۔جب سے ہوش سنبھالا عشق و محبت رسول اکرم ﷺ میں رہنے لگے۔مولانا احمد رضا خان بریلی سے خلافت پائی۔بغداد شریف آئے وہاں کئی سال کنجی بردار رہے اور پھر مدینہ منورہ آئے تو یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ہر روز بعد عشاء محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا آپ کے ہاں بلاناغہ انعقاد ہوا کرتا۔حضرت صاحب کئی بار حج و عمرہ و زیارت پر گئے تو ان کے ساتھ ملاقات رہتی اور وہ بھی ہمیشہ یاد کیا کرتے تھے۔۱۹۸۱ء میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حاجی عبدالکریم:

عبدالکریم لعل خان المعروف حاجی عبدالکریم ولد لعل خان کشمیری قوم سے تھے۔ڈھوک جمعہ ضلع جہلم کے باشندے تھے۔ولادت ۱۹۳۰ء کو ہوئی۔
بیعت: پیر سید شوکت حسین شاہ گیلانی درگاہ موسیٰ پاک شہید پاک دروازہ ملتان ہوئی۔
خلافت: حضرت صاحب (پیر غلام دستگیر القادری) سے سلسلہ قادریہ میں ہوئی۔
حال زندگی کچھ ایسا رہا کہ حاجی صاحب ابتدا میں لاہور کے ایک آٹوز میں ٹریکٹرز کے کام میں ملازم ہوئے۔ماسٹر برکت علی رامے شاہ بھڑی والے جو گوجرانوالہ کی ایک درگاہ سے متعلق ہیں انہوں نے کچھ وظائف بتائے اس سے روحانیت کی طرف طبیعت مائل ہوئی۔ٹریکٹرز کے کام میں میانوالی،سرگودھا،بھلوال مشغول

Marfat.com

رہے۔جب ملتان میں پیر صاحب گیلانی سے بیعت ہوئے تو وہاں حاجی اللہ ڈتہ کے سلور کے کارخانہ میں ملازم ہوئے۔۱۹۵۸ء کو حاجی صاحب مدینہ منورہ آتے ہیں اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

مدینہ منورہ میں عقیلہ بنت محمد جان سواتی اپنے والد کے ساتھ پہلے سے مقیم تھی یہاں پہنچ کر دو سال بعد مسماۃ عقیلہ سے حاجی صاحب کا نکاح ہوا۔مسماۃ حجانی عقیلہ محکمہ اوقاف میں ملازم تھیں اور حرم شریف کی صفائی پر مامور تھیں چنانچہ حاجی صاحب بھی حرم شریف کی صفائی کی خدمت میں شامل ہو گئے۔یہ خدمت ۱۵ سال تک جاری رہی۔پھر محمد علی عطلاء کی کفالت پر باب القباء میں ان کے ساتھ ملازم ہوئے کچھ عرصہ روزنامہ العکاظ میں ملازم رہے پھر ۱۹۸۰ء میں چیمبر آف کامرس مدینہ منورہ کے دفتر میں فراش کی خدمت پر مامور ہوئے۔اور آخر تک محمد علی عطلاء کی عمارت میں رہائش پذیر رہے۔

حاجی صاحب درویش منش متوکل اور خدا ترس شخصیت تھے۔آنحضورﷺ سے عشق رکھتے تھے۔خوش باش مہمان نواز اور درویش دوست رہے۔باقاعدگی سے سیّدنا غوث الاعظمؒ وسیّدنا سلطان العارفین سلطان باھو کا عرس مدینہ منورہ میں کرتے رہے ہیں۔

ان کی زوجہ مائی حجانی نے حضرت صاحب سے مدینہ منورہ میں بیعت وتلقین حاصل کی وہ بھی درویش خاتون پاک باز اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔وہ لاولد رہیں۔عقیلہ کا انتقال ہو گیا۔تو حاجی صاحب نے ۲۰۰۵ء میں ایبٹ آباد کی ایک بیوہ خاتون دریا جان سے نکاح کیا۔حجانی دریا جان ۷ جولائی ۲۰۰۸ء کو بندہ (سلطان الطاف علی) سے مدینہ منورہ میں بیعت ہوئیں اور سلسلہ قادریہ سے مشرف ہوئیں۔ان دنوں حاجی صاحب گر جانے کے باعث چلنے پھرنے سے معذور تھے تاہم صحت مند اور قال وگفتار میں بیدار تھے ورد وظائف و بالخصوص دلائل الخیرات میں مشغول رہتے تھے۔حاجی صاحب کا ۲۰۱۳ء کو مدینہ میں انتقال ہوا۔اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

بورک نکا:

۲۹ جولائی ۱۹۶۵ء کو لکھتے ہیں کہ اوست پوست محی خیل میں ہوں۔

Marfat.com

کافی مدت سے آرزو تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا امر نہیں ہوا تھا۔آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے کنڈے غر پر بورک نکا کی زیارت کے لئے براستہ شنہ پووہ روانہ ہوئے۔جنابت عبوس خیل نے تنگ اوبہ پر چائے کا انتظام کیا ایک پہارو اور گدھے پر کچھ بسترے بھی جنابت اوپر لے گیا۔مادی علم دین،امام خان،بہادر خیل علی عباس خان،علی احمد خان، سعد اللہ خان وغیرہ مچی خیل میر جانی،حاجی نعیم محمد ایوب خان،خلیفہ خان گل،خلیفہ شہبازی،لالو خوڑ یلے،خلیفہ فیض سلطان،مدائم،کوٹ لیس،میداللہ جان،شاہ ولی جے خیل،مہردعلی خان شیخ،خاندان سردعلی کٹیازئے،مدوگے،نور اللہ وغیرہ تقریباً ۴۷ کسان زیارت نکا کے لئے پہنچے۔اگلے روز بھی زیارت پر ہم رہے۔آشے خون،پیر رحمان مچی خیل ساتھ ہیں۔تین بار بورک نکا کی زیارت کی گئی۔حضرت محمد شریف صاحب اور محمد مشتاق صاحب کے لئے دعائے اولاد نرینہ،آفتاب کے لئے دعائے صحت پیر صاحب اوران کے حرم کے لئے دعا اور سب مخلصین و حاضرین کے لئے دعائیں مانگیں۔اللہ تعالیٰ سب کی دلی مرادیں خیر کی پوری فرمائے۔آمین۔

زیارت بورک نکا کے ساتھ احمد نکا کی زیارت ہے جوکہ بورک نکا کا فرزند ہے۔

حاجی صاحب قربوغہ شریف:

۲ ستمبر ۱۹۶۵ء سپرہ ونہ خولہ کے قریب حاجی صاحب نجم الدین آف قربوغہ شریف کی ملاقات راستہ میں ہوئی۔نیک شخص ہیں۔آپ کی اس علاقہ میں بہت آمد ورفت ہے ان کا سلسلہ قادریہ ہے۔حاجی صاحب سینی تڑہ نظر خیل تشریف لے گئے۔

دربار پیر بہادر شاہ:

۲۴ مئی ۱۹۶۵ء علی الصبح چاچا صاحب حضرت محمد عزیز صاحب کے حکم کے مطابق ان کی خدمت میں بھیني (لبستی) پیر بہادر شاہ مشہدی پہنچا براستہ نہنگ۔ یہاں دربار پیر بہادر شاہ کے تعمیراتی کام کے لئے ڈیزائن ونقشہ مرتب کرنا مقصود تھا۔ حضرت چاچا صاحب کو اُن سے عقیدت تھی ان کی وفات کے بعد بھی اکثر وقت وہاں گزارتے۔پہلے بھی یہ خانقاہ آپ نے اپنے خرچ سے بنوائی اور اب از سرنو نئی قسم پر

Marfat.com

عمارت خانقاہ و مسجد تعمیر کرانا چاہتے ہیں۔ پتھر اینٹ بجری کافی مہیا ہو چکی ہے۔
تمام روز پیمائش مکان اور تجویز نقشہ جات میں گزارا۔ بالآخر یہ پاس ہوا کہ سابقہ محل و مسجد کی بنیادیں قائم رکھیں اور دونوں کے سامنے اور شمال جنوب میں برآمدہ نیا تیار کیا جائے البتہ دونوں عمارتوں کو بعد ازاں شہید کر کے از سرِ نو جدید قسم پر تیار کیا جائے اور مسجد کے سابقہ برآمدہ کی دیوار ختم کر کے ایک ہال بنایا جائے۔ مستری موج دین لالا موجاں والا کام کا انچارج ہے۔

حج و زیارت ۱۹۶۳ء:

مدینہ منورہ سے ۱۹ اپریل ۱۹۶۳ء کو تحریر فرماتے ہیں:

مدینہ پاک کی بہت خوش آب و ہوا ہے۔ لوگ بہت حلیم الطبع ہیں۔ حرم روضہ اقدس میں پانچوں وقت نماز و حضور پر صلوۃ والسلام تقویت ایمان اور سکون قلب کا باعث ہیں۔
یہ مکتوب میرے اور محمود شیر کے نام تھا۔ لکھتے ہیں کہ ۱۰ اپریل ۱۹۶۳ء جدہ پہنچے اور پھر وہاں سے سیدھا مدینہ منورہ چلا آیا۔ ۱۱ اپریل ۱۹۶۳ء مغرب کے بعد روضہ اقدس نبوی ﷺ کی حاضری دی آپ دونوں کے سلام و نیاز عرض کئے اور دعائے رحمت چاہی انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو بہت کامیابی دارین عطا فرمائے گا۔
مدینہ منورہ سے ۲۷ اپریل ۱۹۶۳ء لکھتے ہیں اللہ کے فضل سے آج مکہ شریف روانہ ہو رہا ہوں۔ مدینہ پاک میں اس قدر جلد دن گزرے ہیں کہ کچھ سمجھ نہیں آتی:

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد　　روئی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

فقیرنی بھاگاں کے گھر رہا ہوں وہ بھی اب حج پر جا رہی ہیں اسے روپیہ دے رہا ہوں تاکہ وہ اس سال ہماری والدہ ماجدہ علیہ رحمتہ کے لئے حج بدل پڑھے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ مجید خان (میانی) خیر خیریت سے ہے مجید اور فاطمہ نیاز عرض کرتے ہیں۔ حج انشاء اللہ جمعرات کے دن پڑھا جائے گا اس لئے حج اکبر ہونا مشکل ہے تا حال سرکاری اعلان نہیں ہوا۔ مکہ شریف سے حکیم سلطان بخش کا کل خط ملا ہے اس نے لکھا ہے کہ ڈاک کافی جمع ہے۔

Marfat.com

میری تحقیق کے مطابق حضرت صاحب کو سات بار حج و زیارت کا اور بیس بار حرمین شریفین کی زیارات وعمرہ کے سفر کا شرف حاصل ہوا ہے۔تاہم ان کے اپنے الفاظ میں کچھ حال و تاثرات ملاحظہ ہوں:

۱۸ مئی ۱۹۶۳ء / ۲۴ ذوالحج ۱۳۸۲ھ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج رات غار حرا میں گزاری۔حاجی صاحبان ہفتہ خان، عبداللہ خون، خنڈی خیل اور غلام رسول کوٹی بھی ساتھ رہے۔ہمارے پاس صرف ایک لوٹا پانی ہے جو کہ تھوڑا تھوڑا پینے کے کام آیا۔ نماز تہجد اور نماز صبح تیمم سے پڑھیں تمام رات دعائیں مانگیں اور گریہ زاری کی۔ان مقدس چٹانوں کے بوسے لئے جہاں محبوب خدا ﷺ کے جسم مبارک کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور مس ہوا۔سب سے پہلے قرآن پاک ادھر نازل ہوا۔اقرا باسم ربک دوروز کے بعد ہم جبل ثور میں غار کے اندر داخل ہوئے اور خوب گریہ زاری کی دعائیں طلب کیں۔

حج وزیارت ۱۹۷۸ء:

۱۲ ذوالحج ۱۳۹۸ھ منیٰ شارع نمبر۴ بلاک نمبر ۰۸ کیمپ معلم اسماعیل بنون قربانی کے لئے آنحضور ﷺ کی نیت سے حضرت صاحب لکھتے ہیں میں نے اور زیری نے ایک ایک دنبہ ذبح کیا بعد ازاں الطاف، موسیٰ خان اور عبدالحیٔ نے بھی حضور پاک ﷺ کی نیت سے ایک ایک دنبہ ذبح کیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔آج وہ دنبے جو کہ پرسوں چار سو ریال کے تھے دو سو ریال میں ملے۔

۲۵ ذوالحج ہم مدینہ منورہ میں شارع قباء پر مکتب العکاظ میں قیام پذیر تھے۔نخلستان سلیمان فارسی میں جو نخل حضور ﷺ کے نام سے موسوم ہے انہیں سعودی حکومت نے کاٹ دیا ہے۔کنویں منہدم کردیئے گئے ہیں۔مسجد میں جہاں محراب میں کہنی کا نشان تھا اسے بند کرا دیا گیا ہے۔اگلے روز العوالی میں حاجی مشتاق و حاجی اشفاق نے میلاد شریف کا اہتمام کیا۔انور، ظہور، مولوی عرفانی اور باقی احباب ملے۔میں نے اور الطاف نے شمولیت کی پر لطف میلاد شریف رہا۔پانچوں نمازیں حرم شریف میں نصیب ہوئیں۔

Marfat.com

مولوی عبدالکبیر سرآب والے اور مولوی عبدالرحیم خضدار والے حرم شریف میں ملے۔

حج و زیارت ۱۹۷۸ء میں حضرت صاحبؒ و راقم الحروف اکٹھے گئے۔ ہمارا قیام مسفلہ میں معلم اسماعیل بنون کے ساتھ اور ہمارے عموزاد سلطان غلام میراں کا قیام محلہ شامیہ میں ہوتا تھا۔ حج بیت اللہ سے مستفیض ہو کر ہم مدینہ منورہ آ گئے۔ یہاں سلطان غلام میراں نے حاجی محمد اشفاق لاھوری کے ذریعہ ہمیں مکہ معظمہ سے اطلاع بھیجی کہ ہمارے بھائی حاجی سلطان نور حسین قادری کا دربار شریف انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چنانچہ ۸ دسمبر کو ہم حرمین شریفین سے واپس کراچی پہنچ گئے۔

میاں جمیل احمد شرقپوری:

۲۲ نومبر ۱۹۷۸ء کو میاں محمد جمیل شرقپوری مدینہ منورہ العوالی میں رات کو حضرت صاحب سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور پھر ان کی خواہش پر دو روز بعد جمعہ نماز حرم شریف میں ادا کرنے کے بعد ان کے رباط میں گئے جہاں میاں صاحب نے کھانے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ ان دنوں میاں صاحب نے جبل اُحد کے قریب درویشوں کی سہولت کے لئے ایک کنال رقبہ میں رباط کی تعمیر شروع کرا رکھی تھی۔ چار کمرے مکمل ہو چکے تھے نو مزید بنیں گے۔ ماشاء اللہ۔

چار روز بعد مستری نور محمد ابو مدنی کے ہاں باب العوالی میں حاجی محمد اشفاق لاھوری اور ان کے بھائی مشتاق قادری محفل میلاد کا اہتمام کرتے ہیں جس میں حضرت صاحب کی شرکت ہوتی ہے۔ سابق خطیب بادشاہی مسجد لاھور مولانا عرفانی بھی ساتھ ہوتے ہیں۔

درویش غلام رسول بلیوں والے:

۱۱ جون ۱۹۶۳ء کو حضرت صاحب مدینہ منورہ میں لکھتے ہیں کہ ایک درویش غلام رسول نامی جالندھر کا ہے یہ بھی کئی سال سے ادھر ہے اس کا یہ کام ہے کہ جب کوئی مسافر بیمار اور لاوارث ہو اس کو نہلانا دھلانا کھلانا پلانا اور اس کا پاخانہ صاف کرنا اور خدمت کرنا ہے کہتا ہے کہ یہ حضور پاک ﷺ کے مہمان ہیں اس لئے ان کی خدمت کرتا ہوں۔ یہ درویش بلیوں کو گوشت کھلاتا ہے۔

Marfat.com

یکم دسمبر ۱۹۷۸ء کا مبارک دن تھا جب حضرت صاحب کے ہمراہ میں مدینہ منورہ میں تھا۔اسی درویش غلام رسول بلیوں والے روضہ نبی ﷺ کے باب جبریل کے ساتھ امہات المومنین کے احاطہ مبارک میں ان دنوں معتکف تھے۔عمر تقریباً ۸۰ سال ہوگی۔ برادرم حضرت صاحب اس روز بعد نماز عشاء مجھے وہاں لے گئے انہوں نے حضرت صاحب کو دیکھتے ہی کہا ''اے حضرت سلطان باھو کے سجادہ نشین صاحب آپ نے بڑی مہربانی فرمائی جو اپنے بھائی کو مجھے ملانے کے لئے لے آئے ہیں''۔یہ جالندھر کے رہنے والے اب تیس پینتیس سال سے مدینہ منورہ میں ہیں۔جوانی سے بڑھاپا تک کا زمانہ مدینہ منورہ میں مخصوص گلیوں میں بلیوں کو مقررہ اوقات میں گوشت ڈالنے میں صرف فرمایا۔بلیاں بھی اپنا اپنا حصہ پانے کے بعد کبھی آگے کو قدم نہ بڑھاتی تھیں۔اب کئی سالوں سے معذور ہونے کے باعث وہ باب جبریل کے قریب معتکف ہیں اور بلیوں کے گوشت بدستور ان کے ذاتی اخراجات سے دوسرا آدمی بہم پہنچاتا تھا۔ان دنوں قریباً سوریال کا گوشت وہ بلیوں کو ڈلواتے تھے۔سبحان اللہ۔

وفات حاجی سلطان نور حسین:

۳ دسمبر ۱۹۷۸ء کو درویش عبدالکریم کے ہاں عمارات محمد علی عطلا مکتب جریدہ العکاظ۔باب القبہ شارع سرور مدینہ منورہ میں بار بار رات بھر میں یہ خواب دیکھتا رہا کہ برادرم حضرت حاجی نور حسین صاحب مجھے فرماتے ہیں کہ ''بھائی جان مجھے نظر نہیں آتا تو زندگی کا کیا فائدہ''۔یہ خواب صبح ناشتہ کے وقت میں نے برادرم حضرت صاحب کو سنایا تو حضرت صاحب بالکل خاموش ہو گئے اور ان کے چہرے پر پریشانی نظر آئی۔ہم نے پورا دن حرم شریف میں گزارا۔ھفت ہیکل درود اکبر و چیدہ چیدہ سورۃ کریمہ و درود و سلام کا مطالعہ ہوتا رہا کہ حاجی اشفاق لاھوری مکہ معظمہ سے سلطان غلام میراں کا مکتوب لے کر آ گئے جسے پڑھ کر حضرت صاحب کا چہرہ متغیر ہو گیا اور پھر اگلے روز مجھے آگاہ فرمایا کہ بھائی جان سلطان نور حسین کا دربار شریف ۲۴ نومبر کو انتقال ہو گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔گویا صحبت یار آخر شد۔ہم نے بارگاہ نبوی ﷺ میں

Marfat.com

دعائیں عرض کیں اور وہاں سے رخصت ہونے کی تیاری کی۔سلطان غلام میراں اگلے روز مکہ معظّمہ سے پہنچے اور پھر ہم مدینہ منورہ کے پاک شہر سے رخصت ہوئے۔گنبد خضریٰ اور نورانی میناروں کو بجلی کے قمقموں سے دمکتے ہوئے آخری بار حضرت صاحب کے ساتھ حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور درود وسلام کیا۔اور جدہ کو روانہ ہو گئے۔

حج وزیارت ۱۹۸۲ء:

اس حج وزیارت میں حضرت صاحب کا محنت و مشقت کا عجیب عالم رہا۔وہ یہ حج اپنے والد مکرم سلطان محمد نوازؒ کے لئے بطور حج بدل کرتے ہیں۔سلطان غلام رسول ،سلطان نور محمد ،سلطان نور حسین،سلطان محمد مشتاق کے لئے عمرے کرتے ہیں۔اپنے دربار کے فقراء اور درویشوں کے لئے طواف کرتے ہیں۔پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی ،اپنی والدہ ماجدہ کے لئے عمرے کرتے ہیں۔اس بار سفر حرمین میں ان کے ساتھ حاجی اشفاق بمعہ اہلیہ و ارشد سلطان ساتھ ہوتے ہیں۔مائی فاطمہ بی بی زیری (زہرہ بی بی) بھی ساتھ ہیں ۔ارشد سلطان کو ۳ اکتوبر حرم شریف میں بیعت کرتے ہیں۔زاکم خان بمعہ فیملی آپ کے ساتھ شامل زیارت رہتا ہے ۔صاجزادہ فیاض الحسن سے وہاں ملاقات ہوتی ہے اور خوش ہوتے ہیں۔

بھیرہ کا ایک مجذوب:

۴ اگست ۱۹۸۲ء کو حضرت صاحب مدینہ منورہ میں تھے وہاں بھیرہ کا ایک بوڑھا شخص علی الصبح راستہ پر ملا اور حضرت صاحب کہتے ہیں مجھے بلا کر کہا کہ احد کے شہداء کا اعلان ہو گیا ہے ۲۷ نئے شہید ہوئے ہیں میں نے کہا ٹھیک ہے ۔پھر بوقت عصر باب مجیدی کے سامنے گلی میں ملا اور کہا کہ میں لوگوں کو حرامی یعنی چور کہتا ہوں میں نے کہا ٹھیک ہے۔کہا کوئی نماز کا چور کوئی روزے کا چور کوئی کسی چیز کا ،میں نے کہا ٹھیک ہے۔مجھے کہا تم بھی چور ہو،میں نے تسلیم کیا۔پھر عصر کے بعد حرم شریف میں آ گیا۔مجھے تھوڑی سی مٹھائی دی کہا کیسی ہے میں نے کہا اچھی ہے پھر عنایت اللہ اور چند اور نوجوانوں کو کہا کہ مجھے اٹھاؤ۔لیکن جو بھی اسے ہاتھ لگاتا وہ گر جاتا۔پھر اس

Marfat.com

نے مجھے بیس ریال دیئے کہا یہ چائے کے لئے ہیں۔

مدینہ میں پوپلزئی درویش:

ایک پٹھان درویش مسمی غلام دستگیر پوپلزئی چند روز پہلے بھی ملا اور آج پھر مواجہ شریف کے سامنے ملا کامل درویش ہے بلا طمع رہتا ہے پچیس بار پیدل افغانستان سے مدینہ طیبہ آیا گیا ہے اب بوڑھا ہے یہاں ۳۳ سال سے مقیم ہے۔ قندھار کے قریب کا رہنے والا ہے۔

۱۹ جون ۱۹۶۳ء / ۲۷ محرم الحرام کو پوپلزئی درویش نماز ظہر کے وقت باب سعود کے اندر پھر ملا۔ میں بھی آج روضہ خضریٰ کا نظارہ دیکھنے کے لئے دانستہ ادھر آ بیٹھا اور قرآن پڑھتا رہا۔ درویش نے مجھے ٹھنڈا پانی عطا فرمایا اور دعا فرمائی۔ نماز بھی ان کے قریب ادا کی میرا خیال تھا کہ نماز کے بعد ان سے دوبارہ زیادہ گفتگو کروں گا لیکن وہ چل دیئے اور نہ جانے کہاں چلے گئے۔ اس درویش کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے سے دل میں ایک گونہ حرارت اور رقت پیدا ہوئی اور حضور غوث پاک کا فرمان یاد آیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے غوث الاعظم تو جب کسی شخص کو فقر و فاقہ میں جلتا ہوا دیکھے تو اس کے قریب ہو جا کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ پوپلزئی درویش نے کہا ہم کس طرح شکر ادا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے روضہ اقدس کے قرب کا شرف عطا فرمایا ہے حالانکہ وہ لوگ بھی ہیں جو کہ تمام عمر ایک نظارہ کو ترستے رہ گئے اور انہیں روضہ پاک کا دیدار نصیب نہ ہوا۔ درویش نے کہا صرف ایک آرزو ہے اور اسی آرزو کی تڑپ زندہ رکھے ہے اور وہ یہ ہے کہ ادھر ہی موت نصیب ہو۔ یہی آرزو مقصد زندگی ہے اور اسی کا ہی انتظار مسلسل ایک طویل زندگی بنا ہوا ہے۔

صلوۃ والسلام میں عرض کیا: انت الحبیبی انت الحبیبی ۔ عونی و حبنی مالسواہ۔

اگلے روز پوپلزئی درویش پھر حرم شریف میں باب الصدیق میں جب کہ میں تلاوت کر رہا تھا پانی کی صراحی لے کر آیا اور مجھے پینے کے لئے فرمایا۔ ایمان کی دعا کی اور پھر چل دیا۔

Marfat.com

۲۹ محرم الحرام کو مغرب کے وظیفہ کے بعد مواجہ شریف کے سامنے کھڑکی کے پاس پھر پوپلزئی درویش ملا۔ نام پوچھا تو میرا ہم نام یعنی غلام دستگیر نکلا۔ فرمایا اب نہیں بھولو گے کیونکہ تمہارا نام نہیں بھولے گا۔ عرض کی کیا اسی طرح نابینائی کی حالت میں دنیا سے جانا ہوگا۔ فرمایا کیا یہ نظارہ دیدار روضہ اقدس کوئی کم چیز ہے کیا یہ سعادت ہر شخص کے نصیب ہوسکتی ہے مقام شکر ہے شکر کرو۔

سیّدی کامل:

۲۱ جون ۱۹۶۳ء/ ۲۹ محرم الحرام کو حضرت صاحب مدینہ منورہ میں سیّدی کامل مجذوب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سیّدی کامل ایک مشہور ترین مجذوب سیّد ہیں اسے کھانے پینے کا کوئی ہوش نہیں۔ عرب ہے۔ دن رات حالت جذب میں رہتا ہے تمام کہ و مہ اعلیٰ و ادنیٰ انہیں مانتے اور عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان سے عقیدہ رکھتے ہیں نجدی حکام اور گورنر مدینہ بھی ان کی علومرتبت کو مانتے ہیں۔ اور صاحب حال تسلیم کرتے ہیں۔ آج عبداللہ مجلّہ کے گھر سے ہوکر خیر محمد سندھی کے مکان پر جاکر مجذوب سیّدی کامل کی زیارت کی۔ حاجی مجید خان نور محمد سیالکوٹی اور بلال متلی میرے ساتھ ہیں۔ خیر محمد برآمدہ میں بیٹھا رہا۔ مجذوب شیخ اندر چارپائی پر لیٹے رہے۔ ہمیں دیکھ کر ہاتھ آگے بڑھایا مصافحہ کیا۔ ایک اور نوجوان لڑکا سیّد امیر حسین شاہ مسکین مڑل گام کشمیر والا بھی شیخ کے پاس ہیں۔ یہ سیّد صاحب حرم پاک میں جھاڑو دینے کی بغیر تنخواہ کے خدمت کیا کرتے ہیں۔ بہت باادب ہیں۔ ہم باادب بیٹھ گئے۔ میں نے پہلے تین مطالب، پہلا صحت آفتاب، دوسرا حصول حصہ پیر صاحب وانا و فتح مندی پیر صاحب اور تیسرا اپنی حالت بدلنے کے مقاصد دل میں رکھے۔ بعد ازاں دو اور مقصد اولاد مشتاق و محمد شریف صاحب اور سب اہل بیت و اقرباء خود و احبائے خود کی خیر اور راحت چاہی۔ شیخ کامل اس مسکین شاہ سے متوجہ ہوئے اور کچھ فرماتے اور اسے حکم دیتے کہ (برمہ) یعنی چکر لگاؤ اور تین تین چکر لگا کر اسے (استراح) یعنی بیٹھ جانے کا حکم دیتے۔ مسکین شاہ ہر چکر کے ساتھ صلوۃ پڑھتا۔ اس طرح کئی مرتبہ تکرار کیا پھر

Marfat.com

سگریٹ منگا لی اور سلگائی اور چند کش لگا کر مجھے بلایا سگریٹ اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھی اور مجھے پینے کا حکم دیا۔ جب پانچ کش پورے ہوئے تو فرمایا بس کرو۔ پھر مجھے پانی لانے کا فرمایا کچھ پیا اور کچھ اوروں کو پلایا پھر سگریٹ کا نچلا حصہ ذرا نوچ کیا اور پھر مجھ سے تین کش لگوائے اور پھر بقیہ سگریٹ بجھا کر جیب میں ڈال لی۔ کچھ تماکو بھی میرے منہ میں رہ گیا جو کہ کھا لیا۔ مجید اور بلال کو بھی (برمہ) فرما کر کئی چکر لگوائے اور مجید کو بھی تین کش سگریٹ کے لگوائے تقریباً ایک گھنٹہ وہاں قیام کے بعد اجازت چاہی پھر بخوشی ہاتھ ملائے (برمہ) کا حکم فرمایا۔ فرمایا: ادیتك قطب۔ برمہ اكتب ورقه ابيض دوح بالبيت۔ اور پھر اجازت دی۔

امیر حسین شاہ مسکین درویش:

۲۴ جون ۱۹۶۳ء/ ۳ صفر المظفر کو مدینہ منورہ میں امیر حسین شاہ مسکین درویش جو کہ سیدی کامل کے پاس ملا تھا آج پھر ملا محبت سے پیش آیا۔ اس نے دعائے گنج العرش اور درود لکھی پاکستان سے اسے بھیجنے کی فرمائش کی۔ فرمایا تمہیں تو سیّدی کامل نے قطبیت عطا کی ہے بلکہ فرمایا کہ پاکستان جاؤ اور وہاں قطب بناؤ اور ان کے نام سفید ورق پر لکھو۔ عرض کی کہ مجھے تو اس در کا کتا بنا دینا ہی کافی ہے۔ ہمارا تو وہی سابقہ حال ہے۔ باقی مجذوب کی باتوں کا خدا کو علم ہے۔ فرمایا پھر سیّدی کامل کے پاس جاؤ۔ عرض کی کہ اب دوبارہ نہیں جاؤنگا۔ روضہ اقدس کافی ہے۔ روضہ اقدس کے سوا باقی کسی مقام پر جانے کو جی نہیں چاہتا۔ حج سے پہلے اکثر مقامات مقدسہ کی زیارتیں کیں اور وہاں جانے کا شوق بھی تھا۔ مگر اب صرف یہی جی چاہتا ہے کہ جس قدر وقت ملے روضہ میں ہی گزارا جائے اور بس۔ صلوۃ والسلام میں عرض گزارا۔

ابوحزام:

۱۹۶۳ء کے حج میں مکہ معظمہ میں حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں ایک قسم کے لوگ ابوخرقہ ہیں جو خرقہ پہنتے ہیں اور عفت و شرافت سے وقت گزارتے ہیں مگر دوسری قسم ابوحزام کی ہے جو کہ ہر وقت کسی مرینہ کی چادر سے کمر باندھے رکھتے

Marfat.com

ہیں یہ بہت مستعد اور کام کرنے والے ہیں۔ یہ ناشائستہ حرکات بھی کرتے ہیں لوگوں کی تکلیف کا موجب بھی بنتے ہیں لڑائی جھگڑے فساد لوٹ کھسوٹ سب کچھ کر لیتے ہیں لیکن تکلیف کے وقت بھی یہی لوگ کام دیتے ہیں۔ مثلاً آگ بجھانا، میت کے وقت مدد کرنا، بچانا وغیرہ۔ باعزت لوگ انہیں کچھ معاوضہ دیکر ان کی وقتی ضرورت پورا کر کے اپنے بہت سے کام ان سے لیتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص قرضہ نہیں دیتا تو انہیں پیچھے لگا دیا وہ جہاں بھی گیا اور جس مجلس میں ہی ابوحزام پہنچ گیا کیوں بھائی یوں تو شریف دکھائی دیتے ہو لیکن فلانے کے پیسے کھا گئے ہو اگر تیز ہو جائے تو ہاتھا پائی سے گریز نہیں کرتے چنانچہ مجبوراً رقم ادا کر دیتا ہے۔

مائی بھاگاں:

مائی فقیرنی بھاگاں (ف:۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) ایک نیک سیرت وخوش باطن خاتون تھیں جو علاقہ ونہار (ضلع سرگودھا) کی رہنے والی تھیں۔ دربار عالی حضرت سلطان العارفین قدس سرہ آئیں اور سلطان نور الحسنؒ (پسر محمد امیر سلطان سجادہ نشین) سے بیعت ہوئیں۔ ایک بار محمد حبیب سلطان سجادہ نشین کے ساتھ حج و زیارت کو گئیں اور وہاں مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گئیں۔ کچھ عرصہ بعد وہ مجذوب الحال ہو کر مدینہ منورہ میں باب العوالی میں قیام پذیر ہو گئیں اور اسی حالت میں وہاں انتقال کر گئیں۔

مئی جون ۱۹۶۳ء/ محرم صفر ۱۳۸۳ھ میں حضرت صاحب مدینہ منورہ میں تھے اور مائی بھاگاں کے ہاں حارہ زویہ میں قیام فرمایا تھا۔ لکھتے ہیں کہ مائی بھاگاں اکثر و بیشتر کسی نہ کسی کے ساتھ جھگڑا کیا کرتی اور بیہودہ بولتی رہتی اس پر ہمیں پریشانی تو ہوتی رہی مگر اس کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جائیں تو وہ بیحد پریشان ہو جاتی اس لئے ہم بھی وہیں رہے۔ البتہ حضرت صاحب نصیحت کرتے ہیں کہ آئندہ کوئی بھی یہاں آئے تو اس کے ہاں ہرگز نہ ٹھہرے ورنہ غصہ میں اپنا ایمان کھو بیٹھے گا۔ وہاں سے رخصت ہوتے ہوئے حضرت صاحب نے اپنی تلائی، پلنگ پوش، ایک ٹین گھی اور دستر خوان بھاگاں کے حوالہ کر دیئے البتہ ہر آنے والے کو بھاگاں کی خدمت کرنے کے لئے وصیت کر دی۔

Marfat.com

بریگیڈیئر راجہ گلزار:

۱۹ فروری ۱۹۷۳ء / ۱۶ محرم الحرام مدینہ منورہ میں بریگیڈیئر راجہ گلزار جو کہ سعودی حکومت کا معتمد ہے اور ادھر کوئی کتاب لکھ رہا ہے اسے مشورہ دیا کہ سعودی حکومت کو ذیل کے امور پر رضامند کرالے۔

۱۔ اکابرین دین و مشاہیر اسلام مجاہدین و شہدائے اسلام کے نام ان سے متعلقہ ہر میدان جنگ وغزوہ کے مواقع پر کندہ کراکر محفوظ کیے جائیں جس سے تاریخ اسلام اجاگر اور محفوظ ہو گی۔

۲۔ حرمین شریفین میں جو بعض ملّا لاؤڈ اسپیکروں پر اپنے مخصوص مواعظ کرتے ہیں اس سے زائرین کی حاضری دعاؤں ریاضتوں اور خشوع و خضوع پر اثر پڑتا ہے اس لئے انہیں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی اجازت نہ دی جائے۔

۳۔ میدان عرفات میں انڈیا کے زائرین کے کیمپ پر انڈیا کا جھنڈا دیکھا گیا ہے جو غلط اقدام ہے اسے اتار دیا جائے کیونکہ انڈیا غیر مسلم ملک ہے۔

مساجد وزیارات:

مارچ ۱۹۵۱ء ایک روز بوقت عصر حضرت صاحب نے لاهور کی سنہری مسجد میں نماز ادا کی پھر شام کی نماز شیرانوالہ دروازہ کی مسجد میں ادا کی پانی کا بہت اچھا انتظام ہے۔ بیت الخلاء بھی ہے۔ کہتے ہیں کہ امام مسجد صاحب وہابی خیال کا ہے۔ واللہ اعلم۔

ایک روز داتا گنج بخشؒ کی زیارت کی گئی۔

شہدائے بالاکوٹ:

۱۶ اپریل ۱۹۵۴ء کو حضرت صاحب بالاکوٹ میں شہداء کے مزارات پر زیارت کو جاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل شہیدؒ اور حضرت سیّد احمد بریلویؒ شہدائے بالاکوٹ کی خانقاہیں ادھر موجود ہیں۔ تاریخ ہند کے یہ بہترین مجاہد ہیں جنہوں نے بریلوی تحریک قائم کی اور فتویٰ عطا کیا کہ ہندوستان دارالامان نہیں بلکہ دارالحرب ہے اور جب تک تمام ہندوستان زیرِ نگین اسلام نہ ہو تب تک ہندوستان دارالحرب

Marfat.com

ہے۔اور اس میں ہمارا مذہب بھی محفوظ نہیں ہے۔انہوں نے انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔کابل کو براستہ بولان ہجرت کر گئے پھر براستہ خیبر سرحدی علاقہ کے لوگوں کو ساتھ لیکر پشاور مردان ہزارہ وغیرہ علاقے سکھوں سے فتح کئے اور بالآخر مسلمانوں کی غداری کی وجہ سے ایک سکھ جرنیل شیر سنگھ کے ہاتھوں مورخہ ۲۴ ذیقعد شہید ہوئے اور آپ کا تمام لشکر شہید ہو گیا۔ایک تو اسی علاقہ کے مسلمانوں نے دھوکہ دیا اور دوسرا انگریزوں نے سکھوں کو زبردست امداد دی تھی۔ان کی روح مبارک پر فاتحہ کیا گیا۔ ادھر اور کافی خانقاہیں ہیں زندہ پیر بابا اور قلندر بابا مشہور ہیں۔

زیارت سلطان ابراہیم:

۲۹ مارچ ۱۹۵۵ء کو حضرت صاحب ہمراہ پیر صاحب بمقام انب شریف میاں مقصود علی اعوان کے ہاں ہوتے ہیں لکھتے ہیں کہ سلطان ابراہیمؒ کی خانقاہ مبارک کی زیارت کی۔آپ سیّد موسیٰ شاہ (موسن شاہ) گھونگی شریف والا کے فیض یافتہ ہیں جو کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے خلفاء سے تھے۔یہ میاں صاحبان سب آپ کی اولاد سے ہیں۔اگلے روز میاں عبدالغفور صاحب و پسرانش ظفر حسین و سلطان سکندر اعوان کے ساتھ ہوتے ہیں۔

زیارت دربار حضرت سلطان ولی محمدؒ:

۱۸ مئی ۱۹۵۵ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ موضع ہیت مستوئی نواں جھلار علی محمد اللہ وسایا نبڑا انزاہ و نبلا پرہاڑ سے سحور کے وقت روانہ ہو کر سات بجے جہاز (چھوٹا دریائی جہاز) پر پہنچے مگر جہاز نکل چکا تھا پھر ڈیڑھ بجے روانہ ہوا اور نصف گھنٹہ میں پار پہنچایا۔زیارت دربار حضرت سلطان ولی محمدؒ فرزند حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا شوق مدت سے دامن گیر ہے۔جہاز سے اتر کر یوسف ابڑہ کے ہمراہ زیارت مبارک کی طرف روانہ ہوئے بہت مشکل سے پہنچے۔آپ کا روضہ مبارک موضع ۔۔ میں ایک قبرستان میں واقع ہے وہاں کے سیّد صاحبان متولی ہیں۔جاتے وقت میری گھوڑی لنگڑی ہو گئی مگر آتے وقت تندرست ہو گئی۔دعائے حج بیت اللہ و زیارت حضورﷺ

Marfat.com

وتصنیف کتاب مناقب ثانی طلب کی گئی۔

موہڑہ شریف۔کوہ مری:

۹ جون ۱۹۵۵ء پیر صاحب محمد زاہد خان صاحب سجادہ نشین ہیں۔آپ کے تین فرزند آفتاب احمد کیمرس بادشاہ اور پرویز بادشاہ ہیں اور ایک بچی شمس النساء بیگم ہے۔ بابا جی صاحب حضرت محمد قاسمؒ کے مزار مبارک کی زیارت کی گئی۔بڑی مائی صاحبہ (والدہ پیر خان بصاحب) کا سلام کیا۔آپ خانقاہ شریف کے قریب ایک مکان میں رہتی ہیں مائی صاحبہ والدہ احمد حسن بھی ادھر ان کے پاس ہیں۔بڑی مائی صاحبہ نے میرے ساتھ بہت مہربانی اور شفقت فرمائی۔اور حکم دیا کہ صبح شام کھانا اور چائے وہیں ان کے پاس جا کر کھائیں چنانچہ ہم نے ڈیرہ تو پیر خان صاحب کے مکان میں رکھا ہے لیکن کھانے کے لئے مائی صاحبہ کے پاس جانا ہوتا ہے۔موہڑہ شریف کے مکانوں کا رخ مغرب کی طرف ہے۔سامنے پہاڑی پر جو مکانات ہیں ان کا رخ مشرق کی طرف ہے۔رات کو جب دیئے جلتے ہیں تو اردگرد بالخصوص سامنے پہاڑی پر جو کہ گنجان آباد چراغاں ہوتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آسمان کے ستارے اس پہاڑ پر گرے پڑے ہیں۔یہ علاقہ فقیروں اور شاعروں کے لئے بہت موزوں ہے۔میرے ہمراہ ملاّ محمد ،جاوید،فیض سلطان کاکا،نسیم کوثر چیمی ہیں۔

پیر صاحب حضرت محمد قاسمؒ اسی عصر کے بزرگ ہوئے ہیں آپ کی بیعت کھیاں شریف میں تھی اور وہیں سے فیض حاصل کیا۔آپ نے ہزار ہا مخلوق کے دلوں کو نور معرفت سے منور فرمایا اور تقریباً اسی نوے سال اس پہاڑی میں ایسی جمعیت اختیار کی کہ یہاں سے ایک قدم تک کہیں نہیں گئے۔تمام لوگ کشاں کشاں آتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں آپ کے سیکڑوں خلیفے ہوئے جو کہ صاحب فیض و باکمال اشخاص بن گئے۔آپ کی عمر تقریباً سوا سو برس تھی۔آپ کی وفات کو تقریباً ساڑھے بارہ سال کا عرصہ گزرا ہے۔آپ کی تین حرم مبارک سے چھ فرزند ہوئے ہر ایک ماں کے دو فرزند اور کئی بچیاں ہوئیں۔فرزند ذیل میں ہیں۔

Marfat.com

پہلے حرم سے:ا۔پیر نظیر احمد المعروف ولیعہد صاحب ان کے دو فرزند گل بادشاہ اور ھارون رشید اور پانچ لڑکیاں ہیں۔

گل بادشاہ کے دو بچے اور ایک بچی ہے۔ان کا بڑا فرزند مبارک خان فوت ہو گیا ان کے بچے جہلم کے قریب ہیں

۲۔پیر نصیر الدین المعروف ثانی صاحب آپ کا بڑا فرزند شہ جہان نوری ہے دوسرا اصغر احمد ہے۔ان ہر دو کی مائیں جدا جدا ہیں۔تیسری بیوی سے ذیل کے بچے ہیں نوشیروان، شمشیر، جمشید، بابر، حضرت قاسم اور دو بچیاں نشاط افزا بیگم اور غانیہ اختر بیگم ہیں۔

دوسرے حرم سے:ا۔پیر خان صاحب محمد زاہد ہیں ان کے تین فرزند آفتاب احمد، کیمرس اور پرویز بادشاہ اور ایک بچی شمس النساء ہے۔آفتاب احمد کا ایک فرزند جہانزیب ہے۔

۲۔پیر محراب خان صاحب ان کا فرزند شاہ محمود اور بچیاں امیر النساء بیگم، فخر النساء بیگم، نجم النساء بیگم۔

تیسرے حرم سے:ا۔پیر دراب خان صاحب آپ کے فرزند پرویز بادشاہ، جاوید فیض (کاکا) خالد محمود اور طارق ہیں اور دو بچیاں پروین غزالہ بیگم اور نسیم کوثر بیگم۔

۲۔پیر لہراسب خان صاحب المعروف پیر سلطان صاحب آپ تا حال مجرد ہیں۔

ولیعہد صاحب باقی بھائیوں کے خلاف ہے ان کے کافی تنازعات رہے ہیں۔وہ والدہ کے وقت میں بھی جدا تھا اور اس نے اپنا علیحدہ سلسلہ قائم کیا ہوا ہے۔ولیعہد دنیاوی لحاظ سے بہت کامیاب ہے اور اکثر حکام اس کے مرید ہیں۔مسٹر فراز ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل، پیر احسن الدین، مولوی تمیز الدین وغیرہ اس کے مخلص ہیں۔فوج میں کافی اکثریت اس کے معتقدین کی ہے۔ویسے بھی پرانا سیاسی کھلاڑی ہے اس نے انگریزوں کے زمانہ میں سوات کے قبائل باجوڑ میں اپنی ریاست قائم کرنے کے سودے بنائے تھے۔خانقاہ شریف اور وہ مکان جس میں بابا جی بیٹھا کرتے تھے جسے دربار کہتے ہیں بمعہ تخت کے جس پر آپ اسی سال بیٹھے رہے اور باقی تبرکات قرآن شریف و خرقہ

Marfat.com

مبارک جو کہ حضور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا بتایا جاتا ہے سب کے سب پیر خان صاحب محمد زاہد کے پاس ہیں۔یعنی ادھر اب دو گدیاں ہیں ایک ولی عہد اور دوسرا خان صاحب۔عرس بھی دونوں علیحدہ علیحدہ کرتے ہیں۔

۱۹۳۷ء میں جب راقم حضرت قبلہ ام و مرشدم والدم کی خدمت میں تھا تو ثانی صاحب پیر صاحب کے پاس وانا جارہے تھے۔ان کے استقبال کا کافی اہتمام تھا۔وہاں جنڈولہ میں ان سے ملاقات ہوئی تھی پھر ایک بار گجرات میں ملے اور اب ان سے باآرام ملاقات ہوتی ہے۔

بوقت عصر جب ہم سیر کو گئے تو صاحبزادہ ہارون رشید اور صاحبزادہ نوشیروان ملے۔ ہارون نے بی اے کا امتحان دیا ہے قابل لڑکا ہے۔اس نے اپنے ہاں آنے اور ولیعہد کو ملنے کا کہا۔چنانچہ صبح ان کے ہاں جانے کا وعدہ کیا۔

موہڑہ شریف درہ محسود کے قسم کی وادی ہے صرف فرق اتنا ہے کہ وہاں شاہین رہتے ہیں اور یہاں عقاب۔ہارون رشید، پیر نظیر احمد، ولیعہد سے الگ الگ ملاقاتیں رہیں پُرتکلف انتظام واہتمام رہتا ہے۔پیر نظیر احمد کی عمر تقریباً اسی سال بتائی جاتی ہے مگر آپ کی صحت بہت اچھی ہے خضاب لگاتے ہیں۔آپ نے طلب، بصیرت اور قرآن پاک کا آخری اور واحد کتاب ہونے پر تقریر فرمائی۔آپ نے ۲۱ جون ۱۹۵۵ء تک موہڑہ شریف میں قیام فرمایا۔دونوں عرس اٹینڈ کئے۔ایک عرس میں تقریباً چھ ہزار افراد کا اجتماع ہوا اور پیر نظیر احمد والے عرس میں بارہ ہزار افراد کا اجتماع رہا۔ضروری امور اور مذاکرات ان سے کئے گئے اور پھر رخصت ہوئے۔

گمبٹ شریف:

۲۸ جنوری ۱۹۵۹ء کو گمبٹ کے پیر صاحب سیّد مرتضٰی شاہ گیلانی کی دعوت پر پیر صاحب کے ہمراہ وہاں پہنچے۔پیر حاجی محمد شاہ نے استقبال کیا بہت عزت و احترام سے پیش آئے۔پیر مرتضٰی شاہ جو کہ دن رات مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں وہ بھی آکر پیر صاحب کو ملے۔ناشتہ کا اہتمام اگلے روز پیر علی مردان شاہ گیلانی نے کیا۔پیر

Marfat.com

غلام مرتضیٰ شاہ اور ان کے سب بھائی جمع ہوئے۔بغداد عراق کشمیر جہاد کشمیر وزیرستان قبائل پر تبصرہ ہوتا رہا۔آئندہ جہاد کے لئے پیر صاحب نے اپنا بھتیجا سیّد ولی اللہ شاہ عرف گل شاہ کو خدمت کے لئے پیش کیا۔حاجی محمد بخش ولد محمد نواز میمن کو بھی پیر گل شاہ نے خدمات جہاد کے لئے پیش کیا۔

پیر مرتضیٰ شاہ صاحب نے سندھ کے کھیس اور شہد کی بوتلیں پیش کیں مجھے فرمایا ''تم عقل مند ہو ارادت کو سمجھتے ہو''۔راستہ میں گمبٹ اور رانی پور کے مابین سچل فقیر کا روضہ ہے فاتحہ کہا۔یہ حضرت بھی میرے مرشدان طریقت سے ہیں۔ان کا دیوان آشکار قبلہ ام حضرت صاحب (سلطان محمد نواز) نے مجھے اور حضرت محمد عزیز صاحب کو کچھ پڑھایا تھا۔

۱۴ فروری ۱۹۵۹ء پیر موسیٰ شاہ گیلانی گھوٹکی کو پیر صاحب کے ہمراہ میں پہنچا۔پیر موسیٰ شاہ اور ان کے فرزند اور پیر لطیف شاہ اور ان کے بھائی سب کو پیر صاحب سے بیعت کر دیا گیا۔یہ گھرانہ سلطان صاحبؒ کا معتقد ہے پھر موسیٰ شاہ اول کو حضرت سلطان صاحب سے فیض حاصل ہے یہ اس گیلانی پیر عبدالجبار کی اولاد ہیں۔ان کا بعض خاندان آجکل وہابیت کو مائل ہو چکے ہیں۔

کرم ایجنسی:

۱۸ اگست ۱۹۷۱ء کو حضرت صاحب بمقام سدہ (کرم ایجنسی) کے ایک ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں لکھتے ہیں کہ کرم ایک خوبصورت ویلی ہے دریائے کرم کے اردگرد اچھی آبادی ہے۔مونگ مکئی اور چاول کی کاشت باکثرت ہے سرسبز علاقہ ہے درخت بہت ہیں۔راستہ میں علی زئی سدہ وغیرہ آتے ہیں وہاں بہادر خان کے پاس بخیریت پہنچے ان کے والد اللہ داد ٹھیکیداری کرتے ہیں فرزند فیض محمد کی ہارڈویئر کی دکان ہے۔بہادر خان خود اوورسیئر ہے۔ہمارا قیام کلب میں لگایا۔اچھی جگہ ہے یہ افراد دراصل منگوال کے ہیں چکوال کے قریب بھی ان کا گھر ہے ڈھوک دتہ راولپنڈی میں مکان رکھتے ہیں۔اثر صاحب نے بھی تیس سال پہلے ادھر اچھا وقت گزارا ہے وہ بھی میرے ساتھ بہت خوش ہیں۔پارہ چنار میں اکثر توری قوم آباد ہے جو کہ شیعہ ہیں باقی

Marfat.com

علاقہ میں بنگش ہیں جو کہ آدھے شیعہ ہیں اور آدھے سُنی ہیں۔ پچھلے سال ادھر شیعہ سُنی فساد بہت زوروں پر تھا ایک سُنی مسجد کے مینار کی تعمیر پر فساد ہوا۔

انور علی جو کہ توری کے ایک بڑے ملک کا فرزند ہے بہت خلوص سے ملا پارا چنار کی آب و ہوا بہت اچھی ہے اور پانی کی قلت ضرور ہے سرسبز و شاداب علاقہ ہے چنار کے درخت ہیں۔ پاڑا ایک قوم کا نام ہے اور چنار ایک قدیم درخت ادھر تھا جس کا تنا اب بھی موجود ہے جو کہ 10*10 ہے۔ اس درخت کے قریب جرگے اور فیصلے ہوا کرتے ہیں۔ ورنہ قدیم پشتو نام یہاں کا تو تکے ہے۔ اب بھی باہر کے لوگ تو تکئے کہتے ہیں کرم ایجنسی کا صدر مقام ہے پولیٹیکل ایجنٹ رہتا ہے اس علاقہ میں اکثر امن رہتا ہے افغانستان کی سرحدات دس بارہ میل پر ہیں۔ سمگلنگ کا مال اس راستہ کم آتا ہے۔ دریائے کرم یہاں سے قریب گزرتا ہے بنوں کی طرف جاتا ہے اس لئے اسے کرم ایجنسی کہتے ہیں ہم دو روز بعد میر علی کی طرف آ گئے۔ دریائے کرم کے کنارہ پر شوہ کا مقام ہے جہاں شوے فقیر کی خانقاہ بھی ہے۔

حجرہ شاہ مقیم:

۱۹ نومبر ۱۹۷۴ء کو صبح نو بجے آغا نثار علی صاحب اور ان کے فرزند اعجاز علی امتیاز علی آ کر پیر صاحب (سید یوسف گیلانی) کو ملے۔ آغا صاحب سے جب پیر صاحب نے مصافحہ کیا تو انہوں نے کہا ایسا نہیں میں آپ کا بچہ ہوں مجھے پیار کریں چنانچہ معانقہ ہوا کچھ باتیں اور خوش آمدید کے بعد اعجاز علی نے آغا صاحب کو کہا کہ پیر صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ فوراً سمجھ گئے اور فرمایا مجھے اپنا خون کا رشتہ مل گیا ہے یہ میرے بزرگ ہیں اور وارث ہیں مجھے ان کے ساتھ رشتہ سے فخر اور خوشی ہے چنانچہ آپ نے عادل صاحب کو پیار کیا اور فرمایا کہ میں نے اسے بیٹا بنا لیا ہے اس کے بعد دعائے خیر کہی گئی اور عادل صاحب کی نسبت آغا صاحب کی بڑی صاحبزادی سے ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ جناب پیر صاحب کو تھکاوٹ اور درد وغیرہ بھول گیا اور بہت خوش ہوئے مٹھائی تقسیم کی گئی اور مبارکبادی ہونے لگی۔ سلطان خضر حیات صاحب

Marfat.com

بھی ہمارے ساتھ تھے اعجاز صاحب سے بات چیت کرتے رہے۔

اگلے روز صبح کا سلام نصیب ہوا۔نماز صبح قلندر صاحب کی بارگاہ میں جا کر ادا کی۔اس سے پہلے شاہ مقیمؒ کے مزار کا بھی سلام کیا دعا بھی عرض کی۔پونے تین بجے ظہر نکاح پڑھایا گیا۔حسب قانون مروجہ اندراج رجسٹر میں بھی کیا گیا۔ساڑھے پانچ لاکھ حق مہر غیر معجّل مقرر رہوا۔یا ۵ مربعہ زمین عادل صاحب منکوحہ کے نام کر دیں گے۔

آستانہ مہاجر کیمپ:

آستانہ حق باھو مہاجر کیمپ سعید آباد کراچی کے لئے جو پلاٹ خریدے گئے ان کی تعمیرات اور آستانہ کی چندہ سے آمدنی وخرچ کے کنٹرول کے لئے ۱۴ جولائی ۱۹۷۸ء کو حضرت صاحب نے ایک کمیٹی تشکیل دی۔صدر چاندی خان ،نائب صدر صوفی فیض رسول ،جنرل سیکرٹری فضل محمد قریشی ،پروپاگنڈا سیکرٹری شیر کباڑی والا سیکرٹری علی بابڑہ اکاؤنٹنٹ حاجی احمد دین خزانچی حوالدار امیر خان آفریدی اور ممبران محمد علی سبزی منڈی والا ،ملک محمد ایوب شامن خیل ،حاجی محبت خان ملک دیئے مقرر کئے گئے۔حاجی میر باز خان زائرین کی خدمت اور خانقاہ کی خدمت پر رہیں گے۔

دربار سلطان محمد عبدالعزیز (محمد عزیزؒ):

۱۹ جنوری ۱۹۸۳ء مکانات کی نئی آبادی میں جا کے دربار حضرت سلطان محمد عبدالعزیز کی زیارت کی آپ کے مرقد مبارک پر ٹکڑی لگائی گئی ہے اور عارضی فرش بھی لگ گیا ہے۔سلطان اصغر علی نے یہ خدمت سرانجام دی۔

اتفاق اسلامک اکادمی:

۱۵ نومبر ۱۹۸۴ء کو حضرت صاحب نے لاھور میں اتفاق اسلامک اکیڈمی کو وزٹ کیا۔لکھتے ہیں کہ برادرم سلطان الطاف علی ،ارشد اور اکمل کو ساتھ لے کر ماڈل ٹاؤن ایچ بلاک میں اتفاق اسلامک اکیڈمی جا کر دیکھی بہت ہی خوبصورت مسجد اور درسگاہ بنی ہوئی ہے۔ماحول بھی بہت پاکیزہ ہے۔پروفیسر طاہر القادری تو موجود نہ تھے البتہ ان کے آفس سیکرٹری ظہور حسین صاحب کمالیہ والے ملے اور انہوں نے

Marfat.com

معلومات فراہم کیں کہ میٹرک پاس طلباء کو لیا جاتا ہے درس نظامی کے ساتھ ساتھ ۵ سال میں بی اے بھی کرایا جاتا ہے۔طلباء کی رہائش ،خوراک جامعہ تک آنے جانے کا انتظام سب کمیٹی کی طرف سے فری ہے۔طلباء کی رہائش گاہ مال روڈ پر ہے۔

Marfat.com

باب سیزدھم
تلخ وشیرین

ملک زرجان درامن خیل:

احباب طریقت میں وہ ساتھی جن کے ساتھ حضرت صاحب کو مکمل اعتماد رہا اور قومی و ذاتی امور میں راز دار بھی رہے ان میں ملک زرجان عبدالرحمن خیل محسود کو اولین حیثیت رہی۔آپ لکھتے ہیں:

۱۸ اکتوبر ۱۹۵۳ء ملک زرجان کی مالی حالت پہلے سے اچھی ہے۔ایجنسی کی حکومت میں اچھا سلوک رکھتا ہے۔آزاد لشکر میں اسے صوبہ داری بھی مل گئی تھی حالانکہ تمام قوم اس امر کے برخلاف تھی۔مگر اب تو آزاد لشکر ختم ہو چکا ہے۔

یکم مارچ ۱۹۶۲ء حضرت صاحب بھاگ ناڑی کے دورہ پر ہوتے ہیں انہیں شجاع کی تاریں گئیں اور راقم الحروف کا خط ملتا ہے جس میں انہیں اطلاع دی کہ سپنکئی میں درامن خیل اور سلمی خیل کی لڑائی ہوئی سات سلمی خیل اور تین درامن خیل مارے گئے۔ ملک زرجان شدید زخمی ہے اور میو ہسپتال لایا گیا ہے۔حضرت صاحب لاھور تشریف لاتے ہیں اور کئی بار میو ہسپتال میں ملک زرجان کا حال احوال لیتے ہیں۔پھر لکھتے ہیں ۲ اپریل ۱۹۶۲ء کو ۸ بجے کے قریب پھر میو ہسپتال جا کر ملک زرجان کو دیکھا اور اس سے رخصت لے لی: ؎ وقت رخصت گلے لگا کے مجھے ہنستے ہنستے رُلا گیا کوئی

میری آنکھیں نمناک تھیں اور زرجان مسکرا رہا تھا۔لیکن اس کی مسکراہٹ میں بلا کا درد بھرا ہوا تھا۔

؎ تیرے ناشاد کے تبسم میں تلخیٔ درد بھی بلا کی ہے

اب محمود شیر اور نذیر سلطان کو دیکھنے کے لئے کالج بس پر F.C کالج پہنچے۔الطاف، میرا بچی،موسیٰ خان سب ہمراہ ہیں۔نذیر اور محمود شیر ملے ٹھیک ٹھاک ہیں ان کے امتحانات

Marfat.com

اسی اپریل کے آخر میں ہونے والے ہیں خدا انہیں کامیاب فرمادے۔ڈاکٹر فضل کریم اے ایم او گڑھ مہاراجہ کا ٹرانسفر رکوانا تھا۔الطاف کو کیپٹن صالح محمد ڈپٹی سیکرٹری ہیلتھ کے نام چٹ لکھ کر حوالہ کر دی۔

یکم ستمبر ۱۹۶۲ء کو حضرت صاحب نے بریگیڈ ہسپتال (وانا) جا کر ملک زرجان عبدالرحمٰن خیل کی ملاقات کی خدا کے فضل سے اب اچھا ہے لکڑی کے سہارے پندرہ منٹ تک چل پھر لیتا ہے۔

اُلٹا انصاف:

۲۱ دسمبر ۱۹۵۳ء ٹانک میں لاری سواریوں سے بھر گئی۔چاندماری کے لئے پولیس کے ۱۲ سپاہی آگے ہوتے ہیں جو کہ کلاچی جا رہے ہیں۔وہ بھی سوار ہو گئے جس سے لاری اوور لوڈ ہو گئی۔راستہ میں ڈی ایس پی ٹانک مل گیا اس نے ایک تو ڈرائیور کو خوب گالیاں نکالیں اور دوسرا پولیس کے علاوہ باقی لوکل سواریوں کو اتار کر پیدل روانہ کر دیا۔ڈرائیور کو چالان بھی نہ کیا یہ پیر اللہ داد شاہ کی لاری کا ڈرائیور ہے۔کپتان صاحب کو کہا گیا کہ انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔سواریوں کا کیا قصور ہے اور یہ اب نہ ٹانک کے نہ کلاچی کے۔آپ قانونی کاروائی کریں اور ڈرائیور کو چالان کریں یا اپنی پولیس کو نیچے اتاریں مگر کپتان صاحب اپنے ڈنڈے کے زور اپنی من مانی پر ڈٹے رہے۔

انسانیت موت کے دروازہ پر:

اواخر جنوری ۱۹۵۴ء کو الیکشن کی بھاگ دوڑ ہونے لگی حضرت صاحب دربار شریف پر ہیں اور لکھتے ہیں: الیکشن میں آجکل کی تہذیب میں صاحب ہوس لوگوں کی موت ہے اور جب موت یعنی الیکشن قریب آ جائے تو صحیح انسانیت موجزن ہو جاتی ہے۔چنانچہ آج بوقت ظہر میاں حبیب سلطان صاحب گدی نشین بمعہ فضل احمد صاحب کے ہمارے پاس بطور میلہ آئے حضرت محمد شریف صاحب اور فیض احمد طلعت بھی موجود ہیں۔حبیب سلطان صاحب نے نہایت عاجزی سے کہا کہ میں اللہ کا نام لیکر اور

Marfat.com

نبی کی آل (سیّد قاسم شاہ بھینی والا) کو ساتھ لیکر اور سلطان صاحبؒ کی پگ مبارک لیکر آپ کے پاس آیا ہوں۔حضرت سلطان العارفین کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھ سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اس کی معافی دو۔اور خدا کے لئے بخش دو اگر نہیں معاف کرو گے تو بار بار آؤنگا۔میں نے کہا کہ ہمارے بزرگ اور ہیں وہی فیصلہ کر سکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ تم پارٹی لیڈر ہو تمہیں اللہ تعالیٰ نے ماتھے پر ستارہ عطا کیا ہے ہمارے حال پر رحم کرو اور باقی برادری کو بھی درست کرو۔پھر کہنے لگے ہمارا ایک شیعہ مخدوم سے مقابلہ ہے مگر ہمارا اس سے رشتہ نہیں ہوسکتا مگر آپ سے ہوسکتا ہے۔(یہ ان کی انسانیت کا وہ فقرہ جو کہ تقریباً دو پشتوں سے فراموش کر چکے ہیں اور مکمل طور پر قطع رحمی کیے ہوئے ہیں اور کہتے رہے کہ ہماری شان کا کوئی نہیں)۔چنانچہ کافی بحث مباحثہ کے بعد انہیں عرض کی کہ اب حضرت محمد حسن صاحب و حضرت سلطان محمود صاحب کے پاس بھی جائیں۔دو روز کے بعد ان کے پاس گئے وہاں بھی کافی گرما گرم رہا۔بالآخر انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہمارا غلام دستگیر کے ساتھ جو معاہدہ ہوگیا آپ کو بتا دیں گے۔۳۱ جنوری ۱۹۵۴ء کو بالآخر بشمول تمام پارٹی حضرت محمد شریف صاحب محمد حسن صاحب اور طلعت صاحب رڑی والا گئے اور الیکشن کی امداد کا دورہ ان کے ساتھ کرنے شروع کر دیئے۔

مخدوم نظر حسین قریشی اور مہر غلام عباس رجبانہ بھی ہمارے پاس چل کر آئے مگر ہم نے کہا کہ اب ہم حبیب سلطان صاحب سے تعاون کر چکے ہیں۔مخدوم صاحب پرانا شخص ہے بہت ہوشیار ہے اور اچھا بولنے والا ہے۔حضرت بشیر احمد پر مخدوم صاحب کا کافی دباؤ تھا مگر بالآخر وہ بھی ہمارے فیصلے کے ساتھ متفق ہو گئے۔بتو خان مہاجر اور رب نواز خان ڈب نے پہلے ہی میرا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا تھا۔

۱۶ فروری ۱۹۵۴ء الیکشن کے نتائج میں سلطان غلام جیلانی اعوان نمائندہ رنگ سرخ کو ۲۶۹۹ ووٹ ملے جبکہ مخدوم علی حسین قریشی نمائندہ رنگ سبز کو ۶۵۲ ووٹ ملے۔غلام جیلانی صاحب کو ۲۰۴۷ ووٹوں کی اکثریت ہوئی۔

Marfat.com

عجیب واقعہ:

۲۶ فروری ۱۹۵۴ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ آج رات کو جب گھر پہنچا تو فقیر صاحب (استاد چمن سلطانی) کی دکان پر قفل لگا ہوا تھا مگر کُنڈا کھلا ہوا تھا فقیر صاحب بھی کہیں نظر نہ آئے چنانچہ دوسرا قفل منگا کر کنڈے اور قفل سابقہ کو لگایا گیا تاکہ دروازہ بند ہو جائے لیکن علی الصبح سابق قفل کو کھلا پایا۔ پھر تمام روز ہفتہ خان کے ذمہ کیا گیا تاکہ فقیر صاحب کی انتظار میں رہے اور دکان کی حفاظت کرے مگر فقیر صاحب نہ آئے۔ چنانچہ بوقت مغرب دوسرا قفل حفاظت دکان کے لئے لگایا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ فقیر صاحب نے جلدی سے کنڈا بند نہیں کیا تھا اور قفل لگا گئے تھے۔ جب رات کو یا صبح دکان پر آئے تو دوسرا قفل لگا دیکھ کر غصہ میں آ گئے کہ مجھ پر بداعتمادی ہے اور دکان چھوڑ کر کہیں تشریف لے گئے ہیں۔ اب ان کی تلاش جاری ہے۔

وفات حضرت مرید سلطان:

۲۳ اگست ۱۹۵۶ء کو حضرت صاحب دربار شریف پر تھے جب چاچا صاحب حضرت غلام سرور صاحب نے آ کر یہ اندوہناک خبر دی کہ مورخہ ۷ محرم الحرام ۱۳۷۶ھ بمطابق ۱۵ اگست کو مرید سلطان صاحب ڈھیری آ رہے تھے اور راستہ میں سواں ندی کو عبور کرنا تھا۔ انہیں روکا گیا کہ آج ندی میں طغیانی ہے عبور نہ کریں مگر وہ ایک تو خود تیراک تھے دوسرا اپنے ارادہ پر ہمیشہ ڈٹ جایا کرتے تھے کسی کی نہ مانی لنگوٹ کر لیا باقی کپڑے اتار کر ساتھی کے حوالہ کئے بندوق گلے میں لگائی اور تیرنے لگے مگر ایک جگہ پانی کی گہرائی اور گھمن گھیر میں ایسے پھنسے کہ نہ نکل سکے۔ ایک ہفتہ تک ان کی نعش کی تلاش جاری رہی جو نہ مل سکی۔ بیسیوں لوگ تلاش میں لگے رہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ مرید سلطانؒ عمر میں مجھ سے ۴ ماہ چھوٹے تھے اور حضرت فیض سلطان صاحب کے فرزند کلاں ۱۹۳۳ء میں میرے ساتھ بُرہان میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ کئی سال چھپڑ شریف میں مولوی سلطان اعظم سے دینی کتب کا مطالعہ کیا۔ پھر عمر پور نزد آدم پور جروار تحصیل جھٹ پٹ میں مولوی

Marfat.com

عبدالحمید سے حکمت کی تعلیم حاصل کی اور کچھ عرصہ ڈاکٹر سید غلام مرتضیٰ ہمدانی کے پاس ڈاکٹری سیکھتے رہے اور پھر اوستہ محمد کے قرب و جوار میں حکمت کا شغل رکھا۔آپ نے اپنے چچا حضرت غلام سرور صاحب کے ہاں شادی کی تھی جن سے ایک فرزند صاجزادہ سلطان ولی محمد ہے جس کی عمر تقریباً سات سال ہے اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز فرمائے۔مرید سلطان علیہ رحمتہ آزاد مزاج نیک فطرت خوش خلق ہنس مکھ والا حد درجہ زیادہ مطیع باحیا، کم آزار اور گوشہ نشین طبیعت کا حامل تھا۔اس کے دل میں ایک نامعلوم تڑپ اور بے چینی رہتی تھی جو کہ اسے ہمیشہ بیقرار رکھتی تھی اسے ایک جگہ پر کبھی قرار و سکون حاصل نہ تھا جب چاہتا کہ اب جانا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے اپنے ارادہ سے باز نہ رکھ سکتی تھی۔یہی وہ جذبہ تھا جس نے اسے سوان کے تیز وتند پانی کو اس وقت عبور کرنے پر مجبور کیا حالانکہ گاؤں کے سب مرید اور باقی لوگ منع کرتے رہے کہ پانی تیز ہے سیلاب ہے مگر پانی میں داخل ہو گیا اور جام شہادت نوش کرتے ہوئے محبوب حقیقی سے جا ملا۔

؎ گفت من می جویمش ہر جا کہ ھست بو کہ نوعی آرمش یکدم بدست

سلطان غلام میراں کو حادثہ:

۲۳ مارچ ۱۹۶۱ء شام کے بعد بس اور انجن ریل کا جیکب آباد کے قریب ایکسی ڈینٹ ہوا۔بس میں برادرم سلطان غلام میراں صاحب بھی تھے۔آپ کو بیہوشی کی حالت میں ہسپتال لایا گیا۔آپ کی بائیں ٹانگ ٹوٹ گئی تھی دائیں ٹانگ بازوؤں اور سر پر بھی زخم ہیں۔جب ہسپتال میں حکام نے ان سے وارث پوچھا تو انہوں نے بالکل بیہوشی میں ڈاکٹر سید غلام مرتضیٰ شاہ ہمدانی کا نام بتایا چنانچہ شاہ صاحب پہنچ گئے۔اور انہوں نے فوراً ٹیکسی جیپ حضرت فیض سلطان صاحب کے لئے اوستہ محمد بھیجی تمام رات شاہ صاحب نے اور سول ہسپتال کے سول سرجن نے بہت ہمت کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کمزور اور چور چور حالات پر قابو پایا گیا اور برادرم غلام میراں صاحب کی زندگی لوٹ آئی۔صبح کو حضرت فیض سلطان صاحب تشریف لائے

Marfat.com

نور حسین، مشتاق، عمر دراز، نور محمد بھی پہنچ گئے۔کل نشہ دیکر ٹانگ کو باندھا گیا ہے آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے درد بھی نہیں ہے بخار اور تشنج بھی نہیں ہے۔

برادرم غلام میراں صاحب سے اس طرح بغل گیر ہوا کہ اس طرح آبدیدہ ہو کر تڑپتا ہوا دل لیکر ہم ایک دوسرے سے کبھی بغل گیر نہیں ہوئے تھے۔اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت عطا فرمائے۔

لطیف سلطان کا مرغ:

۱۸ جون ۱۹۶۲ء افسوس ناک حادثہ رونما ہوا۔کل برادرم لطیف سلطان کی دعوت کی گئی جو مُرغ ذبح کیا گیا اس کے متعلق بعد ازاں شام کو معلوم ہوا کہ یہ لطیف صاحب کا لڑاکا اصیل مُرغ تھا۔چونکہ ہمارے گھر میں کافی مُرغ مرغیاں ہیں اور لطیف صاحب کے مُرغ کا کسی کو علم نہ تھا اس لئے لاعلمی میں ذبح ہو گیا ہے۔لطیف صاحب بہت خفا ہیں۔رات کو ہم نے کھانا بھیجا تو وہ بھی واپس کر دیا ہے۔ہمیں بھی ان کی خفگی اور اس صدمہ کا دل سے افسوس ہے لیکن اب سوائے صبر کے اور کوئی گنجائش نہیں۔خدا انہیں اس کے عوض بہترین مرغ عطا فرمائے۔آمین۔

دیوانی حاجرہ:

پھلروان میں ۱۶ جنوری ۱۹۶۵ء کو بیان فرماتے ہیں کہ علی الصبح دیوانی حاجرہ جھاڑو دے رہی تھی اور سورۃ مزمل شریف خوبصورت لہجہ میں پڑھ رہی تھی۔نماز صبح کے بعد اچانک میرے کمرے میں آ گئی اور اس نے پارہ عم کا پہلا رکوع بہت ہی احسن طریقہ سے پڑھ کر سنایا اور پھر اس کا زبانی ترجمہ بھی بڑبڑاتے ہوئے پڑھا۔کہا کہ دوزخی دوزخ میں جائیں گے اور بہشتی بہشت میں۔نہ تو دوزخیوں کے لئے بہشت ہے اور نہ ہی بہشتیوں کے لئے دوزخ۔کہنے لگے بہشتیوں کے چہرے ظاہر ہیں اور نورانی ہیں۔پھر کہا کہ جس کسی میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اسی کا تو اظہار کرتا ہے اور وہی چیز اس سے ظاہر ہوتی ہے۔پھر کچھ اور بڑبڑانے کے بعد کہا کہ تم تندرست دکھائی دیتے ہو لیکن آہ سرد کیوں نکالتے ہو یا مریض ہو؟ میں نے کہا اگر تم علاج کر سکتی ہو تو بتاتا ہوں ورنہ

Marfat.com

میں اپنی مرض کا کیوں اظہار کروں۔ پھر خوب ہنسی اور کہنے لگی کہ اگر عورت کی مرض ہے تو وہ مجھ سے پوری نہیں ہو سکتی تمیں سنے تو اپنے خاوند کو چھوڑ دیا ہے۔ پھر اور ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگ گئی۔

حاجرہ دیوانی پھلروان کے بڑے قاضی صاحب مرحوم کی اکلوتی دختر ہے بہت بڑی عالمہ ہے لیکن اب دیوانی ہو چکی ہے دن رات پھرتی رہتی ہے اور تمام بازار گلی کوچوں میں ردی کاغذ اکٹھے کرتی رہتی ہے۔ نماز روزہ پر بھی سخت پابند ہے۔ پیر صاحب کے گھر میں اکثر آ کر جھاڑو دیتی ہے اور برتن صاف کرتی ہے اور روکھے سوکھے ٹکڑے چن کر کھا لیتی ہے اس کی عمر تقریباً چالیس سال کے لگ بھگ ہے۔ سبحان اللہ۔

جس کو چاہے پیا وہی سہاگن

وفات حضرت سلطان محمد مشتاق:

۲۳ اگست ۱۹۶۷ء شب ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ کو میں خیسورہ جنوبی وزیرستان میں تھا کہ برادرم سلطان الطاف علی نے کوئٹہ سے بذریعہ تار اطلاع دی کی حضرت محمد مشتاق صاحب کا انتقال ہو گیا ہے ان کا جسد مبارک کوئٹہ لایا گیا ہے اور ہم ان کا جسد مبارک دربار شریف لے جا رہے ہیں۔ وفات مانڑے خواہ علاقہ ژوب ضلع لورالائی ۲۱ اگست ۱۹۶۷ء بمطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بروز پیر ۴ بجے ظہر ہوئی۔

اگلے روز تمام برادری وہاں جمع تھی اور ۶ ماہ کے لئے بطور امانت ان کی تدفین خانقاہ سلطان نور محمد و سلطان محمد نواز میں کر دی گئی۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۷ء کو بھکر میں خیرات چہلم کا اہتمام کر دیا گیا۔ ۲۳ نومبر ۱۹۶۷ء کو پھر درگاہ حضرت سردار بخش شہیدؒ پر خانقاہ مذکورہ کے بالمقابل حضرت سلطان محمد مشتاق صاحب کی صندوق مبارک رکھنے کی جگہ تیار کرا لی گئی۔ مستری شیر داد نے کام کیا۔

۲۹ دسمبر ۱۹۶۷ء / ۲۶ رمضان المبارک کو ساڑھے دس بجے دن کو حضرت محمد مشتاق صاحب کا صندوق مبارک بھکر کو منتقل کرنے کے لئے دربار شریف سے نکالا گیا اور سوا پانچ بجے عصر ان کے لئے تیار کردہ محل شریف میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت

Marfat.com

فرمائے اور یہ مقام باعث نفع خلایق ہو۔آمین۔

حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد　　　روئ گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیّد یوسف گیلانی پیر آف وانا:

۱۷ نومبر ۱۹۶۹ء/ ۶ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ کو حضرت صاحب پھلروان میں پیر صاحب کی خدمت میں ہوتے ہیں ۔پیر صاحب کے جسم میں تھکان ڈھیلا پن اور درد محسوس کرتے ہیں پاؤں بھاری ہیں ۔مجھے آج صبح ۱۱ بجے تک بٹھائے رکھا ایک کہانی فرماتے ہیں جو کہ شاید کوئی افسانہ یا ناول ہے ۔عرض کی میری داستان اس سے زیادہ پیچیدہ اور پُر لطف ہے بلکہ پیر صاحب کا اپنا زندگی کا افسانہ ان سب سے بدرجہ ہا حیران کن اور موثر ہے۔

شہزادہ عادل نے مجھے فرمایا جب پیر صاحب کو بخار اور مرض کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو مجبور ہو کر غالب اور مجھے تاریں دیں فرمایا کہ میں ایسا نہ کرتا لیکن تمام پاکستان میں نہ تو کوئی عزیز نظر آتا تھا نہ ہمدرد صرف تم پر ہی زیادہ ڈھارس تھی ہمارا ادھر نہ کوئی چچا ہے نہ تایا نہ خویش نہ عزیز۔

اگلے روز دس بجے کے بعد جب ڈاکٹر معائنہ کر کے چلا گیا تو میں نے گھر جانے کے لئے رخصت چاہی آپ پر لحہ فکریہ طاری ہوا فرمایا مجھ سے خدا نے بھائی چھین لئے ہیں صرف تم ہی ایک ہو۔پھر خاموش رہے ۔زری کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ اپنے بھائی کو کہو کہ مہربانی کر کے ایک دو روز رہ جاؤ۔اور اس سے دوبارہ مجھے یہ الفاظ کہلوائے ۔پھر دو روز بعد میں رخصت ہونے لگا پیر صاحب نے کافی دیر گلے سے لگائے رکھا ماتھے پر بوسہ دیا اور دعا فرمائی ۔فرمایا زری کو بھی مل کر جاؤ ۔شہزادہ غالب میری رخصت پر خفا ہے کہ رہے ہیں کہ ہم کیا کریں گے ۔فرمایا خط جلدی لکھا کرو ۔چونکہ پیر صاحب کی صحت اب تسلی بخش ہے اس لئے رخصت لے لی۔

Marfat.com

احباب کا دائرہ اور ذاتی مسائل:

حضرت صاحب پر اکثر و بیشتر ایسے حالات ہی سامنے رہے ہیں کہ وہ احباب کی ضرورت و عافیت کے پیش نظر ان کی خدمت میں رہے جبکہ اپنے مسائل انہیں بار بار محسوس ہوتے رہے۔ مثلاً مارچ ۱۹۷۶ء میں مسلسل حضور پیر صاحب سید یوسف گیلانی کی خدمت میں ہوتے ہیں اور پیر صاحب، صاحبِ فراش ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب کو احساس ہوتا ہے کہ لنگر اور گھریلو ضروریات کے لئے ان کے بھائی حاجی نور حسین صاحب ہی اکیلے خدمات سرانجام دے رہے ہیں پیر صاحب سے رخصت لینے کی بات کرتے ہیں تو وہ ایک دو دن مزید ٹھہرا لیتے ہیں اور اس طرح کئی ایام گزرتے جا رہے تھے۔ دوسری طرف بُرہان شریف میں سائیں صاحب محمد مشتاق پر ایک خفقان کی کیفیت ہو جاتی ہے اور وہ اپنے معتمد نور الٰہی کو حضرت صاحب کے بلانے کے لئے بھیجتے ہیں۔ حضرت صاحب پیر صاحب سے فارغ ہو کر بُرہان جانا بھی ضروری سمجھتے ہیں پھر انہی دنوں میں مشرف سلطان (برادر زادہ) پر دیوانگی کا عالم طاری رہتا ہے اور اسے بھی اپنے ساتھ پھلروان میں رکھتے ہیں کیونکہ وہ ان کے علاوہ اور کسی کی نہ سنتا ہے اور نہ مانتا ہے۔ گویا عجیب قسم کی مصروفیات و حالات میں وقت گزار رہے ہوتے ہیں۔

خبر دل سوز:

۱۸ مارچ ۱۹۷۸ء کو لکھتے ہیں کہ ریڈیو نے اطلاع کی کہ پنجاب ہائی کورٹ نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو بمعہ چار دیگر اشخاص مقدمہ قتل محمد احمد خان میں مجرم قرار دے کر انہیں سزائے موت سنائی ہے۔ آٹھ روز اپیل کی میعاد ہے۔ اس خبر سے قدرتی دل بہت خفا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

۱۶ اپریل کو دربار عالیہ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی پر زندگی میں پہلی بار جاتے ہیں زیارت کی۔ سعید گل کاکو ساتھ تھا۔ یہاں اکثر درویش واقف تھے بلکہ دوست ہیں حمل فقیر اور مبارک فقیر نے چائے پیش کی۔ وہاں حضرت صاحب نے دعا کی۔ ذوالفقار علی

Marfat.com

بھٹو سابق وزیر اعظم پاکستان کی پھانسی وقید سے رہائی ،احباب کے ساتھ زیارت و حج نصیب ہو ، برادرم حاجی سلطان نور حسین کی صحت ، برادرم سلطان الطاف علی کے لئے نرینہ اولاد طلب کی لکھتے ہیں انشاء اللہ ان سب کو شرف قبولیت حاصل ہوگا۔

وفات حضرت الحاج سلطان نور حسین پر حضرت صاحب کے تاثرات:

حاجی اشفاق اور اس کی بیوی نماز ظہر کے بعد جدہ سے حرم شریف پہنچے اور باب جبریل پر ملے ۔حاجی اشفاق نے بتایا کہ جمعہ کے دن وہ مکہ شریف میں بیت پاکستان میں تھا وہاں اسے حضرت سلطان غلام میراں صاحب ملے اور اسی وقت انہوں نے اپنی ڈاک وصول کی ۔اس میں ایک خط کسی بچی کا تھا جس میں تحریر تھا کہ آج مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۷۸ء بروز جمعرات حضرت حاجی نور حسین صاحب وفات پا گئے ہیں ۔انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ہمارے لئے یہ اللہ تعالیٰ کی کڑی آزمائش ہے ۔پیارے بھائی کا اللہ کا پیارا ہو جانا ،چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جانا اور بے وقت داعی اجل کو لبیک کہ جانا کڑی آزمائش ہے۔اب تک ہمارا اتفاق اتحاد انہیں کے طفیل رہا ہے ۔بے نفس ، باحیا، عابد درویش ، پاک باز ،راست گو ،رحم دل ،تارک الدنیا اور دین کے کام میں محو رہنا طلباء اور مساکین کی معاونت کرنا ان کا شیوہ رہا ہے ۔انہوں نے زندگی میں جو کچھ کمایا میرے حوالہ کیا اور پھر نہ پوچھا کہ میں نے کہاں صرف کیا، اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے ۔اس دفعہ حج کی تیاری میں مجھے پنڈی، پھلروان ، دربار اور کراچی میں مصروف رہنا پڑا اور برادرم حاجی صاحب کو مل بھی نہ سکا ۔ہم وداع بھی نہ ہو سکے کہ ہمیشہ کے لئے جدا ہونا پڑا۔

آپ کے دو فرزند سلطان محمد حسین تقریباً ۱۴ سال کا سلطان محسن تقریباً ۸ سال بشریٰ بی بی تقریباً ۱۰ سال اور حمیرا بی بی تقریباً ۴ سال عمر کے ہیں ۔زوجہ مقبول بی بی دختر سلطان غلام سرور صاحب ہیں ۔اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور ان کی خدمت کی ہمیں توفیق بخشے ۔

Marfat.com

ایکسی ڈنٹ:

۵ اگست ۱۹۷۹ء کو ۵ بجے عصر سلطان اشتیاق احمد اپنی جیپ پر فیض آباد سے بچوں کو شہر لے جا رہا تھا کہ برما ارباب کے ادھر چنگی کے پاس ان سے آگے آنے والی بس رُکی اور ان کے سامنے والے سکوٹر نے بریک ماری اس نے بھی بریک ماری جو کہ فیل ہوگئی سکوٹر کے بچانے کے لئے اسے دائیں طرف اپنی جیپ قدرے موڑی۔ چنانچہ پیچھے سے ایک تیز رفتار سکوٹر سوار دائیں طرف ٹکرا گیا اور دور جا کر گرا۔ اس کے سر پر زخم آیا اسے اشتیاق صاحب فوراً اٹھا کر ہسپتال لے آئے لیکن وہ زیادہ زندہ نہ رہ سکا اور ہسپتال میں فوت ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ نور احمد درانی کا لڑکا مسمی نادر درانی تھا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حسب ضابطہ جیپ اور اشتیاق احمد ڈرائیور سرآب تھانہ میں زیر حراست پولیس رکھا گیا۔

اگلے روز ایکسی ڈنٹ میں فوت شدہ نوجوان نادر درانی مرحوم کے والد نور احمد درانی کے پاس کواری روڈ پر بوقت عصر حضرت صاحب بمعہ صاحبزادہ نور محمد، راقم الحروف، ملک قادر بخش شاہوانی، ملک اسماعیل، حاجی ملک محمد فضل نے جا کر فاتحہ کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ سردار بہادر خان بنگلزئی بھی فاتحہ پر گئے اور پھر ان کی وساطت سے اس مسئلہ میں صلح صفائی کے لئے مشران کا ایک جرگہ ہوا جس سے درانی صاحب نے صلح کی دعائے خیر پر آمادگی کر لی۔

حادثہ گگو:

۳۱ مئی ۱۹۸۱ء دربار مقدس: شام کے بعد ابھی کھانا نہ کھایا تھا کہ سلطان الطاف علی کا صاحبزادہ محمد مشتاق سالم عرف گگو اچانک گر پڑا۔ اسے الٹی آئی اور جسم بالکل بے حس ہو گیا۔ سارے گھر میں چیخ و پکار ہو گئی۔ میں نے دیکھا تو اس کے ہاتھ پاؤں سر سب لڑکھڑا رہے تھے۔ مجھے گمان ہوا کہ شاید اس نے مٹی کھائی ہے جس پر ڈی ڈی ٹی کا زہر چھڑکا گیا ہے۔ چنانچہ فوراً اسے گڑھ مہاراجہ ہسپتال پہنچایا۔ ڈاکٹر فردوس شاہ موقع پر موجود پایا انہوں نے فوراً ڈیکاڈران اور لاسکس کے ٹیکے لگائے اور

Marfat.com

ڈیکولکس کی بتی کا استعمال کرایا۔ بچہ کو پیشاب پاخانہ کھل کر آ گئے اور آہستہ آہستہ سنبھل گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچ گیا۔ ویسے ساری رات بے آرامی اور غشی رہی۔ ہمارے ساتھ صفدر، اصغر، رؤف، اشتیاق اور حامد ہسپتال گئے۔

حبیب اللہ سعدی:

۱۶ نومبر ۱۹۸۳ء کمالیہ میں حضرت صاحب سے حبیب اللہ سعدی پرانے سیاستدان اور خاکسار تحریک کے اہم رکن ملاقات کرتے ہیں۔ وہ پنجاب میں وزیر بھی رہ چکے ہیں۔ بغداد شریف میں اعظم خان صاحب کے خسر بھی ہیں۔ انہوں نے خواجہ حسن نظامی، مولانا مودودی، عبداللہ غلبی، اے ڈبلیو بٹر وغیرہ کے بارے میں کچھ معلومات بہم پہنچائی جس سے ان کا انگریزوں کے اشارہ پر چلنے کا پتہ چلتا ہے اور ان کے بعض اقدامات سے اسلام کو نقصان پہنچانے کا ثبوت ملتا ہے۔ مسٹر بٹر تو چار سال کابل کی جامعہ مسجد میں امام اور خطیب رہا۔ عبداللہ غلبن مسلمان کہلا کر کئی سال بیت اللہ میں رہا۔

تصور سیّدنا عبدالقادر جیلانی:

حضرت صاحب ۱۹۸۴ء کو بمعہ سلطان محمد حسین حج و زیارت سے واپس آ رہے تھے تو ان کی انٹرنیشنل فلائٹ کا روٹ جدہ سے بغداد اور پھر کراچی کا ہوا۔ چنانچہ بغداد ائیر پورٹ پر پہنچ کر رات وہاں آرام کرنا ہوگا مگر صدام ائیر پورٹ سے باہر نہیں جا سکتے تھے چنانچہ ساری رات خوب بارگاہ غوث پاک کے روضہ کا تصور رہا اور اس یاد میں دور افتادگی کا لطف روحانی طور پر حاصل کرتے رہے۔ چنانچہ حاجی محمد اشفاق (لاھوری) ساتھ تھے دو مرتبہ ان سے دوہرہ جات حافظ برکت علی مکمل پڑھائے اس ساعت میں مکمل توجہ حضور غوث پاک کی طرف رہی اور خوب مسرور رہے۔

شیخ کاکا احمد کردی:

۲۴ جون ۱۹۸۵ء کو حضرت صاحب بغداد شریف میں قیام کے دوران زیارت کے لئے پروگرام بنا رہے تھے کہ رات کو شیخ کاکا احمد کردی نے فرمایا کہ آج

Marfat.com

کے دن کا کھانا ان کے پاس ہم کھائیں اور زیارت پر نہ جائیں۔چنانچہ ہم حسب پروگرام کاکا احمد کی محفل میں عبدالرحمن کردی الصحامی ملے۔اور کافی گفتگو انگریزی اور فارسی زبان میں ہوتی ہے۔معلوم ہوا کہ ادھر بہت کافی شراب خانے اور ناچ گھر ہیں زکوۃ کوئی شخص نہیں دیتا۔معلوم ہوا کہ اگر کسی کی ایرانی نسل عورت ہے تو اسے طلاق دی جارہی ہے اور اس کے عوض کئی ہزار دینار حکومت طلاق دہندہ کو دے دیتی ہے۔کرد قوم کی اکثریت ہے اور وہ اپنے حقوق کے مطالبہ میں ہیں۔معلوم ہوا کہ کرد ترکی شام ایران پاکستان اور افغانستان میں بھی پائے جاتے ہیں۔

شیخ کاکا احمد کردی نے ہماری سب پارٹی کی دعوت کی ہے دعوت میں کافی علماء،مشائخ اور معززین شامل ہوئے جن میں کچھ موصل اور مصر کے علماء بھی ہیں۔کاکا احمد نے ایک پشم کا بنا ہوا مصلا بطور تحفہ دیا۔کاکا احمد کا بھائی اسماعیل اور ایک فرزند بھی ہم سے ملے۔ یہ سلیمانیہ میں رہتے ہیں۔طریقہ قادریہ کے بڑے مشائخ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ان کے ساتھ جو احباب آئے ہوئے ہیں وہ سب کے سب دن رات کلمہ طیبہ میں مصروف ہیں۔اگلی صبح کاکا احمد کردی بمعہ احباب کے وطن رخصت ہوئے۔دربار پر ان کے کمرے مخصوص ہیں اور یہ باری باری دربار میں حاضر رہا کرتے ہیں۔

ہم تو باب العلم معرفت سیدنا علی المرتضیٰ کی بارگاہ عالیہ میں حاضری سے مشرف ہوئے۔ دعائیں عرض گزاریں اور حضرت رفعت سلطان کا سلام بھی پیش کیا۔

بغداد میں سفیر پاکستان کی طرف سے دعوت:

۲۷ جون ۱۹۸۵ء کی شب بغداد شریف سفارتخانہ پاکستان منصوریہ میں ہم سفیر پاکستان جناب خالد محمود و محترمہ بیگم نگہت کی طرف سے دعوت پر شامل ہونے والے ہمارے ساتھی حاجی اشفاق،ڈاکٹر بشیر،حاجی چراغ دین،اقبال بیگم،ماسی فاطمہ، رحمت علی مدنی،اظہر سلطان،خیر محمد سلطان،فقیر محمد افغانی تھے۔

فاروق رانا فرسٹ سیکرٹری،سہیل سوم سیکرٹری،سردار خان،مسعود صاحب بمعہ اہلیہ،اعظم خان بمعہ بیگم اور صاحبزادیوں کے شامل ہوئے۔سفیر پاکستان کی اولاد نہیں ہے ان کی

Marfat.com

اہلیہ کو اولاد کے تعویذ دیئے اور دعا کی۔ تصوف پر گفتگو ہوتی رہی۔ اعظم خان صاحب اس بارے میں بہت قوی عقیدہ اور علم رکھتے ہیں اور شیخ اکبر محی الدین ابن العربی کا مطالعہ رکھتے ہیں۔

ریڈنگ انگلینڈ میں شدید علالت:

جولائی ۱۹۸۵ء میں حضرت صاحب ریڈنگ انگلینڈ میں مشتاق قادری کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے کہ عارضہ شوگر سے پیچیدگیاں پیدا ہوئیں اور بہت زیادہ کمزور اور علیل پڑ گئے، رائل بروکشیئر ہسپتال میں آپ کو داخل کیا گیا کئی روز زیر علاج رہے۔ سلطان فیاض الحسن، سلطان نیاز الحسن، اظہر سلطان، حاجی اشفاق، مشتاق قادری ڈاکٹر بشیر، مہتاب اور پیٹر برو سے ماسی فاطمہ، ڈاکٹر اصغر چوھدری اور محمود برابر دیکھنے و تیمارداری کو آتے رہے۔

حضرت سلطان باھو ٹرسٹ، برمنگھم:

۲۸ جولائی ۱۹۸۵ء میں حضرت صاحب سلطان نیاز الحسن کے ہمراہ برمنگھم پہنچے اور یہاں تینوں بھائیوں سلطان ریاض الحسن، سلطان فیاض الحسن اور سلطان نیاز الحسن کے زیر نگرانی ''حضرت سلطان باھو ٹرسٹ'' کا عظیم الشان جامعہ ملاحظہ کیا۔ اس کے بانی سلطان فیاض الحسن ہیں۔ پہلے یہاں ایک فیکٹری تھی جو انتہائی سستے داموں جو کہ تقریباً ۵۵ ہزار پونڈ میں خریدی گئی۔ اس کے خریدنے میں سارا تعاون سُنی بریلوی مسلمانوں نے کیا۔ اس میں ۱۱ کنال زمین بن جاتی ہے۔ اس میں چار علماء درس دے رہے ہیں ایک سو بیس طلباء پڑھ رہے ہیں۔ اس میں عظیم الشان مسجد اور باقی ضروریات مکانات، بورڈنگ، رہائش، مہمان خانہ، رہائش علماء، غسل خانے لنگر خانے زیر تعمیر ہیں۔ امکان ہے کہ حکومت بھی دو اڑھائی لاکھ پونڈ گرانٹ دے گی۔ اگر ایسا ہوا تو تعمیری کام جلد مکمل ہو جائیں گے۔ میں نے صاحبزادہ صاحبان کو آپس میں اتفاق رکھنے اور اسلامک مشن محنت سے اور خلوص سے چلانے کی نصیحت کی۔ اور اختلافی مسائل کو زیادہ نہ چھیڑنے کی تاکید کی۔ وہاں سے رخصت ہوئے اور ایک ماہ بعد ۹

Marfat.com

ذوالحج کو منیٰ میں سلطان ریاض الحسن اور سلطان فیاض الحسن سے پھر ملاقات ہوئی اور اکٹھے عرفات تک جاتے ہیں۔

حضرت صاحب نے انگلینڈ پر ایک اچھا خاصہ نوٹ لکھا ہے جس میں وہاں کی موسم کی فیاضی، اکثر بارش کا سماں، دھوپ کی ارزش، سبزہ سبزیات، پھل پھول اور اناج کی عمدہ کاشت بود وباش کے منظم انتظامات، باشندوں کے لئے سہولیات، نوواردوں کے لئے وظائف، اور قانون ونظام کی قدردانی وہاں کے ہر باشندے میں کارفرما ہے۔

ارشاد ونصائح وتلقین:

راقم الحروف جب ایف سی کالج لاھور میں زیر تعلیم تھا تو حضرت صاحب دربار شریف سے ۳ دسمبر ۱۹۵۶ء کو تحریر فرماتے ہیں ''آپ کی ٹیسٹ ماہانہ میں کامیابی باعث مسرت ہوگی اللہ تعالیٰ آپ کو تعلیم میں حمید صاحب سے بھی زیادہ کامیاب فرمائے۔ ہمت بلند رکھیں انشاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی بڑی شرط یہ ہے کہ ارادہ مستقل رکھو اور بُری سوسائٹی سے بچو۔ ہر حالت میں اپنے اسلامی شعار کلچر طرز زندگی اور عقائد کی کڑی پابندی اور نگرانی کرو'۔ بقول شاعر مشرقؒ:

دین ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت ہے ایسی تجارت میں مسلماں کو خسارا

اسی خط میں محمود شیر محسود کے لئے بھی لکھتے ہیں کہ ان کا خاندان وزیرستان میں ہر لحاظ سے اوّلین خاندان ہے اور ان سے ہمارے بہت اچھے مراسم ہیں۔ ان کی کامیابی سے ہمیں دلی خوشی ہوتی ہے۔

ٹانک سے ۲ دسمبر ۱۹۵۷ء کو تحریر فرماتے ہیں: مجھے یقین ہے آپ انشاء اللہ کسی کے زیر اثر نہ ہونے پائیں گے بلکہ اور لوگ آپ سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ بہر حال فی الحال سب سے بڑا مطلب آپ کا حصول تعلیم ہے اس میں کوشاں رہیں اور ایسی کوئی صورت پیدا نہ ہو جس میں مقصد فیل ہو یا اس میں حرج واقعہ ہو۔

ملتان سے ۹ ستمبر کو حضرت صاحب تحریر فرماتے ہیں: اس سے پہلا خط ایک خاص جذبہ کے تحت ذرا تیز لکھ بیٹھا تھا آپ کو محسوس تو ضرور ہوا ہوگا لیکن اگر آپ میرے دل کی

Marfat.com

ان تمناؤں اور آرزؤں کا اندازہ لگائیں جو کہ آپ کے مستقبل کے بارے میں ہیں تو آپ مجھے ضرور حق بجانب سمجھیں گے۔آپ ضرور اپنی طبیعت پر کنٹرول کریں اور تعلیم کے چند سال صرف حصول تعلیم میں ہی کوشاں رہیں اور ثابت کر دیں کہ آپ نے تعلیم کے لئے جدوجہد کی ہے جیسا کہ حمید صاحب نے یونیورسٹی بیٹ کر کے اپنی قابلیت اور محنت کا ثبوت دیا ہے۔

لیہ سے ۱۲ ستمبر ۱۹۵۸ء کو تحریر فرماتے ہیں: آپ حلف اٹھائیں کہ ناکارہ اور نالائق طلباء کی صحبت قطع کر دیں گے۔تمام فضول سیر سیاحت چھوڑ دینگے۔تعلیم کے علاوہ باقی ایسے مصارف جن میں ناجائز وقت صرف ہو چھوڑ دینگے۔مکمل توجہ سے کالج ٹائم اور بعد میں بھی تعلیم کی طرف راغب رہیں گے۔روزانہ کم از کم کوئی نہ کوئی انگریزی اخبار کا مطالعہ کریں گے۔کالج میں سوائے انگریزی کے کسی اور زبان میں طلباء اور اساتذہ کے ساتھ گفتگو نہیں کریں گے اور کالج کی ادبی مجالس میں حصہ لینگے اور ان میں تقاریر وغیرہ کریں گے۔

سپین (جنوبی وزیرستان) سے ۵ جولائی ۱۹۵۹ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ جب کہ راقم بدر جنوبی وزیرستان میں تھا۔آپ کا تعلیمی پروگرام بہت اچھا ہے تحریر کی زیادہ کوشش کریں۔متواتر کام کرنے میں ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے لیکن ایسا ہرگز نہ کریں جس سے آپ کی صحت یا دل و دماغ پر بُرا اثر پڑے۔علی الصبح نہا لیا کریں۔مستعدی سے کام کریں اور مقرر وقت پر تفریح بھی کیا کریں۔

حضرت صاحب ۱۹ فروری ۱۹۶۱ء کو دربار شریف سے سرزنش و تلقین کے انداز میں تحریر فرماتے ہیں۔میری تلخ کلامی (جو کہ زندگی میں ایک روز ہوئی) آپ کو واقعی بہت تلخ محسوس ہوئی ہوگی۔لیکن کسی وقت آپ اس کی شیرینی محسوس کریں گے۔میری تمام کوشش آپ کو ہر پہلو میں کامیاب تر رکھنے کی رہی ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گی۔ آئندہ آپ کی مرضی۔

آپ کے خرچ کی ہر کمی کو ہمیشہ پورا کیا گیا ہے اور یہ کوشش رہی ہے کہ آپ کو خرچ کی

Marfat.com

تنگی نہ ہو۔لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی خیال رہا ہے کہ آپ امراء طبقہ کے ناعاقبت اندیش لوگوں کے شانہ بشانہ چلنے کی کوشش کر کے اوران جیسے ہو کر اسی احساس برتری میں مبتلا نہ ہو جائیں جنہیں آئندہ زندگی میں نہ نبھا سکیں۔ہمارے سامنے اورلوگوں کے علاوہ پیر صاحب کے فرزندوں کی مثال موجود ہے جن کے پاس پیسہ کی فراوانی تھی اور وہ ناکام رہے۔آپ نے پیسہ بچانا تو پڑھا ہے لیکن سیکھا نہیں ہے جو کہ آپ کے لئے نقص ہے انسان پر ہمیشہ ایک جیسا وقت نہیں رہتا۔آپ کی آٹھویں اور پھر تیرھویں کے امتحانات میں فیل ہو جانے کا مجھے تلخ تجربہ ہے اس کی وجہ محض آپ کا احساس برتری اور فضول دوستوں کی فراوانی اور توضیع اوقات تھی۔اور کچھ قصور اس پیسے کا تھا جو کہ ضرورت سے زیادہ تفریحات کے لئے بچ جاتا تھا۔اور اس سے نا قابل تلافی نقصان پہنچا۔موجودہ سال بہت ہی قیمتی ہے اگر آپ اس امتحان میں خاص پوزیشن حاصل نہ کریں تو عمر بھر کا خسارا ہے۔

ایک ایسے عاشق کی طرح جو کہ اپنے محبوب کے قریب رہنے والے ہر ایک کو اپنا رقیب اور جانی دشمن سمجھتا ہے میں بھی مجبور ہوں اور آپ کی تعلیمی زندگی میں وقت ضایع کرنے والے آپ کے سب دوستوں کو اپنا اور آپ کا بدترین دشمن سمجھتا ہوں۔

خیران باتوں کو چھوڑیئے اور اس بارے میں سوچ سوچ کر وقت ضائع نہ کیجئے اگر ہو سکے تو شاندار کامیابی کی کوشش کیجئے۔

وانا (جنوبی وزیرستان) سے ۳۱ اگست ۱۹۶۱ ءکوتحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی آنرز میں شاندار کامیابی کی خوشی ہوئی۔خدا تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ایسی کامیابی نصیب فرمائے۔

بدر جنوبی وزیرستان سے ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو لکھتے ہیں کہ آپ کے لاء کے مضمون میں دلچسپی کے متعلق اظہار خیال سے کافی اطمینان ہوا۔خدا کرے آپ کا شوق اور زیادہ بڑھتا رہے اور بڑی بڑی کتابوں سے گھبرا نہ جائیں اگر آپ نے تدریجاً اپنے مطالعہ اور روز مرہ فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ برتی تو انشاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

Marfat.com

دربار شریف سے ۵ نومبر ۱۹۶۲ء کو لکھتے ہیں کہ شجاع کی کامیابی کی خوشخبری اور آپ کی کامیابی کی یقین دہانی کا مژدہ پڑھ کر مسرت ہوئی۔ اللہ کرے محمود شیر اور نذیر سلطان کو بھی اعلیٰ سطح پر کامیابیاں حاصل ہوں تاکہ آپ کا گروپ شانہ بشانہ رہے کیونکہ آپ سب کی جیت اور ہار ایک ہی ہے۔

دربار مقدس سے ۱۰ نومبر ۱۹۶۲ء کو لکھتے ہیں کہ محمود شیر کی تار سے آپ کی کامیابی کا مژدہ کل شام موصول ہوا اور باعث خوشی ہوا۔۔۔ مبارک ہو۔ خداوند تعالیٰ محمود شیر اور نذیر سلطان کو بھی اسی طرح شاندار کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ یہ روشن ہو گیا ہے کہ ''حقیقی محنت ہرگز رائیگاں نہیں جاتی'' اور مجھ پر بھی یہ واضح اور ثابت ہو گیا ہے کہ کبھی کبھی ناکامی آپ صاحبان کی عقل وفکر کی کمی نہیں بلکہ کم توجہ دینے اور محنت نہ کرنے کا ہی نتیجہ ہے۔ امید ہے آپ اور آپ کی پارٹی آئندہ میری نصائح نہ بھولیں گے اور ٹائم ٹیبل کے مطابق کام کے وقت کام اور آرام کے وقت آرام کریں گے۔

دربار شریف سے ۱۹ جنوری ۱۹۶۳ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ محمود شیر کی کامیابی کا مژدہ روح افزا ہوا اللہ تعالیٰ عزیز کو ہمیشہ ہر مقام میں زندگی بھر کامیاب فرمائے۔ آمین۔ آپ دونوں کو مبارکباد۔

کراچی سے ۴ اپریل ۱۹۶۳ء کو تحریر فرماتے ہیں: آپ کا خط ملا جس میں انور (چھپر سرائے عالمگیر والا) کی ناکامی تحریر ہے۔ آپ خفا نہ ہوں خدا اسے کامیاب کرے گا۔ آپ جدوجہد میں کامیاب ہیں یہ ٹریننگ بھی کرنی ہی ہے۔

دربار مقدس سے ۲۱ اگست ۱۹۶۳ء کو تحریر فرماتے ہیں کل آپ کا خط اور تار یکجا موصول ہوئے کامیابی (ایل ایل بی) کی بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اب آپ سے دل خوش ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ کامیابی بخشے۔ آمین۔

پھلروان سے ۱۵ جنوری ۱۹۶۵ء کو تحریر فرماتے ہیں: محمود شیر کے فیل ہونے کا بہت افسوس ہوا۔ آپ کا مشورہ کسی حد تک ٹھیک ہے کہ وہ یکسوئی کے ساتھ سی ایس پی کی تیاری کرے لیکن اس بھلے مانس کو یکسوئی کب حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے لاء تو

Marfat.com

بہت مفید تھا لیکن اب اس میں بھی کم از کم تین سال اور محنت کی ضرورت ہے اور ان کے گھریلو حالات اور پشتو شاید اب اس قدر اور وقت لگانے کی اجازت نہ دیں اور لاء کرنا تو ہر حال میں اچھا تھا۔اب اس کے لئے دو راستے رہ جاتے ہیں ایک آپ کا مشورہ کہ وہ سی ایس پی کی مکمل تیاری کریں اور دوسرا یہ کہ ملک صاحب اور کیپٹن صاحب (شیر بادشاہ) کے ذاتی اثر و رسوخ سے کسی کمپنی یا فرم میں کوئی باعزت موقع حاصل کر لیں ۔بہر حال محمود شیر ہمارا عزیز اور بہترین دوست ہے میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کسی نہ کسی لائن میں کامیابی بخشے جو اس کے لئے موزوں اور سازگار ہو۔آمین۔

حیدر کچھ سروکئی جنوبی وزیرستان سے یکم اکتوبر ۱۹۶۶ء تحریر فرماتے ہیں مبارک کا تار آج ارسال کر چکا ہوں ۲۹ ستمبر ۱۹۶۶ء کے پاکستان ٹائم میں آپ کی پی سی ایس ایگزیکٹو میں کامیابی دیکھی ہمیں اس کی پہلی اطلاع کا پیغام عالم شیر نے بھیجا۔شکر ہے اللہ تعالیٰ نے اس مرحلہ میں کامیابی بخشی اب مزید جدوجہد شروع کر دیں۔

حضرت صاحب اچھی کتابوں کے مطالعہ کے لئے توجہ دلایا کرتے ہیں خاص طور پر حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ اور علامہ اقبالؒ کے شعری کلام کو ہمیشہ پڑھنے کے لئے فرمایا کرتے تھے۔درج ذیل کتابیں انہوں نے مجھے پڑھنے کے لئے عطا فرمائیں:

فصوص الحکم، محی الدین ابن العربی، ترجمہ مولانا عبدالقدیر صدیقی مطبع حیدرآباد دکن ۱۹۴۲ء

تذکرہ غوثیہ	مولانا شاہ گل حسن	مطبوعہ دہلی
تذکرہ	ابوالکلام آزاد	مطبوعہ میری لائبریری لاھور
غبار خاطر	ابوالکلام آزاد	مطبوعہ مکتبہ جدید لاھور

سیرت النبی ﷺ مولفہ سلیمان ندوی (دو جلدیں)

دیوان آشکار　　سچل سرمست

The Holy Quran , translation & commentry
(two volumes)

Marfat.com

by Abdullah yousaf Ali

preface 1943

Published New York,USA 1946

The Religion of Islam

by Dr Ahmed A.Golwash,N.Y,USA

What is Sufism? Martin Lings

مثنوی جلال الدین رومی سے پورا استفادہ کرنے کی تاکید فرمائی۔

دوناں و دونان:

حضرت صاحب عام طور پر لنگر کے لئے اور بالخصوص عرس کے مواقع کے لئے لاھور سے سیکرٹری خوراک کی وساطت سے راشن آٹا چینی چاول وغیرہ کی خاطر خواہ منظوری حاصل کرا کر پھر جھنگ سے خریداری کر لیتے تھے اس موقعہ باقی صاحبزادگان بھی اپنی ضروریات کے مطابق پیسے جمع کرا دیا کرتے اور پھران کو حصہ و طلب کے مطابق تقسیم کر دیا جاتا رہا۔ ۲۹ جنوری ۱۹۷۴ء کو یعنی ۱۳۹۴ھ کے محرم الحرام میں جب خلیفہ اسلم کو راشن کی درخواست کے ساتھ جھنگ بھیجا گیا تو حکومت عالیہ نے صرف ۲ سیر (کلو) چینی اور دس سیر چاول کا پرمٹ عطا کیا جو کہ چھوڑ دیا گیا اور چینی کی بجائے گڑ کا استعمال کرلیا گیا۔ اس موقعہ کے لئے عبداللہ انصاریؒ کا قول لکھتے ہیں:

دو من نان از منان طلب چرا کہ از دوناں دونان بہ سنائی حاصل می شود۔ (اپنے رب سے دو من روٹی طلب کرلو کیونکہ کمینوں سے تو سنائی کو دو روٹیاں ہی ملتی ہیں)

قبولیت اسلام:

جہاد کشمیر کے دورانیہ میں کئی ڈوگرہ اور ہندو خواتین اور جوانوں نے حضرت صاحب کے حُسن سلوک سے متاثر ہو کر آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد کئی مواقع پر غیر مسلم نے اسلام قبول کیا۔

۱۶ مارچ ۱۹۸۳ء کو دینہ سکنہ ڈومیلی (جہلم) کا ایک عیسائی رضا مستری کی چھٹی لیکر آیا

Marfat.com

تاکہ اسے حضرت صاحب اسلام میں داخل کرنے کے کلمہ پڑھائیں اور ہدایت دیں۔ اس نے ختنہ بھی کرایا ہوا ہے نماز بھی سیکھی ہوئی ہے اور پوری طرح حصول دین اسلام کا شوق رکھتا ہے۔چنانچہ اسے کلمہ پڑھا کر داخل اسلام کیا گیا اسے ارکان اسلام سکھائے گئے اس کا اسلامی نام عبدالحمد رکھا گیا۔اس کا والد عنایت مسیح کہا جاتا ہے۔

ہدایت و تعلیم عامہ،سجادہ نشین سے گفتگو:

۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء کو حضرت صاحب نے سلطان غلام جیلانی سجادہ نشین دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ اور ان کے بھائی حافظ فیض سلطان سے ملاقات کی اور انہیں سجادہ نشین کے لئے چند مقاصد کو زیر نظر رکھنے کے لئے عملاً کام کرنے کو توجہ دی جن کو انہوں نے دل و جان سے تسلیم کیا۔مقاصد یہ پیش ہوئے:

۱۔دربار شریف حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ پر ایک جیّد عالم بطور خطیب مقرر ہو۔

۲۔دربار شریف پر ایک بلند پایہ درسگاہ ہو جو جامعہ کی حیثیت میں کر دیا جائے۔

۳۔پاکستان کے مختلف مقامات پر دینی مدارس قائم کئے جائیں جن کی سرپرستی سجادہ نشین کریں۔

۴ مریدین کی ہر علاقہ میں سجادہ نشین کے زیر سرپرستی انجمن قائم ہو جو غیر سیاسی ہو اور اس کی برانچیں پھیلا دی جائیں۔

اس طریقہ کار سے وہابیت کے طوفان کا سدِ باب ہو گا اور عوام میں دینی و فکری مقاصد کے لئے اصلاح ہوتی جائے گی۔

چند روز بعد سجادہ نشین صاحب کو اہم دینی کتب ''الحق المبین'' اور ''قرآن کے ترجمہ میں غلطیوں کی نشاندہی'' جیسے رسالے مطالعہ کے لئے دیئے گئے۔

حضرت صاحب کے اقوال زریں:

○ سیاست کو سمجھنے کے لئے حضور پُر نور ﷺ اور ان کے اصحابہ کرامؓ کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ ضروری ہے ورنہ سیاست پلے نہ پڑے گی اور جھوٹی سیاست کے کانٹوں میں

Marfat.com

دامن الجھ جائے گا۔

○ ایسے لوگوں سے بچو جو جہاد جیسے بڑے فرض اور سنت سے روکتے ہیں اور گمراہ کن تبلیغ کرتے ہیں۔

○ جو شخص محبت و اخلاص کے ساتھ ''الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' با جہر کہے وہ پکا سُنی (اہل سنت والجماعت) ہے

○ صرف ظاہری عمل مکمل اثر نہیں کرتا۔ مثلاً اگر سانپ غار کے اندر رہے اور کوئی شخص اسے مارنا چاہے تو وہ باہر سے لاکھ ضربیں لگائے وہ مرے گا نہیں بلکہ محفوظ رہے گا جب تک غار میں پانی وغیرہ ڈال کر اسے باہر نکالا نہ جائے اور پھر اس پر ضرب لگائی جائے تو مر جائے گا۔ اسی طرح ہمارا نفس بھی ورد و وظائف سے نہیں مرتا اس پر ''اللہ ھُو'' کی ضرب لگائیں تو مر سکتا ہے۔

○ مثنوی جلال الدین رومیؒ کا مطالعہ کر لینے والا صاحب کتاب بن سکتا ہے۔

○ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تصانیف کا مطالعہ تصوف پر حاوی کر دیتا ہے۔

علم و ادب میں رجحان:

آپ نے قرآن حکیم تفسیر و احادیث، اسلامی مفکرین، ابن العربی، سنائی، عطار، رومی، رازی و غزالی، حافظ شیرازی اور بالخصوص حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے کلام کا گہرا مطالعہ کیا۔ خواجہ عبداللہ انصاری حافظ شیرازی، سچل سرمست، شاہ عبداللطیف بھٹائی، رحمان بابا اور علامہ اقبال کا بیشتر کلام اپنی گفتگو میں تکرار فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اردو و فارسی کے اعلیٰ پایہ کے شاعر تھے اور ان کا مجموعہ کلام فارسی ''پیرِ مغان'' چھپ چکا ہے جبکہ اردو دیوان قلمی موجود ہے۔

۱۱ شعبان المعظم ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء کو لکھتے ہیں کہ دشتڑی بدرنگ (بلوچستان) میں آج بفضل ایزد سوانح عمری قبلہ ام والد صاحبؒ لکھنی شروع کی۔ خداوند تعالیٰ توفیق فرمائے گا۔ خلیفہ محمد یوسف سے سن کر حالات لکھے گئے۔ اس کام میں خلیفہ یوسف اور مولوی عبدالکریم (کاپاری) صاحب حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔

Marfat.com

۲۲ جولائی ۱۹۷۷ء کو لکھتے ہیں کہ برادرم سلطان الطاف علی کے ایرانی دوست آقای محمد رضا میرزائی مدیر خانہ فرہنگ ایران اور ایک ایرانی کرنل تشریف لائے ان کے لئے عصرانہ کا اہتمام کیا گیا۔

۲۶ ستمبر ۱۹۷۷ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ برادرم سلطان الطاف علی کو ائیر پورٹ پر جا کر رخصت کیا وہ اسلام آباد جا رہے ہیں وہاں سے ایک ماہ کے لئے کابل اور ہرات جائیں گے جہاں PHD کے لئے کتب کا مطالعہ کریں گے۔ برادرم حاجی صاحب، حامد، ارشد، بازید بھی ائیر پورٹ تک رخصت کرنے کے لئے آئے۔ اللہ تعالیٰ بعافیت واپس لائے۔

خطی کتب حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ:

حضرت صاحب کے ساتھ آئے دن مختلف درویش و عقیدتمندان حضرت قدس سرہٗ قلمی نسخوں کو نقل کرنے کے لئے لے جاتے ہیں اور پھر واپس لاتے ہیں اور حضرت صاحب کو بھی پنجاب، سندھ، بلوچستان میں جہاں کہیں کوئی قلمی نسخہ ملتا حاصل کر لیتے تھے۔ ٹبہ پیراں کوٹ شاکر میں سید محمد حسین شاہ ہمدانی کے خانوادہ کے ہاں یہ شوق و شغف کافی رہتا ہے چنانچہ ۲۶ جولائی ۱۹۵۱ء کو سید علی رضا شاہ جو کہ سید محمد حسین شاہ سلیانہ والا کا بھتیجا اور جیون شاہ کا فرزند ہے۔ سلطان العارفین قدس سرہٗ کی قلمی کتب نقل کرنے کی غرض سے مانگنے کے لئے وہاں وزیرستان میں پہنچ گئے۔

شعر و ادب:

حضرت صاحب اعلیٰ درجہ کا ذوق شعر و ادب رکھتے تھے۔ مثنوی رومی، دیوان حافظ، دیوان آشکار، دیوان غوث الاعظم و کلام عطار کو بہت پسند فرماتے اور کلام اقبالؒ کو بہت اہمیت دیتے۔ حضرت صاحب نے فارسی اور اردو میں صوفیانہ رموز سے بھرپور عاشقانہ اشعار سینکڑوں کی تعداد میں لکھے۔ شعر لکھنے کا موقع انہیں بالعموم کسی سفر کے دوران گھوڑے پر، موٹر یا جہاز پر میسر آتا اور فرماتے تھے کہ سفر کے دوران جم غفیر میں اپنے آپ کو تنہا پاتا ہوں اور شعر لکھتا ہوں۔

Marfat.com

مجھے سفر بحر و قطار میں کسی منتظر کا پیار تھا   جو جمِ غفیر میں خلوتی کسی سوز جان کا شکار تھا

شاعری میں آپ نے ناشادتخلص اختیار فرمایا ہے۔

آپ کا مطالعہ نہایت وسیع تھا۔اتنی کتابیں پڑھ ڈالیں ،دیکھ ڈالیں ،نظر سے گزار لیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس قدر مصروف انسان نے ایسے مطالعہ کے لئے کس طرح وقت نکالا ہوتا ہے۔اردو شاعری میں عدم ،حسرت موہانی ،میر اور رفعت سلطان کو پسند فرمایا۔ صنف شاعری میں غزل کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔غالب اور اقبال ان کے لئے بڑی اہمیت کے شاعر تھے۔تصوف میں ابن العربیؒ کے قائل تھے۔حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے کلام کو خوب سمجھتے تھے۔

ماہر لسانیات:

حضرت صاحب بلا شبہ اپنی خداداد قابلیت کی بنا پر لسانیات پر حاوی ہو گئے تھے ۔ہر علاقہ کے عوام سے مکمل ربط کے باعث آپ ان کی زبانیں بخوبی جاننے لگے اور ان کے ادب و ذوق کو بھی سمجھنے لگے۔بلکہ ہر زبان میں ان کے اہل زبان سے بڑھ کر ماہر و قاری ہو چکے تھے۔آپ فارسی و انگریزی کے علاوہ اردو،سرائیکی پشتو ،براہوی ،بلوچی ،پوٹھواری اور پنجاب کے مختلف علاقون کی زبانیں بخوبی جانتے اور بولتے تھے۔عربی زبان میں بھی کافی عبور حاصل کر چکے تھے۔یہی وجہ ہے کہ فارسی ، اردو اور پشتو میں شعر لکھتے تھے اور دیگر زبانوں کے ادب و شعر کو خوب ذوق و شوق سے پڑھتے تھے۔میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ سب خداداد ملکہ انہیں حاصل تھا۔

ارباب علم و عرفان:

ایک بار ۱۹۵۹ء میں اسلامیہ کالج پشاور میں پروفیسر میر ولی خان محسود کے پاس قیام کرتے ہیں جو عربی کے استاد تھے ان کے ساتھ عربی ادب پر گفتگو ہوتی رہی۔رات ان کے ساتھ گزاری ۔۱۹۶۴ء وہ پیر روشان پر پی ایچ ڈی کی تیاری کرنے لگے۔

۲۵ نومبر ۱۹۵۹ء کو کراچی میں گل پیر صاحب نکہ خلاص پور والے تشریف لاتے ہیں اور ان کی حضرت صاحب کے ساتھ مجلس گرم رہی اور بہت دقیق مسائل بیان فرمائے۔وہ

Marfat.com

اس زمانہ میں اچھے صاحب ذوق صاحب فہم اور صاحب طمانیت درویش ہیں۔ادب و اخلاص ان میں نمایاں ہے۔اسی سال دسمبر میں گوٹھ اللہ داد پنجابی سندھ میں آپ سے ایک درویش سید فدا حسین عرف چنبیلی شاہ المشہور مستان شاہ گیلانی ملتے ہیں جو کہ صاحب فہم و صاحب ذوق درویش تھے انہوں نے قلب شہید کی شرح کی اور تصور شیخ اور ذکر قلبی پر تبصرہ کیا۔

اورینٹل کالج یونیورسٹی لاہور میں ادبی خدمات:

حضرت صاحب نے دو تین سال ڈاکٹر محمد باقر پرنسپل اورینٹل کالج یونیورسٹی لاہور کی خواہش پر اور مولا بخش خضر تمیمی ایڈوکیٹ کے اصرار پر پنجابی ادبی اکیڈمی کے فروغ کے لئے بطور مشیر کام کرتے رہے۔خاص طور پر ۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۶ء میں حضرت صاحب نے مذکورہ اکیڈمی کے لئے جو کام کیا ان کے اجلاس کا کچھ ریکارڈ حاصل ہوا ہے۔

چنانچہ ۸ مارچ ۱۹۶۵ء کو جو اورینٹل کالج یونیورسٹی لاہور میں اجلاس ہوا اس میں یہ شخصیات موجود ہوئے :ا۔ڈاکٹر محمد باقر (صدر) ۲۔میاں ایم بی خضر تمیمی ۳۔ڈاکٹر فقیر محمد فقیر ۴۔حاجی سعید احمد خان ۵۔مسٹر اقبال فیروز (خصوصی دعوت پر)

نیز مجلس انتظامیہ میں یہ شخصیات موجود تھے۔

ا۔ڈاکٹر محمد باقر (چیئرمین)

۲۔میاں ایم بی خضر تمیمی (اعزازی سیکرٹری)

۳۔لیفٹیننٹ کرنل راجا ایم گلزار خان سیکرٹری آرمڈ سروسز بورڈ راولپنڈی (اعزازی رکن)

۴۔ایم سعد اللہ پی سی ایس ڈپٹی سیکرٹری حکومت مغربی پاکستان لاہور (اعزازی رکن)

۵۔ڈاکٹر فقیر محمد فقیر (بنیادی رکن)

۶۔ایک رکن نامزد از ڈائریکٹر تعلیم لاہور (میاں مشتاق احمد)

۷۔سلطان غلام دستگیر قادری (اعزازی رکن) سجادہ نشین درگاہ سلطان باھو ضلع جھنگ

۸۔پروفیسر ایف ڈی رازی (اعزازی رکن)

Marfat.com

اجلاس میں انتظامی امور کے لئے بعض پوسٹوں کے فیصلے کیے گئے اور کتب کی اشاعت زیر بحث ہوئے۔ پنجابی کی بعض تصانیف کے انعامات کا اعلان کیا گیا۔
اکیڈمی کے تحت ہیر وارث شاہ، کلیات بلھے شاہ، محمدن آرٹس، کیگو ہرنامہ، دھرتی دیاں ریکھاں، وادر ولا اور شکوہ (پنجابی) کی طباعت مکمل ہو جانے کی تصدیق کی گئی۔
۵ جون ۱۹۶۵ء کو پنجابی ادبی اکیڈمی کے اجلاس میں حضرت صاحب نے شرکت کی۔ اس میں دیگر شرکاء جن کے نام مارچ ۱۹۶۵ء کے اجلاس میں دیئے گئے شامل تھے اور اس میں پروفیسر عبدالشکور احسن بھی موجود ہو گئے تھے۔ یہ اکیڈمی اصل میں ۱۹۵۷ء میں قائم ہوئی تھی۔ اسی اجلاس میں اکیڈمی کے مقاصد کو دہرایا گیا، نیز سال بھر میں طبع ہونے والی کتب کے نام بتائے گئے۔ ڈاکٹر محمد باقر نے فروری میں میوزیم ایسوسی ایشن کے سالانہ اجلاس کا حال بھی پیش کیا۔ اکیڈمی کی لائبریری اور اس کی وسعت پر بھی آگہی دی گئی۔ لائبریری کو حکومت ایران، سندھی ادبی بورڈ اور وزارت تعلیم سے عطیات کتب کی صورت میں حاصل ہوئیں۔ لائبریری بلڈنگ کی وسعت کے لئے حکومت سے پچاس ہزار روپے حاصل کرنے کی درخواست کی گئی۔ اکیڈمی کا پرنٹنگ پریس اپنے بیشتر کام کر رہا ہے۔ کتاب مسلمانوں کے فنون کی اشاعت کو بہت سراہا گیا۔ کتاب تحقیقات چشتی ۱۸۶۴ء کی اشاعت کو بھی بہت پسند کیا گیا۔ کچھ قلمی نسخوں پر بھی آگہی دی گئی۔ ایران و افغانستان کی اعلیٰ علمی شخصیات کے پیغامات بھی وصول ہوئے جو پڑھے گئے۔ آئندہ اشاعت کے لئے کتب کے نام پیش کیے گئے پنجابی عالم و فاضل کے لئے نصابی کتابوں کے نام تجویز کر دیئے گئے۔
اسی طرح ۴ نومبر ۱۹۶۵ء کو حضرت صاحب نے پنجابی ادبی اکیڈمی کے بجٹ کے تخمینہ برائے ۶۶-۱۹۶۵ء کے اجلاس میں شمولیت فرمائی۔ پھر ۶ نومبر ۱۹۶۵ء کی ایگزیکٹو باڈی کے اجلاس میں بھی شرکت کی۔

سرچشمہ ادب وذوق:

حضرت صاحب ایک پُر سوز وپُر درد شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔

Marfat.com

ان کے عشق و محبت کا مرکز حضور رسالت مآب ﷺ کی ذات گرامی تھی اور ان کے رہنما سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم و سیدنا حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز ہی تھے اور تمام فیوضات ان کو اپنے مُرشد و والد گرامی حضرت سلطان محمد نوازؒ سے حاصل تھیں اور ظاہر زندگی میں ان کا رہبر و پیر و مُرشد صحبتِ قدس جناب پیر صاحب سید یوسف فیض اللہ گیلانی کی ہی رہی۔ یہ تمام روحانی انوار و تجلیات ان کے قلب و روح پر ہر طرف سے اعلیٰ ذوق و شوق مہیا کرنے کا باعث رہے۔ حقیقت تو ہے ہی حقیقت ان کو مجاز کے ہر رنگ و انداز میں حقیقت کی خوشبو میسر آتی تھی۔ چنانچہ اکثر و بیشتر بالخصوص جب ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے تو دوران سفر یہی گنگناتے رہتے:

نسیما جانب بطحا گزر کن　　　　زاحوالم محمد ﷺ راخبر کن

اور کبھی یہ فلمی گیت ان کے لبوں پر ہوتا ''تیرے کوچے میں ارمانوں کی دنیا لے کے آیا ہوں'' اور اکثر یہ فلمی شعر بھی پڑھا کرتے:

کیا کیا ہوا دل کے ساتھ　کیا کیا ہوا دل کے ساتھ　　مگر تیرا پیار نہیں بھولے

شعر میں غزلیات کو پسند فرماتے تھے اور دوران سفر کار میں فرماتے کہ مُنی بیگم کی پیش کی ہوئی غزلیات کی کیسٹ لگا دیں۔

حضرت صاحب میں ریا کاری اور منافقت ہرگز نہ تھی۔ ہر رزم و بزم میں سفر و حضر میں اپنے گھر میں یا مریدین و احباب کے ہاں ان کا ایک ہی انداز اور ایک ہی اصول ہر معاملہ میں کارفرما رہتا تھا۔ گویا وسیع القلب اور وسیع النظر پیر طریقت تھے جن کے نظر و توجہ میں پوری عالم انسانیت کے لئے محبت و رفاقت و رحمت بھری ہوئی تھی۔

تصانیف شاعری:

حضرت صاحب فارسی اور اردو کے بلند پایہ شاعر و سخنور تھے۔ ادب و شعر پر اور شعر کے اساتذہ کے کلام پر خوب نظر رکھتے تھے۔ فارسی کے قریباً تمام اہل کلام کی شاعری پورے ذوق و شوق سے مطالعہ کر چکے تھے۔ اور ان کا بیشتر کلام آپ کی زبان پر رہتا تھا۔ حکیم سنائی غزنوی، فرید الدین عطار، جلال الدین رومی، سعدی

Marfat.com

شیرازی، حافظ شیرازی، عمر خیام، بابا طاہر عریان، خاقانی، قاآنی، امیر خسرو دہلوی، غوث الاعظمؒ، حضرت سلطان باھو و دیگر صوفیائے کرام کے علاوہ علامہ اقبال کے بالخصوص شعری فارسی کلام بخوبی مطالعہ کر چکے تھے۔اور خود بھی فارسی شاعری میں بلند مقام کے حامل تھے۔اس طرح اردو میں مرزا غالب، ذوق، میر جیسے اساتذہ کے علاوہ دور حاضر کے احمد ندیم قاسمی و رفعت سلطان کے کلام کو خوب پڑھتے تھے۔اور خود بھی اردو شاعری میں ہر صنف میں شعر لکھ چکے ہیں۔نظم، غزل، قطعات، خمس، مسدس میں بھی خامہ آزمائی کر چکے ہیں۔ چنانچہ فارسی میں آپ کا دیوان ''پیر مغان'' چھپ چکا ہے۔اور اردو میں آپ کا کلام تا حال شائع نہیں ہو سکا۔

حضرت صاحب کا طبعی میل و رجحان پاکستان کے پشتون قبائل بالخصوص وزیرستان کے وزیر محسود بھٹنی میانی و مروت قبائل کے ساتھ زیادہ رہا ہے بلکہ ان کی تہذیب و ثقافت پر اسقدر اپنائیت اور عبور رکھتے تھے کہ اکثر و بیشتر قبائل اپنی ثقافت کے معاملہ میں حضرت صاحبؒ کو زیادہ فہم رکھنے والے گردانتے تھے۔رحمٰن بابا کے دیوان پشتو میں بہت سے شعر یاد تھے اور دہرایا کرتے تھے۔چنانچہ شاعری میں حضرت صاحب نے پشتو میں بھی بڑا عمدہ انتخاب پیش کیا ہے جس کے کچھ نمونے محفوظ ہیں۔

پشتو میں بدلے ملاحظہ ہوں:

پہ خولہ ہیچ ویلے نہ شم
در پسے اڑنگ م دزڑہ کمرے دینہ

ماپہ دروغ دروغ گنڑلے
دلالی کڑے پہ رشتیا تیار یدینہ

ودارم چہ زماں
پہ دیدن موڑے کہ مخ بیا درواڑا ومہ

خدایا پہ داسے یور دِ ووسوم
نہ مِ لوگے ستہ نہ مِ تاؤ چا تا ورزینہ

گلاب گل دماذڑہ بلبل
تل دتازہ دے چہ عاشقان دبویادینہ

دمسافر داسے زڑہ دے
لکہ پہ چگو غرد ووری بارانونہ

چہ زڑہ غجن شی استرگے زاڑی
بنڑے ولاڑے اشکے غواڑی رخصتونہ

پہ سپین خولہ مِ مسلمان کڑے
زیڑہ لٹوی لے لاسہ واچارہ مینہ

Marfat.com

مسافری دڈیرہ ووکڑہ زیاتی لئے بس کۓ چوکۓ بہ زڑہ پہ بداوینہ
ماتا دہیچ راکڑی نہ دی خلق مینوتہ شکرے ورکاوینہ

دیدن دگلو پنڈہ نہ دے چہ دہر پہ لاس ئے درکم درورینہ
ملا اچیل پسہ مہ راک تاپہ کوڈ ولیلیٰ خولہ نہ راکاوینہ
ملا اچیل اوور راتم کۓ پہ کوٹھا خیزی پہ لاسوراتہ کوینہ

ستادِ شائست گلونہ ڈیردی لمن مِ کمہ زہ بہ کوم کوم ٹولہ ونہ

تصانیف حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ:

۱۹۵۲ء میں حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ لاھور میں فقیر نور محمد کلاچوی نے دو کتابیں عنایت کر دیں۔ فقیر صاحب نے سلطان العارفین کی کتاب نور الھدیٰ کا نہایت اعلیٰ ترجمہ کر دیا ہے جو مفید کام ہے نیز کتاب عرفان آپ نے سلوک و تصوف کو سمجھانے میں ایک نئی طرز و انداز پر تحریر فرمائی ہے۔ جسے نئی روشنی کے طلباء بھی بہت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کار خیر کی جزائے خیر عطا فرماوے۔ آمین۔

مکتبہ قادریہ:

حضرت صاحب جولائی ۱۹۸۲ء کو بغداد شریف (عراق) میں ہوتے ہیں تو وہاں سیّدنا غوث الاعظمؒ کی بارگاہ سے ملحقہ مکتبہ قادریہ کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ وقف قادری کے تحت احاطہ دربار شریف میں یہ ایک وسیع لائبریری ہے جو کہ عوام الناس کے لئے بھی کھلی رہتی ہے اس میں تقریباً ۱۸ زبانوں میں کتابیں موجود ہیں۔ اس عظیم الشان لائبریری میں دو عدد کتابیں ابیات باھو شرح سلطان الطاف علی بھی جمع کرا دی گئیں۔ غوث الاعظم کے مشہور رسالہ غوثیہ کی صحیح کاپی کا عکس بھی وہاں سے حاصل کر لیا گیا۔ اس لائبریری میں ہر فن کی کتب دستیاب ہیں۔ ۱۹۸۵ء میں حضرت صاحب جب ایک بار پھر بغداد گئے تو مکتبہ قادریہ کی لائبریری میں تصوف ادب و دین اسلام پر

Marfat.com

۴۳نہایت عمدہ کتابیں جمع کرا دیں۔

جدید تعلیم کی اہمیت:

سید احمد سعید ہمدانی نے حضرت صاحب سے کوئٹہ میں سوال کیا کہ یا حضرت آپ کو میں نے دربار شریف کے احاطہ میں خواب میں دیکھا کہ آپ مجھے دیکھ کر قبلہ رو ہو جاتے ہیں اور میرے لئے دعا کرتے ہیں کیا واقعی آپ میرے لئے دعا کرتے ہیں؟ تو حضرت ساحب نے فرمایا کہ ہر وہ جدید صاحب علم جو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے کلام پر کام کرنے کا شوق رکھتا ہے اس کو میری ہی دعا ہے۔ پھر واقعہ سنایا کہ ایک روز جب میں کم عمر تھا اور زیر تعلیم تھا میرے انگریزی بال تھے سر سے ننگا تھا تو افغانستان کے ایک عالم دین نے قبلہ والد صاحب سے کہا کہ حضرت صاحب یہ آپ کا فرزند دینی تعلیم حاصل کرے اور فرنگیوں کے انداز میں نہیں ہونا چاہئیے۔ تو انہوں نے اس عالم دین سے کہا کہ آپ اکثر دیکھتے ہونگے کہ بڑے بڑے صاحب علم جو فرنگیوں کے سکولوں سے علم حاصل کر لیتے ہیں تو آپ کو دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہونگے یا دور چلے جاتے ہونگے۔ ایسے لوگوں کو اصل روح اسلام سے آگاہ کرنے کی بھی تو ضرورت ہے تو انہوں نے تسلیم کیا تو پوچھا کس طرح ہم کر سکتے ہیں تو انہیں سمجھایا کہ ان کے درمیان ان کے جیسی تہذیب وشکل والے کو بٹھائیں جو اندر سے ہماری فکر ونظر والا ہو اور پھر فرمایا کہ میں نے اسی لئے تو الطاف علی کو ہاتھ میں لے لیا ہے اور اسے یونیورسٹی تک کی تعلیم دلا رہا ہوں۔

نسل نو کی روگردانی یا کجی کے بارے میں حضرت صاحب ایک صاحب ارشاد کے طور پر تشویش رکھتے ہوئے سید احمد سعید ہمدانی کو لکھتے ہیں۔ ''میرا ذہن آجکل عقائد سے واقف ہونے پر مائل ہے معرفت سے روشناس ہونے یا اس پر گامزن ہونے سے پہلے ہی ہماری نئی پود کے ذہنوں کو دہریت اور وہابیت کے گمراہ کن لٹریچر سے گمراہ کیا جا رہا ہے اور ان کو یہی گمراہی اور بے ادبی عین اسلام نظر آنے لگی ہے''۔ آگے آپ نے علامہ ارشد قادری اور دوسری جماعت اہلسنت کے اکابرین مثلاً حضرت سید احمد سعید کاظمی،

Marfat.com

مولانا محمد عمر اچھروی، مفتی احمد یار خان گجراتی، مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں والے کی کتب منگوانے کا مشورہ دیا ساتھ ہی دو کتابچے ''الحق المبین'' اور قرآن مجید کے غلط ترجموں کی نشاندہی پر مشتمل رسالہ ارسال فرمائے۔آپ چاہتے تھے کہ مذہب وتصوف پر لکھنے والے اور بولنے والوں کے پیش نظر یہ صورت حال رہے اور وہ عوام تک صحیح تعلیم پہنچانے کی سعی کرتے رہیں۔

حافظ شیرازی کا دیوان:

لسان الغیب حافظ شیرازیؒ سے حضرت صاحب کا لگاؤ ایک واقعہ سے یاد کرتے ہیں۔حضرت صاحب جب ۱۹۵۷ء میں پہلی بار عراق کے شہر بغداد شریف گئے تو وہاں ایک پرانی کتابوں کے سٹال پر ایک چھوٹا سا ''دیوان حافظ'' پڑا ہوا پایا۔ حضرت صاحب نے کافی دنوں سے حافظ کا مطالعہ نہ کیا تھا۔دکاندار سے قیمت دریافت کی تو اس نے چند فلوس (عراقی سکہ) بتائے۔اس کے بتانے پر فوراً ہی مطلوبہ رقم آپ نے اس کے ہاتھ میں تھما دی اور ''دیوان حافظ'' لے کر چل دیئے۔فرماتے ہیں کہ وہ اس کی دگنی قیمت بھی طلب کرتا تو میں انکار نہ کرتا۔اس لئے کہ دیوان حافظ مجھے بہت پسند تھا۔انہوں نے فوری رقم اس لئے ادا کی کہ مبادا دکاندار دیوان دینے سے انکار کر دے۔بہر حال آپ کو ایران کے مشہور فارسی گو شاعر حافظ شیرازیؒ سے بہت گہرا لگاؤ تھا اور انہیں اس کے سینکڑوں اشعار ازبر یاد تھے۔اور وہ اشعار بڑے پُر لطف انداز میں موقع ومحل کے مطابق سنایا کرتے تھے۔

بغداد میں جولائی ۱۹۸۲ء میں جب حضرت صاحب ہوتے ہیں تو وہاں قیام تو غوث الاعظمؒ کی بارگاہ مقدسہ پر رکھتے ہیں اور پھر وہاں کی اہم زیارات کربلا معلیٰ کے قریب سیدنا امام عون ابن عبداللہ طیار ابن ابو طالب، کربلا معلیٰ میں سیدنا امام عباس علمدار، سیدنا امام حسین علیہ السلام، سید قاسم اور نجف اشرف میں سیدنا علی المرتضیٰ کی زیارات سے مشرف ہوتے ہیں۔اسکے علاوہ اہم مقامات اور تاریخی زیارت گاہوں پر پہنچتے ہیں جو انبیائے کرام سے منسوب اہم مقامات ہیں اور ہر اہل ایمان کے لئے زیارت گاہ بن

Marfat.com

چکی ہیں۔

سلیمان پاک میں سیدنا سلیمان فارسی اصحاب رسول اکرم ﷺ کے دربار کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

کاظمین شریف میں امام سیدنا موسیٰ کاظم، امام سیدنا نقیؒ، سیدنا امام ابو یوسف، شیخ حفید ابو عبداللہ، سیدنا معروف کرخیؒ، بی بی زبیدہ خاتونؒ، سیدنا منصور حلاج، سیدنا ذوالنون مصریؒ، سیدنا جنید بغدادیؒ، سیدنا سری سقطیؒ، سیدنا یوشع نبیؑ، حضرت بہلول دانا اور شیخ ابراہیمؒ کی زیارتیں کیں۔

حضرت صاحب کی تصنیفات و تالیفات میں مندرجہ ذیل کاوشیں قابل توجہ ہیں جس پر تفصیلی باب آ رہا ہے۔

پیر مغان	یہ دیوان فارسی طبع ہو چکا ہے
اردو شاعری	تبسم غم، زلف پریشان، سوز و ساز، شب حیات
سفرنامہ بغداد	صوفیانہ و عاشقانہ رموز سے معمور سفرنامہ
مثنوی روحی	رسالہ روحی تصنیف لطیف حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کا فارسی میں منظوم ترجمہ۔ طبع ہو چکا ہے

سوانح حیات پیر آف وانا

رسالۃ الغوثیہ	سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی تصنیف عالیہ کا اردو ترجمہ طبع ہو چکا ہے
اظہار حقیقت	سیدنا عبدالرزاق گیلانی ابن سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظمؓ کی اولاد پر ذمہ دارانہ یادداشت ہے جس میں اس خانوادہ کا عصر حاضر میں موجود ہونا بتایا گیا ہے۔
روزنامچے	یہ آپ کی خودنوشت سوانح عمری پر مشتمل ہیں جو نہایت تفصیلات کے ساتھ ہیں۔ اس میں اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ گزرے ہوئے اہم واقعات و شخصیات کا تعارف بھی ملتا

Marfat.com

ہے۔ یہ روزنامچے دراصل حضرت صاحب کے اہم قلمی دستاویزات ہیں جو ہر سال قریباً پانچ سو (۵۰۰) صفحات پر لکھے جاتے رہے ہیں۔

مکتوبات

ان کی تعداد یقیناً کئی ہزار ہوگی جو مختلف ہاتھوں میں محفوظ ہیں۔ آپ کے اعزا و اقارب، مشائخ و علما، دانشوران و مریدین و عقیدتمندان و حکام کے نام جو وقتاً فوقتاً لکھے جاتے رہے ہیں اہم قلمی دستاویزات ہیں۔

شاعری میں آپ نے ناشاد تخلص اختیار فرمایا ہے۔

جماعت قادریہ:

جماعت قادریہ کی بنیاد ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹ فروری ۱۹۴۹ء کو حضرت صاحب نے اپنے خانوادہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ میں رکھی۔ اس کے قیام کے لئے اغراض و مقاصد میں ۱۔ نفاق دور کرنا ۲۔ ایک دوسرے کے معاملات میں امداد کرنا ۳۔ مذہبی تعلیم کو فروغ دینا ۴۔ سلسلہ قادریہ کی اشاعت کرنا۔ جماعت کے ابتدائی ممبران حضرت حاجی اللہ بخش، حضرت غلام سرور، حضرت محمد شریف، حضرت غلام دستگیر القادری، حضرت محمد حسن، حضرت بشیر احمد، حضرت عمر دراز قادری ہوئے۔ حضرت غلام دستگیر القادری کو جماعت کا صدر منتخب کیا گیا جبکہ محمد شریف صاحب سیکرٹری، عمر دراز صاحب خزانچی اور بشیر احمد صاحب پراپاگنڈا سیکرٹری ہوئے۔ شورکوٹ کے ظفر علی جنجیانہ بھی جماعت کے رکن بنے۔

یہ جماعت اپنے مقاصد کے ساتھ ایک سال نو ماہ بخوبی کام کرتی رہی اور ان کے ماہانہ اجلاس بھی ہوتے رہے مگر ۱۲۸ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو صاحبزادہ بشیر احمد اور صاحبزادہ فیض احمد کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے جو سنجیدہ صورت حال پیدا ہو گئی اور جماعت کی کارکردگی پر ایسے اثرات مرتب ہوئے کہ جماعت کو نقصان پہنچا۔

حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ اس صورت حال سے مجھے زبردست صدمہ پہنچا۔ پہلے کچھ

Marfat.com

امید اتفاق کی تھی اب وہ بھی نہ رہی۔فریقین کا اتنے جوش میں ہونا اور اس قدر بے صبری اور انتقام کی آگ کا بھڑکنا خدا جانے کب تک ہو گا۔جب یہ نقشہ آنکھوں کے آگے لاتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔آخر ہماری قوم (خانوادہ حضرت قدس سرہٗ) کی یہ بدنصیبی اور خانہ جنگی کب تک۔اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

۳۰ مارچ ۱۹۵۱ء کو حضرت صاحب کی پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں تم لوگوں (خانوادہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ) کو نصیحت کرتا ہوں کہ اتفاق کو ہاتھ سے نہ جانے دو اور ایک ہو جاؤ اور حضرت صاحب کو بالخصوص فرمایا کہ، پھر تمام جماعت قادریہ کے اتفاق اور نئے سرے سے تنظیم کی کوشش کرو۔

۱۴ جنوری ۱۹۶۴ء کو راقم (سلطان الطاف علی) نے لاہور سے حضرت صاحب کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا تھا جس سے جماعت قادریہ کے بارے میں ذکر ہوتا ہے:

''نومبر ۱۹۶۳ء کے آخری ہفتہ میں دربار شریف پر آپ نے جماعت قادریہ کی تشکیل نو کا خیال ظاہر فرمایا تھا اس کی واقعی اب اشد ضرورت ہے کیونکہ ہم پھر سے منتشر ہیں اور یہ انتشار کہیں ایسا نہ ہو کہ شدت اختیار کرے اور یہ کام صرف آپ ہی سنبھال سکتے ہیں۔اب جبکہ آپ اوستہ محمد تشریف لے جا رہے ہیں اور گنداخہ میں برادرم حکیم صاحب (سلطان عمر دراز) سے ملاقات ہو گی اس سلسلہ میں کوشش فرماویں۔جماعت کی علاقہ سندھ کی قیادت برادرم غلام میراں صاحب اور ان کا رسالہ موزون ہیں''۔

حسنات الابرار (مشتی نمونہ از خروار):

حضرت حاجی اللہ بخش نے ایک تانگہ بنوایا ہے جو اونٹ کھینچتا ہے وہ کرایہ پر لگائے ہوئے ہیں۔تانگہ کا چالان گڑھ مہاراجہ پولیس نے کر دیا۔حضرت صاحب حاجی صاحب موصوف کے ساتھ تھانہ گئے۔شیخ محمد سلیم تھانیدار نے صاف بتایا کہ اس کام میں انتقامی جذبہ کارفرما ہوا ہے آئندہ پیشی پر چھوڑ دونگا اور آئندہ احتیاط کروں گا۔

فروری ۱۹۵۱ء: حضرت سلطان محمود صاحب اصرار کرتے ہیں کہ میں ان کے فرزند غلام

Marfat.com

قادر پر ڈیرہ اسماعیل خان اور مظفر گڑھ میں مقدمات ہو جانے پر معاونت کروں مگر میں برابر معذرت کرتا رہا۔اب بالآخر فیض احمد برق کے مسئلہ پر جھنگ میں معاونت کر رہا ہوں مگر وہ عدالت میں حاضر نہ ہوا یہ تو مجسٹریٹ کی مہربانی تھی ورنہ ایک ہزار کی ضمانت ضبط ہو جاتی۔

۲۵ فروری ۱۹۵۱ء چاچا صاحب حضرت غلام سرور پر حبیب سلطان نے مقدمہ کر رکھا ہے برادرم نور حسین صاحب کی موجودگی میں نورا درکھان (حبیب سلطان صاحب کا منشی) آیا اور چاچا صاحب کو پیغام دیا کہ وہ چاہیں تو ہم اپنے گواہ بٹھا دیں گے۔چاچا صاحب نے جواب دیا وہ کس طرح احسان کا بار بھی اٹھائیں۔

طغیانی ۱۹۷۳ء:

سیلاب تو اکثر یہاں آیا کرتا ہے مگر اس سال سیلاب کے جو اثرات موضع حضرت سلطان باھُوؒ پر مرتب ہوئے ہیں ان کا حال یوں بیان کرتے ہیں کہ طغیانی سے دربار شریف کا تمام علاقہ زیر آب آگیا ہے اکثر کچے مکان گر گئے ہیں دربار حضرت سلطان العارفین کے تھلہ مبارک سے اونچا پانی تھا جو کہ ریت کی بوریاں بھر کر رکھنے سے دربار کے اندر جانے سے پانی کو روکا گیا۔تمام حجروں میں پانی ہی پانی ہے۔
حضرت صاحبان کے بال بچے تھل کے ٹیلوں پر کشتیوں میں بھیجے گئے۔محمد حسن صاحب کے گھر پانی ہے۔کوٹھوں کی چھت پر خیمے لگا کر بسر اوقات کر رہے ہیں۔احمد بخش صاحب والے زیر آب ہیں حویلیاں ختم ہیں پکے مکان کریک ہو گئے ہیں۔ہماری بستی میں صرف ہمارا گھر مکان اور ہمارا محل و مسجد مکمل محفوظ رہے ہیں۔حضرت غلام سرور صاحب اور حضرت فیض سلطان صاحب کی حویلیاں گر گئی ہیں حضرت محمد عزیز صاحب کا اصطبل گر گیا ہے۔یہ سب ہمارے گھر آ کر رہ رہے ہیں۔
حضرت سلطان محمود صاحب والوں کے سب مکانات سوائے دو پکے کمروں کے گر گئے ہیں ان کا غلہ اور سامان بھی ضائع ہو گیا ہے انہیں اور ان کے بال بچوں کو رؤف صاحب و غلام میراں صاحب کشتی پر ہمارے گھر لے آئے ہیں۔ہمارا ہسپتال کریک ہوا

Marfat.com

ہے اور صرف چار پانچ سو کا بھوسہ جو کہ زمین پر پلہ میں تھا ضائع ہو گیا ہے۔

صفدر، اصغر، غلام میراں اور رؤف صاحبان طغیانی میں دربار پر تھے۔ ہمارے درویشوں میں نبی شاہ، محمد عالم، بادشاہ خان، کھپر، حیات، ماچی، نذیر اور دو سندھی عبید اللہ سیال اور رمضان بھی موجود تھے۔

پاکستان اعوان کانفرنس:

۱۶ مارچ ۱۹۵۸ء پاکستان اعوان کانفرنس کا اجلاس آج صبح وائی ایم سی اے ہال لاہور میں منعقد ہوا۔ مختلف امور پر بحث ہوتی رہی۔ کانفرنس پر سابق عہدہ داران قابض ہیں اور وہ میجر جنرل نذیر، ملک نذر محمد، اور ملک یار ماہی وغیرہ ان پر ملک لعل خان وغیرہ کا اعتماد نہیں ہے۔ لیکن لعل خان وغیرہ اعلانیہ ان کی جگہ بھی نہیں لیتے پہلا اجلاس میجر جنرل نذیر اور دوسرا اجلاس ملک نذر محمد صاحب کے زیر صدارت رہا۔ تقریباً ہر ضلع کے کچھ نہ کچھ ممبر جمع ہوئے دوپہر کھانے کا انتظام ڈاکٹر جان محمد علوی کے مکان پر رہا۔ ۲ بجے کے بعد مختلف ریزولیشن ہا پیش ہوئے۔ ساڑھے چار بجے کے آخری اجلاس میں مجھے صدارت دی گئی۔ صدارتی خطبہ میں قوم کو روحانی اصلاح کی ترغیب دلائی گئی۔ میں نے کانفرنس کی طرف سے آزادی کشمیر کے متعلق چند ریزولیشن پیش کیے جن میں حکومت ہند کی ہٹ دھرمی پر تاسف کشمیری عوام سے ہمدردی حکومت پاکستان سے جلد فیصلہ کرنے کی اپیل اور حکومت پاکستان کو ان سے کانفرنس کا خلوص اور ڈیفنس کے لئے خدمات پیش کی گئیں۔ بوقت عصر اجلاس برخاست ہوا۔

میلاد النبی ﷺ:

حضرت صاحب ہمیشہ میلاد شریف کی تقریب اور سیدنا غوث الاعظمؓ کی گیارہویں شریف کا باقاعدگی سے اہتمام کیا کرتے تھے مگر نہایت سادگی کے ساتھ یہ عرس ہوا کرتے تھے چنانچہ ۵ ستمبر ۱۹۶۰ء کو لکھتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول (۱۳۸۰ھ) ہے اور کیچی بیگ سرآب میں ہوتے ہیں آنحضور ﷺ کا عرس میلاد شریف کیا گیا دنبہ اور ڈھور ذبح کیا دعوت میں اپنے احباب کے علاوہ ملک فتح محمد شاہوانی، حاجی فراز

Marfat.com

شاہوانی، ملک عبدالغنی، السیف خان ابن میر حاجی خان وغیرہ نے شمولیت کی۔

سُنّی کانفرنس، ملتان:

۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو رات ۱ بجے قلعہ کہنہ ملتان پر ہونے والی سُنّی کانفرنس میں شمولیت فرمائی۔ مولانا شفیع محمد اکاڑوی کی تقریر ہوئی۔ یہ مطالبات پاس کیے گئے۔

۱۔ اوقاف غیر سنیوں کے ہاتھ نہ دیئے جائیں۔

۲۔ اولیائے کرام کے مزارات ان کے منکرین کے ہاتھ نہ دیئے جائیں۔

۳۔ نظام مصطفیٰ رائج کیا جائے اس کے لئے حنفی قانون فقہ موجود ہے باہر سے علماء کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس فتاویٰ عالمگیری موجود ہے اسے رائج کیا جاوے۔

لاکھوں افراد کا اجتماع رہا انتظام بھی اچھا رہا۔ ہر ضلع کے الگ الگ کیمپ موجود تھے۔

علمائے دین کی آمد:

۲۸ جنوری ۱۹۷۹ء کو شاہ احمد نورانی بہ معیت غلام علی اکاڑوی اور محمد اکبر ساقی اکابرین جمعیۃ العلمائے پاکستان دربار شریف پہنچے۔ سلطان خضر حیات نے استقبال کیا ان کے اعزاز میں دعوت طعام کیا پھر وہ ہمارے پاس پہنچے حضرت حاجی سلطان نور حسین صاحب کا فاتحہ کہا سلطان غلام جیلانی سجادہ نشین اور سلطان خضر حیات ساتھ رہے۔ انہیں ابیات باھو معہ ترجمہ وشرح کی جلدیں پیش کی گئیں۔ اس سے قبل ۲۸ دسمبر ۱۹۷۸ء سید احمد سعید کاظمی نے حاجی صاحب مرحوم کے چہلم کی تقریب میں صدارت فرمائی اور خطاب کیا۔

کنونشن انجمن طلبائے اسلام:

۲۲ جولائی ۱۹۷۹ء کو کوئٹہ میں حضرت صاحب کی صدارت میں انجمن طلبائے اسلام (ATI) کے ایک کنونشن کا اجلاس منعقد ہوا۔ پروفیسر محمد طاہر القادری جھنگ والے نے علامہ اقبال کے شعر:

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں — مجھے ہے حکم اذان لا الہ الا اللہ

کو موضوع بنا کر تقریر کی۔

Marfat.com

حضرت صاحب نے اپنے صدارتی خطبہ میں محمد رسول اللہ کی شرح پر زور دیا۔اس موقع راقم الحروف کے علاوہ ارشد، حسین ،اللہ نواز اور مولوی وزیر محمد بھی حضرت صاحب کے ہمراہ تھے۔

جلسہ علمائے اہلسنت:

۲۵ جون ۱۹۷۸ء کو کراچی سے علمائے اہلسنت تشریف لائے ۔مدرسہ انوار باھو وحدت کالونی کوئٹہ میں ان کا جلسہ زیر صدارت سیدنا طاہر علاؤ الدین گیلانی ہوا۔اور بلوچستان صوبہ کے لئے برادرم حضرت نور حسین صاحب کو صدر چنا گیا۔جلسہ میں برادرم حاجی صاحب بھی تشریف لے گئے مولوی محمد وزیر صاحب ،مولوی محمد حیات صاحب ،مولوی عبدالوہاب صاحب ،مولوی سیف الرحمٰن صاحب،اور کافی علماء شامل ہوئے۔علمائے کرام کراچی والے پہلے ادھر ہمارے ہاں آئے میں نے تو مدرسہ وحدت کالونی میں جانے سے انکار کر دیا پھر وہ مجبور کر کے برادرم حاجی نور حسین صاحب کو لے گئے۔

سُنی کانفرنس کوئٹہ:

۳ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ بمطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۸۴ء کو صوبائی سنی کانفرنس کا انعقاد مدرسہ غوثیہ انوار باھو وحدت کالونی کوئٹہ میں ہوا جس کی صدارت حضرت صاحب نے فرمائی۔غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی اور جمعیۃ العلماء پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا عبدالستار خان نیازی کے خصوصی خطابات تھے۔مولوی محمد یوسف سیالکوٹی اور سید اختر شاہ کرانی والے منتظمین تھے۔حضرت نور سلطان نے آخر میں طویل اور مدلل تقریر کی۔مولوی وزیر محمد اور مولوی محمد حیات نے اختتامی تقاریر کیں۔

علامہ احمد سعید کاظمی نے مسئلہ جہاد اور ضرورت جہاد پر ایمان افروز روشنی ڈالی۔مولانا عبدالستار خان نیازی نے سیرت سیدنا امام حسینؓ کو اپنا موضوع بنایا۔انہوں نے آخر میں فرمایا کہ حکومت سیدنا ابوبکر صدیق کے طرز پر ہمیں مطلوب ہے اور وہ صدیقی حکومت ہی پیروی رسول اکرم ﷺ ہے اور جو حکومت جبراً مسلط کی

Marfat.com

جائے وہ یزیدیت ہے۔

بزم باھو و جشن باھو کی تقریبات:

حضرت صاحب اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود دینی روحانی و اسلامی تقریبات میں شمولیت کے لئے کسی نہ کسی طرح وقت نکال ہی لیا کرتے تھے۔ وہ بھکر میں حضرت سردار بخش شہیدؒ کے عرس مبارک میں اور بھکر میں نور سلطان صاحب کے زیر اہتمام سالانہ جلسہ جامعہ انوار باھو بھکر کے جلسہ میں بزم باھو بلوچستان اور بزم باھو لاھور کے تحت ہونے والے سالانہ حق باھو کانفرنس میں شرکت کر لیا کرتے تھے۔ ڈھاڈر، بھاگ کے مدارس انوار باھو اور دیگر مختلف مقامات پر حضرت سلطان العارفین کی یاد میں ہونے والے جلسوں میں ضرور شامل ہو جاتے اور ان کا صدارتی خطاب عمدہ رشد و ہدایت کا باعث ہوا کرتا تھا۔ اپنے والد مکرم حضرت سلطان محمد نوازؒ کا عرس مبارک ۱۶ صفر المظفر میں باقاعدہ نہایت سادگی سے سرانجام دلاتے تھے۔ سیدنا غوث الاعظم کا ۲۰۔۱۹ نومبر سالانہ عرس پیر صاحب کی معیت میں باقاعدگی سے پھلروان میں مناتے چلے آئے ہیں اس عرس میں حضرت صاحب باقاعدگی سے شرکت کرتے رہے۔

پھلروان سے ۲۰ جولائی ۱۹۷۲ء کو لاھور میں الفلاح بلڈنگ میں ۱۵ جولائی ۱۹۷۲ء کو ہو جانے والے جشن باھو منائے جانے پر لکھتے ہیں۔ تقریب میں صدارت مجھے دی گئی۔ ریڈیو پاکستان کا ڈائریکٹر، سلطان عبدالحمید (سلطان حمید صاحب) اور کافی شعراء و دانشور و معززین و مخلصین جمع ہوئے ہال کھچا کھچ بھر گیا۔ سلطان العارفین کا کلام بعض حضرات نے پڑھا مقالے بھی پڑھے گئے آپ (سلطان الطاف علی) کا مقالہ بھی ایک صاحب سے پڑھایا گیا۔ آخر میں مجھے خطبہ صدارت اور دعا کے ساتھ مجلس برخاست کرنی پڑی۔ اس رات ۹ بجے ٹیلی ویژن پر خبروں میں جشن باھو کی تقریب دکھائی گئی۔ متعدد اخبارات میں آپ (سلطان الطاف علی) کا مقالہ شائع ہوا ہے۔ چند اخبارات ارسال ہیں۔ یہ اہتمام بزم باھو لاھور نے کیا۔ جو کہ صوفی ریاض وغیرہ مخلصین نے تشکیل دی ہے۔ اس میں بڑا کارکن جاوید صاحب ہے جو کہ چراغ اینڈ سنز انجن بنانے

Marfat.com

والوں کی فرم کا مالک ہے۔انہیں بزم کے لئے قواعد وضوابط اغراض و مقاصد ضرورت ہے فی الحال گرمی میں پریشان ہوں شاید وزیرستان پنچ کران کے لئے کوئی مواد مہیا کر سکوں گا۔آپ اس سلسلہ میں کچھ لکھ کر مجھے ارسال فرمادیں۔

شرح ابیات باھو پر ھدایات:

میں جن دنوں فورٹ سنڈیمن (ژوب) کالج میں لیکچرار تھا ابیات باھو کا ترجمہ وشرح کے کام میں مشغول تھا۔ان دنوں میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں ایک خط میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے بیت :''کُل کبیر کو یسر کہندے کارن در بحر دے ھُوؒ'' کے ترجمہ اور شرح کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے دربار شریف سے اپنے مکتوب مرسلہ ۲۵ اپریل ۱۹۶۹ء کولکھا:

''کُل کبیر'' کی شرح کے بارہ میں مکتوب ملا۔دراصل کلام الملوک ملوک الکلام ہوتا ہے۔سلطان العارفین کا کلام سمجھنا دراصل مفہوم تک پہنچنا ان ہی کے فضل سے میسر ہو سکتا ہے۔آپ نے جو کچھ شرح سوچی ہے اچھی ہے یہ بھی ہو سکتی ہے۔چونکہ یہ اندھوں والا ہاتھی ہے جہاں کسی نے ٹٹول لیا اسی شکل و شباہت کو اصل سمجھ لیا۔شرح ہر شخص اپنے خیال فکر منزل ورسائی کے مطابق کرتا ہے۔آپ کی شرح بھی پسندیدہ ہے۔

البتہ ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب کی کتاب سے اقتباس کی چنداں ضرورت نہیں ہے آپ کی اپنی شرح کافی ہے اگر اقتباس کا حوالہ آپ کو پسند ہو تو پہلے ڈاکٹر صاحب کے مذہب اور عقیدہ کی تحقیق فرمالیں کہیں ان کا عقیدہ پرویزی یا کوئی دوسرا نہ ہو۔

ہمیشہ کسی بھی کتاب کے حوالہ سے پیشتر اس کے مصنف کے بارہ خوب نظر غایت سے مصنف کے عقیدہ کو دیکھ اور پرکھ لیا کریں ورنہ آپ کی کتاب اور آپ کو بھی شبہ کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

۲۔یہ شرح اس وقت جچیگی جب باقی ابیات شریف کی شرح بھی آپ زبان تصوف میں اس معیار کی لکھنے میں کامیاب ہو جاویں۔

۳۔آیت قرآنی جب بھی تحریر کیا کریں اس میں تحریری غلطی نہ ہونی چاہیئے۔

Marfat.com

۴۔ بہتر ہوگا کہ ہر عربی تحریر قرآن حدیث قول کا ساتھ ہی بریکٹ میں اردو ترجمہ بھی ہو

۲۲ اپریل ۱۹۷۰ء کے مکتوب میں لفظ بمبل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد سَر یعنی بوٹے۔ کانے جسے پشتو میں درگہ کہتے ہیں۔ کہ وہ سٹہ دار پھول ہیں جو کہ ہر کانے کے سر پر اگتے ہیں۔ اسی طرح مکئی کے سر پر جو پھول کھلتے ہیں اسے پشتو میں بھی اور پنجابی میں بھی بمبل کہتے ہیں۔

۱۹ ستمبر ۱۹۷۳ء کو کانی گورم جنوبی وزیرستان سے لکھتے ہیں کہ کتاب ابیات باھو کا وائس چانسلر (بلوچستان یونیورسٹی) کا پسند کرنا اور اچھا ریمارک دینا خوشی کا باعث ہوا۔ خدا کرے اب یہ کتاب جلد منظر عام پر آ جائے۔

کلام باھو و تصوف:

وانا جنوبی وزیرستان سے ۱۱ اگست ۱۹۷۰ء کو اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ ابیات باھو کا انگریزی ترجمہ آپ کے پاس پہنچ چکا ہے میری جانب سے محمد یوسف فرنس کو براستہ جنوبی امریکہ ٹرینی ڈاڈ Tarinidad ویسٹ انڈیز بھیج دیں وہ صرف انگریزی جانتے ہیں اس لئے خط انگریزی میں لکھیں اور انہیں پاکستان آنے کی دعوت دیں۔ خط پر انگریزی میں میرے دستخط بھی کر دیں۔

دربار شریف سے ۱۰ اپریل ۱۹۷۱ء کو لکھتے ہیں کہ آپ لاھور V.C کو پھر یادداشت لکھ دیں تو بہتر ہوگا۔

تالیف کے کام میں کم از کم ایک آدھ گھنٹہ ضرور دیا کریں۔ تصوف کی کتب کا مطالعہ بھی اسی کام کی کڑی ہے۔ دارا شکوہ کی بعض تصانیف بھی منگا لیں جو کہ اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاھور سے ملینگی۔ اس سے سلسلہ تصوف کی فہرست منگا لیں۔ اسی طرح مفتی احمد یار خان کی تصنیف شان حبیب الرحمٰن بھی آپ کو بہت مفید ہو گی وہ نوری کتب خانہ داتا گنج بخش لاھور سے مل جاوے گی۔

مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۷۱ء کو حضرت صاحب کراچی سے مجھے لکھتے ہیں کہ ادھر حاجی دوست محمد صاحب (چھمبی والے ڈاک خانہ چوہا سیدن شاہ تحصیل پنڈ دادن خان) ملے جنہیں

Marfat.com

بادشاہ صاحب (حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ) کے ابیات یاد ہیں ان سے یہ چار بیت ملے جو کہ تحریر ہیں۔

(۱) تسبیح پھری تے دل نہیں پھریا (۲) جیکر حب ملن ڈی ہووی

(۳) ناں میں سنی ناں میں شیعہ (۴) برقعہ نور حضور اپنے دا

حاجی دوست محمد نے ''ناں میں سیر نہ پا چھٹا کی ناں پوری سرساہی ھُو'' کی بھی تصدیق کی ہے اور اسے بھی یہ بیت یاد ہے جو کہ حضرت سلطان محمد عزیز صاحب سے ملا تھا۔ حاجی صاحب کے گھر پر پرانا چھاپا ابیات شریف بھی ہے اور ایک اور کتاب جس کا نام پنج گنج ہے جن میں ابیات باھوؒ ہیں میں نے اسے کہا ہے کہ وہ کچھ دنوں کے لئے یہ کتب بھیج دے امید ہے وہ آپ کو بھیج دے گا۔

مانڑو چلی جنوبی وزیرستان سے ۲۳ اگست ۱۹۷۱ء کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں آج ملک داؤد کے ذریعہ آپ کا مرسلہ خط ملا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے آپ کو ابیات شریف ترجمہ انگریزی مقبول الٰہی والی ایک صاحب کے نام ٹرینی ڈاڈ (امریکہ) بھیجنے کو کہا تھا۔ اور آپ نے لاھور والوں کو لکھا تھا اور انہوں نے وہ کتاب ارسال کر دی تھی یہ وہی یوسف فرانسس ہیں جو کہ میرے مدینہ منورہ کے رفیق ہیں۔ آپ مہربانی کر کے انہیں خط کا جواب میری طرف سے لکھ دیں: ''برادرم محترم آپ کا محبت بھرا خط ملا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ انشاء اللہ اس سال مکمل کوشش کرونگا تا کہ پھر مدینہ منورہ میں ملاقات ہو سکے دعا کریں آپ کا ادھر تشریف لے آنا میرے لئے دلی خوشی اور سعادت کا باعث ہوگا البتہ ادھر تشریف لاویں تو کافی عرصہ ادھر رہنے کا پروگرام بنا کر آویں براستہ کراچی سے ملتان بذریعہ ٹرین اور ملتان سے بذریعہ بس دربار حضرت سلطان باھو آویں''۔ کتاب کے بارے انہیں تحریر کریں کہ سلطان العارفین کی سوانح یا ملفوظات کا انگلش میں ترجمہ نہیں ہے البتہ ان کے ایک درویش فقیر نور محمد کی لکھی ہوئی ''عرفان'' (انگلش) عنقریب انہیں ارسال کر دی جاوے گی۔

۱۴ جولائی ۱۹۷۲ء کو میں نے خواب دیکھا کہ میری مرتبہ کتاب ''ابیات باھو معہ ترجمہ و

Marfat.com

شرح'' کو حضرت صاحب نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے حضور پیش کر دیا ہے ۱۳ ستمبر ۱۹۷۳ء کو تنگاڑے نظر خیل جنوبی وزیرستان سے لکھتے ہیں کہ سلطان صاحبؒ کا نیا بیت جو آپ نے بھیجا ہے واقعی سلطان العارفین کا اپنا کلام معلوم ہوتا ہے۔ انشاء اللہ جلد ترجمہ ارسال کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی ہمت بخشے تا کہ اس کام کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور اس سے آگے گامزن ہوں۔

۲۶ مارچ ۱۹۷۵ء کے مکتوب میں ٹانک سے لکھتے ہیں کہ لاھور میں آپ نے ملک چنن الدین کشمیری بازار لاھور والے کے فرزندان ملک ممتاز و ملک امین سے ملاقات کی اور وہ چاہتے ہیں کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے تمام کلام کو میری (راقم الحروف) کی طرف سے درستی کے ساتھ وہ چھاپنے کو آمادہ ہیں نیز وہ میرے تعاون سے مناقب سلطانی کو بھی اپ ٹو ڈیٹ اضافوں کے ساتھ چھاپنے کو آمادہ ہوں گے اگر میں ان سے ملوں اور اس طرف تعاون کر سکوں۔ انہوں نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ پر اپنے کتابخانہ کی مطبوعات کا ایک سیٹ بھی حضرت صاحب کو مجلد کر کے پیش کیا۔

لاھور سے ۹ نومبر ۱۹۷۶ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ پہلے خط میں ابیات باھو کے انعام کے بارے میں لکھ چکا ہوں۔ کل آپ کے نام رائٹرز گلڈ والوں کی چٹھی آئی جس کی فوٹو سٹیٹ کاپی بھیج رہا ہوں۔ اصل ادھر اشفاق صاحب کے پاس تبرکات کے شوکیس میں رکھ دی ہے یہ احتمال تھا کہ شاید ڈاک آپ کو دیر سے ملے اس لئے اصل ادھر رکھ دی ہے کیونکہ انعام کے لئے ادھر لاھور میں رابطہ رکھنا ہو گا۔

سلطان حمید صاحب نے لاھور میں حضرت سلطان باھو اکیڈمی ۱۹۸۲ء میں قائم کی تو حضرت صاحب و راقم مستقل رکن ہو گئے اور خود بانی و صدر اکیڈمی ہوئے۔

بڑی مسرت سے اظہار کرتے ہیں کہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۵ء کی اخبار میں ہے کہ رائٹرز گلڈ نے سلطان الطاف علی کی کتاب ابیات باھو کے لئے پانچ ہزار روپے کا حبیب بینک انعام کا اعلان کیا ہے۔ بہت خوشی ہوئی اس سے الطاف صاحب کی حوصلہ افزائی ہو گی۔

Marfat.com

ادب و تصوف:

ڈائریکٹر خانہ فرہنگ ایران کوئٹہ چاہتے تھے کہ حضرت صاحب سے ملاقات کریں۔ چنانچہ ان کے اعزاز میں عصرانہ کا اہتمام کیا گیا اور ۲۲ جولائی ۱۹۷۷ء کو آستانہ دستگیر کیچی بیگ وہ تشریف لائے ان کے ہمراہ سٹاف کالج کوئٹہ میں کام کرنے والے کرنل آقائی جواد نصرتی بھی آئے چنانچہ ان کی حضرت صاحب کے ساتھ ڈیڑھ گھنٹہ ایک اچھی ادبی و علمی نشست رہی۔ آقائی محمد رضا میرزائی نے حضرت صاحب کو باعکس رباعیات عمر خیام اور بابا طاہر عریان ہمدانی کا کلام بمعہ ایرانی پستہ کے پیکٹ کے پیش کیے۔

۲۸ فروری ۱۹۷۹ء کو دربار شریف حضرت صاحب و سلطان صفدر علی کے ساتھ ایک نشست رہی جس میں خاص طور پر رسالہ روحی شریف کے معانی و مفاہیم پر گفتگو ہوتی رہی۔ ہماری خواہش پر حضرت صاحب نے درست الفاظ میں رسالہ کو پڑھا اور آواز کو ٹیپ کر لیا گیا۔ اس آواز کی ایک سی ڈی سلطان صفدر علی صاحب نے بھی بھر لی۔

۲۸ جنوری ۱۹۷۹ء کو دربار شریف پر مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیۃ العلمائے پاکستان برادرم مرحوم حاجی نور حسین کی فاتحہ خوانی کے لئے آئے حضرت صاحب نے انہیں ''ابیات باھو معہ ترجمہ و شرح'' کا ایک نسخہ پیش کیا۔ اس موقعہ سلطان خضر حیات نائب سجادہ نشین موجود تھے۔

۲۲ جولائی ۱۹۷۹ء کو انجمن طلبائے اسلام کے صوبائی کنونشن کانسی روڈ کوئٹہ میں حضرت صاحب نے صدارت فرمائی اس موقعہ پروفیسر طاہر القادری نے تربیتی مقاصد کے لئے تقریر کی۔ اور حضرت صاحب کا صدارتی خطبہ ہوا۔

دوم فروری ۱۹۷۵ء ٹاؤن ہال لاہور میں اور یکم فروری ۱۹۷۷ء جشن باھو کی تقریب پاکستان نیشنل سینٹر الفلاح بلڈنگ لاہور میں با اہتمام بزم باھو لاہور ہوئی شیخ رفیق احمد سپیکر پنجاب اسمبلی کی صدارت ہوئی اور حضرت صاحب مہمان خصوصی تھے۔ اس موقعہ حضرت صاحب نے خطاب فرمایا۔

Marfat.com

نظرِ ثانی:

سال ۱۹۷۸ء کے حج و زیارات کے سفر میں راقم الحروف و حضرت صاحب ایک ساتھ ہی رہے۔ مکہ معظمہ میں ہم معلم اسماعیل بنون کے کیمپ میں محلّہ مسفلہ میں تھے جبکہ ہمارے چچا زاد بھائی سلطان غلام میراں بھی اسی سال حج کے لئے پہنچے ہوئے تھے ان کا محلّہ شامیہ میں کیمپ تھا۔ ایک روز ہم دونوں بھائی سلطان غلام میراں صاحب کو ملنے کے لئے شامیہ کو روانہ ہوئے۔ سیالکوٹ کے محلّہ رنگپورہ اعوانان والے کے تین نوجوان فقیر حسین، شوکت علی اور حاجی ارشد بھی مسفلہ سے ہمارے ساتھ ہو گئے۔ جب ہم سلطان غلام میراں صاحب کے ہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے قریب ہی بنائے ہوئے پردہ میں اپنی زوجہ محترمہ شاہدہ بی بی سے چائے تیار کرنے کا آرڈر دے دیا اور ساتھ ہی ہمارے لئے نہایت عمدہ سیب اور کیلے منگوا لئے، وقت ایسا تھا کہ ہمیں تو چائے زیادہ مرغوب لگی اور خوب چائے ہوتی رہی اور حرمین شریفین سے متعلق زیارات کا حال ہوتا رہا۔ جب چائے کا دور ختم ہوا اور ہم رخصت ہونے لگے تو سیالکوٹ والے حاجی صاحبان سے نہ رہا گیا اور انہوں نے بے ساختہ سرخ سیبوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ کیا نظر ثانی نہ کرینگے۔ اس پر ہم خوب محظوظ ہوئے حضرت صاحب نے سیب ان کے سامنے رکھ دیئے اور پھر ہم ہمیشہ انہیں "نظر ثانی" کے نام سے پکارتے رہے۔ اب بھی وہ دربار حضرت سلطان باھوؒ پر آیا کرتے ہیں تو "نظر ثانی" کے وہ لمحات اور حضرت صاحب کی معیّت خوب یاد آجاتی ہے۔

مکتوبات:

حضرت صاحب کے مکتوبات ہزاروں کی تعداد میں مختلف احباب اعزا و اقارب مریدین و مخلصین کے پاس محفوظ ہیں۔ ان کے مکتوبات میں وقت کے مطابق سطحی حال احوال کے علاوہ بعض بڑی حکمت و موعظمت کی باتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ ملک غلام سرور خان (شاہ پور، سرگودھا) کو لکھتے ہیں: نیکی اور عبادت اور ادب و عقیدت نہایت ہی اعلیٰ چیزیں مگر محض شکل و شباہت اور رنگ ڈھنگ کا میں قائل نہیں۔

Marfat.com

اقتدار کی کہن سالہ جلالت کو بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ بات صرف نیت اور خلوص پر ختم ہوتی ہے۔ بقول اقبال:

بلندی چاہیئے انسان کی فطرت میں پوشیدہ
کوئی ہو بھیس لیکن شان سلطانی نہیں جاتی

نیک ہو کر بھی انسان زندگی کو سمجھ سکتا ہے۔ ہاں اگر زندگی کو سمجھ کر کوئی نیک ہو جائے تو میں اس انسان کو اشرفِ نوع بشر سمجھتا ہوں۔ حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ انسان کی فطرت خدا کی معلق کتاب ہے جسے فرشتے بھی نہیں سمجھ سکتے۔ تو عرض یہ ہے کہ سطحی نظریات، عام عقائد اور فرسودہ روایات سے بلند ہو کر ہر چیز کا مطالعہ کیجئے اور بس۔

حضرت صاحب ملک غلام سرور خان کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ اگر نیکی سے کام نہیں بنتا تو غلطی کریں کیونکہ اسے ہماری غلطی اور اس پر ندامت پسند ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: تخلیق آدم سے پہلے اللہ جل جلالہٗ نے مجلس شوریٰ سے دریافت فرمایا تو انہوں نے بھی یہی بتایا اور یہ سب کچھ عرض کیا کہ یہ فساد پھیلائے گا، سرکشی کرے گا، خون خرابہ کرے گا اور اپنے بارے میں کہا کہ ہم تسبیح و تحلیل اور حمد و ثنا کرتے ہیں۔ لیکن بارگاہ الٰہی میں ان کا عذر قبول نہ ہوا۔ اس کے محض تقدس و حمد و ثنا کی کوئی قدر نہ تھی بلکہ فرمایا ''تم نہیں سمجھتے میں بہتر جانتا ہوں''۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ بنی نوع انسان کا جد امجد پہلے پہل ہی نعمت و اکرام اور حور و غلمان پا کر بھی فطرت ایزدی کے تقاضا کے مطابق ممنوعات کی طرف مائل ہو گئے اور بہشت سے نکال دیئے گئے۔ آہ وزاری کی اور اس انداز و کیفیت کا اظہار کیا جسے وہ ذات پاک دیکھنا چاہتی تھی۔ پھر منیٰ و عرفات میں توبہ قبول ہوئی۔

ترا صفی تو بنا توبہ و ندامت سے
گناہ دانہ گندم کا اک بہانہ سہی

اسی طرح ملک غلام سرور خان کو حضرت صاحب اپنے ۲۶ اگست ۱۹۷۴ء کو گرامی نامہ میں ''نسبت'' کی اہمیت پر لکھتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ بھی فطرت ازلی ہے وہ

Marfat.com

نہیں بدل سکتی اس لئے جو کچھ بھی کسی کی فطرت یا ضمیر میں ہوتا ہے وہ اجاگر ہو کر رہتا ہے لیکن سب سے بڑا کام ''نسبت'' ہے۔اور ہمیں صرف ''نسبت'' دیکھنی چاہئیے۔کتا ہر حال میں کتا ہے وہ گھوڑا ہرگز نہیں بن سکتا۔لیکن پٹہ ڈالنے کے بعد کتے کی عظمت بڑھ جاتی ہے۔فطرت وہی سابقہ قائم رہتی ہے۔ہماری بھی یہی کیفیت ہے۔میں نے آپ کو صوفی سلطان خلیفہ جہلمی کے بارے میں ذکر کیا تھا کہ اس کی ناشائستہ حرکات مجھے پسند نہ تھیں۔اور میں اسے ''صوفی شیطان'' کہا کرتا تھا۔ایک دن مجھے قبلہ پیر صاحب مبارک نے فرمایا کہ'' حضرت صاحب کیا آپ کے پاس میرے ایک شیطان کی گنجائش نہیں ہے''۔چنانچہ اس کے بعد مجھے صوفی پیارا لگنے لگا اور یہی سمجھا کہ جو کچھ بھی ہے ''ہے تو مالک کا''۔دراصل گناہ وثواب دونوں کی کوئی حقیقت و اصلیت نہیں ہے بلکہ سب کچھ اس کے فضل و کرم پر منحصر ہے۔میرا فلسفہ تو یہ رہا ہے کہ:

ثبات رشتہ الفت نگہ دار ثوابی گر نمی ارزد خطا کن

ایک درویش کے نام مکتوب:

حضرت صاحب کا سب سے زیادہ حسن سلوک درویش و اہل اللہ طبقہ سے ہوا کرتا تھا۔درویش میں عشق و محبت کی بو باس ہو تو وہ حضرت صاحب کو بہت پیارا ہوتا تھا وہ چاہے کوئی برہنہ پا کیوں نہ ہو اس سے انہیں غرض نہ ہوتی تھی۔آپ ایسے اہل دل کو اپنا پورا حال احوال بیان کر دیا کرتے تھے۔دیکھیئے ایک فرد فرید و مجرد ظہور احمد قریشی فقیر المعروف عینی آبادی ساغر قمر آبادی کو جو شاہ پور شریف ضلع بہاولپور کے باسی تھے اپنے آستانہ دستگیر سرآب روڈ کوئٹہ سے ۲۹ مئی ۱۹۸۶ء کو تحریر فرماتے ہیں:

محترم حضرت قمر آبادی سلامت باشد

السلام علیکم مدت مدید کے بعد والا نامہ بمعہ ایک مبارک غزل کے جس میں ماہ صیام کے آنے کی خوشخبری موصول ہوا۔دل باغ باغ ہوا۔شکر ہے آپ خیریت سے ہیں۔بارہا آپ کی یاد آتی رہی۔پچھلے سال مجھے جدہ میں شادیانی شریف کا ایک خان مان ملا تو روزانہ اس سے آپ کے بارے دریافت کرتا لیکن وہ بھی واقف نہ تھا۔میرے پاس پتہ

Marfat.com

نہ تھا کہ خط تحریر کروں۔

گڑھ مہاراجہ کے احباب کئی بار آئے آپ کا دریافت کیا اور مایوس ہو کر چلے گئے۔کبھی کبھی وقت بچا کر چکر لگا لیا کریں تا کہ روح میں روانی قائم رہے۔اب ادھر حالات بہت بدل چکے ہیں زمانے میں بہت تغیر و تبدل آ گیا ہے۔حضرت حاجی نور حسین صاحب، حضرت محمد حسن صاحب، حضرت محمد شریف صاحب، حضرت محمد عزیز صاحب، حضرت فیض سلطان صاحب، میرا چھوٹا بھائی سلطان محمد اشرف اور اس کا لڑکا مشرف سلطان، حافظ محمد حیات صاحب اور کئی احباب ہمیں داغ مفارقت دے کر اس جہان فانی سے عالم بقا کو رحلت فرما گئے ہیں۔ارشد اور حسین کی شادیاں ہو گئی ہیں مکانات میں تبدیلی آ گئی ہے۔درویش بھی اکثر بدل گئے ہیں۔نبی شاہ فوت ہو گیا ہے۔لیس اور محمد عالم بھی چلے گئے ہیں اور ان کی بجائے اور لوگ ڈیوٹی دے رہے ہیں۔

کچھ عرصہ میری آنکھ موتیا آ جانے سے بند ہو گئی ہے ایک آنکھ کا آپریشن خراب ہو گیا ہے دوسری آنکھ کا آپریشن کامیاب ہے خدا کے فضل سے چل پھر رہا ہوں۔

صفدر، اصغر، فیض احمد اور ظہور، رؤف سب ٹھیک ٹھاک ہیں۔الطاف صاحب کوئٹہ کالج میں پرنسپل ہیں۔ارشد، حسین، امجد وغیرہ ادھر کوئٹہ میں ہیں۔عمر دراز صاحب دربار شریف پر ہیں۔کوئٹہ تشریف لے آئیں تو موسم بہت اچھا ہے۔ہمارا گھر سرآب میں کلی کیچی بیگ میں ہے۔انشاء اللہ ذوالحج کے آخر میں دربار شریف جائیں گے۔وہاں تشریف لائیں بھی خوشی کا باعث ہے۔آپ کا پیارا کارڈ اگرچہ سلطان حامد نواز کے نام آیا ہے لیکن میں نے قابو کر لیا ہے۔آپ کے سب احباب اور سب ساتھیوں کو دعا سلام۔

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی
بیاد آر محبان بادہ پیما را

ہمارا پتہ: معرفت خلیفہ عبدالوہاب بلوچستان سیکرٹریٹ۔کوئٹہ

والسلام

غلام دستگیر القادری

Marfat.com

مکتوبات سے کچھ احوال:

۱۵ مئی ۱۹۶۸ء کے مکتوب میں مجھے (راقم الحروف) کو گومل، جنڈولہ اور چغملی جنوبی وزیرستان جا کر بعض امور سرانجام دینے اور بالخصوص وہاں فاتحہ خوانیاں کرنی ہیں اور ان لوگوں کو حضرت صاحب کی بیحد مصروفیات کا کہنا ہے۔

اگلے خط میں مجھے وادی بدر میں آ جانے کے لئے لکھتے ہیں خود سپلی توئی زرخیل میں ہوتے ہیں۔ مجھے ژوب کالج کھلنے تک اس علاقہ میں وقت گزارنے کے لئے لکھتے ہیں۔

۲۱ اگست ۱۹۶۸ء کے مکتوب میں مجھے وزیرستان بلایا ہے عمر دراز صاحب حضرت صاحب کے ساتھ ہیں جو وسط ستمبر رخصت ہونگے۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۶۸ء کوئٹہ سے لکھتے ہیں کہ عمر دراز صاحب سنڈیمن ہسپتال میں داخل ہیں ناک سے خون جاری ہوا تھا اب بہتر ہیں تاہم دس روز ادھر رہیں گے مجھے لکھا ہے کہ ان سے ملنے جاؤں۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء حافظ محمد حیات ماموں صاحب کا گزشتہ روز قل شریف، درود شریف پڑھا گیا۔

۱۲ فروری ۱۹۸۴: ۷ سی کرسچن ہسپتال ٹیکسلا میں آپریشن چشم کے لئے داخل ہوتے ہیں۔

۱۰ اگست ۱۹۸۵ء لندن سے بغداد شریف دربار غوث الاعظمؒ میں زیارت کرتے ہیں تو شدت کی نقاہت اور علالت تمام دور ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

باب چہاردھم
شخصیت

آپ کی پُر خلوص اور پُر اعتماد شخصیت کے سامنے ہر شخص گرویدہ ہو جاتا تھا۔ نہایت سادہ زندگی بسر کی ہے۔سادہ لباس اور صفائی پسندی آپ کا شعار رہا ہے۔تمام جوانی کے سالوں میں آپ نے ملیشیا کی قمیص وشلوار زیب تن کی اور ادھیڑ عمر میں خاکی شلوار قمیص یا سفید قمیص شلوار استعمال فرمائی۔بنیان نہیں پہنتے تھے۔سردیوں میں ہاف کوٹ پہنا کرتے دوران سفر سفید لٹھے کی چادر سے سفر کے دوران سر اور جسم کو لپیٹ لیتے تھے۔گرم چادر یا لوئی بھی سردیوں میں استعمال فرماتے۔صوم وصلوٰۃ کی پابندی تو آپ کا خاصہ رہا ہے۔روزانہ ایک وقت قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے۔مختلف ایام محرم ،ربیع الاول، رجب، جمادی الاول میں فرضی ونفلی روزے رکھتے تھے۔لیلتہ القدر پر نوافل ادا کرتے۔زہد وعبادت آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا،صوفی منش زندہ دل، پاک باز ،عبادتگزار و شب زندہ دار تھے۔سلسلہ قادریہ میں ایک باکمال پیر طریقت ہوئے ہیں۔رات کو اور علی الصبح سورۃ الشراح کا ورد بھی کیا کرتے۔غوث الاعظمؒ سے عشق یقین واعتماد کامل حاصل ہو چکا تھا اور آپ ''چہ غم دارم غلامِ دستگیرم'' کے روحانی طمانیت سے فیضیاب رہنے لگے۔خوراک ہمیشہ سادہ پسند کی۔کبھی ایک سے زیادہ قسم کا کھانا رغبت سے نہ کھایا۔مرغن غذا تو کبھی نہ کھاتے۔چائے کی عادت باقاعدہ رہی۔البتہ جب کبھی احباب کے لئے دعوت طعام کا بندوبست ہوتا تو انہیں کھلانے کے لئے گوشت کباب اور میوہ جات پھل فروٹ کا استعمال فرماتے اور انہیں شوق سے کھانے کے لئے رغبت دلاتے۔گوشت اور میوہ خود کاٹ کر پیش کرتے جس کے باعث کم گرویدہ مہمان یہ سمجھ لیتے کہ حضرت صاحب بڑے خوش خوراک واقع ہوئے ہیں۔آپ نے زندگی بھر میں کبھی رات کو جلد آرام نہیں فرمایا ہمیشہ رات کو بارہ یا ایک بجے کے بعد تک کام کرتے اس کے بعد صرف تین گھنٹے آرام فرماتے اور سحری کے وقت بیدار ہو جایا کرتے۔

Marfat.com

طبیعت میں اکثر درد و کرب کی کیفیت رہتی جس کے باعث اشک بار نظر آتے۔ چلتے ہوئے تیز قدم اٹھایا کرتے اور یوں چلنے کا انداز ہوتا جیسے کسی اترائی پر جا رہے ہوں۔

جہاد کشمیر کے ایام میں تو آرام کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ فرماتے تھے کہ کیمپ میں جب کام کرتے کرتے نیند یا تھکاوٹ کا احساس ہوتا تو میں غسل کر لیتا اور پھر تازہ دم ہو کر کام کرتا تھا۔

حضور کریم ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں حاضری کے وقت آپ کے چہرہ مبارک پر ایسی نورانیت چھاتی اور آنکھیں ایسی سرخ ہوتیں کہ دیکھنے والے ششدر رہ جاتے۔ اکثر غیر ملکی لوگ دریافت کرتے کہ یہ صاحب کون ہیں؟ مدینہ منورہ میں رہائش پذیر حاجی عبدالکریم نے بھی ان کیفیات کو محسوس کیا اور سلطان عمر دراز سے کہا کہ روضہ اقدس پر حاضری کے وقت حضرت صاحب کی جو کیفیات ہوتی ہیں ایسے بہت کم لوگوں پر دیکھی جاتی ہے۔ اب یہ صرف انہی بندگان خاص کا حصہ ہیں جنہیں واقعی ''زیارت'' کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

سید احمد سعید ہمدانی کی حضرت صاحب سے پہلی ملاقات ۱۹۷۲ء میں ہوئی تو لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب کو مجلس میں بیٹھے دیکھا تو یہی انداز نظر آیا۔ کئی لوگ آپ کے ساتھ مل کر یوں بیٹھے ہوئے تھے کہ گھٹنوں کے ساتھ گھٹنا ملا ہوتا تھا آپ کے ہاں نشست و برخاست کے انداز میں کسی قسم کا تصنع نہ تھا۔ اپنے تئیں نمایاں کرنے کا کوئی تکلف نہ تھا بس ایک سادگی اور بے ساختگی تھی جو مرد فقیر کے ہر عمل میں در آتی ہے۔

ہمدانی مزید لکھتے ہیں کہ زندگی کے لئے اور خلقت کی رُشد و ہدایت کے بارے میں آپ کا رویہ عملی اور مقصدی پایا تھا۔ آپ کی نظر رسوم و قیود اور نام و نمود میں نہیں کھو سکتی تھی بلکہ اصل کام پر جو مطلوب و محمود ہوتا تھا مرکوز رہتی تھی۔ دم آخر تک آپ ہمیں یہی بات سمجھاتے رہے۔ یہ ایک پابند رسوم صوفی کی نہیں فقیر کی نظر تھی۔ جس کے ہاں عمل ہی عمل ہوتا ہے۔

ڈاکٹر کے بی نسیم (ڈین و صدر شعبہ فارسی پشاور یونیورسٹی) لکھتے ہیں کہ ایک بچہ پیدا ہو کر

Marfat.com

جوان ہونے تک وقت اور اس دنیا کے مختلف اثرات قبول کرتا رہتا ہے اور بالآخر اس کا اپنا اصل حجاب میں آ جانے سے وہ ایک معمہ ہو کر رہ جاتا ہے مگر حضرت صاحب کی ذات ستودہ صفات کوئی معمہ نہ تھی بلکہ ان کی شخصیت ایک کھلی کتاب کی طرح تھی۔

واردات روحانی:

حضرت صاحب ۱۹۵۷ء میں پہلا سفر بغداد اختیار کرتے ہیں اور اس میں پیر صحبت السید یوسف گیلانی پیر آف وانا سے جو روحانی اور ارتقائے فکری کا عالم ہم دیکھتے ہیں اس میں امیر خسرو کی واقعتاً یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ بغداد تو آپ کے لئے مرکز روحانیت ہو جاتا ہے جس کے احوال متعلقہ باب وفصول سے ملتے ہیں یہاں سفر بغداد اور پھر واپسی سفر میں بُعد بغداد پر کیفیات پیش کی جاتی ہیں۔ حضرت صاحب بغداد شریف کو جاتے ہوئے ابھی کیماڑی بندرگاہ کراچی میں ہوتے ہیں کہ ۲ مارچ ۱۹۵۷ء کو لکھتے ہیں:

مطربا کیوں عراق کی لے میں تیرا نغمہ نظر نہیں آتا
ان کی محفل سے اُٹھ کے پھر ناشاد شاد ہونا نظر نہیں آتا

کراچی پہنچ چکے ہیں مگر میں لحظہ بہ لحظہ دور ہوتا جا رہا ہوں۔ اب محسوس کرتا ہوں جیسے کہ اپنی زندگی سے دور جا رہا ہوں۔

ناخدا کے خلوص کے صدقے دور ہوتا گیا کنارہ بھی

جناب کو معلوم ہے کہ مجھے اپنے تمام جسم میں سب سے زیادہ عزیز آنکھیں ہیں۔ جان و جگر، دل و دماغ اور باقی جسم پر جو کچھ گزرے لطف آتا ہے لیکن آنکھوں کے ضائع ہونے سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ آپ مجھے دعا فرما دیں کہ میری آنکھیں اندھی ہونے سے بچ جائیں اور بینا رہیں۔ انشاء اللہ کل پرسوں مکمل حالات تحریر کرونگا۔ پہلے دربار اور پھر ڈیرہ جانے کا ارادہ ہے۔ امید ہے آپ نے اپنا امریکہ جانے کا ارادہ اور بھی پختہ کر لیا ہوگا۔

۱۴ مارچ ۱۹۵۷ء بصرہ سے لکھتے ہیں: قبلہ سجدہ عقیدت قبول ہو۔ آپ پر اور آپ کی اولاد پر میری مسرتیں قربان ہوں۔ ابھی آدھی ہی رات تھی اور ہم سماوہ نہیں پہنچے تھے کہ

Marfat.com

وہ معصوم جذبہ دل جس کے کل ایک بجے دن بغداد میں میں نے اپنے دل کی تاریک تر گہرائیوں میں دائمی نیند سلا دیا تھا اچانک آ پہنچا اور خوب بیقرار کیا۔میری زندگی کا بیش بہا خزانہ تو وہی چند قطرے ندامت اور حسرت کے آنسو تھے جو کہ پہلے ہی قربان کر دیئے ہیں۔اب معلوم نہیں کہ یہ کم بخت جنون مجھ سے کیا چاہتا ہے۔جی چاہتا ہے کہ گریبان چاک کر ڈالوں تاکہ اہل بغداد کی طرح ریل کے مسافر بھی خوب ہنسی اڑائیں لیکن بے فائدہ۔واپس لوٹ جاؤں یا اور کہیں چلا جاؤں تو بے زبانی کا ڈر ہے چھلانگ لگاؤں تو خودکشی ہے۔لطف مرنے میں ہے باقی نہ مزہ جینے میں۔

مجھے کیوں بلایا گیا؟اور میرے ساتھ کیا کیا گیا؟کیا اتنے بڑے سخی کے حضور میں مجھے بھیک دینے کی بجائے میرا مٹی کا پیالہ توڑ دینا مقصود تھا؟کاش میں ہمیشہ یہ حسین خواب دیکھتا!کیا میرا خواب شرمندہ تعبیر بھی ہوگا؟

جناب کی عنایت بندہ پروری اور مہربانی کا ابداً اور جداً ممنون و مشکور ہوں۔جنابہ عمیہ صاحبین کی کرم فرمائی کا شکر جس قدر ادا کروں کم ہے۔آپ نے مجھ جیسے ناکارہ اور کیچڑ بھرے اور رانده شخص کو گلے لگایا۔میرے درد بھرے دل کی ہمیشہ یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صاحبان کو دلی راحت و مسرت نصیب فرمائے۔”کرم کردی خدایا زندہ باشی“

بندہ پرور اگر جنون کی یہی حالت رہی تو جناب بہت جلد سن لیں گے کہ غلام بغداد سے جاتے جاتے ہمیشہ کے لئے چلا گیا ہے۔”تیرا ہر حال میں حافظ ہے خدا میرے بعد“

قبلہ میرے اس عریضہ کو صرف سرسری نظر سے پڑھ کر جلا دیں ایک تو میری طرح میرا کاغذ بھی بغداد نہ رہے۔دوسرا جس طرح میرا تماشا دیکھا شاید ایک سیکنڈ کے لئے یہ بھی وہی تماشا دکھا سکے۔اور تیسرا میرے کاغذ کی راکھ شاید میرے قلم سے زیادہ میرے جذبات کی ترجمانی کرے گی۔اب کوئی آرزو نہیں ہے صرف کبھی کبھی اپنے دادا کے حضور میں یا اپنے دل میں یاد فرمالیں اور بس۔

حضرت صاحب پھر سے ۱۶ مارچ ۱۹۵۷ء کو دربار مقدس غوث اعظم پر ہوتے ہیں اور لکھتے ہیں:

Marfat.com

بے نیاز قبلہ سلامت رہو۔ جناب کی بے نیازی پر میرے نیاز قربان ہوں ۔بصرہ پہنچے تو جہاز پہلے چلا گیا تھا اتنی انتظار کی طاقت نہ تھی ۔بیقراری نے دوڑایا اور زبیر چلا گیا۔ حضرت زبیرؓ اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے حضور میں چیخا چلایا اور پھر اپنا سا منہ لیکر بصرہ آ گیا۔شام تک انتظار کیا ۔آرام میسر نہ تھا ۔ڈاک گاڑی میں جگہ نہ ملی بالآخر دوسری پسنجر گاڑی میں روانہ ہو کر کل ۸ بجے شب بغداد پہنچے ۔فاطمہ کو بہت کہا کہ بصرہ ٹھہر جاؤ مگر وہ بھی واپس آ گئی ہے۔آنجناب سے تو رخصت مل چکی تھی اس لئے حضور غوث پاک کے درویشوں میں ٹھکانہ کر لیا ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

آج شاہ نجف جانا چاہتا ہوں شاید وہ رحم فرما دیں ۔امید ہے جلد واپس حاضر ہونگا۔

المعقل (بصرہ) سے ۲۵ مارچ ۱۹۵۷ء کو لکھتے ہیں:

ہادی شریعت و پیشوائے طریقت قبلہ ام پیر صاحب مبارک مدظلہ العلی

سجدہ عقیدت قبول فرمایئے ۔جناب پر اور جناب کی اولاد پر میرے دل کی مسرتیں اور راحتیں قربان ہوں ۔آپ جناب کی اس ذرہ نوازی کا قیامت تک مشکور ہوں جو مجھ جیسے ناکارہ اور راندہ کو اپنی رحمت سے گلے لگایا اور غوث پاک کے دامن لگایا۔محترم و مکرم دونوں پھوپھی صاحبین نے جو عنایات فرمائیں اور مجھے عزت بخشی اور دعائیں فرمائیں یہ اتنا عظیم احسان ہے جس کے شکریہ ادا کرنے کے الفاظ نہیں۔ابدأ ممنون ہوں ۔آپ کی باران رحمت ہمیشہ ایسی رہے اور میرا جبین نیاز سر بہ سجود رہے۔ جس حال میں آنحضور سے رخصت ہوا خدا کا لاکھ شکر ہے کہ تا حال وہی حال ہے۔

آپ کے گھر سے جو کچھ مل گیا ہے اس پر خوش ہوں دعا فرمائیں کہ یہ تڑپ قائم رہے اور کسی کام کا نہ رہوں اور خسران الدنیا والآخرت ہو جاؤں ۔اور بس ۔گیٹ کی چابی پھر جیب میں رہ گئی تھی جو کہ ارسال ہے۔ماسٹر اور عبدالحئی کے لئے اپنے سر کی دو ٹوپیاں ارسال کر رہا ہوں انہیں ضرورت تھی۔زیری کے لئے سرخ مرچ ارسال ہے شہزادہ

Marfat.com

غالب سے امر کی معافی کا خواہاں ہوں کہ کہیں وہ پھر ان مرچوں سے صحن چمن کو لالہ زار نہ بنا دے۔ فاطمہ و جمیلہ خوش ہیں نیاز عرض کرتی ہیں ۔عمیہ صاحبین کو قدم بوسی استاذی بان اور زید کو دست بوسی شہزادہ غالب کو نیاز۔ ماسٹر عبدالحیٔ اور زیری کو سلام زیادہ نیاز۔ خاک پا غلام۔

ظاہر و باطن کا حال:

پھلروان سے ۱۵ نومبر ۱۹۷۱ء کو حضرت صاحب میری طرف لکھتے ہیں کہ آپ نے دستی خط میں جس کے ساتھ کتابیں تھیں مجھے تحریر کیا تھا کہ گھر پر رہوں اور بچوں کے اصلاح کی کوشش کروں۔ نیز اس میں ظاہری نیکی کی بھی آپ نے مذمت تحریر کی۔ دراصل میری ذمہ داری اور اپنی کوشش اور اصلاح کی حد برادرم حاجی صاحب (سلطان نور حسین) سے لے کر آپ تک تھی۔ اب نئے پود کی اصلاح و تربیت آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ حج اور زیارت مدینہ منورہ میں صرف ظاہری نیکی نہیں بلکہ اس میں اور بھی کافی اخلاقی روحانی اور سیاسی پہلو بھی ہیں۔ میں نے واقعی یہ کیا ہے کہ یہ راستہ سلطان صاحبؒ کی اولاد کے لئے کھولا انہیں اس طرف رجوع دلایا اور آرزو ہے کہ جہاں تک دسترس ہو سب مقامات مقدسہ کی زیارت سے مستفید ہوں باقی رہا میرا معاملہ یہ کچھ ان سے بھی مختلف ہے اگرچہ میں نے اپنے خاندان کے عروج اور معاش کو بھی کافی بڑھایا ہے تعلیم و تربیت بھی دی ہے لیکن سفر بغداد کے بعد اپنے جذبات سے مجبور ہوں اور ایک نامعلوم اثر دل کو گھیرے رکھتا ہے۔ اور مدینہ منورہ کے سفر میں کچھ سکون پاتا ہوں۔

انشاء اللہ میری دو تین ماہ پاکستان یا گھر سے غیر حاضری بھی کسی پہلو میں غیر مفید نہ ہو گی۔ اور ہر حال میں آپ سب کی خدمت کو فراموش نہیں کروں گا اور نہ ہی کیا ہے۔ البتہ اپنے جذبات دل سے ضرور مجبور ہوں۔ اس لئے آپ ہمیشہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیا کریں۔ اور ان فرائض منصبی کو سنبھالنے کی کوشش کریں جو کہ اس گھر اور اس کے متعلق افراد کے لئے مفید اور ضروری ہیں۔

Marfat.com

خاص واقعہ:

۱۴ نومبر ۱۹۷۰ء کو پھلروان میں حضرت صاحب نے پیر صاحب کے سامنے واقعہ پیش کیا کہ فروری ۱۹۵۷ء جب ہم بغداد شریف جا رہے تھے تو (بحری) جہاز میں ایک شخص سیپرس (قبرص) جا رہا تھا اس نوجوان مسافر پر جو واردات ہوئیں اسے صرف میں نے ہی محسوس کیا اور میں مکمل ایک ہفتہ اس کی دیکھ بھال کے لئے جاگتا رہا تا کہ جو امانت میرے سپرد ہے اسکی حفاظت کی جاوے۔ یہ واقعہ میں نے آج تفصیلاً پیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا جو آج تک کسی کو نہیں بتایا میرے رفقائے کار سفر کو بھی آج تک اس کا علم نہیں ہے۔ پیر صاحب بہت حیران ہوئے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ تم ساتھ تھے۔ فرمایا ایسا ایک واقعہ بھی ہے جو کہ تمہیں کبھی بتاؤں گا۔ میرا عرض کرنے کا مطلب یہ تھا کہ بعض انسانوں میں ایسا اثر ہوتا ہے کہ اس سے دوسرا بہت جلد اثر پذیر ہو جاتا ہے بلکہ حواس کھو بیٹھتا ہے۔

اگلے روز جناب پیر صاحب نے بھی آج کل کا موعودہ واقعہ سنایا کہ ڈیرہ میں ان کے ساتھ ایک نہایت مخلص ملنگ مسمی سید حسن مرائی تھا وہ اچانک بیمار ہو گیا اسے بخار نہ تھا کھاتا پیتا کچھ نہ تھا ڈاکٹر بھی مرض سمجھ نہ سکے بالآخر اس نے بتایا کہ وہ ایک نظر کسی کے دیکھنے سے ایسی حالت میں ہو گیا ہے آپ نے اسے سمجھایا پھر وہ وہاں نہ رہ سکا اور عربین گلف اور پھر مدینہ منورہ چلا گیا حج بھی کیا اور دس بارہ سال بعد واپس آیا اس کی کایا پلٹ چکی تھی فرمایا یہ دونوں واقعے ملتے جلتے ہیں۔ عرض کی کہ یہ دو نہیں بلکہ ایسے بہت سے واقعات اور بھی ہیں جنہیں جناب نے اہمیت نہیں دی۔

تو اپنی جلوہ نمائی کو اور کر مستور ۔۔۔ وگرنہ ہوں گے صبوحی میں مبتلا کچھ اور

ارتقاء فکری اور روحانی واردات:

۲۲ ستمبر ۱۹۷۲ء کو کریم پارک لاہور میں حاجی محمد اشفاق قادری کے ہاں پیر صاحب و حضرت صاحب کا قیام ہوتا ہے پیر صاحب کے میڈیکل ٹیسٹ و معائنے ہونے ہیں۔ حضرت صاحب لکھتے ہیں: یوں تو ہر لمحہ ان کا لطف فراواں ہے بالخصوص علی

Marfat.com

اصبح خاص رحمت سے نوازا جاتا ہوں جو کہ بیان نہیں آسکتی۔

؎ مرا در دست اندر دل اگر گویم زبان سوزد اگر در دل کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

پنجاب کلینک آ کر جناب پیر صاحب کا چھاتی کا ایکسرے کرایا گیا اور دوپہر کو واپس آئے۔کل یوم ھو فی شان کے مصداق ہر لمحہ اور ہر آن نیا مظہر ہویدا ہے اور نئی شان جلوہ گر ہے اور یہ میری قلبی واردات ہیں۔

۲۴ ستمبر ۱۹۷۲ء رات شب برات ہے ڈیڑھ بجے شب راوی کنارہ سے ادھر آیا ۳ بجے شب تک نوافل پڑھے اور پھر ۴ بجے تک نیند آ گئی۔اور پھر نوافل تہجد پڑھ کر جناب پیر صاحب کے قریب گیا۔نماز صبح بھی وہاں پڑھی اور خاص نوازشات سے نوازا گیا۔شب برات کے انوار سے چشم و گوش منور ہوئے اور ان کی رحمت نے آغوش میں لے لیا زہے سعادت۔

۲۳ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو آپ چھپر سرائے عالمگیر میں ہوتے ہیں تو ان کیفیات و واردات کا نزول ہوا:

آج صبح سحری کے بعد ایسی کیفیات و واردات ہوئیں جو کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہیں ۔سینے میں بھی اسقدر سوز و گداز و تجلیات پیدا ہوئیں جو کہ بیان سے باہر ہیں ،جسم موہومی کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ ہمارا نہیں بلکہ کسی کی ملکیت ہے اور اس کے بقا و فنا کا مکمل اختیار اس ذات پاک کو حاصل ہے باقی کسی کا دعویٰ و حق نہیں ہے فرمایا تمہاری واردات اجباری ہیں ۔عرض کی کہ محرم دل ہو کر واردات صادر ہوتی ہیں فرمایا اس کا تمہیں خود ہی پتہ ہوگا۔ان کیفیات میں پریشانی کے بارہ دریافت کرنے پر فرمایا کہ ایمان خدا کی امانت کو امین بن کر رکھنے کا نام ہے اور اگر اس کی امانت میں کسی سبب سے نقص یا تجاوز وارد ہو تو اپنا ضمیر ملامت کرتا ہے اور ندامت کے آنسو خود بخود ہی آ جاتے ہیں ۔فرمایا اس ذات نے ہمیں ہر قسم کا امین بنایا اور ہمیں اپنا جرم محسوس ہوتا ہے۔

ھر چند کازمودم از وی نبود سودم
من جرب المجرب حلت بہ الندامہ

Marfat.com

پرسیدم از طبیبی احوال دوست گفتا
فی بعدہٗ عذاب فی قربہا الندامہ

آج کی صبح نور بغداد سے بھی زیادہ فضیلت کی حامل رہی۔

آئینہ اور آنکھیں:

۲۸ ستمبر ۱۹۷۲ء کو لاھور میں حاجی محمد اشفاق قادری کے ہاں قیام پذیر تھے۔اور حضور پیر صاحب نے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھا۔فرمایا سالہا سال بعد آئینہ دیکھا ہے۔حضرت صاحب فرماتے ہیں میں نے بغداد شریف سے واپسی پر جہاز میں آئینہ اور آنکھیں کا عنوان سنایا۔آپ نے سرد آہ بھری فرمایا ان واقعات سے مجھے دکھ ہوتا ہے کیونکہ مجھے تم نے بعد از وقت بتایا ورنہ میں بہت کچھ تمہارے سپرد کر دیتا۔فرمایا میں تمہاری ہر تکلیف میں برابر کے عذاب میں مبتلا ہوں۔

۲۲ اکتوبر ۱۹۷۲ء لکھتے ہیں: ہم چھپر سرائے عالمگیر میں تھے جناب پیر صاحب کافی ہشاش بشاش ہیں مخلصین کے بھی ٹولے آ جا رہے ہیں۔فرمایا مجھے تمام حالات و واقعات کا علم ہے اور تمہیں ہمارے سب واقعات و حالات کا بخوبی پتہ ہے۔تم ہمارے محرم ہو اور تمہارے بغیر ہمیں کسی چیز میں لطف نہیں آتا۔

۲۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو پھلروان میں تھے۔جب ہم بھلوال جا رہے تھے تو مجھے گلے لگایا اور فرط شوق و مہربانی سے میری داڑھی کا بوسہ لیا۔فرمایا۔میں زبان سے کچھ نہیں کر سکتا تم میرے حال سے واقف ہو اور میں تیرے حال سے بخوبی واقف ہوں۔فرمایا میری طرف سے تم پر پابندی نہیں۔فرمایا تم ادھر ہوتے ہو تو میں مطمئن ہوتا ہوں۔جب چلے جاتے ہو تو پریشان رہتا ہوں۔فرمایا کہ یہ غوث پاک کا اپنا کرشمہ ہے کہ تمہیں انہوں نے مبتلا اور مسخر کیا ہے ورنہ میرے ہاتھ کب آتے! فرمایا اس میں غوث پاک کا اپنا راز ہے۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء ہے ۲۲ رمضان المبارک ہے پیر صاحب تو ابھی نہیں چاہتے کہ میں رخصت ہوؤں البتہ اب ادھر ضروری خدمات ختم ہیں اور مجھے بھی گھر کی ضروریات اور فرائض کا احساس ہے لہٰذا طوعاً و کرہاً رخصت طلب کی۔بہت مہربانی سے گلے لگایا گیا

Marfat.com

کافی دیر میرا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھے رہے فرمایا تم میری دھڑکنوں کو محسوس کرتے ہو گے ۔میری داڑھی کا بوسہ لیا ۔میں نے دست بوسی کی ۔ہمشیرہ زیری کا سر چوما اور رخصت ہوا۔شہزادہ عادل اور احمد خان مجھے اسٹیشن پر لا کر ریل پر سوار کرتے ہیں۔

جانے کیوں ناشاد نے جام و قدح کو رکھ دیا
ترک مے نوشی پہ اسکا دل ابھی مائل نہ تھا

میں نے پیر صاحب سے احرام کی اجازت عرض کی تا کہ ان کے لئے حج بدل کر سکوں فرمایا زیری سے معاوضہ لے لو عرض کیا معاوضہ تو کئی ہزار گنا پا چکا ہوں پیر صاحب نے احتیاط کی تاکید و تلقین کی۔

۲۴ نومبر ۱۹۷۲ء / ۱۷ شوال المکرّم کو میں رخصت ہو رہا تھا:

تشفی: رات سب کو علیحدہ کر کے مجھے جناب پیر صاحب نے تشفی دی فرمایا میں تمہارا حبیب ہوں تجھے اپنا رقیب نہیں سمجھتا ہوں میں سب کچھ جانتا ہوں دیکھتا ہوں اور خاموش ہوں اور مجھے یہ سب امور خوشی دیتے ہیں میں حقیقت حال اور حال دل کا محرم ہوں۔عرض کی کہ میں نے جناب کے چہرہ کو کسی آئینہ میں دیکھا ہے۔اصل جمال آئینہ کا نہیں ہوتا بلکہ جمیل کا ہوتا ہے آئینہ اسے صرف اجاگر کر کے پیش کرتا ہے۔

۴ ذی الحج کو میں تو پیر صاحب کے لئے حج بدل کی تیاری کر چکا تھا تو ساتھ ہی مدینہ منورہ میں حاجی عبدالکریم کو سلطان محمد مشتاقؒ کے لئے اور ان کی زوجہ شکیلہ کو پھوپھی صاحبہ مائی امان بی بی کے لئے حج بدل کے لئے آمادہ کر لیا اور انہیں اس کا عوضانہ پیش کر دیا گیا۔اس حج میں سلطان خضر حیات، سلطان غلام میراں، لطیف سلطان، رانا تاج محمد اور پیر زکوڑی و حضرت فخر الدین تونسوی بھی پہنچے اور ان سے ملاقاتیں رہیں۔شیخ الحدیث مولوی محمد شریف ملتان والے اور مولانا عبدالستار نیازی بھی ایام حج میں ملے

۵ فروری ۱۹۷۳ء / ۳ محرم الحرام کو مدینہ منورہ میں حضرت ضیاء الدین کی محفل میں جا کر ان سے ملاقات کی جواب کافی ضعیف ہو چکے تھے۔

Marfat.com

ای عشق چہ فرمائی:

یکم نومبر ۱۹۵۷ء کو میں بدر ننگر نخیل میں ہوتا ہوں۔ اور بقول حافظ:

؎ یادِ رخت بر داز جان حافظ ورد شبانہ درس سحر گاہ

آج صبح سے ہی بیقراری زیادہ ہے۔ پیر صاحب سے جب عرض کیا تھا کہ میں عرس پر نہ آؤنگا تو آپ نے فرمایا تھا "جیسے تمہیں دل کہے"۔ چنانچہ بارہا پہلے بھی اس کم بخت دل سے پوچھ چکا ہے اور اب یہ پھر مجبور کر رہا ہے کہ ضرور عرس مبارک میں جا کر شامل ہو۔ اور دلدار کا دیدار تو کر لو۔ خوب سوچا۔ اسے بہت سمجھایا۔ زمانہ کے حالات بتائے۔ معاشی تکالیف بتلائیں۔ یہاں کے محبوں اور دوستوں کی تیاری اور محبت سے آگاہ کیا مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ لحظہ بلحظہ بے چینی بڑھتی ہی گئی۔ مجھے قبلہ ام حضرت صاحب مرحوم رحمتہ اللہ علیہ کی بھی نصیحت تھی کہ دل کا حکم عین خدا کا حکم ہے۔ لیکن فرق کر لیا کرو کہ یہ آواز دل کی ہے یا خواہشات نفس ہیں۔ چنانچہ نظر عنایت سے دیکھا ادھر سب ہی دل ہے۔ خواہشات نفس کا کوئی دخل نہیں۔ محبوب کے دیدار کے سلسلہ میں نفس و خواہشات کا کیا کام۔ چنانچہ پھر خلیفہ خانومن حاجی سے مشورہ کیا وہ بیچارہ بھی کوئی مشورہ نہ دے سکتا تھا بالآخر قرعہ ڈالا گیا جو کہ واپس جانے کے حق میں نکلا۔ پھر موجود لوگوں کے سامنے یہ کیس پیش کیا گو ان سب کی یہ خواہش تھی کہ میں رہ جاؤں لیکن انہوں نے میری حالت کو محسوس کر لیا پھر قرعہ اندازی ہوئی اور پھر وہی حکم ملا کہ واپس جاؤ۔ خیسورہ کے فقیر نظر کئے اور بدر کے فقیر حاکم شاہ نے بھی واپسی کا مشورہ دیا۔ بس پھر کیا تھا دعائے خیر کی گئی اور آج رات واپسی کا اعلان کر دیا گیا۔ ژور سے لیکر سنی تژہ تک کے مخلصین جمع ہوئے یہ سب کے سب ہمارے منتظر اور مکمل تیاری دعوت وغیرہ میں ہیں بہت خفا ہوئے انہیں تسلی دی گئی کہ میں اپنی اور آپ لوگوں کی محبت اور اخلاص کو بھی حضور غوث پاک کی خدمت میں قربان کرتا ہوں شاید اس میں آپ کے لئے زیادہ بہتری ہوگی اور میری دعا آپ لوگوں کے لئے یہاں سے زیادہ اس مقدس مقام میں قبول ہوگی۔

Marfat.com

۴ نومبر ۱۹۵۷ء میرے پھلروان عرس غوث پاک پہنچنے پر جناب پیر صاحب مبارک بہت خوش ہوئے۔ میرا خط جو کہ تیارزا سے ارسال کیا تھا کل انہیں موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ مجھے معاف فرما دیں میں نہیں آ سکتا اس میں ایک عربی شعر فصوص الحکم کا بھی لکھا تھا جو کہ ذیل میں ہے:

یَحِنُّ الْحَبِیْبُ اِلٰی رُؤْیَتِیْ
وَ اِنِّیْ اِلَیْہِ اَشَدُّ حَنِیْناً
وَتَھْوِی النُّفُوْسُ وَ یَاْبِی الْقَضَا
فَاَشْکُوْ الْاَنِیْنَ وَ یَشْکُوْ الْاَنِیْنَا

(میرا دوست میرے دیدار کے لئے بیقرار و مشتاق ہے۔ اور اس کے لئے اس سے زیادہ مشتاق و بیقرار ہوں۔ نفوس کو دوست رکھتے مگر قضا انکار کرتی ہے۔ ادھر میں آہ نالہ کرتا ہوں ادھر وہ آہ و نالہ کرتا ہے)۔

تقریریں ہوئیں عرس ہوا۔ علماء رخصت۔ صاحبزادگان مشائخ رخصت۔ صرف ناشاد ہی رہ گیا۔ میں آج نہیں جانا چاہتا اور کل نہیں رہنا چاہتا اسی کو اصول زندگی سمجھا ہوں کہ آج جو کچھ کرنا ہے لینا ہے پانا ہے پالیں اور کل یہاں نہیں رہنا۔ فکر وصال نہیں ہے بلکہ غم فراق ہے بقول رفعت سلطان:

غم فراق نہ فکر وصال ہوتا ہے
کبھی کبھی تو عجب دل کا حال ہوتا ہے

۸ نومبر ۱۹۵۷ء کو آج رات گذشتہ جناب پیر صاحب نے بہت لمبی مجلس توحید فقر اور عشق پر فرمائی۔ مجھ سے بھی بے ساختہ کچھ نہ کچھ زبان سے نکل جاتا تھا لیکن یہ حقیقت ہے کہ میرا جسم بے سکت رہا۔ دل میں کوئی عکس آیا اور زبان بے اختیار بول اٹھی۔ بہر حال انہیں بھی لطف آیا اور مجلس بھی محظوظ ہوئی۔

من نمی گویم اناالحق یار می گوید بگو
واز درون خویش آن دلدار می گوید بگو

Marfat.com

درگاہ فاضل شاہ گیلانی (سندھ):

حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۸ جنوری ۱۹۵۹ء کو پیر صاحب کے ہمراہ وہ درگاہ فاضل شاہ جیلانی پہنچے۔ یہاں دیوانے صحت یاب ہو جاتے ہیں انہیں صرف ایک زنجیر میں باندھ دیا جاتا ہے۔ اپنے آپ کو دیوانہ سمجھ کر بندھا جانے کی آرزو کی۔ پیر صاحب نے فرمایا کیا تم بندھے ہوئے نہیں ہو؟ بلکہ تمام وجود اور حواس بھی مقید ہیں۔

۲۵ جنوری ۱۹۵۹ء کو گوٹھ سومرہ پنو عاقل میں جناب پیر صاحب مبارک نے میری لکھی ہوئی غزلیں سنیں مثلث ''میں اور وہ'' پسند فرمائی۔ آنجناب نے اس غزل (مثلث) کی تصحیح بھی فرمائی۔

عرض کی کہ مجھے اس حال سے نکال لیں یا آرزو پوری ہو یا مردود بنا دیں۔ فرمایا تم جو کچھ چاہتے ہو تمہیں حاصل ہو جائے گا۔

۴ فروری ۱۹۵۹ء پیر صاحب نے کراچی میں مجھے فرمایا ''تم اپنے آپ کے سامنے بھی شکست خوردہ نہ بناؤ اور ہرگز مایوس نہ ہو انشاء اللہ بہت جلد سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ عوارضات ہیں ان کا اثر دل پر نہ ڈالو اور خوش رہو''۔

کراچی میں برادرم حضرت غلام باہو صاحب کا خط آیا آپ نے تحریر کیا ہے کہ میرا چہلم (بھابی صاحبہ) پر نہ پہنچنے پر برادرم نور حسین صاحب خفا ہیں اور انہیں برادرم بزرگوار نے میری حالت کے متعلق اس شعر سے ترجمانی کی ہے:

گئے ہم نکل دشت مجنوں سے آگے
نہ جانے کہ وحشت کہاں لے چلی ہے

پیر صاحب نے فرمایا: ''تم خدا سے اور دعا کیوں نہیں مانگتے۔ خدا سے بہت کچھ مانگو اور دعا طلب کرو''۔

۳۰ مارچ ۱۹۵۹ء ڈیرہ اسماعیل خان میں پیر صاحب نے فرمایا ''تیری زندگی اور آسودگی کی ضرورت ہے کیونکہ بہت اہم کام کرنے ہیں''۔

آپ نے فرمایا کہ سبی میں نور حسین صاحب نے انہیں کہا ہے کہ آپ اور غلام دستگیر

Marfat.com

ایک دوسرے کے عاشق معشوق ہو۔آپ نے فرمایا کہ یہ معلوم نہیں کہ معشوق کون ہے؟

صَحَّ عندالنّاس اِنّی عاشقٌ ‘‘ غَیرَ اَنْ لَا یَعرِ فُو عِشقِی لِمَن

۹ اپریل ۱۹۵۹ء / یکم شوال عیدالفطر کو ٹانک زنانہ مشن ہسپتال میں آفتاب اور ناہید کے ساتھ ہیں اور لکھتے ہیں آج دن اچھا رہا طبیعت میں نہ تو خاص اطمینان ہے اور نہ تڑپانے والی بیقراری بہر حال تڑپ بہت پُر لطف تھی۔ہمیشہ آج کا دن خاص کیفیت رکھتا تھا جو کہ اب کے نہیں ہے شاید بقول مرحوم اقبال؛

دم نزع کرمک شمع نے یہ کہا کہ وہ اثر کہن
نہ میری حکایت سوز میں نہ تری حدیث گداز میں
نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

محرکات واردات روحانی:

یکم ستمبر ۱۹۵۹ء کو حضرت صاحب اور پیر صاحب پائیندہ خیل بدر میں تھے کہ حضرت صاحب نے خواب دیکھا اور پیر صاحب کو عرض کی کہ زندگی ایک خواب ہے اور اس خواب میں ایک حسین خواب دیکھا ہے۔اس کی تعبیر کیا ہوگی؟ آپ نے عربی شعر پڑھا اور فرمایا ’’تم نے خواب میں ایک پھول سونگھا اس لئے میں تجھے پھول پیش کرتا ہوں‘‘ اگلے روز فرمایا ’’میں آج تک تمہارے دل کا راز نہیں سمجھا اور مجھے تمہارے کسی مدعا کا علم نہیں ہے‘‘۔

فروری ۱۹۶۰ء کو حضرت صاحب پیر صاحب کی خدمت میں سندھ پنو عاقل میں تھے۔پیر صاحب نے فرمایا۔’’تو ہمارا محرم ہے تم خواہ اپنے آپ کو کچھ بھی سمجھو ہمیں تجھ سے حجاب نہیں ہے‘‘۔اگلے روز پھر فرمایا ’’امانت ہمیشہ امین کے سپرد کی جاتی ہے تم امین ہو اور ہم تمہیں امین سمجھتے ہیں۔حالات ایسے ہیں کہ اب کوئی حل باقی نہیں ہے۔میں دکھی ہوں، بدنصیب ہوں، دردرسیدہ ہوں اور ایسے واقعات کا سرزد ہونا میری مصیبت میں اور زیادہ اضافہ ہے‘‘۔عرض کی کہ میرے نزدیک ان کا مقام بہت پاکیزہ

Marfat.com

رہا ہے اور اب واقعات سے آگاہ ہو کر اور زیادہ متبرک مقام ہے البتہ مکمل واقعات عرض کرنے اشد ضروری تھے تا کہ منافقت اور خیانت عائد نہ ہو۔

واردات روحانی اور پیر صاحب:

۳ مارچ ۱۹۶۰ء/ ۴ رمضان المبارک ہے پھلروان میں شام کے بعد پیر صاحب کی خدمت میں عرض کی تا کہ مجھے ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیں کیونکہ حالت بیماری میں نزدیک رہنے یا خدمت کے قابل نہیں ہوں۔ اگر اچھا ہو گیا تو پھر حاضر ہو جاؤں گا اور تو کوئی دروازہ نہیں دیکھا۔ اپنے حالات و خواہشات سے مفصل مطلع کیا جن پر دل مجبور کرتا ہے اور پھر ضمیر ملامت کرتا ہے۔ فرمایا ابتلا ہے، اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمادے۔ عرض کی کہ مجھے صرف دو چیزیں کچھ مطمئن کر رہی ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی جنسی خواہش نہیں ہے اور دوسرا یہ کہ آپ مہربان ہیں۔ آپ پر ایک سکتہ جیسا طاری ہوا۔ فرمایا تم سے زیادہ میں کسی کو دوست نہیں سمجھتا تجھ سے ہمیں کوئی حجاب نہیں ہے۔

اگلے روز علی الصبح ان سے رخصت ہوا۔ حقیقی بھائی ہونے کا قول یاد دلایا اور اس کی تجدید کی اور اپنے اوپر حق جتلایا البتہ زندگی سے نجات پانے کی دعا بھی چاہی اور ایک طویل عرصہ کے لئے رخصت ہوا۔

روحانی واردات:

۹ مارچ ۱۹۶۱ء / ۲۱ رمضان المبارک (۱۳۸۰ھ) مجھے تمام روز پیاسا رکھا گیا اگرچہ جسم کی پیاس کے لئے رمضان کا روزہ کافی ہے لیکن مجھے روحانی اور قلبی تشنگی میں مبتلا رکھا گیا ہے۔

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

۱۵ مارچ ۱۹۶۱ء میں ملتان پہنچا برادرم الطاف علی، یٰسین شاہ اور سب خیر خیریت سے ہیں۔ الطاف صاحب کو سفر اختیار کرنے کی تمام کیفیات بتائیں۔ الطاف اب محنت سے پڑھ رہا ہے۔ صبح کوئٹہ پسنجر پر آگے روانہ ہوا۔ کبھی چاہتا ہوں پھلو برڑہ جاؤں اور کبھی دوڑ

Marfat.com

کا ارادہ کرتا ہوں۔

کیا جانے عشق زار کہاں لے چلا مجھے
منزل سے بے خبر ہوں مگر جا رہا ہوں میں

خانپور میں پیر صاحب کی خدمت میں ڈیرہ اسماعیل خان کے پتہ پر ذیل کا عید مبارک کا مکتوب ارسال کیا۔

"اپنے اس محسن اعظم کی خدمت میں
جس کی بے نیازی نے
دل میں تڑپ اور مسلسل سوز و گداز عطا فرمایا ہے
تہنیت عید سعید
پیش کرتا ہوں
گر قبول افتد زہی عز و شرف"
غلام 15.03.61

۱۸ مارچ ۱۹۶۱ء یکم شوال (۱۳۸۰ھ) عید الفطر کو میں کیریا نزد دوڑ، سندھ میں حاجی مرزا نعلی جتک کے پاس ہوں۔ آج عید کا دن ہے۔

عجیب عالم ہے بے بسی کا نہ کوئی میرا نہ میں کسی کا

اس سال تو وحشت و جنون نے گھیرے ہوئے تھا ادھر چلا آیا ویسے بھی اکثر عید گھر پر نہیں گزارا کرتا تا کہ بچے زندگی میں ہی اپنے آپ کو یتیم و بے کس سمجھیں اور شفقت پدری سے محروم رہیں تا کہ کسی وقت انہیں زیادہ کوفت محسوس نہ ہو۔ باقی رہا اپنی حالت ،تو جہاں بھی سلطان صاحبؒ کے مخلص ہیں وہ اپنے ہی ہیں۔

قوالی اور ہمارا غمِ دل:

۳۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی محمد شریف خلیفہ کے ہاں نندی پور میں ہم تھے وہاں قوالی کا اہتمام ہوا۔ پیر صاحب کے ساتھ میں بھی موجود تھا۔ بحیثیت قادری ہونے کے شمولیت محفل نہ کی لیکن محظوظ ضرور ہوئے۔

انہیں اپنا سمجھ کر حال دل کا کہ سنایا تھا وگرنہ قصہ غم یوں سنانے کون آتا ہے

Marfat.com

تمام لوگ قوالی میں مشغول رہے اور پیر صاحب کی خدمت میں مجھے ہی اکیلا رہنا پڑا۔ پرانی باتیں دہرائی گئیں۔حال دل کہا سنایا گیا۔اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ ہم دونوں ایک ہی مرض میں مبتلا ہیں اور تقریباً ایک جیسی کیفیت و حال ہے۔پیر صاحب نے بغداد شریف کے حالات و پروگرام بتایا۔میں نے اس دفعہ آپ کے ساتھ بغداد شریف جانے کے لئے انکار عرض کیا کیونکہ مجھے ادھر مجبوریاں ہیں۔

۱۹ نومبر ۱۹۶۴ء کو پھلروان میں پیر صاحب کو عرض کی کہ وہ ضرور بغداد جائیں اور کافی لمبا عرصہ واپس نہ آئیں تا کہ وہاں کے معاملات سلجھ سکیں۔ساتھ ساتھ وہ ہم سب پاکستانیوں کو بھلا دیں۔اور یہی میرے لئے بھی خوشی کا باعث ہوگا۔جدائی اور دائمی جدائی۔فراق اور طویل فراق۔ہم ادھر تڑپیں گے اور وہ ادھر ترسیں گے اور خوب مزہ رہیگا۔

پیر صاحب آف وانا پھلروان میں:

۲۲ نومبر ۱۹۶۱ء کو پھلروان میں عرس کی تقریب تمام ہو چکی۔پیر صاحب نے مجھے اوپر بلایا۔پیر صاحب کے ہمراہ پھر کافی پی اور وہی لطف ہوا:

آن تلخ وش کہ صوفی ام الخبائث خواند اشہیٰ لنا واحلیٰ من قبلتہ العذاریٰ

جناب پیر صاحب نے کمال جوش و رقت کی حالت میں فرمایا کہ میں خدا و قرآن کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے محض خدا پر بھروسہ ہے اور اپنے دادا کی مہربانی پر اور پھر انسانوں میں تیرے سوا میرا کوئی دوست خیر خواہ نہیں ہے اور مجھے تجھ پر بھروسہ ہے۔افسوس ہے کہ خدا مجھے اپنوں کے ہاتھوں دکھ دیتا ہے۔مجھے تمہاری تکلیف کا بہت احساس ہے اور تمہارے غم کو دل جان سے محسوس کرتا ہوں اور تمہارا غم مجھے بہت دکھ دیتا ہے۔

آپ نے خطاب الخفیری کے فوت ہونے کے بعد میرے ارسال کردہ خط کا حوالہ دیا جس میں میں نے پیر صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کا خدا اور دادا یہ گوارہ نہیں کرتے کہ ان کے سوا کوئی آپ کا معاون و سہارا ہو۔فرمایا مجھے اس خط سے بہت تسلی و سکون ہوا۔

پیر صاحب آف وانا سرگودھا میں:

۱۱ اپریل ۱۹۶۲ء کو حضرت صاحب ایک حادثہ کے باعث زیر علاج

Marfat.com

ہوتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ پاکستان اور عراق میں قسم قسم کے مسائل اور حوادث کے یکجا نازل ہونے پر آنحضور (پیر صاحب) کی طبیعت کافی ملول ہے آپ نے کل فرمایا:

''امر دنیا میں سر کھپاتا ہوں، میں کہاں اور یہ وبال کہاں''۔اللہ تعالیٰ رحم و کرم فرمائے اور ایسے رحیم وستار کے سر سے آلام کے بادلوں کو منتشر فرمادے جس نے مجھ جیسے لغزش خوردہ اور خطا کاری سے ملوث انسان کو اپنی آغوش رحمت میں لے لے۔آج بھی مجھے وہ جام شفا عطا فرمایا گیا جو کہ میری قلبی تسکین اور روحانی مسرت کا باعث بنا۔

فرمایا تم مغرور ہو گئے تھے کیسے قابو آئے کیا پھر راہ فرار اختیار کرو گے۔عرض کی کہ آنحضور کو اس قدر انتہائی درجہ مہربان نہ پاتا تو ہرگز ہرگز اس دروازہ پر دوبارہ جبین سائی نہ کرتا۔

تمہیں اپنا سمجھ کر حال دل کہ سنایا ہے ۔۔۔ وگرنہ قصہ غم یوں سنانے کون آتا ہے

۱۳ اپریل کو فرمایا ''محبت مجبور ہوتی ہے۔اور کبھی کبھی ایسی چیز کو قبول و پسند کر لیتی ہے جس کی حقیقتاً اتنی زیادہ اہمیت و قدر و قیمت نہیں ہوتی۔مجھے افسوس ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ کاش یہ حادثہ نہ ہوتا''۔

پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی اور روحانی واردات:

۳۰ اپریل ۱۹۷۱ء بروز جمعہ حضرت صاحب لکھتے ہیں: خدا کے فضل سے پیر صاحب آج بہت ہشاش بشاش رہے۔اور متعدد دفعہ بغیر سہارا باہر اندر آئے گئے۔مولوی جنت خان (شہزادہ فاروق کی سوتیلی ماں کے والد) کا کراچی سے جو خط آیا ہے اس پر تبصرہ ہوتا رہا پیر صاحب کو اس غم کا شدید احساس ہے۔میں چاہتا ہوں کہ اپنی طرف سے ملا جنت خان کو خط لکھوں۔

مجھ پر آج پھر عنایات فرمائی گئیں ہیں ان کی نوازشات کی تو کسی وقت بھی کمی نہیں لیکن آج پھر رمضان شریف جیسی آغوش رحمت عطا ہوئی۔

وہ میرے دل کی غایت میں ۔۔۔ میں ان کی نظر عنایت میں
منظور تھے وہ منظور تھا میں

Marfat.com

وہ محوِ کرم تھے تھام لیا میں محوِ ستم تھا جام لیا

معذور تھے وہ معذور تھا میں

یکم اگست ۱۹۷۱ء کو سرگودھا میں جناب نے مجھے گلے لگایا اور بوسے دیئے کمال خوشی کا اظہار فرمایا اور مجھے پھر دوبارہ ملنے کا فرمایا۔

مبوس جز لب معشوق و جام مَی حافظ کہ دست زھد فروشان خطاست بوسیدن

اگلے روز اجازت چاہی تو فرمایا آج نہیں ٹھہر جاؤ نہ ہی باتیں کی ہیں نہ ہی سیر ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا ہے عرض کی آنکھیں سیر ہوتی ہی نہیں بقول حضرت سلطان العارفینؒ:

ایہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ھو

لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں ہِک کھولاں ہِک کجاں ھو

اتنے ڈٹھیاں مینوں صبر نہ آوے ہور کدے ول بھجاں ھو

مُرشد دا دیدار ہے باھُو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ھو

پھر تین روز بعد اور زیادہ کھلی باتیں ہوئیں فرمایا میرے اور تمہارے درمیان کوئی پردہ داری نہیں ہے۔ عادل اور ہارون کے خلوص پر گفتگو رہی۔ کہ ان کا آئندہ ردعمل کیا ہوگا یہ کس قدر اعتماد کے قابل ہیں۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد رخصت ملی۔ گلے لگایا بوسہ دیا مجھے بھی دست بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ فرمایا مجھے نہ بھولنا۔ فرمایا شدت مرض میں میں نے بغداد شریف کی حاضری اور وہاں کے ضروری امور سرانجام دینے کے لئے اور دوسرا کسی کی زندگی کے اسباب مہیا کرنے کے لئے خدا سے زندگی اور صحت چاہی تھی ورنہ اس زندگی سے سیر ہو چکا ہوں۔

ارتقائے فکری اور واردات روحانی:

حضرت صاحب کی شخصیت میں ایک فکری ارتقاء ظاہر کرتا ہے کہ تصوف کے اعلیٰ مدارج میں ان کا روح کارفرما ہوئے جانے لگا۔ ۶ جنوری ۱۹۷۶ء کو فارسی کا یہ مشہور شعر لکھتے ہیں:

سر برہنہ نیستم دارم کلاہ چار ترک ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک

Marfat.com

اور پھر گویا ہوتے ہیں آج وعدہ کیا اور مشق شروع کی تا کہ اپنا ارادہ بھی ترک کرسکوں اور اپنی آرزوئیں بھی چھوڑ سکوں اور ان سے بالاتر ہو جاؤں۔

گویا ترک چہارم میں قدم رکھ چکے تھے۔

اسی سال اپریل میں درگاہ معلٰی لعل شہباز قلندر میں حاضری دینے گئے جناب پیر صاحب سید یوسف گیلانی کی صحت اور سلامتی اور درازی عمر کی التماس کرتے ہیں اور اپنے لئے اور زیادہ بیقراری چاہی۔

ایک روز ۱۲ اگست ۱۹۷۶ء بمطابق ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ وانا میں مکان پیر صاحب آف وانا پر ان کے وصال کے بعد حضرت صاحب نے نماز عصر ادا کی اندر باہر پھر کر اور کوٹھے کے اوپر چڑھ کر بھی دیکھا وہ لیکن جن کے ادھر رہنے سے سارا وزیرستان منور تھا نظر نہ آئے۔ وہ نظارہ آنکھوں کے سامنے ٹیلی ویژن بن کر پھرتا رہا، دل ابلنے لگا، آنکھیں برسنے لگیں، کیا ایسا پھر نہیں ہوگا۔ نہیں یہ اصول قدرت ہے تجلی میں تکرار نہیں ہے۔ جو ایک دفعہ گزر گئے جو وقت ایک بار گزر گیا وہ پھر کبھی نہیں آتا۔ وہ نعمت وہ رحمت وہ سعادت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چلی گئی۔

راحت کا اس طرح سے زمانہ گزر گیا جھونکا ہوا کا جیسے اِدھر سے اُدھر گیا

۲۸ فروری ۱۹۷۴ء کو لکھتے ہیں سورۃ الم نشرح نماز فجر کے بعد نصیب ہوئی۔

کل جناب پیر صاحب نے مجھے فرمایا "تم اب وہ پہلے غلام دستگیر نہیں رہے ہو" واللہ اعلم آپ کا کیا مقصود تھا۔ بہر حال مجھے اس تبدیلی کا شدید فکر اور احساس ہو رہا ہے

۸ مارچ ۱۹۷۴ء سورۃ الم نشرح کی تلاوت نصیب ہوئی اور پھر واردات کے بادل امنڈ کر چھانے لگے۔

۹ مارچ ۱۹۷۴ء سورۃ الم نشرح کی تلاوت نصیب ہوئی۔ فرمایا "تمہارے دل کو ہم کبھی خفا نہیں کرتے صرف تمہارے ہی لئے ہمارے دروازے کھلے رہتے ہیں"۔

۶ جولائی ۱۹۷۵ء سورۃ الم نشرح کی تلاوت نصیب ہوئی۔ اور پیر صاحب نے اپنی کیفیت حال بیان فرمائی کہ چند ماہ سے ان کی کیفیت یہ ہے کہ جونہی آنکھیں بند

Marfat.com

فرماتے ہیں جناب غوث پاک کا روضہ اقدس سامنے آتا ہے۔ برآمدہ دروازہ پھر جالی مبارک اور آپ روضہ کے اندر گھومتے پھرتے ہیں اور سورۃ فاتحہ واخلاص اور سورۃ فلک پڑھتے ہیں اور حضور کی روح مبارک کو بخشتے ہیں۔ یہ حال ہمیشہ عالم بیداری میں رہتا ہے اور یہ تصور قائم ہے فرمایا کہ کبھی کبھی زیری اسے پوچھتی ہے تو آپ اس لئے عموماً اس سے بات نہیں فرماتے کہ تصور قائم ہوتا ہے۔

اکتوبر ۱۹۷۰ء کو پیر صاحب لاہور میں زیر علاج تھے اور پروفیسر ضیاء قریشی کے ہاں E11 نیوکیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور میں قیام پذیر تھے۔ ۱۱ اکتوبر کو لکھتے ہیں کہ خدا کے فضل سے پیر صاحب کی صحت اچھی رہی۔ نیند کی ہے۔ کھانسی بھی نہیں آئی سانس کی تنگی بھی نہیں ہے۔ الحمدللہ۔ ڈاکٹر دلاور علی شاہ نے بھی آکر معائنہ کیا۔

آج نہ جانے مجھ پر رقت طاری رہی۔ پیر صاحب کے قریب بیٹھ کر اور زیادہ کوفت ہونے لگی۔ آپ نے مجھے پیار کیا بہت تسلی دی۔ فرمایا تمہارا عشق زمینوں کے نیچے اور آسمانوں کے اوپر تک پہنچ چکا ہے اس میں تزلزل نہیں آسکتا۔

کرنا پڑا انہیں بھی میرے حال پر کرم　　آخر کریم پر بھی میری بے کسی رہی

۱۴ اکتوبر حضرت داتا صاحبؒ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور خلوص دل سے جناب پیر صاحب کی صحت کے لئے دعائیں بھی کیں۔ نوافل ادا کئے۔

راز ہائے آں قیام وآں سجود　　جز بہ بزم محرماں نتواں کشود

داتا علیہ رحمتہ کے مزار اقدس کے جھروکہ میں ایک عکس نہایت خوبصورت دکھائی دیا اور دل کو تسکین ہوئی۔

در مجلس صبوحی دانی چہ خوش نماید　　عکس عذار ساقی در جام مئی فتادہ

۱۶ اکتوبر رات ۱۱ تا ۱ بجے میں داتا دربار پر رہا۔ شہزادہ عادل، فقیرنی فاطمہ، پروفیسر ضیاء قریشی، ریاض اور چند ساتھی بھی وہاں ساتھ ہیں۔

چہ حسن است آں کہ در یک دم رخت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بار دگر بینم

Marfat.com

اگلے روز شب برات ہوئی اس رات آئندہ سال کا تقسیم قسمت ہوتا ہے۔چند نوافل ادا کیں دعائیں عرض کیں۔آج ۱۹۵۷ء میں بغداد شریف کرادۃ مریم میں گزری ہوئی شب برات یاد آئی اور اس کا تھوڑا سا نظارہ بھی دیکھا۔الحمد للہ۔

۱۸ اکتوبر ضیاء قریشی سے رخصت ہو کر ہم پھلروان روانہ ہوئے پروفیسر ضیاء قریشی اور ان کی بیگم عذرا اور بچے ہم سے اور ہم ان سے مانوس ہو چکے ہیں رخصت پر وہ بھی آبدیدہ ہوئے اور ہم بھی خفا ہوئے۔اللہ تعالیٰ اپنی حقیقی رحمت بخشے۔

تیرے جانے سے دل میں ٹھیس اور آنے سے بھی وحشت
تیرا جانا نہیں اچھا تیرا آنا نہیں اچھا

لاھور سے پھلروان کا سفر ہو رہا ہے۔میرے دل پر آج خوف و رجا کی عجب واردات رہی۔سفر بغداد یاد آ رہا ہے اور انتہائی قرب میں بھی خوف بُعد بیقرار کرتا رہا ہے۔ایک لطیف سوز سے متاثر ہوتا رہا ہوں۔دل میں ارادت اور تقدس کی ایک لہر موجزن ہے۔بوئے جان سے جان معطر ہو رہی ہے۔

میری بیخودی مجھے لے گئی تیرے قرب راز و نیاز میں
کئی ہوش والے بھٹک گئے تیرے راہ دور و دراز میں

۱۹ اکتوبر ہم پھلروان میں ہیں۔آپ نے فرط مسرت میں مجھے چہرے پر بوسہ دیا۔اسی طرح ایک دن لاھور میں بھی بوسہ دیا اور دعا فرمائی۔

۲۲ اکتوبر مجھے فرمایا کہ تمہاری اور میری مرضی بھی ایک ہے اور حالت بھی ایک ہے۔تمام جہان اگر مجھے نصیحت کرے تو کوئی ہرج نہیں تم تو مجھے نصیحت یعنی ملامت نہ کرو۔

۲۶ اکتوبر کو فرمایا: تمہارا نرالہ فلسفہ ہوا کرتا ہے۔تمہارے اندر فصوص الحکم سما چکی ہے۔تم اس وقت کے ابن العربی ہو۔

۲۸ اکتوبر میرے لئے دو عدد بنیان منگائی گئیں۔لیکن میں نے لینے سے انکار کر دیا۔تقریباً ۳۰ سال ہو رہے ہیں کہ مجھے پیر صاحب کی خدمت کا موقعہ حاصل ہے لیکن سوائے کھانے پینے کے میں نے ان سے اپنے لئے پہننے اوڑھنے یا باقی استعمال کی کوئی

Marfat.com

چیز کبھی نہیں لی نہ ہی نقد روپیہ اپنے لئے لیا ہے۔زندگی بھر میں صرف دو چیزوں کی طلب کی جس سے مجھے مایوس کیا گیا۔ایک تو ۱۹۵۰ء میں پستول کا وہ تاگہ مانگا تھا جو کہ پیر صاحب ایام جہاد میں اپنے گلے میں ڈالا کرتے تھے اور دوسرا مکمل گیارہ سال کے بعد ۶۱۔۱۹۶۰ء میں ایک اور چیز طلب کی وہ بھی پیر صاحب کے گلے میں ڈالنے کی تھی جس سے مجھے محروم رکھا گیا۔اب بھی اگر ان کے گلے کی بنیان ہوتی تو قبول کر لیتا چونکہ یہ بازاری بنیان ہے اس لئے انکار کر دیا۔

یکم نومبر آج ایک نامعلوم کیفیت سے دل میرا بھی گھبراتا رہا اور رقت جاری رہی یہاں سے اب چلا جانا چاہتا ہوں۔پیر صاحب کو آج پھر رخصت کے لئے عرض گزاری لیکن آپ یہ بات سننا نہیں چاہتے۔

شب برات:

حضرت صاحب کی عبادات میں شب برات کے لمحات کو خصوصی روحانی تعلق تھا۔۱۲ اگست ۱۹۷۶ء کو ۱۵ شعبان المعظم شب برات ہوا۔انہیں پرانی یادیں گھیر لیتی ہیں کہتے ہیں لیکن ایام رفتہ کبھی لوٹ کر نہیں آئے۔اللہ تعالیٰ آئندہ باقی فضل فرمائے۔

کہتے ہیں عمرِ رفتہ کبھی لوٹتی نہیں جا میکدہ سے میری جوانی اٹھا کے لا

۲۰ جولائی ۱۹۷۸ء کو ہونے والی شب برات پر لکھتے ہیں شب برات آ رہی ہے۔ ۱۹۳۶ء قبلہ والدؒ اور چاچا محمد حیاتؒ کے ساتھ کشمور میں یہ رات اور ۱۹۵۷ء بغداد شریف میں کرادۃ مریم میں یہ رات اور لاھور میں قبلہ پیر صاحب کے ساتھ ضیاء اللہ قریشی کے گھر ۱۹۷۰ء میں یہ رات گزارنے کی یادیں تازہ ہوئیں۔

۲۴ اپریل ۱۹۸۶ء کو ۱۵ شعبان کی رات ہے لہٰذا آج تقریباً دو بجے رات سے صبح تک جناب پیر صاحب کے دربار (پھلروان) میں وقت گزارا اور خدا کے فضل سے سو رکعت نماز نفل ادا کرنا نصیب ہوئی۔آج پھر حضرت والد صاحبؒ کی وہ محفل کشمور والی شب برات یاد آتی رہی۔

Marfat.com

مردم شناسی:

ایک روز میں دربار شریف (اپنی قیام گاہ) پہ موجود تھا کہ ایک درویش وہاں حضرت صاحب کا پوچھتے ہوئے آ نکلے۔ میانہ مٹھی بھر کی سیاہ داڑھی، سر پر سفید کپڑے کی ٹوپی، خاکی رنگ کی پتلون اور باہر نکلی ہوئی قمیص، پاؤں میں ہوائی چپل۔ حضرت صاحب نے انہیں دیکھتے ہی بڑے تپاک کے ساتھ ''حاجی صاحب'' کہہ کر پکارا، گلے ملے اور اپنے ساتھ بٹھا لیا چائے اور کھانا منگوایا گیا۔ حاجی صاحب کے ساتھ بیٹھ کر خود بھی تناول کرتے رہے اور انہیں بڑی رغبت اور محبت سے کھلاتے رہے اور ساتھ ہی انتہائی قرب کے انداز میں باتیں کرتے رہے۔ حاجی صاحب تقریباً دو گھنٹہ کے بعد رخصت ہونے لگے تو آپ نے کئی قدم آگے جا کر انہیں الوداع کیا۔

ہمارے استفسار پر آپ نے بتایا کہ وہ گزرے سال میں ان کے حج میں ساتھی تھے اور اب انہیں یہاں ملنے آ گئے۔ پھر فرمایا کہ کسی کے ظاہری ہیئت سے اس کی باطنی شخصیت کا اندازہ نہیں ہوا کرتا۔ درویش کے لئے تو کوئی لباس بھی مخصوص نہیں ہوتا، اسے جو چیز میسر آتی ہے زیب تن کر لیتا ہے۔ اور کھانے کو بھی جو کچھ اسے مل جائے تناول کر لیتا ہے۔ مگر ظاہر پرست رکھ رکھاؤ اور وضعداری کے چکر میں رہتا ہے۔ جو لوگ ظاہر پرست ہوتے ہیں وہ باطن کی لامحدود دنیا اور لامحدود علوم سے نا آشنا ہونے کے باعث لوگوں پر سوائے تنقید اور سوئے ظن کے اور کچھ نہیں کر پاتے۔ پھر سفر حج میں حاجی صاحب کی بھرپور رفاقت کو یاد فرمانے لگے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے:

تو ڑے تنگ پرانے ہوون گجھے نہ رہندے تازی ھو

یعنی خواہ (اسباب ظاہری) زین و تنگ پرانے ہی کیوں نہ ہوں (راہ عشق پر گامزن) اصل نسل کے گھوڑوں (کے شاہسوار) پوشیدہ نہیں رہتے۔

سوسائٹیاں اور انجمنیں:

حضرت صاحبؒ نے ملت اسلامیہ کی بہبود و تہذیبی فروغ کے لئے جدید طریقہ

Marfat.com

کار اور ضروریات کے مطابق مختلف انجمنوں اور سوسائٹیوں میں بھرپور دلچسپی لی۔علمائے اسلام کے جلسوں، اولیائے کرام کے اعراس، طلباء کی انجمنوں، سماجی بہبود کے اداروں اور علم و ادب کی محفلوں میں نہ صرف شرکت فرماتے بلکہ ان کی مالی معاونت بھی فرماتے تھے۔ایسے اداروں کے فروغ کے لئے مفید مشورے بہم پہنچاتے تھے۔ پاکستان کے مختلف زبانوں کے ادب کی نشو ونما میں ہمیشہ دلچسپی لیتے رہے۔سرحد (موجودہ کے پی کے) کے طاہر کلاچوی پنجاب کے راجہ رسالو، سندھ کے رشید احمد لاشاری، بلوچستان کے عبدالصمد شاہین جیسے پشتو، پنجابی، سرائیکی، سندھی، بلوچی اور براہوی کے شاعر اور ادیب حضرت صاحب کی دعا اور مفید مشوروں سے مستفید ہوا کرتے تھے۔اس میدان فکر وعمل میں وہ انجمنیں اور مکتبہ فکر جو باقاعدہ حضرت صاحب کی سرپرستی اور تحریک کی مرہون منت ہیں ان میں کچھ نام اور ساتھ ہی ان میں آپ کا مقام واضح کیا جاتا ہے:

- مہتمم و متولی خانقاہ حضرت سلطان نور محمدؒ و سلطان محمد نوازؒ نزد پرانا دربار حضرت سلطان باھو چاہ سمندری (۱۹۳۸ء تا زیست)
- بانی و مہتمم مدرسہ اسلامیہ چمن سلطانی غوث والا پرانا دربار حضرت سلطان باھوؒ (۱۹۴۵ تا ۱۹۵۳ء)
- مہتمم بانی و صدر جماعت قادریہ سلطانیہ، دربار حضرت سلطان باھوؒ (۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۴ء)
- بانی و مہتمم خانقاہ تکیۃ القادریہ سروکئی جنوبی وزیرستان (۱۹۵۲ء تا زیست)
- بانی و مہتمم خانقاہ قادریہ آستانہ دستگیر حق باھوؒ کیچی بیگ سرآب روڈ کوئٹہ (۱۹۵۹ء تا زیست)
- صدر مجلس اعوان کانفرنس لاہور (۱۹۶۰ء)
- کنوینر و سرپرست سلسلہ مدارس انوار باھو بلوچستان، سندھ، پنجاب، سرحد (کے پی کے) (۱۹۶۵ء تا زیست)
- اعزازی ممبر پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور (۱۹۶۵ء تا زیست)

Marfat.com

- سرپرست تنظیم الاعوان بلوچستان کوئٹہ (۱۹۶۸ء تا زیست)
- بانی و مہتمم خانقاہ قادریہ آستانہ حق باھو مہاجر کیمپ کراچی (۱۹۷۰ء تا زیست)
- سرپرست بزم باھو لاھور (۱۹۷۰ء تا زیست)
- سرپرست انجمن غلامان مصطفیٰ اوستہ محمد بلوچستان (۱۹۸۳ء تا زیست)
- سرپرست مدرسہ تعلیم القرآن انوار باھو کھڈ کوچہ بانیان قوم سیاہی زئی اوّل مدرس مولوی محمد نصیر (تاسیس یکم اگست ۱۹۷۶ء)
- صدر محافل حق باھو کانفرنس (سبی، کوئٹہ) بلوچستان (۱۹۸۴ء تا زیست)
- سرپرست بزم باھو بلوچستان کوئٹہ (۱۹۸۵ء تا زیست)
- محرک انعقاد ماہانہ درس قرآن کوئٹہ از پروفیسر محمد طاہر القادری (۱۹۸۶ء ۔ سال وصال)

اعوان تنظیم بلوچستان:

۲۰ جون ۱۹۷۱ء کو بلوچستان اعوان تنظیم کی کانفرنس بولان ہوٹل میں منعقد ہوئی۔ نماز عصر کے بعد ۶ بجے حضرت صاحب نے اس سماجی بہبود کی مجلس کے دفتر کا بولان ہوٹل میں افتتاح فرمایا۔ ہوٹل کے ہال کمرہ میں اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔ یہ تنظیم کوئٹہ میں دو سال سے کام کر رہی تھی۔ بولان ہوٹل کے مالک ملک محمد اسماعیل اعوان نے رضا کارانہ طور پر تنظیم کو دفتر اور کانفرنس کے لئے ہوٹل میں سہولیات دے دی ہیں۔ محمد حیات اعوان نے ایک فعال سیکرٹری کے طور پر تنظیم کے پروگرام اور لائحہ عمل پر روشنی ڈالی۔ حضرت صاحب نے اپنی تقریر میں منتظمین پر زور دیا کہ وہ اعوان معاشرہ بالخصوص پاکستان اور اسلام کے لئے بالعموم کام کی ابتدا کریں۔ کام کی ابتدا میں فلاحی بہبود کے کاموں پر زور دیا۔ اعوان یتیموں، بیواؤں، غریب طلباء کی بہبود سے ابتدا ہو۔ مستحقین کا اعداد و شمار جمع کیا جائے۔ ایک سال کے لئے عہدہ دار بھی چنے گئے۔ اس کانفرنس میں دو سو اعوانوں نے شرکت کی۔ جون ۱۹۷۲ء میں ملک محمد اسماعیل اعوان کی وفات پر حضرت صاحب ان کے فاتحہ پر گئے اور ان کے بڑے فرزند ملک محمد اجمل نے اعوان تنظیم کے لئے خدمات جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔

Marfat.com

ملک ولایت حسین سرپرست تنظیم چلے آرہے تھے پھر حضرت صاحب کو سرپرست کرلیا گیا۔صدر تنظیم اعوان بلوچستان ملک عبدالغنی سے حضرت صاحب کی بحیثیت سرپرست ۱۷ جون ۱۹۷۳ء کو ایک ملاقات ہوئی ہے جس میں اعوانوں کی بہبود پر تجاویز و مشورے دیئے گئے۔

کوئٹہ میں ۱۵ جون ۱۹۷۳ء کو تنظیم کا سالانہ جلسہ میں بھی حضرت صاحب نے شرکت کی جس میں پاکستان اعوان تنظیم کے جنرل سیکرٹری چوہدری محمد حنیف ایڈوکیٹ بھی آئے ہوئے تھے۔

۸ ستمبر ۱۹۷۴ء کو بولان ہوٹل کوئٹہ میں اعوان تنظیم کے جلسہ کی صدارت فرمائی اور خطاب بھی کیا۔

خانوادہ وطریقت کی وسیع ذمہ داریاں:

والد مکرم کی وفات (۱۹۴۸ء) کے بعد ۲۰ سال کی عمر میں ہی آپ پر اپنے وسیع گھرانے لنگر خانہ و مریدین کی نگرانی و ارشاد کی ذمہ داریاں روز بروز بڑھتی گئیں۔اپنے بھائی سلطان نور حسین (ف ۱۹۷۸ء) کو لنگر کے امور کے لئے اپنے ساتھ مصروف کار کیا۔اور چھوٹے بھائیوں سلطان عمر دراز کو حکیم حاذق کے لئے طبیہ کالج لاھور کی تعلیم کے لیئے اور سلطان الطاف علی (راقم الحروف) کو اعلیٰ تعلیم دینے کے لئے مصروف کار کرلیا۔طریقت کے سلسلہ کو پورے پاکستان میں وسعت دینے کے لئے انتھک محنت کا ثبوت دیا۔آپ کے پیروکار و معتقدین وزیرستان، بلوچستان، سندھ میں کثرت سے اور پنجاب کے شمال مشرقی حصوں میں پھیل گئے۔

مسلک و دین کی خدمت:

حضرت صاحب اگرچہ حضرت حبیب سلطان سجادہ نشین سے اکثر نالاں رہتے تھے مگر جب کبھی مسلک و دین کے معاملہ میں کہیں عوامی سطح پر حرف آنے کا احتمال ہوتا سجادہ نشین سے خود رجوع کر کے ان سے بہتری و درستگی کے لئے اقدامات کراتے تھے چنانچہ کسی پبلشر نے دیوان باھو فارسی کا منظوم پنجابی ترجمہ چھپوایا جس میں

Marfat.com

معنوی اغلاط پائے گئے تھے۔حضرت صاحب نے سجادہ نشین سے ایک تحریر پر دستخط لئے اوراس کی تائید میں خود بھی دستخط ثبت کئے۔جس کی نقل درج ذیل ہے:

''ایک ضروری اعلان''

786

جدم حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ العزیز کی جس قدر تصانیف طبع ہو چکی ہیں ان میں بعض ترجمے اصل کلام کا صحیح ترجمہ نہیں ہیں۔اوران میں مترجم حضرات اصل مطلب سے بعض مقامات پر دور چلے گئے ہیں جن سے ہم متفق نہیں ہیں۔لہٰذا سلطان العارفین علیہ رحمتہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے حضرات اصل کلام کی طرف ضرور غوراور رجوع کریں۔

مثلاً دیوان باھوؒ کا پہلا شعر:

یقین دانم دریں عالم کہ لا معبود الا ھو
ولا مقصود فی الکونین ولا موجود الا ھو

کے ترجمہ میں: نال یقین کمال مکمل ایہ گل ثابت ہوئی
دوہیں جہانیں حاضر ناظر اللہ باجھ نہ کوئی

لکھ دیا ہے جو کہ خود سلطان العارفینؒ کے مشرب کے خلاف ہے جیسا کہ رسالہ روحی میں حضور کے ارشاد گرامی سے واضح ہے جو کہ مرشد کامل کی شان میں تحریر ہے

''بدانکہ فقیر عارف کامل قادری بہر قدرت قادر و بہر مقام حاضر'' ہمارا بھی یہی مسلک ہے۔

محررہ ۱۱ ذوالحج ۱۳۸۳ھ دستخط: حبیب سلطان (مہر) محمد حبیب سلطان

درخاندان باھو

حضرت سجادہ نشین صاحب نے صحیح مسلک اور حقیقت بیان فرمائی ہے جس سے متفق ہوں۔

دستخط: غلام دستگیر القادری (فخر کشمیر)

24-04-64

حضرت صاحب ایک تعارف:

معروف نعت گو شاعر حضرت عزیز حاصل پوری کا شمار حضرت صاحب

Marfat.com

کے عزیز دوستوں اور عقیدتمندوں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے ۷۸۔۷۔۱۹۷۷ئمیں یہ تعارف نامہ لکھا جوان کی یادگار نظم ہے اور وہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔

پیدا کیا خدا نے بڑے اہتمام سے
باھُوؒ کے خاندان میں اک دستگیر بھی
عالم بھی اور عارف دوران فقیر بھی
عرفان یہ ہوا مجھے ان کے کلام سے
مرکوز ہے نگاہ ولایت کے بام پر
فائز ہیں آپ فقر کے اعلیٰ مقام پر
ھُو حق کی ہیں صدائیں سحر تک جو شام سے
جاری ہے قلب آپ کا عشق رسولؐ میں
رہتے ہیں جیسے آپ دمشق رسولؐ میں
اٹھتی ہے گونج روضہ خیر الانامؐ سے
ہر سال ہے جمال حرم آپ کو نصیب
کرتے ہیں یاد آپ کو اللہ کے حبیبؐ
پایا ہے نور جلوہ نور تمام سے
ذات آپ کی ہے یوں ہمہ عرفان و آگہی
ذہن آپ کا ہے فکر و نظر کی سمندری
زینہ لگا ہے دل کا فراست کے بام سے
کنز العلوم اصل میں سینہ ہے آپ کا
علم و ہنر کا شہر مدینہ ہے آپ کا
طے ہو رہی ہے راہ بڑے التزام سے
زیر قدم ہے آپ کے منزل سلوک کی
آئی پسند آپ کو محفل سلوک کی

Marfat.com

لیں نام کیوں نہ اُن کا مرید احترام سے
ہیں پیر محترم وہ نگاہ عزیز میں
جن کو نہ ہو یقین وہ خود جاکے دیکھ لے

طریقت وخلافت:

حضرت صاحب نے طریقت میں مریدین ومخلصین کو خلافت عطا کرنے میں عجلت و کثرت سے کام نہیں لیا اس بارے میں تربیت کے نتائج دیکھ کر اور تحمل سے سالک کے ذوق وشوق کو پرکھتے ہیں اور پھر اس راہ میں خلافت بخشتے ہیں۔ چنانچہ:

○ ۲۹ دسمبر ۱۹۵۶ء کو ٹانک میں مومن ڈاڈا کو دستار خلافت باندھی گئی اور اسے طریقہ قادریہ میں بیعت کرنے اور وظائف بتانے کی اجازت دی گئی۔ اللہ تعالیٰ اسے صاحب فیض بنادے۔ مومن تقریباً ساٹھ سال سے سلوک طے کررہا ہے۔

○ محرم الحرام سال ۱۳۹۶ھ کو حاجی میر باز سلطان خیل کراچی والا کو حاجی نور حسین صاحب و سلطان حامد نواز کی موجودگی میں خلافت کی دستار بندھائی گئی۔ اور اسے آستانہ حق باھو مہاجر کیمپ کراچی پر مقرر کیا تھا۔ درویش بابا مرحوم بشیر احمد کے وقت بھی یہ درویش کے ساتھ رہا اور آستانہ کی خدمت سرانجام دیتا رہا ہے۔ اس کی ہمت و استقامت کے لئے دعا فرمائی۔

○ ۲ جولائی ۱۹۷۶ء لالو خان ولد محبت قوم خردارے محسود سکنہ خنجرہ جنوبی وزیرستان جو کہ مکران سکاوٹس پنجگور میں ملازم ہے نیک شخص ہے اسے آج دستار خلافت بندھائی ہے اللہ تعالیٰ اسے نیک بخت بنادے اور توفیق بخشے۔

○ ۹ جون ۱۹۵۷ء دوتانی میں خلیفہ صاحب ملا غلام باھو اخوند ابن قادری ملا صاحب آف شلگر کو رخصت کیا گیا جو پیو خان جے خیل کے ہمراہ غزنی جائے گا۔ خلیفہ صاحب کو خلافت نامہ و اجازت نامہ طریقہ عالیہ قادریہ سلطانیہ اور اجازت نامہ دم وتعویذ اور شجرہ منظوم اور شجرہ مبارک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ بابرکت فرمائے اور خیر دارین نصیب فرمائے۔

Marfat.com

○ ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۷ء مولوی جہان خان شوبی خیل کو دستار خلافت بندھائی گئی یہ بہت نیک اور بہادر شخص ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے صاحب برکت بنائے۔

○ یکم نومبر ۱۹۵۷ء آج حاجی خلیفہ خانمومن کے مکان پر سیّد گلاب شاہ امام گیگا خیلان اور فقیر بختا خان ابن فقیر مشہ جان وزیر کو دستار ہائے خلافت دی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو صاحب برکت بنائے۔ آمین

○ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۰ء میر اٹل خان ہزارا کلوئی کو خلافت دی گئی اور دستار بندی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اسے برکت نصیب فرمائے۔ خلیفہ عبدالوھاب اور خلیفہ صالح محمد اور خلیفہ محمد امین بھی اس امر پر متفق اور خوش ہیں۔

یہاں (لوپ ہزارا کلوئی میں) کلوئی قوم بہت ہیں یہ رند میں لگتے ہیں۔ پچھلے سال برادرم حضرت نور حسین صاحب کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی اور داخل طریقہ عالیہ ہوئے۔ بالکل سادہ اور جنگلی لوگ ہیں۔ ان کا نشست و برخاست بالکل وحشیانہ ہے۔ انہیں سب سے پہلے برادرم حضرت نور حسین صاحب نے راہ راست دکھایا ورنہ ان کے پاس کوئی عالم یا پیر فقیر نہیں آیا۔

○ ۱۵ اگست ۱۹۶۱ء دربار شریف پر حاجی صاحب واحد بخش کھوسہ ولد حاجی محمد صدیق خان مرحوم کھوسہ عمرانی سکنہ عمر پور کو محل شریف میں دستار خلافت بندھائی گئی۔ برادرم حضرت حاجی نور حسین صاحب نے بھی دستار بندھائی اور دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کو صاحب فیض و برکت بنا دے اور دینی دنیاوی مقاصد پورے فرمائے۔ آمین

○ ۱۴ جون ۱۹۶۲ء ٹھیکیدار غلام یٰسین ٹانک اور قاضی علی محمد سیال اسلام آباد (جعفر آباد) والا کو دستار ہائے خلافت سلسلہ قادریہ بندھائی گئی۔ یہ دونوں مستحق ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صاحب فیض و برکت بنائے اور ان پر ہمیشہ اپنا رحم و کرم فراوان کرے۔

○ ۱۱ فروری ۱۹۶۸ء کو ہفتہ خان ملنگ ملک دینی کو جو کہ بڑے حضرت صاحبؒ کے وقت کا خدمت دربار میں شامل ہے اسے آج دستار خلافت بندھائی گئی۔ اللہ تعالیٰ اسے زیادہ فیض و برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

○ ۱۷ جولائی ۱۹۷۲ء صوفی ریاض اچھرہ لاہور والا کو آج رات ساڑھے آٹھ بجے دستار خلافت بندھائی گئی اور اذن بیعت سلسلہ عالیہ قادریہ بھی دیا گیا اللہ تعالیٰ اسے استقامت بخشے اور صاحب فیض بنائے۔ آمین۔

لاہور میں یہ درویش مدت سے سلطان العارفین کے سلسلہ میں کوشاں ہے ہر ماہ کی پہلی جمعرات دربار شریف پر حاضری دیتا ہے۔ اچھے اہل ذوق اور اہل شعور طبقہ کو ساتھ دربار شریف لے جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ وہ لوگ سلسلہ عالیہ میں منسلک ہوتے ہیں۔ ان میں پروفیسر ضیاء قریشی، جاوید (چراغ سنز والا)، ریاض اکبری والا، چوھدری قمر کباڑی والا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بزم باھو (لاھور میں) بھی صوفی ریاض اور اس کے احباب نے ہی تشکیل دی ہے اور بالمقابل اس کا ذمہ دار تشکیل کنندہ جاوید (چراغ سنز) ہے اور اسی نے اپنی امداد کے لئے راجہ رسالو کو سامنے کیا ہوا ہے (جو بعد میں بزم باھو کا جنرل سیکرٹری قرار پایا)۔

○ ۳۰ جنوری ۱۹۷۴ء دھرکنہ والا محمد زمان جو کہ جنگی قیدی رہا ہے اور کیمپ 35A انبالہ میں رہ کر سارے کیمپ والوں کو ذکر فکر میں مشغول کیا ہے اور سلسلہ عالیہ قادریہ کا رجوع دلایا ہے کو دستار خلافت دی گئی۔ اللہ تعالیٰ اسے فیض و فضل نصیب فرمائے اور استقامت بخشے۔ محمد زمان دھرکنا ضلع جہلم کا ہے۔ آج عطائے خلافت میں برادرم حضرت حاجی نور حسین صاحب بھی موجود ہیں۔

○ ۴ فروری ۱۹۷۴ء اسلام آباد والے غلام مصطفیٰ کو بڑے صاحب حمید ایبٹ آبادی کی خواہش پر خلافت کی دستار بندھائی گئی۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذوق و شوق میں اضافہ بخشے اور اپنا بنائے رکھے۔

○ ۴ فروری ۱۹۷۴ء خلیفہ اسلم کو بھی دوبارہ دستار خلافت بندھائی گئی۔

○ ۲۵ جنوری ۱۹۷۵ء ولی اللہ شاہ ھاشمی کو آج صبح دستار خلافت بندھی گئی اور اسے اجازت دی تا کہ کہیں ایک جگہ استقامت کر کے اپنے اور سلسلہ کی خدمت کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے صاحب فیض بنا دے۔

Marfat.com

○ ۱۶ اگست ۱۹۷۷ء محمود سومرو سبی والا جسے اعتکاف پر آستانہ دستگیر سرآب بٹھایا گیا تھا اسے دستار خلافت بندھائی گئی۔ اللہ تعالیٰ اسے برکت بخشے۔

○ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۲ء حاجی عبدالکریم جہلم والا مقیم مدینہ منورہ کو قادری سلسلہ میں دستار خلافت بندھائی گئی۔ اور ہر قسم کے دم درود کی اجازت بخشی۔ اللہ تعالیٰ اسے برکت دے سعادت اور حضور ﷺ کے قرب کی اور نیک اولاد کی دعا کی گئی۔

ادب و شعر:

کیچی بیگ سرآب (کوئٹہ) سے ۱۳ نومبر ۱۹۶۰ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں۔ رفعت سلطان کی غزل پڑھی مجھے تو "میکدہ میں شکست توبہ پر" والا شعر زیادہ پسند ہے۔ شکست توبہ پر رقص جام بہت اچھا سجا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مکمل چار ماہ سے میں نے شعر لکھنا ترک کر دیا ہے۔ اب آپ کی خواہش پر چند اشعار لکھے ہیں جو کہ ذیل میں ہیں۔ بہر حال میری یہ غزل بھی شکست توبہ ہی ہے۔

شام ہوئی

ساقیا لا بھی جام شام ہوئی — ہے جنوں تیز گام شام ہوئی
مطربا پھر عراق کی لے میں — "کوئی رنگین کلام" شام ہوئی
جذبہ عشق پھر بھی لایا ہے — ان کو بالائے بام شام ہوئی
شاہد و مئے کی بار ہے، رخصت — واعظ خوش کلام شام ہوئی
جانے کیوں ٹیس سی اٹھی دل میں — جب لیا ان کا نام شام ہوئی
قاصدا ایک بار پھر کہنا — ان سے میرا سلام شام ہوئی
چہرہ شام دیکھنے کے لئے — میری صبح تمام شام ہوئی
مفتئ شہر میکدہ آ کر — ہو گیا نیک نام شام ہوئی
عام ہے فیض میکدہ آؤ — میکشو بھر لو جام شام ہوئی
تیری صبح وصال کی آخر — ہائے ناشاد کام! شام ہوئی

بدر جنوبی وزیرستان سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو لکھتے ہیں:

Marfat.com

ڈائریوں کا ضائع ہو جانا نا قابل تلافی نقصان ہوا۔بعض بہت ضروری یادداشت تھیں لیکن بقول کسے۔ خوب شد آئینہ خود بنی بشکست

(حضرت صاحب کی ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۴ء کی ڈائریوں کو دیمک نے ضائع کر دیا تھا ان ڈائریوں کے نچلے کچھ حصے دیمک سے بچ گئے تھے اس لئے میں نے ان کو اپنے تحفظ میں رکھ لیا اور ان سے بھی کافی کارآمد چیزیں حاصل ہوئیں)۔

میرے خیال میں آپ فی الحال میری کتابیں شائع نہ کرائیں۔بہتر یہ ہوگا کہ سب سے پہلے حضرت صاحب علیہ رحمتہ کی تصانیف شائع کرائی جائیں۔(چنانچہ بڑے حضرت صاحب کا مجموعہ کلام ایک سال بعد ۱۹۶۲ء میں شائع ہوگیا)۔دوسرا یہ بھی ہے کہ میرے اشعار ابھی تک نظر ثانی کے محتاج ہیں۔عباس اثرؔ جیسے مخلص اور ہوشیار شخص نے بھی ''زُلفِ پریشان'' کے متعلق کچھ ایسی رائے کا اظہار کیا ہے جسے آپ دوبارہ پڑھ ہیں۔

(اسی مقصد کے لئے ان کے فرزند عزیز اور ہمارے ہونہار سلیقہ شعار برادر زادہ سلطان محمد نواز ارشد نے حضرت صاحب کی اردو شاعری کے چار پانچ مجموعے تیار کر کے رکھے اور ان پر نظر ثانی کے لئے بھی غور کر رہا تھا کہ ان کا ۲۰۱۳ء میں انتقال ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اور ان کے بعد سارا کلام ابھی تک نہ ملا)۔

چغملی جنوبی وزیرستان سے ۷ مارچ ۱۹۶۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ شریف اشرف صاحب کو میرے سلام کہیں کبھی کبھی ان کا تازہ کلام ہو تو تحریر کیا کریں۔

دربار مقدس سے ۲۷ مارچ ۱۹۶۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ خضر تمیمی صاحب مجھے پنجابی ادبی اکیڈمی کے ممبر بننے کی دعوت دے رہے ہیں اس میں بڑے بڑے علامہ شامل ہیں۔نہ معلوم اس کام میں کیا حصہ لے سکوں گا اور وہ مجھ سے کون سی خدمات حاصل کریں گے۔آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟خضر صاحب کی دعوت قبول کرلوں یا نہ؟

حضرت صاحب کا فارسی دیوان ''پیر مغان'' جب میں طباعت کے لئے مرتب کر رہا تھا تو حضرت صاحب کو توجہ دی کہ برادر اسلامی ملک ایران پر بھی آپ کی طرف سے اظہار

Marfat.com

خیال ہونا چاہئے تو ۹ اگست ۱۹۷۸ء کو وانا جنوبی وزیرستان سے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔ ''آپ نے مجھے کہا تھا کہ اگر ہو سکے تو کچھ ایران کے بارہ لکھوں چنانچہ اسی خیال میں رہا ایک واردات کراچی میں ماہ اپریل میں ہوئی جو کہ ادھوری تھی اسے اب مکمل کر لیا ہے ایک اور فارسی غزل پچھلے ماہ کراچی سے کوئٹہ آتے ہوئے طیارہ میں لکھی اور ایک ''منقبت ایران'' اب ادھر وانا میں مکمل ہوئی ہے یہ سب کی سب بمعہ اپنے ایک خط کے آج آقای رضا میرزائی (ڈائریکٹر خانہ فرہنگ ایران، کوئٹہ) کو بھیج رہا ہوں امید ہے آپ کو اور انہیں بھی پسند آئے گی اور وہ مقصد بھی پورا ہو جائے گا جو کہ وہ چاہتے تھے''۔

کرامات یا دست قدرت:

حضرت صاحب دراصل ایک صاحب عمل مجاہد تھے۔ ان کا روز و شب کسی نہ کسی خدمت و مقصد میں بسر ہوتا تھا۔ ان کا ہر قول و فعل سچائی اور ایمان کامل کا عمدہ نمونہ ہوتا تھا۔ وہ کسی خاص مرحلہ میں رکنے والے نہ تھے۔ ان کی زندگی کا ایک دور ختم ہوتا تو دوسرا شروع ہوتا اور پھر قطعاً اس سے پہلے حالات کا تذکرہ تک نہ کرتے تھے بلکہ آگے کو بڑھتے جاتے تھے۔ بقول اقبالؒ:

تو رہ نوردِ شوق ہے منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہمنشین ہو تو محمل نہ کر قبول

گویا ان کی زندگی ایسی رواں دواں تھی کہ ہمیں کوئی وقفہ نظر نہ آتا جہاں وہ قدرے رُکے ہوں یا ستائے ہوں۔ اس لئے آپ کی زندگی کے اسباب و علل پر کچھ مافوق الفطرت اثرات کا اظہار کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ وہ شخص جو ہر قسم کے دعووں کے اظہار کی بجائے قائداعظمؒ یا عظیم رہنما کی طرح صرف کام اور کام سے تعلق رکھتے۔ اس کے باطن کو ٹٹولنا یا اس سے باطنی احوال کے کرشموں کو اکٹھا کرنا ان کے اپنے طریقہ کار کے خلاف نظر آتا ہے۔ وہ خود سلطان العارفین قدس سرہٗ کے اس فرمان کو سمجھتے ہیں کہ کرامت تو اللہ کے فرمانبردار فقیر یا بندے کے لئے معمولی چیز ہے بلکہ اس کا سرزد ہونا

Marfat.com

زنِ حیضہ کی پلیدی کے مترادف ہے۔

تاہم اب جبکہ ان کی زندگی کے شب و روز اور سال و ماہ بیت گئے تو ذرا ٹھہر کر غور کیا جائے تو ان کی زندگی سراسر ایک کرامت ہی تھی کیونکہ ایسی فعال، بے داغ اور پُر اسرار زندگی کا انداز اب کہیں نظر نہیں آتا۔

وہ مرد مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستی کردار

تاہم مریدین میں اور ان کے مقربین میں آئے دن ان کی زندگی سے کرامات کا وقوع ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ان کے برادر زادہ صاحبزادہ اظہر سلطان (پسر حضرت حکیم سلطان عمر دراز صاحب) جو مڈل تک تعلیم حاصل کر کے تعلیم سے دوڑ گئے تو حضرت صاحب نے اس کو اپنی تربیت میں آٹھ سال رکھ کر اسے درویش منش اور خوش فکر انسان بنا دیا۔ آٹھ سال اظہر سلطان نے اپنے عظیم عموی بزرگ کی خدمت میں گزارتے ہیں تو خود امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تعلیمات حاصل کر لیتے ہیں اور حضرت صاحب کی زندگی میں کرامات کے واقعات بھی بیان کرتے ہیں۔

○ کہتے ہیں جولائی ۱۹۷۸ء میں اپنی قیام گاہ آستانہ دستگیر کیچی بیگ کوئٹہ میں حضرت صاحب ایک روز مجھے بلاتے ہیں۔ کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہیں۔ اور ان کی توجہ و نظر سے یوں لگتا ہے جیسے کرسی جنبش میں ہو اور میرا دل اچھل کر نکل رہا ہو اور مجھے فرمایا بازار سے کتاب تذکرۃ الاولیاء فرید الدین عطار لے آنا اور روزانہ پڑھ کر مجھے سنایا کرو اور پھر جب میں ان کی خدمت میں جنوبی وزیرستان کے دورہ پر رہا تو باقاعدگی سے سنایا کرتا۔ یہ تعلیم بھی تھی اور تربیت بھی جو کسی اعجاز سے کم نہ تھی۔

○ سال ۱۹۸۵ء کو حضرت صاحب کے ساتھ حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔ پہلے انگلینڈ جانا ہوا وہاں لندن میں حضرت صاحب شدید بیمار ہوئے تو دعا کی یا اللہ فرنگیوں کے مُلک میں موت نہ دینا تو ٹھیک ہو گئے۔ بغداد شریف پہنچے۔ روضہ مبارک پر طبیعت زیادہ بہتر ہوئی اور مکہ معظمہ پہنچ کر یہ معمول ہوا کہ عمرہ وطواف کر کے رات باب ام ہانی

Marfat.com

میں بسر کرتے اور پھر اشراق پڑھ کر اپنی قیام گاہ پر آ جاتے۔ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حاجی سلطان نور حسین (جو ۱۹۷۸ء میں وصال پا چکے تھے) ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت صاحب کو کہیں میں ان کے انتظار میں ہوں جلد آ جائیں۔آنکھ کھلی تو ام ہانی میں ہوں اور حضرت صاحب پوچھتے ہیں کیا بات ہے میں خواب سناتا ہوں تو حضرت صاحب کا چہرہ مبارک متغیر ہو جاتا ہے اور خاموش ہو جاتے ہیں۔اگلے روز پھر خواب دیکھتا ہوں کہ سیّدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے سجادہ نشین السید یوسف گیلانی العزیزی فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب کے لئے کھانا ہم خود گل نواز کے ہاتھ بھیج رہے ہیں۔جو اس سال حج پر آیا تھا اور گل نواز حضرت صاحب کے لئے لمبی سی ڈبل روٹی لاتا ہے۔ یہ خواب حضرت صاحب کو سنایا تو بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ غوث اعظم نے رب تعالیٰ سے میری عمر میں ایک سال کا اضافہ کرا دیا ہے۔سبحان اللہ۔

○ مانوچلی کانی گورم جنوبی وزیرستان کے علاقہ میں قوم عبدالرحمٰن خیل حضرت صاحب کو ایک وسیع رقبہ مکان اور باغات کے ساتھ دیتے ہیں۔کچھ عرصہ بعد ۱۹۸۴ء میں افغانستان سے ایک محسود عبدالرحمٰن خیل آ کر دعویٰ کرتا ہے کہ یہ رقبہ جو حضرت صاحب کو دیا گیا ہے وہ بحیثیت یہاں کے فرد کے اس کا دعویدار ہے یہ سب ہمارا ہے اور ہم کسی کو نہیں دینگے۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ لوگ بے ایمان ہو چکے ہیں اور شرارت چاہتے ہیں میں یہ معاملہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے حوالہ کرتا ہوں اور خود کوئٹہ کو روانہ ہو گئے۔اسی اثناء میں افغانستان سے اسی شخص کے دشمن آئے اور اسے قتل کر دیا۔نہ دعویٰ رہا اور نہ دعویدار رہا۔

○ اظہر کہتے ہیں ایک بار وہ سارنگ فقیر کے خانوادہ کے ایک فرد کے ساتھ ٹرک میں کراچی جا رہا تھا کہ ڈرائیور کو سفر میں نیند آ گئی اور ٹرک ایک ویرانے میں اتر گیا اس نے نیند میں دیکھا کہ حضرت صاحب نے میری گردن پر زور سے ہتھیلی ماری اور وہ بیدار ہو گیا اور مشکل سے ٹرک کو سنبھالا۔انہی دنوں جب وہ ایک ٹرک پر رحیم یار خان سے کوئٹہ جا رہے تھے تو ایک بس پیچھے آ کر ٹکرا گئی۔ظاہر ہے بیشتر نقصان بس کا ہوا اور

Marfat.com

ہر ایک نے اپنا نقصان خود برداشت کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب دربار شریف پہنچے ان دنوں حضرت صاحب اپنی آنکھ کا تازہ آپریشن کرا کر آئے تو پوچھا کہ اظہر صاحب سنائیں سفر کیسا رہا۔ میں نے کہا کہ اچھا رہا۔ پھر پوچھا کوئی ٹرک اور بس کا حادثہ بھی تو ہوا۔ میں یہ سُن کر بے ساختہ حضرت صاحب کو دیکھنے لگا۔

○ ارسلا خان محسود جو سندھ کے علاقہ ٹنڈو محمد خان میں سکونت پذیر تھا بتایا کہ وہ ۱۹۷۸ء میں کچہ قلعہ حیدرآباد (سندھ) میں اپنے کاروبار کے سلسلہ میں ایک روز آیا تو وہاں کافی تعداد میں محسود قبیلہ کے افراد جمع تھے۔ اس نے پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ وہاں حضرت صاحب آئے ہوئے ہیں اور ابھی رخصت ہونے والے ہیں وہ سب ان کو خدا حافظی کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں بھی ٹھہر گیا اور جب حضرت صاحب باہر نکلے تو ملاقات کی اور عرض کیا کہ اس کی خواہش ہے کہ آج رات اس کی دعوت طعام قبول فرما دیں۔ بعض دیگر احباب نے بھی اصرار کیا کہ اس کو ضرور وقت دیا جائے۔ بالآخر حضرت صاحب نے قبول فرمایا اور اس نے وہاں حیدرآباد میں اپنے تین دنبے اور ایک بچھڑا ٹنڈو محمد خان سے منگوا کر ذبح کئے اور شاندار دعوت کا انتظام کر لیا جس میں کافی تعداد میں محسود اور دیگر قبائل شامل ہوئے۔ کھانے کے بعد اس نے حضرت صاحب سے گزارش کی کہ وہ وزیرستان میں ایک عزیز کا قتل کر بیٹھا ہے جس کے باعث اپنے علاقے سے مہاجرت کر کے سندھ میں بود و باش کر رہا ہے۔ اس نے حضرت صاحب کو اپنے عزیزوں کے بارے میں بتایا اور خواہش ظاہر کی کہ ان کے ساتھ اب مصالحت و نیکی کر لی جائے اور وہ جو بھی شرط یا دیت کہیں گے اسے قبول ہو گا۔ حضرت صاحب نے کہا وہ لوگ بھی تو میرے خوب شناسا ہیں میں ان سے بات کروں گا۔ چنانچہ حضرت صاحب جب اس علاقہ کے دورے پر تشریف لے گئے تو ان سے اس ضمن میں بات کی مگر انہوں نے تو ارسلا خان کا نام سنتے ہی بیزاری کا اظہار کیا اور کہا وہ شخص تو جب بھی انہوں نے دیکھ لیا تو قتل کر دیں گے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اچھا پھر ٹھیک ہے۔ ارسلا خان تمہیں ملے گا، جاؤ اسے ڈھونڈو۔ اتفاق ایسا ہوا کہ دو ماہ بعد ان لوگوں کا ایک

Marfat.com

دشمن فریق اٹھ کھڑا ہوا اور انہیں ختم کر دیا اور ارسلا خان اب تک زندہ ہے۔

○ کچا کھوہ خانیوال کا ایک مکین ملک خلیل حضرت صاحب کا ایک خاص مخلص مرید نوجوان تھا۔اس نے ایک روز حضرت صاحب سے گزارش کی کہ وہ ایک محسود سے ٹرک قسطوں پر لے چکا ہے۔کافی ادائیگی کر چکا ہے اب صرف اٹھائیس ہزار روپے رہ گئے ہیں مگر وہ لوگ اس کا ٹرک لے کر چلے گئے ہیں۔حضرت صاحب نے حاجی محمد عظیم خان درامن خیل کے نام ایک خط میں لکھ دیا کہ اس کا ٹرک دلا دیں اور جو نقد یہ دیتا ہے لے لیں باقی روپے کی تاریخ مقرر کرا لیں۔حاجی محمد عظیم خان نے متعلقہ محسود عبدالائی کو حضرت صاحب کا پیغام دیا تو اس نے ملک خلیل خان سے دس ہزار روپے نقد لے کر ٹرک اس کے حوالہ کر دیا اور بقایا اٹھارہ ہزار روپے کے لئے میعاد مقرر کر دی۔مگر ایسا ہوا کہ وہ میعاد گزر گئی اور ملک خلیل ظاہر ہی نہ ہوا۔وہ عبدالائی محسود آئے اور عرض کی کہ ہم نے آپ کے فرمان پر اس شخص پر اعتماد کیا مگر وہ تو اب نظر ہی نہیں آتا جبکہ وہ اس کی تلاش میں کافی بھاگ دوڑ کر چکے ہیں۔حضرت صاحب نے فرمایا آپ لوگ ابھی اسی وقت چنیوٹ کے قریب پل نمبر ۱۱۱ ہے وہاں پہنچ جائیں وہاں ٹرکوں کے اڈے میں جونہی آپ اڈے کی طرف مڑیں گے آپ کے سامنے ساتھ ہی وہی ٹرک آ کر رکے گا اسے لے کر چلے جائیں۔یہ لوگ رات کو ۱۲ بجے اپنی کرولا کار پر دربار شریف سے روانہ ہوئے اور ۴ بجے وقت سحر اس پل پر پہنچے تو ان کے سامنے ہی وہ ٹرک آ کر رکا جو انہوں نے پہچان لیا۔انہوں نے ٹرک کے ڈرائیور کو اتار کر اپنی کار میں بٹھا لیا اور ٹرک لے کر صبح ۷ بجے واپس دربار شریف پہنچ گئے۔حضرت صاحب نے فرمایا آپ لوگ اپنا ٹرک لے جائیں اور وہ لوگ حیرت و استعجاب اور مسرت کے ساتھ رخصت ہوئے۔

○ اظہر سلطان بیان کرتے ہیں کہ وانا جنوبی وزیرستان کا ایک حضرت صاحب کا مخلص مرید میر ولی خان ججے خیل بڑی پریشانی کے ساتھ حضرت صاحب سے عرض کرتا ہے کہ اس کے فرزند نوازی خان کی شادی کی گئی تو اس کے بعد وہ لا پتہ ہو گیا اور اب کئی سالوں سے وہ باوجود تلاش بسیار نہیں مل رہا۔سننے میں آیا ہے کہ وہ کوئٹہ کے علاقہ میں

Marfat.com

باغات میں کام کرتا ہے۔حضرت صاحب نے فرمایا ہم خود کوئٹہ جانے والے ہیں وہاں ہمارے پاس آ جائیں۔چنانچہ حضرت صاحب کے کوئٹہ پہنچنے پر میر ولی خان اپنے چند احباب کے ساتھ آستانہ دستگیر حق باھو سر آب کوئٹہ پہنچ گیا۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگ کچھ روز یہاں کے باغات میں چل پھر کر دیکھیں اور معلومات حاصل کریں۔انہوں نے پورے پندرہ روز تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا اور عرض کی کہ انہیں اجازت دی جائے وہ تو نہیں ملا۔حضرت صاحب قدرے خاموش ہوئے سر جھکایا اور پھر فرمایا کل صبح تم لوگ فروٹ منڈی میزان چوک پہنچ جاؤ انشاء اللہ نوازی مل جائے گا انہوں نے کوئی مزید نشانی پوچھی تو فرمایا میزان چوک جب پہنچو گے اور جہاں تم اپنی جیپ کھڑی کرو گے وہاں ایک ریڑی کھڑی ہوگی اس کے ساتھ ہی آپ کا مطلوبہ آدمی موجود مل جائے گا انشاء اللہ۔وہ دوسری صبح بعد نماز فجر وہاں پہنچے میزان مارکیٹ فروٹ منڈی کے قریب جیپ کھڑی کی تو ساتھ ہی ایک ریڑی آ کر لگی انہوں نے دیکھا تو اس ریڑی کے ساتھ نوازی کھڑا ہے۔یہ اسے گلے ملے۔گلے شکوے کئے اور پھر حضرت صاحب کے پاس لائے اور عرض کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے سب کچھ آپ پر ظاہر کر رکھا ہے تو ہمیں خواہ مخواہ اتنے روز باغات میں کیوں بھگاتے رہے اور پھر خوشی خوشی اپنے وطن کو رخصت ہوئے۔

یہ کرامات دراصل ایک ہی طبقہ اور معاش کے مریدین سے متعلقہ ہیں دیگر بیسیوں علاقوں اور طبقوں کے احباب،مریدین کے ہاں بھی لاتعداد ایسے واقعات موجود ہیں جو ان کے ایسی روحانی پہلو کو ظاہر کرتے ہیں جو میرے خیال میں وہ شخصیت جس کا مدعیٰ فقر محمدی ﷺ کا پُر عمل عکس بن کر تربیت دینے کا ہو اس کے لئے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔یوں کہیں کہ ایسے مرد فقیر کی زندگی خود ایک کرامت ہے۔

منت:

اللہ جلشانہٗ کے حضور کچھ منتیں مانی گئیں جن کا تذکار اس طرح ہے:

۲۹ مارچ ۱۹۵۱ء / ۲۳ جمادی الثانی کو جناب غوث الاعظمؓ کی ارواح ۵ روپے کی

Marfat.com

کڑھائی پکا کر تقسیم کی گئی۔ حضرت صاحب نے منت مانی تھی کہ مقدمہ رہا ہونے پر یہ تقسیم کرونگا۔

۱۹۵۷ء میں حضرت صاحب جب بغداد میں ہوتے ہیں تو پیر صاحب سید یوسف گیلانی کی ہمشیرہ گان نے بتایا کہ ان کے بھائیوں کی کوئی اولاد نہ تھی اور ہمشیرگان نے باری باری حضرت زکریا علیہ السلام کا روزہ رکھنا شروع کیا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے بھائی کو اس نسبت کے طفیل اولاد عطا فرما دے۔ یہ روزہ ہر شعبان کی آخری اتوار کو رکھا جاتا ہے۔ پیر صاحب نے بتایا کہ آج پھر کیم شعبان ہے اور ہمشیرہ فرماتی ہے کہ پہلے ہر سال آپ کی عدم موجودگی میں ہم اس رات رویا کرتی تھیں اور الحمد للہ آج آپ اور غالب کی موجودگی میں ہنسنا اور خوش ہونا نصیب ہوا ہے۔

نذر داتا گنج بخشؒ:

۲ جولائی ۱۹۶۲ء صبح مجھے کہا گیا کہ کوئی دربار داتا کی زیارت مانے تب ہاتھ ٹھیک ہو گا۔ چنانچہ آج لاہور پہنچ کر سب سے پہلے دربار مقدس داتا صاحب علیہ رحمتہ کی آستان بوسی کی۔ اُن کے لئے صحت تندرستی اور رحمت دائمی کی دعا کی۔

سلام اس پر کہ جس نے میرے دل میں سوز بخشا ہے

محبت کی بقا اور تڑپ کا دوام طلب کیا، اپنے ہاتھ کی تندرستی اور آفتاب (برادرزادہ) کی صحت کی دعا بھی مانگی اور سلام نذر مانا۔ سعید گل (کاکو) ہمراہ ہے۔

چہل ابدال:

۲۴ رجب ۱۳۶۰ھ کو حضرت حاجی اللہ بخش سے اطراف چہل ابدال کا علم مرحمت ہوا۔ برائے ہفتہ اوّل تا ۸ گُنجغِ بِاشْمِ برائے ہفتہ دوم تا ۱۵ گُنجغِ بِشْمِ۔ دوسرے ہفتہ میں اُلیسان خالی ہے۔

Marfat.com

مشرق	شمال	ایسان	بائب	غرب	جنوب	نیرت	ککنی
م	ش	ا	ب	غ	ج	ن	ک
8	7	6	5	4	3	2	1
15	14	0	13	12	11	10	9
23	22	21	20	19	18	17	16
30	29	0	28	27	26	25	24

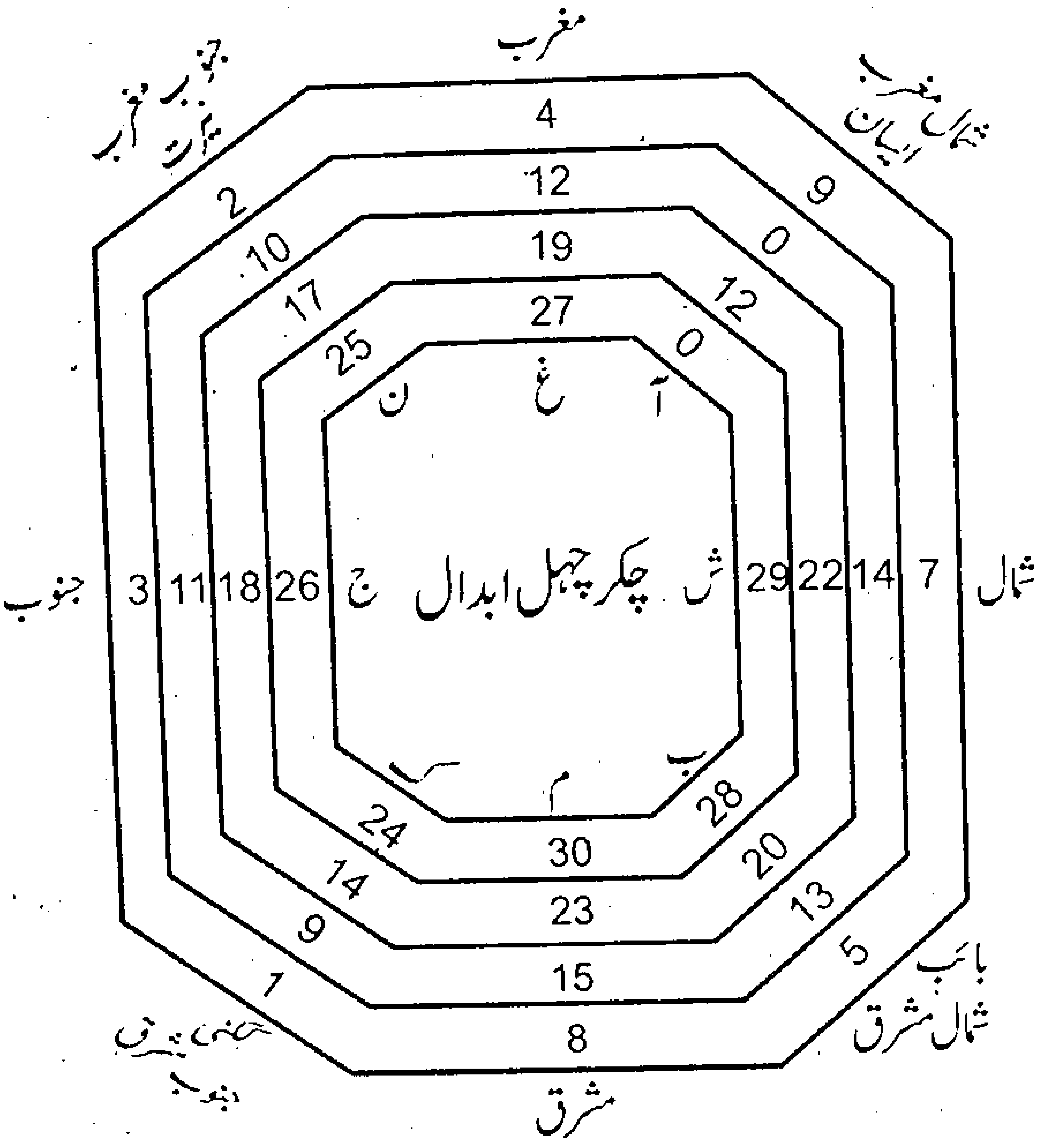

Marfat.com

اجازت نامے اور وظائف:

روحانیت کو زندہ و تابندہ رکھنے کے لئے صوفیائے کرام عبادات نوافل، دعا اور وظائف پر مدامت کیا کرتے ہیں۔ ہر فرض و نوافل کے بعد رب تعالیٰ سے دعا تمام حاجات کے لئے مانگی جاتی ہے اور پھر بعض وظائف اپنے اپنے مرجع یا مرشد کی اجازت سے جاری رکھا جاتا ہے۔ حضرت صاحب ان تمام اسباب روحانی پر پابندی سے عمل کرتے تھے۔ اور ان کے مخطوطات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے وظائف کے لئے مجموعہ فوائد عثمانی نقشبندی کو بھی پسندیدہ قرار دیا تھا۔

حضرت صاحب کے روزنامچوں سے کچھ اجازت نامے حاصل ہوئے جو اس طرح ہیں

○ حضرت حاجی اللہ بخشؒ نے اپنے چچا صاحب کی سند سے "سلام" علیٰ نُوحٍ فی العالمین" کی اجازت بخشی اور فرمایا کو جو شخص صبح کو پڑھے اسے تمام روز کوئی بلا سانپ بچھو نہیں کاٹے گا اور شام کو پڑھے تو تمام شب ہر موذی بلا سے محفوظ رہے گا۔

○ جناب شہزادہ صاحب سید محمود ممتاز گیلانی بغدادی سے ذیل کی اجازت مرحمت ہوئی:
الٰہی بحرمت جبرائیل میکائیل اسرافیل و عزرائیل و تورات موسیٰ وانجیل عیسیٰ وزبور داؤد و فرقان محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

○ پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی نے ۱۹ فروری ۱۹۷۶ء کو پھلروان میں دعا ثندی برق و باران دفع ہونے کے لئے مرحمت فرمائی:

يُسبّح الحمد بخوفہٖ والملائكتہُ بخيفَہٗ۔

○ پیر صاحب السید یوسف گیلانی پیر آف وانا سے اجازت مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۷۴ء برائے لکنت زبان، دم و تعویذ:

رب الشرح لی صدری و یسّرلی امری واحلل عقدة من لسانی
یفکہ' لی قولی وامدد بھارون اخی

○ سورہ ہائے شفائی القرآن الحکیم

ویشفصدور قومٍ مومنین۔ وشفاء لّما فی الصّدور۔ یخرج من بطونہا

Marfat.com

شراب" مختلف" الف نه فیه شفاء للناس۔وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ" للمومنین۔واذا مرضتُ فھُوَ یشفین۔قل ھُو لِلّذِی آمنو ھُدًی وَ شِفاء

○ برائے بدنظر

وَاِن یکاد الذین کفرو لیز لقونك ابصارھم لمّا سمعو الذکر و یقولون اِنّہ لمجنون و ما ھُوَالا ذکر لِلعالمین۔

○ اجازت وظیفہ از جناب پیر صاحب السید یوسف گیلانی پیر آف وانا بمورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۷۵ء یوم عید الفطر در پھلروان:

والھکم الہ واحد لاالہ الا ھو الرحمن الرحیم

○ از حضرت غلام باھونقش ھذا الکھ کر گم شدہ کے گھر میں دفن کیا جائے:

۷۸۶

۴	۱۵	۱۰	۵
۹	۶	۳	۱۶
۷	۱۲	۱۳	۲
۱۴	۱	۸	۱۱

فلاں بن فلاں علی حب فلاں بن فلاں حاضر گردد العجل الساعۃ

○ ۱۰ دسمبر ۱۹۵۹ء کو حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ بسم اللہ مَجراھَا وَمَرسَاھَا ہر سواری پر سوار ہو کر روانہ ہونے کی دعا ہے۔مفتی اعظم بغداد سید یوسف العطی مرحوم نے ایک دن یہ پڑھا اور پیر صاحب کو بھی پڑھنے کا کہا۔آج پیر صاحب نے مجھے کراچی سے سکھر جاتے وقت موٹر پر روانہ ہو کر پڑھنے کا حکم فرمایا۔

○ راقم الحروف (سلطان الطاف علی) کو دربار شریف سے مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء کو اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔یہ دم یاد کر لیں ہر درد و تکلیف کے لئے ہے۔اس کی آپ کو اجازت بھی ہے:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَو شاءَ اللہُ لَجَعلَہٗ ساکِنا وَّ لہٗ مَا سَکَنَ فِی الَّلیلِ و النَّھارِ وَ ھُوَالسَّمِعُ العلیم

Marfat.com

○ خیر و برکت کے لئے مریدین کو جو تعویذ عطا کرتے تھے مرشد کی پختہ نشانی کے طور پر دی جاتی۔ پندرہویں والا اور بے نقط تعاویذ بالخصوص عطا کرتے تھے۔

۷۸۶

۴	۹	۲
۳	۵	۷
۸	۱	۶

۷۸۶

ا	ح	د	ر
س	ص	ط	ع
ک	ل	م	و
ھ	ء	لا	اللہ

○ راقم الحروف (سلطان الطاف علی) کو مانڑو چلی جنوبی وزیرستان سے مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۶ء تحریر فرماتے ہیں کہ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں چمڑے کا تسمہ (علیل یا بیمار) آدمی کے قد کے برابر ہو۔ اس پر سورۃ الرحمٰن پڑھ کر اس طرح دم کریں کہ ہر بار فبای الآء ربکما تکذبن پر گرہ دے کر اس پر پھونک دیں۔

○ اجازت قربوغہ حاجی صاحب برائے محمود شیر جس کی حضرت صاحب نے بھی اجازت دے دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسبی اللہ لا الہ اِلّا ھُو علیہ توکّلتُ وَھُوَ رَبُّ العَرشِ العظیم

ہر نماز کے بعد بقدر استطاعت۔

○ برائے حُب: ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ کو نانی صاحبہ (والدہ ماموں صاحب حافظ محمد حیات و غلام مصطفیٰ خان) سے عطا ہوا:

اوّل و آخر درود شریف یازدہ (۱۱) بار و بدرمیان کلام ذیل پانزدہ (۱۵) بار خواندہ سہ (۳) مرتبہ اعادہ کلام کردہ ہر چیزی شیرین دم کند و تصور مطلوب کردہ بر ویش دم کند۔ بعد از نماز پنجگانہ تا یازدہ روز انشاء اللہ تعالیٰ رام و مطیع گردد۔ کلام پاک بذیل درج است: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا صبرو و اوَرابِطُوا واتقُو اللہَ لَعَلَّکُم تُفلِحُون۔

Marfat.com

○ رفع سحر جادو وغیرہ: پیر صاحب سید یوسف گیلانی بغدادی ربیع الاوّل ۱۳۶۲ھ کو شہر ڈیرہ اسماعیل خان میں عنایت فرماتے ہیں:

سورۃ فاتحہ بمعہ تسمیہ صد و یک بار۔ سورۃ فلق صد و یک بار بعد نماز مغرب ہفت روز دم کند۔

○ طریقہ ختم حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ:

برای حصول جمیع مقاصد وحل جملہ مشکلات۔

اوّل درود شریف صد بار بعد ازان حَسبُنَا اللهُ و نعم الوکیل صد بار بعد ازان نیز درود شریف صد بار ہمیشہ باید خواند وثوابش بروح فتوح حضرت ممدوح بخش نمودہ حاجات خویش بواسطہ جناب ایشان الله درگاہ تعالیٰ جلشانہٗ خواستہ باشد۔ انشاء اللہ تعالیٰ سرانجامی مطلب خواہد شد۔

○ تعویز برائے صبر وگریہ کودک:

ط ط ط ط ط ط ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ

قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس

وصلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدٍ و الہ و اصحابہ اجمعین

○ نادعلی:

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نَادِ عَلیّاً مظہر العَجَائِب

تَجِدہ عَونًا لَكَ فِی النَّوائِب

كُلُّ ھَمٍّ وَّ غَمٍّ سَینجَلِے بنبُوتِك

یا مُحَمَّدُ وبِوَلَا یتكَ یا عَلِی۔

پنیالہ والے کا دم:

یکم جون ۱۹۷۹ء کو حضرت صاحب وزیرستان اور پھر چشمہ بیراج و پھلروان سے ہو کر دربار شریف پہنچے ہیں۔ ان کا گذشتہ ماہ میں چہرہ پر دائیاں جانب

Marfat.com

فالج کا اثر ہوا تھا۔انہوں نے ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ پنیالہ کے ایک صاحب اجازت سے دم کروائے جس سے اس عارضہ کا مکمل آرام ہو گیا۔الحمد للہ۔برادرم محترم حضرت صاحب گزشتہ سالوں میں ہر صبح چائے کے ساتھ نووالجین کی گولیاں تحرک حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتے رہے جس کے باعث ان کے اعصاب کمزور پڑ گئے۔ اب انہوں نے اس عارضہ سے شفا پانے کے بعد نووالجین کا استعمال ترک کر دیا ہے۔ ٹھنڈے پانی، سرد ہوا اور ترشی سے پرہیز کر رہے ہیں۔

Marfat.com

باب پانزدھم
سال آخرین 1986ء

ہزار بار نمود سحر ہوئی لیکن
تیرے بغیر پھر اس گھر میں روشنی نہ ہوئی
(قتیل)

نہ جانے یہ شعر کیونکر ۱۹۸۶ء کے روزنامچہ پر میں نے لکھا اور کب لکھا۔بہر حال درست ہی لکھا گیا ہے کیونکہ یہ سال پورا نہیں اس کے ساڑھے آٹھ ماہ حضرت صاحب نے اس دنیائے دنی میں شام وسحر گزارے۔ذرا ہم ان ایام پر غور کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نے ان مختصر ایام میں کیا کچھ کیا اور کیا کچھ ہدایات دیتے رہے۔

حضرت صاحب گرہ جمعہ شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) تشریف لے جاتے ہیں۔سلطان محمد حسین، عادل اور گھر سے خواتین بھی ساتھ جاتی ہیں (۱۹ جنوری)۔چوتھے روز واپس دربار شریف آتے ہیں۔

پھلروان، لاھور، گوجرانوالہ کے دورہ پر ایک ہفتہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں (۲۶ جنوری)۔

حضرت صاحب نے مشتاق سالم و کاشف کے نام دس ہزار روپے کے سٹرفکیٹ جمع کرائے تھے میعاد پوری ہونے پر مجھے وصول کرنے کے لئے فرماتے ہیں (۲۹ جنوری)۔صاحبزادہ غلام قادر کی نو سالہ بچی درخت سے گرتی ہے اور فوت ہو جاتی ہے اس کے فاتحہ پر جاتے ہیں (۲ فروری)۔قاضی ولی محمد کے انتقال پر بستی قاضی بمعہ اہل وعیال جاتے ہیں (۵ فروری)۔دوسرے روز قل خوانی و رسم دستار بندی قاضی بشیر احمد پر میں بھی پہنچتا ہوں اور پھر حضرت صاحب کے ساتھ بعد مغرب دربار شریف ہم پہنچتے ہیں (۶ فروری)۔حضرت صاحب نے گذشتہ تین ماہ میں خانقاہ (سلطان نور محمدؒ و

Marfat.com

سلطان محمد نوازؒ) کے عقب میں بیس عدد پختہ حجرے مکمل کرائے ہیں۔ارشد کے مکان کی فنشنگ اور مسجد و خانقاہ کے برآمدوں کے پلرز پر سنگ مرمر کا کام کرا لیا ہے۔ پھلروان، پنڈی و لاھور تشریف لے جاتے ہیں اظہر سلطان، کاکو ملنگ (سعید) اور حق نواز (بے خیل) ان کے ساتھ گئے ہیں (۲۷ فروری)۔ پنڈی، تربیلا و پھلروان سے ہو کر واپس تشریف لاتے ہیں (۴ مارچ)۔ پھر لاھور چلے جاتے ہیں (۵ مارچ)۔ حضرت صاحب لاھور سے واپس تشریف لاتے ہیں (۸ مارچ)۔ حضرت صاحب بمعہ گگو کاشف کے کشمور کے راستہ کوئٹہ روانہ ہوتے ہیں اور مجھے ہمراہ سلطان عمر دراز، محسن سلطان و فقیر میر محمد زیارات وتحقیقات کے لئے رحیم یار خان صادق آباد کے راستہ سفر کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ہم درگاہ ولی محمد سلطان پر پہلی بار پہنچتے ہیں جو آدم والی، مخدوم جمالدین روڈ تحصیل رحیم یار خان میں واقع ہے اس درگاہ کے متولیان میں میاں منظور وغیرہ ملتے ہیں (۱۰ مارچ)۔اس درگاہ کے بارے میں اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں جو ہم حضرات چاہ سمندری کے ہی دادا ہیں۔ہم نے سنجر پور کی بستی میراثی میں مستری محمد لطیف کے ہاں کچھ قیام کیا اور پھر لوموں شاہ جیلانی گھوٹکی پہنچے جو سلطان العارفین سے فیض یافتہ تھے۔محبوب شاہ وہاں سجادہ نشین تھے اور لطیف شاہ کے ہاں ہم کچھ ٹھہرے۔زیارت و فاتحہ کیا (۱۱ مارچ)۔اگلے روز ہم لوموں شاہ گھوٹکی سے روانہ ہو کر محمد پور پہنچے جو گھوٹکی سے ۲۰ میل پر ہے۔یہاں مخدوم محمد صدیق سیہڑ کا مزار مبارک ہے جو حضرت سلطان العارفین سے فیض یافتہ گزرے ہیں۔مخدوم نثار احمد سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی اور وہاں ہم نے قیام کیا۔یہ علاقہ مہیسر ہے۔مخدوم صاحب نے مائی مستوئن فاطمہ کے توسط سے فیض حاصل کیا تھا اور پھر اس علاقہ میں آباد ہوئے تھے۔بلوچستان کی بیشتر گدیاں ان سے فیض یافتہ ہوئیں۔وہاں کافی معلومات نوٹ کی گئیں۔فقیر میر محمد وہاں رہ گئے اور ہم سے رخصت ہو گئے انہوں نے واپس پنجاب جانا تھا۔اس کے بعد ہم درگاہ تاج محمد مہر پٹ والے پر پہنچے زیارت کی جو ہمایوں اسٹیشن کے علاقہ میں ہے۔یہ بھی حضرت سلطان العارفین سے فیض یافتہ گزرے ہیں۔وہاں

Marfat.com

سے روانہ ہو کر ہم بعد مغرب اوستہ محمد پہنچے سلطان غلام میراں موجود تھے۔حضرت صاحب بمعہ گگو کاشف (مشتاق سالم و کاشف علی) و امجد سلطان کے پہلے ہی ادھر اوستہ محمد آ چکے تھے۔وہ خود گنداخہ تشریف لے گئے تھے (۱۲ مارچ)۔ہم راقم و محسن سلطان اگلے روز غوث پور جا کر حضرت صاحب سے ملے جو ملّا حمید پندرانی کے ہاں تھے۔ حضرت صاحب اپنی پارٹی کے ساتھ سبی روانہ ہو گئے (۱۳ مارچ)۔جہاں آپ نے اور پھر ہم نے بھی سبی پہنچ کر حق باھو کانفرنس سبی میں شمولیت کی۔دن اور رات کو دو نشستیں ہوئیں جن کی صدارت حضرت صاحب نے فرمائی۔سردار نور احمد مری ایم پی اے، حاجی حنیف طیب مرکزی وزیر پیٹرولیم ،سردار بہادر خان بنگلزئی وزیر تعلیم بلوچستان مہمانان خصوصی ہوئے۔علماء میں صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آباد سے آ چکے تھے۔دو ہزار افراد کا کانفرنس میں اجتماع ہوا۔اس موقعہ حامد،ارشد،حسین ،امجد،اظہر ،سلطان نور محمد ،سلطان غلام میراں،سکندر و خالد سلطان بھی موجود ہوئے (۱۵ مارچ)۔میں وائس پرنسپل ڈگری کالج کوئٹہ کی بجائے اب پرنسپل پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ کوئٹہ ہوں (۲۰ مارچ) حضرت صاحب ڈیرہ اسماعیل خان کلاچی تشریف لے جاتے ہیں ۱۸ اپریل کو مشرف سلطان کا انتقال کلاچی میں ہوتا ہے جہاں پہنچ جاتے ہیں اور ۲۰ اپریل کو مرحوم کی قل خوانی کرتے ہیں۔

۲۵ مارچ ۱۹۸۶ء دربار شریف سے لکھتے ہیں کہ میرے (راقم الحروف) کے پولی ٹیکنک کالج کوئٹہ میں ٹرانسفر ہو جانے میں بہتری ہو گی۔امجد اگر فیل ہو گیا ہے تو بھی وہاں کوئٹہ میں ہی دوبارہ امتحان دے۔امیر محمد (فقیر) حضرت سلطان العارفین کی کتب جمع کر رہا ہے اور مجھ سے پوچھ رہا ہے جو میرے پاس نہ ہوں تو مہیا کر دینگے۔

۲ اپریل ۱۹۸۶ء دربار شریف سے لکھتے ہیں کہ پھلروان سے ملتان بارات روانہ ہو گئی (شہزادہ ہارون کی ہمشیرہ کی شادی) آج وہاں ولیمہ ہے برادرم عمر دراز صاحب و ارشد بمعہ عیال شامل ہوئے۔اس بار چاہتا ہوں کوئٹہ کے لئے سب اپنی اپنی سہولت اور فرصت سے الگ الگ اپنی گاڑیوں پر جائیں زیادہ سامان بھی نہ اٹھائیں اور آئندہ کے

Marfat.com

لئے کوئٹہ کے بستر وغیرہ وہاں ہی چھوڑ دیئے جائیں۔

۱۲ اپریل ۱۹۸۶ء کا مکتوب جنڈولہ وزیرستان سے ہے جہاں ایک ہفتہ سے پہنچے ہوئے ہیں اواخر اپریل دربار آنا چاہتے ہیں تاکہ کوئٹہ کا پروگرام سب کا بنے۔

۲۲ اپریل ۱۹۸۶ء دربار شریف سے ڈاکٹر محمد اقبال کو گولڈ میڈل حاصل ہونے اور ایسوسی ایشن کا صدر منتخب ہونے پر خوشی کا اظہار اور مزید عزت و برکت کے لئے دعا۔

مئی ۱۹۸۶ء عمر دراز صاحب کو موسم گرما کے لئے ایبٹ آباد پہنچاتے ہیں۔

کوئٹہ سے بائی روڈ روانہ ہو کر براستہ ژوب وزیرستان پہنچتے ہیں وہاں ۷ جولائی ۱۹۸۶ء کو لکھتے ہیں کہ اب تکیۃ القادریہ سروکئی میں ہوں رزمک، میران شاہ کو ہاٹ کے راستہ سے اسلام آباد جلد پہنچ سکوں گا۔ وہاں برادرم حضرت غلام باھو صاحب کو ۲۷ جولائی کو حج کے لئے خدا حافظ کرونگا۔ پھر اسلام آباد سے بذریعہ پی آئی اے کوئٹہ آ کر حق باھو کانفرنس ۲۹ جولائی میں شمولیت کر کے ۳۰ جولائی کوئٹہ سے ڈیرہ اسماعیل خان فلائیٹ سے جا کر اپنا وانا وزیرستان کا باقی ماندہ سفر پورا کرونگا۔

عاشورہ کس نے دیکھنا ہے:

فروری ۱۹۸۶ء کے ہی ایام تھے جب میری ملاقات درویش محمد علی لاھوری عمر ساٹھ سال (ولد فضل دین والدہ اش فاطمہ بی بی) سے ہوئی۔ وہ عرصہ ۱۸ سال سے دربار شریف سے منسلک ہے اور بقول ان کے پہلے صحرانوردی رہی اور پھر براہ راست حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے فیض یاب ہوئے۔ اور پھر یہیں بیٹھ گئے۔ وہ بالکل تارک و فارغ ہیں۔ آج کل گڑھ موڑ پر ایک اعوان کے مکان پر قیام پذیر ہیں ان کے ساتھ ان کی ایک عقیدت مند مائی عمر ۵۵ سال بھی ہمیشہ سے رہ رہی ہے۔ ان کی دعوت و شوق پر میں دو بار ان سے ملنے گیا۔ یہ دونوں مجھے کافی صاحب اسرار معلوم ہوئے۔ ایک روز میں حضرت صاحب کے ساتھ مارچ کے ابتدائی ہفتہ میں بیٹھا تھا کہ یہ دونوں محمد علی درویش اور درویشہ آ گئے سلام دعا ہوئی بیٹھ گئے۔ ہم نے آنے والے محرم الحرام میں انتظامات کے بارے میں کچھ باتیں کیں کیونکہ روز بروز

Marfat.com

انتظامات خراب تر نظر آ رہے تھے تو درویش بول اٹھے اور حضرت صاحب سے مخاطب ہو کر کہا قیامت آ جائے گی حضرت صاحب بھلا عاشورہ کون دیکھے گا! اور یہ کہ کر خاموش ہو گیا اور حضرت صاحب کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اور میری طرف دیکھا۔اور پھر وہ دونوں درویش رخصت ہو گئے۔

حضرت صاحب دربار شریف سے بمعہ قافلہ خرد وکلاں کے بخیریت علی الصبح کوئٹہ پہنچ جاتے ہیں (۸ مئی)۔حضرت صاحب کے ہمراہ میر عبدالنبی مری ایڈیشنل کمشنر کوئٹہ سے ملاقات کی اور بعض امور پر ان سے تبادلہ خیال ہوا (۱۶ مئی)۔حضرت صاحب مجھے ڈیرہ کی فلائٹ کے لئے کوئٹہ ایئر پورٹ پہنچاتے ہیں (۱۹ مئی)۔کوئٹہ میں اپنی قیام گاہ آستانہ پر بزم باھو بلوچستان کی دوسری میٹنگ اور سال ۱۹۸۶ء کا پہلا اجلاس حضرت صاحب کے زیرِ صدارت منعقد ہوا۔افطار پارٹی کا اہتمام ہوا۔یہ میٹنگ ۸ تا ۱۰ بجے شب تک جاری رہی (۶ جون)۔حضرت صاحب کے ہمراہ شہر میں ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کے ڈنر میں ان کی قیام گاہ جا کر شرکت کی (۲۴ جون)۔سلطان نور محمد صاحب نے فیض آباد کوئٹہ میں ڈاکٹر محمد اقبال کے اعزاز میں دعوت دی جس میں حضرت صاحب کے ہمراہ میں نے بھی شرکت کی (یکم جولائی)۔حضرت صاحب ۵ جولائی کی صبح جنوبی وزیرستان کے دورے پر کوئٹہ سے روانہ ہوئے۔خلیفہ شہبازی ،نظر بند خان، سہیل ،سعید گل (کاکو ملنگ) اور اظہر سلطان ان کے ہمراہ ہوتے ہیں اس کے بعد ۲۷ جولائی کو حضرت صاحب اسلام آباد سے فون پر رابطہ کرتے ہیں کہ کل انشاء اللہ لاھور کے روٹ سے بذریعہ طیارہ کوئٹہ آئیں گے۔چنانچہ اگلے روز ۲۸ جولائی کو حضرت صاحب کو ایئر پورٹ جا کر ریسیو کیا۔مفتی مختار احمد نعیمی صدر اہل سنت پاکستان اور میاں خلیل احمد شرقپوری بھی اسی طیارہ میں حق باھو کانفرنس میں شرکت کے لئے پہنچتے ہیں اور ہمارے ہاں قیام پذیر ہوئے۔۲۹ جولائی کو سائنس کالج آڈیٹورم میں حضرت صاحب کے زیر صدارت حق باھو کانفرنس ہوئی۔سردار بہادر خان بنگلزئی وزیر خوراک ،سلطان نور محمد صاحب اور میاں خلیل احمد شرقپوری مہمانان خصوصی ہوئے۔حضرت صاحب کا

Marfat.com

صدارتی خطبہ ہوا۔دوسری نشست میں پیر صاحب سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی نے صدارت فرمائی۔اور پروفیسر طاہر القادری نے درس قرآن حکیم پیش کیا۔تقریب پونے گیارہ بجے شب اختتام پذیر ہوئی۔۸۰۰ افراد نے شرکت کی۔اگلے روز ۳۰ جولائی کو مفتی مختار احمد نعیمی اور میاں خلیل احمد شرقپوری امداد ہوٹل کو شفٹ ہو گئے ۔حضرت صاحب مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علمائے پاکستان کے استقبال کے لئے ائیر پورٹ پر تشریف لے گئے۔

۳۱ جولائی کو مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علمائے پاکستان کے اعزاز میں حضرت صاحب نے عشائیہ کا اہتمام فرمایا جس میں نورانی صاحب کے ساتھ مفتی اعظم مختار احمد نعیمی ،مولانا عبدالستار خان نیازی ،مولوی فتح محمد باروزئی ،ملک محمد اکبر اعوان ،ملک کرم خان رئیسانی ،مولوی غلام یٰسین قمر (مدرس انوار باھو بھاگ)،مولوی عبدالغنی لہڑی، مولوی محمد حیات (مدرس انوار باھو ڈیرہ مراد جمالی)،مولوی وزیر القادری (مہتمم و مدرس مدرسہ سلطانیہ ڈھاڈر)،ملک محمد فضل شاہوانی (صدر اہل سنت ضلع کوئٹہ)وغیرہ نے شمولیت کی۔طارق سلطان و عابد سلطان نے بھی شرکت کی۔مولانا کے ساتھ مدرسہ انوار باھو وحدت کالونی میں مولوی غلام محمد کے غاصبانہ اقدام پر بھی اظہار خیال کرتے ہوئے انہیں آگہی دی گئی۔

یکم اگست کو حضرت صاحب فلائنگ کوچ کے ذریعہ شام کو کراچی روانہ ہو جاتے ہیں تا کہ وہاں پیر صاحب سید یوسف گیلانی العزیزی سجادہ نشین کی آمد پر ان سے ملاقات کریں۔حضرت صاحب کے ہمراہ آستانہ کراچی کے حاجی صاحب اور حوالدار حاجی امیر خان بھی ہیں۔محسن سلطان بھی حضرت صاحب کی خدمت میں ساتھ کراچی گئے۔

انکشاف احوال:

حضرت صاحب سے معلوم ہوا کہ ۲۳ جولائی ۱۹۸۶ء کو میران شاہ شمالی وزیرستان کے علاقہ میر علی میں ایک سنگین صورتحال پیدا ہوئی جب ان کو ڈاکوؤں نے زبردستی برلب سڑک گرفت میں لے لیا اور ان کی پک اپ بمعہ سامان لوٹ کر لے

Marfat.com

گئے۔ اور حضرت صاحب نے بمعہ پارٹی کا کو ملنگ سعید گل، شیر محمد المعروف شیرو، اظہر سلطان و عارف راؤ انتہائی مشکل حالات میں زندگی بچائی۔ یہ حالات حضرت صاحب نے آج یکم اگست کو ہی ہمیں بتائے جس سے حضرت صاحب کی بردباری عظیم تحمل و حوصلہ کا اظہار ہوتا ہے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ یہ واقعہ تحصیل میر علی کے علاقہ سپین دام میں پیش آیا اور ڈاکو دتہ خیل تھے۔ اس واقعہ کے روز ہی پولیٹیکل ایجنٹ نے حضرت صاحب کی پک اپ کو پکڑوا لیا اور اسے حضرت صاحب کے آدمیوں کے حوالہ کر دیا گیا تھا۔

۴ اگست کو شجاع عالم نے اطلاع دی کہ حضرت صاحب کو پیش آنے والے واقعہ کے ڈاکو گرفتار ہو چکے ہیں اور ان سے پک اپ بمعہ سامان حاصل کیا جا چکا ہے۔

۸ اگست کو حضرت صاحب بمعہ محسن سلطان کراچی سے کوئٹہ بوقت مغرب بخیریت آ گئے۔ اگلے روز حضرت صاحب پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ تشریف لاتے ہیں اور میرے ساتھ بیٹھ کر ٹانک و لاہور کو فون کیے۔

علالت:

۱۲ اگست رات کو ۲ بجے حضرت صاحب شدید بدہضمی کے عارضہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جسم میں درد، قے اور اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ صبح ۶ بجے تک پسینہ آتا رہا۔ ڈاکٹر غلام حسین (پسر محمد بخش مجاہد صاحب) و ڈاکٹر محمد عارف طبہ ۶ بجے تک ادھر ہمارے ساتھ رہے اور ۹ بجے کے بعد ڈاکٹر محمد اقبال تشریف لائے۔ تمام روز حضرت صاحب کو غشی کی حالت رہی۔ ڈاکٹر صاحب نے گھر پر ہی ای سی جی، بلڈ، یورن ٹیسٹنگ کا اہتمام کر لیا۔ معلوم ہوا یورین 2+، بلڈ شوگر 250 کے علاوہ ہارٹ پیلپٹیشن بھی ہے۔

۱۳ اگست کو ڈاکٹر عبدالباقی ہارٹ اسپیشلسٹ (کارڈیالوجی) نے آ کر معائنہ کیا۔ ان کا خیال یہ ہے کہ حضرت صاحب آج گھر پر آرام کریں اور کل سول ہسپتال کے کارڈیالوجی میں داخل ہو جائیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب بھی ظہر کے وقت آئے ان کا

Marfat.com

خیال ہے کہ حضرت صاحب ہسپتال کی بجائے گھر پر مکمل آرام کریں۔ مجھے بھی اس رائے پر اتفاق ہوا۔ بشرطیکہ مکمل آرام ہو کسی سے ملاقات اور بات نہ ہو کیونکہ اصل مسئلہ ہارٹ کو پُر سکون کرنا ہے۔

آج میر علی شمالی وزیرستان میں آنے والے واقعہ پر ڈاکوؤں کے دستبرد سے نکالی گئی پک اپ معہ سامان تاج عالم محسود لے کر پہنچ گیا ہے۔

۱۴ اگست برادرم حضرت صاحب بدستور علیل ہیں۔ ڈاکٹر اقبال صاحب ۱۱ بجے دیکھنے آئے۔ حضرت صاحب ڈاکٹروں کی ہدایت پر عمل نہیں فرماتے۔ آرام نہیں کرتے بلکہ آج انہوں نے سات ذوالحج کو صبح غسل کر لیا اور پھر شام کو مالش کرالی ہے۔ میں نے کل ڈاکٹر اللہ نواز محسود کو فون پر حضرت صاحب کا حال دیا تو وہ آج خدمت و علاج کے لئے کراچی سے پہنچ گئے۔

۱۵ اگست حضرت صاحب کی علالت جاری ہے البتہ عارضہ قلب میں بہتری محسوس ہوئی ہے۔ ڈاکٹر اقبال صاحب ایک بجے ملاحظہ کو آئے۔

پاکستان: آج بعد مغرب حضرت صاحب اُٹھ بیٹھے اور فرمایا پاکستان کا کیا بنے گا؟ پھر فرمایا مجھے ریڈیو پر قومی خبریں سنائی جائیں۔ پھر آپ نے خبریں سُنیں، بی بی سی سے بھی خبریں سنیں اور خاموش ہو گئے۔

۱۶ اگست حضرت صاحب کی علالت اسی طرح ہے۔ بیقراری زیادہ محسوس کر رہے ہیں ڈاکٹر اقبال صاحب دو بجے دیکھنے آئے۔

۱۷ اگست عید الاضحیٰ کا دن ہے اور ہم سب عید نماز کو نہ گئے۔ برادرم حضرت صاحب بستر علالت پر ہیں اس لئے ان کی خدمت میں ہم سب موجود رہے۔ البتہ تمام روز مختلف احباب و مُریدین کے وفود عید مبارک کے لئے آتے رہے۔ ڈاکٹر اقبال صاحب عصر کے وقت برادرم حضرت صاحب کو دیکھنے کے لئے آئے ان کا خیال ہے کہ پہلے سے فرق ہو رہا ہے۔ برادر نور محمد صاحب، عزیزان خیر محمد، سکندر سلطان، عابد و شکیل سلطان مزاج پُرسی کو آتے رہے ہیں۔

Marfat.com

عجیب روحانی کیفیات:

برادرم حضرت صاحب پر ان دنوں عجیب روحانی کیفیات اور واردات دیکھنے مین آئیں جو میں گزشتہ تین روز سے دیکھ رہا ہوں۔ مثلاً آج بعد مغرب غنودگی کی حالت میں انہوں نے آنکھیں کھولیں تو پوچھا کہ میں کہاں ہوں؟ پھر جب نصف گھنٹہ بعد شعوری حالت میں آئے تو فرمایا کہ میں نے غنودگی میں اپنے آپ کو حج کے مراحل مکمل کرتے ہوئے مکہ مدینہ میں پایا تھا اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا تھا کہ میں نے اس بار بڑی آسانی کے ساتھ ایک فلائٹ سے حج میں شامل ہو گیا۔ پھر جب آپ لوگوں کو دیکھا تو میں سمجھا کہ شاید کراچی پہنچ چکا ہوں جہاں آپ لوگ مجھے ملنے آئے ہیں۔ پھر بے تحاشا روتے رہے اور فرمایا جنہوں نے بیت اللہ اور حرم نبوی ﷺ کے در و دیوار دیکھے اور وہ مطمئن ہو گئے عاشق نہیں بو الہواس ہیں۔ پھر فرمایا جن کا خیال ہے وہ منتہی ہو گئے وہ بھی بوالہوس ہیں۔ پھر فرمایا جو لوگ مکہ مدینہ کے اہالیان یا وہاں کے زائرین کو بُرا بھلا کہتے ہیں یا انہیں بے ادب قرار دیتے ہیں ان کے اپنے نفس کی غلطی ہے انہیں بھلا کس طرح دوسروں کی بے ادبی نظر آ جاتی ہے جبکہ اپنا نفس نظر نہیں آتا۔

۱۸ اگست برادرم حضرت صاحب کو کوئی افاقہ محسوس نہیں ہو رہا۔ ڈاکٹر اقبال صاحب آج بھی آئے معائنہ کیا۔ سلطان غلام میراں صاحب اوستہ محمد سے ہو کر واپس آئے اور حضرت صاحب کی مزاج پُرسی کی۔

۱۹ اگست ہسپتال میں داخلہ:

حضرت صاحب روز بروز کمزور ہوتے جا رہے ہیں چنانچہ آج ڈاکٹر اقبال صاحب اور ڈاکٹر لطف الباقی صاحب کے مشورہ پر انہیں سول ہسپتال کوئٹہ کے کارڈیالوجی وارڈ میں داخل کرا دیا گیا۔ بیڈ نمبر ۱ ہے۔ ہم نے انہیں کراچی لے جانے کے لئے مشورہ لیا تو ڈاکٹر لطف الباقی نے اس بنا پر اجازت نہ دی کہ ابھی سفر کے قابل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ خیر فرمائے۔ میں سول ہسپتال سے رات کو پونے گیارہ بجے واپس گھر چلا آیا عزیزان ارشد سلطان، محسن سلطان، سلطان خیر محمد، سکندر سلطان، عابد

Marfat.com

سلطان اور ڈاکٹر اللہ نواز وہاں ٹھہر گئے ہیں۔

۲۰ اگست برادرم حضرت صاحب کی خدمت میں صبح ۹ تا ۱۰ بجے ہسپتال میں رہا ہوں اور پھر شام کو ڈیڑھ تا ساڑھے نو بجے رہا ہوں۔خدا تعالیٰ کے فضل سے کل کی نسبت آج بہتر ہیں۔اشتیاق سلطان بمعہ ہمشیرہ صاحبہ،عرفان سلطان،رؤف سلطان و برادرم سلطان عمر دراز صاحب بمعہ اظہر سلطان و امجد سلطان ادھر آج حضرت صاحب کے لئے پہنچ گئے ہیں۔

۲۱ اگست حضرت صاحب روبصحت ہو رہے ہیں۔بلڈ شوگر میں کمی آ رہی ہے۔آج ۲۹۰ ہے۔البتہ کمزوری زیادہ ہے۔وقت لگے گا۔سارا دن بدستور احباب و مخلصین مزاج پرُسی کے لئے ہسپتال میں جمع ہوتے رہے ہیں۔

۲۲ اگست برادرم حضرت صاحب کا ہسپتال میں آج تقریباً تمام روز بیقراری میں گزرا۔ECG بھی ریکارڈ کے لئے ان کے ساتھ مستقل لگا دیا گیا ہے۔بلڈ پریشر 90/68 رہا ہے۔بعد مغرب سو سے اوپر گیا ہے۔ڈاکٹر ہاشم نے معائنہ کیا اور بتایا کہ حضرت صاحب کو ادھر ۶ تا ۸ ہفتے بیڈ پر مکمل رہنا ہوگا۔

۲۳ اگست برادرم حضرت صاحب کو بعد ظہر سے سکون آنا شروع ہوا ہے تاہم نبض puls مسلسل 160 پر ہے کسی کسی لمحہ میں کم بھی ہو جاتا ہے گویا بیٹنگ تیز ہے۔ڈاکٹر ذوالفقار علی زیدی،ڈاکٹر ہاشم،ڈاکٹر لطف الباقی سے تبادلہ خیال ہوتا رہا۔سلطان غلام میراں صاحب اور ڈاکٹر اللہ نواز میرے ساتھ وہاں موجود رہے۔اللہ تعالیٰ اپنا کرم خاص فرمائے۔آمین۔

۲۴ اگست آج ۶ بجے عصر کو برادرم حضرت صاحب کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔بلڈ پریشر 60 ہے بلکہ اس سے بھی گر گیا۔بلڈ شوگر ۵۰۰ تک پہنچ گیا شدید بیقراری کا انہیں سامنا ہے۔ڈاکٹر فضل نے فوراً ٹریٹمنٹ شروع کیا۔ڈاکٹر غلام حسین،ڈاکٹر اعجاز،ڈاکٹر مگسی بھی آ گئے۔بالآخر ڈاکٹر طاہر محمد خان اچکزئی کو میں ان کی کلینک سے لایا۔ڈاکٹر اچکزئی نے ایک گھنٹہ کی جدوجہد سے حضرت صاحب کی طبیعت کو کنٹرول کر لیا۔دس

Marfat.com

بجے میں نے بلڈ شوگر کا پھر سے محسن لیبارٹری سے معائنہ کرایا تو وہ ۳۸۲ پر آ چکا تھا۔ بہر حال ڈاکٹر اچکزئی کی حاضر دماغی اور کوشش سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور گیارہ بجے شب میں گھر کی طرف آ رہا تھا اور حضرت صاحب سکون سے آرام کر رہے تھے۔ اللہ نواز، ارشد، محسن اور برادرم حکیم صاحب ہسپتال میں خدمت کے لئے ٹھہر گئے ہیں۔

۲۵ اگست برادرم حضرت صاحب کی طبیعت آج پُرسکون رہی۔ صبح ساڑھے دس بجے بلڈ پریشر 70/92 اور بعد عصر 70/100 ہو گیا۔ بلڈ شوگر بھی ظہر کے وقت ۲۹۷ پر آ گیا۔ امید ہے یہی حالت و رفتارِ طبیعت چند روز برقرار رہی تو بحال ہو جائیں گے۔ رات کے لئے برادرم حکیم صاحب ارشد محسن اور ڈاکٹر اللہ نواز ہسپتال میں ہیں۔

۲۶ اگست برادرم حضرت صاحب کا آج سب سے بہتر دن دوران علالت معلوم ہوتا ہے کیونکہ آج بلڈ پریشر 110/80 ہو گیا ہے۔ پلس (نبض) ۱۰۴ ہے البتہ بعد ظہر سے بلڈ شوگر ۴۰۲ اور شام کو حرارت بھی ۱۰۱ درجہ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ خیر فرمائے آمین۔

۲۷ اگست میں نے ڈاکٹر یوسف سلطانی کو فون پر ٹانک سے بلایا تھا وہ آج بذریعہ طیارہ پہنچ گئے ہیں۔

برادرم محترم حضرت صاحب کا بظاہر تمام روز سکون سے گزرا البتہ بلڈ شوگر کی زیادتی باعث تشویش رہی جو ۴۶۴ تھی۔

برادرم سلطان صفدر علی، سلطان معظم علی، فاروق سلطان، عزیزہ شاہین بی بی بھی حضرت صاحب کے لئے پہنچ گئے ہیں۔

۲۸ اگست ڈاکٹری رپورٹس کے مطابق حضرت صاحب کی طبیعت بحال ہو رہی ہے۔

۲۹ اگست حضرت صاحب کا بلڈ شوگر کافی بے قاعدہ رہا ہے۔ صبح ۴۴۶ سے کم ہونا شروع ہوا اور مغرب کے قریب خدا کے فضل سے ۲۱۰ پر آ گیا۔ بلڈ پریشر اور پلس تو نارمل آ چکے ہیں مگر کمزوری اور کھانا پینا (intake) تشویش ناک ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر فرمائے آمین۔

۳۰ اگست سلطان صفدر علی صاحب بمعہ پارٹی واپس دربار شریف چلے گئے۔ اشتیاق

Marfat.com

سلطان صاحب بھی بمعہ پارٹی دربار شریف روانہ ہو گئے ہیں۔مائی صاحبہ حیات بی بی، عزیزہ رفعت و بوبی بھی بھکر روانہ ہو گئے۔

برادرم حضرت صاحب کا بلڈ شوگر آج ۳۱۱ تک رہا ہے باقی لیبارٹری رپورٹس بھی اطمینان بخش ہیں۔

۳۱ اگست حضرت صاحب آج سب سے بہتر رہے۔بلڈ شوگر بھی ماشاء اللہ ۱۹۰ پر آ گیا ہے۔

یکم ستمبر ۹ بجے شب سلطان حامد نواز، سلطان محمد حسین و امجد سلطان تمام بال بچوں کے ساتھ دربار شریف روانہ ہو گئے۔یہ قافلہ سلطان جلال خیل کے ٹرک، حضرت صاحب کی ڈاٹسن کار، ٹیوٹا پک اپ اور حامد صاحب کی لینڈ روور پر روانہ ہوا۔خلیفہ شہبازی ان کے ہمراہ ہے۔

برادرم حضرت صاحب آج سکون میں تھے البتہ زیادہ شعور میں ہونے کے باعث اور صحت کی بہتری پر بار بار اٹھنے کے لئے اصرار فرماتے رہے۔بلڈ شوگر ایک بجے ظہر ۳۰۲ تھا۔بلڈ یوریا بھی ۲۰۰ ہے۔اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عطا فرمائے۔آمین۔

۲ ستمبر غوث الاعظم کانفرنس اور درس قرآن کے لئے پروفیسر طاہر القادری سائنس کالج آڈیٹوریم میں آ گئے میں ان کے ساتھ ایک نشست تک رہا اور پھر حضرت صاحب کے لئے دوسری نشست میں نہ بیٹھا اور ہسپتال میں آ گیا۔جیلانی محسود وزیرستان سے حضرت صاحب کی عیادت کے لئے آ گئے۔

فیض آباد سے بھی سب خرد و کلاں اوستہ محمد چلے گئے۔البتہ سلطان ولی محمد ادھر ہمارے ساتھ ہیں۔

۳ ستمبر برادرم حضرت صاحب کو بلڈ شوگر ۳۴۳ صبح رہا اور شام کو ۲۶۵ ہوا۔بلڈ پریشر 100/60 کے لگ بھگ رہا۔پلس صبح ۱۰۰ اور بعد میں ۹۹ رہا۔ECG میں ہارٹ کا انفیکشن اسی حالت میں ہے۔کمزوری بدستور ہے۔اللہ تعالیٰ خیر فرمائے۔اظہر میرے ساتھ رات کو گھر آ گیا۔جیلانی محسود ادھر ہے۔عبدالکریم کرد بھی آیا ہے۔حاجی شیر دل

Marfat.com

بھی آیا اور پھر رخصت ہوا۔

۴ ستمبر حضرت صاحب گزشتہ شب ۲ بجے بیقرار رہے۔ سانس کی تنگی اور ہارٹ میں درد محسوس کرتے رہے البتہ آج بعد دوپہر سے ان کی طبیعت بہتر رہی۔ اور بار بار اٹھ بیٹھنے کے لئے فرماتے رہے۔ چنانچہ ان کا بیڈ اونچا کرلیا جاتا رہا۔

گگو کاشف (مشتاق سالم و کاشف علی) بھی آج حضرت صاحب سے ملنے گئے اور حضرت صاحب سے ان کی خیریت پوچھی۔ سید سہراب شاہ جیکب آباد سے آ گئے۔

حضرت صاحب کا بلڈ شوگر ۳۰۹، پلس نارمل اور بلڈ پریشر 108/66 رہا۔ ڈاکٹر زیدی، ڈاکٹر باقی اور ڈاکٹر صفدر سے تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ اریتھرو سین کی گولیاں شروع کرائی گئیں۔ انسولین کی مقدار ۱۰ یونٹ سے ۲۴ یونٹ تک بڑھا دی گئی ہے۔

برادرم حضرت حکیم صاحب رات کو میرے ساتھ گھر آئے۔

۵ ستمبر برادرم حضرت صاحب کی طبیعت آج کل سے بہتر رہی ہے۔ صبح بلڈ شوگر ۳۲۳ اور شام کو ۲۴۷ رہا۔ البتہ صبح درجہ حرارت ۱۰۱ ہو گیا تھا۔ شام کو نارمل ہو گیا۔ بلڈ پریشر 118/80۔

ایم عبداللطیف باقاعدگی سے عصر تا شام حضرت صاحب کی خدمت میں ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر اللہ نواز معہ اپنی بیوی و ہمشیرہ وزیرستان سے واپس پہنچے ہیں۔

۶ ستمبر حضرت صاحب کی صحت آج اچھی رہی ہے۔ بلڈ شوگر صبح ۳۰۹ شام ۱۹۰ ہے۔ میر محمد عالم خان برادر سفر خان لہڑی بمعہ بال بچوں کے مستونگ سے آئے اور ایک گھنٹہ بعد رخصت ہوئے۔

۷ ستمبر برادرم حضرت صاحب کو آج سے جوس شروع کرا دیا ہے انہیں آج بھی بخار 95.4 رہا ہے۔

۸ ستمبر سلطان فیض احمد، سلطان محمد حسین و حافظ اکمل سلطان کے ساتھ خورشید گزشتہ شب ادھر پہنچے ہیں۔ حضرت صاحب بعد ظہر تکلیف بیقراری سینے میں بلغم کا جکڑاؤ محسوس کرتے ہیں البتہ بلڈ شوگر ۳۰۹ سے گر کر ۱۶۸ بعد مغرب ہو چکا ہے۔ ملک خدا بخش ڈیرہ

Marfat.com

اسماعیل خان سے حضرت صاحب کی مزاج پرسی کو آ گئے۔

۹ ستمبر سلطان فیض احمد اور اکمل سلطان خورشید کے ساتھ واپس دربار چلے گئے۔ برادرم محترم حضرت صاحب کی طبیعت آج پھر خراب ہوگئی۔ بلڈ شوگر ۳۷۶ تک چلا گیا۔ اور سارا دن ۱۰۱ تک بخار رہا۔ یہ اندازہ لگایا گیا کہ چونکہ دو روز سے حضرت صاحب کو جوس دینا شروع کیا تھا اس سے شوگر بڑھ گئی اور انفیکشن بھی ہوگیا ہے جس کے باعث بخار کی شدت ہے۔

۱۰ ستمبر برادرم محترم حضرت غلام باھو صاحب ڈیرہ کی فلائیٹ سے بارہ بجے پہنچے ہیں امسال ۳ ستمبر کو حج بیت اللہ زیارت مدینہ ہوکر پاکستان آ گئے تھے۔ آج برادرم حضرت غلام دستگیر صاحب کی عیادت کو پہنچے ہیں۔ ملک خدا بخش واپس ڈیرہ چلے گئے ہیں حضرت صاحب کا بخار آج کم ہوا ہے البتہ شوگر بڑھ گیا ہے اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔ آمین۔ شجاع عالم محسود، احمد جان و سلطان جلال خیل بھی حضرت صاحب کی عیادت کو مغرب کے وقت پہنچ گئے۔

۱۱ ستمبر ہم نے آج فیصلہ کیا کہ سول ہسپتال کے کارڈیک وارڈ میں شوگر ٹیسٹ کرنے والا آلہ جو مبلغ چار ہزار روپے پر آتا ہے خرید کر بطور عطیہ ہسپتال کے وارڈ کے لئے دے دیں چنانچہ ہم نے اس پر عمل کیا۔ اوستہ محمد سے دل مراد مستوئی و دیگر احباب حضرت صاحب کی عیادت کو آئے۔

۱۲ ستمبر برادرم حضرت صاحب کو آج بخار ۹۸ تا ۹۹ درجہ تک رہا۔ بلڈ پریشر بھی 110/80 مگر بلڈ شوگر ۳۵۰ تک چلا گیا۔ غالباً بلڈ یوریا کی شکایت آج زیادہ رہی کیونکہ غشی کی حالت بعد نماز عصر زیادہ ہوتی گئی۔ اور رات کو دس بجے گہری غشی رہی۔ اللہ تعالیٰ خیر فرمائے۔ آمین۔ برادرم حضرت حکیم صاحب ہسپتال میں رات کو ٹھہر گئے۔ راقم و برادرم حضرت غلام باھو صاجب رات کو واپس کیچی بیگ گھر کو چلے گئے۔ مولوی خوشی محمد گنداخہ سے آ گئے۔

۱۳ ستمبر برادرم حضرت صاحب کا آج کا دن اچھا رہا۔ بخار ندارد۔ بلڈ شوگر ۱۶۸ اور

Marfat.com

اطمینان۔البتہ بلڈ یوریا ۱۳۰ ہو چکا ہے۔
ڈاکٹر یوسف سلطانی گزشتہ شب ڈیرہ ٹانک سے حضرت صاحب کی خدمت کے لئے پہنچ چکے ہیں۔

۱۴ ستمبر/ ۸ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ :شبِ فراق:

وصال برادر محترم حضرت غلام دستگیر القادری:

آج دن کو حضرت صاحب کو صبح ہلکا سا بخار رہا اور اس کے بعد حرارت بالکل درست رہی۔مگر قریب مغرب سے حضرت صاحب کا بلڈ پریشر 80/40 پر گر گیا۔بلڈ یوریا بھی اور بلڈ شوگر بھی بدستور آج زیادہ رہے۔بلڈ شوگر ۳۰۰ اور بلڈ یوریا ۱۱۷۔تقریباً پونے ۹ بجے بلڈ پریشر بڑھ جانے کے لئے ڈاکٹر صاحبان نے سالٹش ڈرپ لگائی۔سوا دس بجے تک میں حضرت صاحب کی خدمت میں رہا اس کے بعد میں گھر چلا آیا۔تقریباً پونے بارہ بجے ڈاکٹر یوسف سلطانی اور خواجہ غلام مجھے بلانے آئے میں فوراً ہی ہمراہ حضرت غلام باھو صاحب وعزیز حسین کے ہسپتال پہنچا تو وہاں وہ منظر دیکھنا پڑا جس کے لئے قلم لکھنے کو آمادہ نہیں ،حضرت صاحب اپنے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ معلوم ہوا آپ کا وصال ٹھیک سوا گیارہ بجے شب ہو گیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد　　روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

ہم ساڑھے بارہ بجے شب کو ہی ایمبولینس پر برادرم مرحوم ومغفور حضرت صاحب کے جسد مبارک کو ہسپتال سے گھر پر لائے۔میں نے ڈاکٹر اقبال صاحب سے حضرت صاحب کے سفر دربار شریف کے لئے ایک نئی ایمبولینس حاصل کر لی جس کا ڈرائیور محمد عاشق ہے۔حضرت صاحب کے وصال کا سٹوفکیٹ بھی ڈاکٹر اقبال صاحب نے بحیثیت ایم ایس سول ہسپتال کوئٹہ بنا کر دے دیا۔نوابزادہ سلال بگٹی (فرزند نواب محمد اکبر خان بگٹی)اور سردار چاکر خان ڈومکی کے فرزندان بھی سُن کر فوراً ہمارے ہاں پہنچے۔نواب زادہ سلال بگٹی نے صندوق مبارک لکڑی کا،برف اور کپاس وغیرہ وتمام ضروری لوازمات تیار کرا کر ہمیں ۴ بجے تک مہیا کر دیا۔

Marfat.com

۱۵ ستمبر / ۹ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ حضرت صاحب کا غسل و جنازہ کا انتظام ہم نے کیچی بیگ میں اپنے ڈیرہ پر کیا۔عبدالواحد شاہوانی ،خلیفہ مولوی عبدالغفور خان ،مولوی عبداللہ افغانی بھی آ گئے ۔غسل عزیزم سلطان محمد نواز ارشد نے اپنے ہاتھوں سے حضرت صاحب کے جسد مبارک کو دیا ۔مولوی صاحبان ہدایات ساتھ ساتھ دیتے رہے۔ برادرم سلطان غلام باھو صاحب نے حضرت صاحب کی نماز جنازہ کی اقتدا کی ۔ہم نے نماز جنازہ ٹھیک پانچ بجے پڑھا لی ۔اس میں موقع پر موجود صرف ۳۵ افراد شامل ہوئے ۔ایم لطیف صاحب اور حاجی سائیں داد وغیرہ بھی پہنچ چکے تھے ۔ساڑھے پانچ بجے علی الصبح حضرت صاحب کی ایمبولینس کے ساتھ ہم سوگواران راقم الحروف بدنصیب وفراق زدہ معہ سلطان محمد نواز ارشد ،سلطان محمد حسین ،اظہر سلطان ،محسن سلطان بمعہ برادران سلطان غلام باھو ،سلطان عمردراز دو کاروں ڈاٹسن و سوزوکی پر روانہ ہوئے ۔ لورالائی کے راستہ سے ہم نے سفر کیا ۔رکھنی سے تین میل پر ایک بڑا نالہ آتا ہے جس میں اچانک بارش کا سیلاب آ گیا اور ہمیں وہاں ۳ گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا ۔بمشکل ساڑھے سات بجے بعد مغرب ہم نے ندی کو کراس کیا اور سفر جاری رکھا ۔تقریباً ساڑھے تین بجے بعد نیم شب ہم دربار عالی حضرت سلطان باھو پہنچے ۔نیز ہمارے ساتھ درویش وڈیرہ اسد کھوسو ،ایم عبداللطیف وخواجہ غلام بھی ہمراہ آئے ۔خواجہ صاحب کی والدہ صاحبہ بھی ساتھ آئیں ۔

۱۶ ستمبر / ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ حضرت صاحب کا دوسرا نماز جنازہ اور مدفن:

ہم حرمان نصیب اور سوگوار آج صبح ساڑھے تین بجے دربار شریف پہنچے ۔عاشورہ محرم کے باعث ٹریفک جام تھی جس کے باعث ڈیڑھ گھنٹہ تک ہم دربار عالی کے سامنے روڈ پر رہے ۔بالآخر ۵ بجے صبح ہم خانقاہ چاہ سمندری اپنے گھر پہنچے ۔

یہاں پر نماز جنازہ ۸ بجے صبح عزیزی صاحبزادہ نور سلطان نے پڑھائی ۔اس موقعہ جنازہ میں تین ہزار سے تجاوز افراد کا اجتماع رہا ۔چاچا صاحب حضرت غلام سرور صاحب ،سلطان صفدر علی ،سلطان اصغر علی ،سلطان معظم علی ،سلطان نور محمد ،سلطان غلام

Marfat.com

میراں، سلطان فیض احمد، ظہور سلطان، رؤف سلطان، سلطان محمد اقبال، سلطان خیر محمد، سلطان احمد، سلطان غلام قادر، سلطان عبدالرحمٰن، سلطان حمید، نذیر سلطان، سلطان عبدالمجید، چن پیر امیر افضل، گلزار سلطان جنازہ میں آئے۔

خانقاہ سلطان نور محمدؒ و سلطان محمد نوازؒ میں داخلی دروازے کے دائیں جانب جناب حضرت صاحب سلطان غلام دستگیر القادری صاحب کو سپرد خاک کیا گیا۔ یہ نو بجے صبح کا وقت تھا۔

حضرت صاحب نے تمام زندگی خانوادہ، احباب، اسلام اور وطن کی خدمت میں گزار دی انہوں نے کبھی اپنی ذات کے لئے کوئی فکر نہ کیا۔ ہمیشہ دوسروں کے لئے مغموم رہے۔ سراپا وفا شعار تھے۔ نیکی اور پارسائی میں ان کا مثل نظر نہیں آتا۔ وہ بجا طور پر نائب حضرت سلطان باھوؒ تھے۔

راقم الحروف پر ان کے وصال پر جو افتاد پڑی ہے سب سے المناک ہے۔ انہوں نے میری پرورش اپنے بچوں سے بڑھ کر فرمائی تھی۔ مجھے تعلیم و تربیت ایک محبت بھرے باپ اور استاد کی طرح دی۔ حضرت صاحب میرے شفیق والد، غمگسار برادر حقیقی، مرشد ارشاد اور محبت و الفت میں والدہ کا سا پیار رکھتے تھے۔ اے کاش میں پیدا ہی نہ ہوتا اور یہ دن نہ دیکھتا۔ یا اے کاش فراق مقدر میں نہ ہوتا۔

دو روز بعد ۱۸ ستمبر (۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ) کو رسم سوم ہوا۔

نور سلطان صاحب نے وصال حضرت صاحب پر لکھا

''سال او در ہجری آمد واصل حق بینظیر'' (۱۴۰۷ھ)

دوسرا مصرعہ میں نے لگا دیا

''آہ بمیلاد مسیحیؑ غلام دستگیر'' (۱۹۸۶ء)

ایک صدارتی خطبہ حق باھو کانفرنس کوئٹہ:

بزم باھو بلوچستان کے تحت ۲۹ جولائی ۱۹۸۶ء کو حضرت صاحب نے جو صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا اسے ہم آپ کا آخری خطبہ تبلیغ و ارشاد بھی قرار دیتے ہیں۔

Marfat.com

یہ کوئٹہ میں کل پاکستان حضرت سلطان العارفین حق باھو کانفرنس کا موقعہ تھا:

مشائخ عظام، علمائے کرام، مہمان خصوصی معزز حاضرین و برادران ملت

السلام علیکم: وقت بہت تھوڑا ہے عصر کا وقت نزدیک آ گیا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خصوصی تاکید فرمائی ہے کہ یہ صلوۃ وسطیٰ ہے اس کا خیال کرو۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ جو یہ صلوۃ وسطیٰ ہے اس کا معنی یہ بھی ہے کہ ذکر قلبی جاری رکھو، باطنی نماز کو قائم کرو۔ بہر حال ہمارے سامنے ظاہری نماز بھی ہے اور باطنی بھی۔

اولیائے کرام اور مشائخ عظام نے ہمیشہ یہ کام کیا ہے کہ انہوں نے ہمارے نفوس کو پاک کیا ہے ہمارے دلوں کی کدورت کو دور کیا ہے۔ جب ہمارے اندر کی میل دور ہو جاتی ہے تب ہی صحیح معنوں میں مسلمان ہوتے ہیں۔ جب تک ہمارے اندر منافقت، منافرت، بغض، کینہ، جھوٹ، حسد اور باقی خواہشات نفس قائم رہتی ہیں اتنے تک ہم صحیح مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ ہم داڑھیاں بھی رکھ لیتے ہیں، نمازیں بھی پڑھتے ہیں، تسبیح بھی ہمارے ہاتھ میں ہوتی ہے لیکن جو روح اسلام ہے اس کا ہمارے اندر فقدان ہوتا ہے کیونکہ ہمارا برتن پاک نہیں ہوتا اور ناپاک برتن میں وہ پاک چیز نہیں آ سکتی۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ فرماتے ہیں:

سے روزے سے نفل نمازاں سے سجدے کر کر تھکے ھو
سے واری مکے حج گزارن پر دل دی دوڑ نہ مکے ھو
چلے چلیے جنگل بھوناں اس گل تھیں نہ پکے ھو
سب مطلب حاصل ہوندے باھو جد پیر نظر اک تکے ھو

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ فریاد کر کے پکارتے ہیں:

سن فریاد پیراں دیا پیرا میری عرض سنیں کن دھر کے ھو

یعنی میں ان کا عقیدہ اور مذہب عرض کر رہا ہوں کہ وہ کئی سو سال بعد فریاد کرتے ہیں اور پیران پیر کو پکارتے ہیں۔ اگر ان کا عقیدہ یہ ہوتا کہ نعوذ باللہ وہ مر کر خاک ہو گئے

Marfat.com

ہیں یا وہ حاضر نہیں ہیں یا سنتے نہیں ہیں تو ایسا لفظ کبھی نہ کہتے ۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے ایمان کو مکمل کریں اور اپنے رہبران طریقت اور جو سلسلے کے قائدین عظام ہو گزرے ہیں ان کی تعلیمات کو اپنائیں اور اس پر گامزن رہیں یہ انشاء اللہ ہمارے دین و دنیا کی بہتری کے اسباب ہونگے ۔

جہاد اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا ہے ۔ حضورﷺ ان کے صحابہ کرام اور اہل بیت کرام نے بنفس نفیس جہاد میں حصہ لیا ۔ حتیٰ کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے خانوادہ سمیت اپنا سر بھی قربان کر دیا لیکن اب ہمیں یہ سکھایا جا رہا ہے کہ جہاد نہیں ہے جہاد بالسیف مت کریں ۔ ایسے لوگوں سے بچیں اور اپنے پرانے اور سچے عقیدہ پر قائم رہیں ۔

اب ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس محفل کو ہمیشہ قائم رکھے ۔ اللہ والوں کے نام لینے والوں میں برکت ہو اور ہمارے اندر خلوص کا جذبہ پیدا ہو ۔ ہم سب بھائی بھائی ہو جائیں اور بالخصوص یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مملکت پاکستان کو اولیاء اللہ کی دعاؤں کے طفیل ، ہماری پُر خلوص دعاؤں کے طفیل ، نیک بندوں کے طفیل اس کی قیادت ہمیشہ اور ہمیشہ قیامت تک اللہ والوں کے ان مخلص مسلمانوں کے ہاتھ رہے جو کہ مسلمانوں کو صحیح راستہ پر گامزن کر سکیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غلط راستوں سے بچائے اور اس سرزمین پاکستان کو اللہ تعالیٰ اندرونی و بیرونی خلفشار سے محفوظ رکھے ۔ آمین ۔

ذکر وصال:

فقیر داد محمد مرغزانی نے خواب میں اپنے والد فقیر جان محمد مرغزانی کو دیکھا جنہوں نے فرمایا کہ بیٹا حضرت صاحب کوئٹہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان کو جا کر اطلاع دو کہ وہ دربار شریف کی تیاری کریں ان کا تین روز بعد انتقال ہو رہا ہے وہاں تمام اعزا اور مریدین کو زیارت کرنے میں آسانی ہو گی ۔

سردار عبدالمنان خلجی نیشنل سوشل ویلفیئر پاکستان کے رکن کو بھی خواب میں اطلاع دی گئی کہ حضرت صاحب تین روز بعد اللہ کو پیارے ہو جائیں گے اس لئے سردار صاحب نے ہسپتال میں آ کر حضرت صاحب کی زیارت کی اور دست بوسی کر لی ۔

Marfat.com

ٹانک کے خیاط ماسٹر رب نواز پر ایک غیر مرئی روح علم دین کے نام سے مسلط ہو جایا کرتی تھی اس نے بتایا کہ اسے علم میں آیا ہے کہ حضرت صاحب تین روز بعد ۹ محرم الحرام کو فوت ہو جائیں گے۔

اسی طرح وصال سے تین روز قبل لاھور کے ایک معزز و تعلیم یافتہ گھرانہ کے سربراہ حاجی محمد بشیر ککے زئی کی اہلیہ محترمہ کو خواب میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کی زیارت نصیب ہوئی اور ارشاد ہوا ''تمہارے مرشد (غلام دستگیر القادری) غوث وقت تھے انہوں نے اپنے فرائض بحسن خوبی سرانجام دے دیئے ہیں اور اب ان کا فانی جہان سے انتقال ہو رہا ہے تم ان کے مزار کے لئے غلاف تیار کرواؤ اور اس پر میرا نام بھی لکھواؤ اور دربار شریف لے جاؤ۔ تمہارا غلاف پہلا ہو گا جو تمہارے مرشد کے مزار پر چڑھایا جائے گا''۔ چنانچہ وہ غلاف ۹ محرم الحرام کو دربار شریف لایا گیا اور اس کے آنے کے بعد کوئٹہ سے اطلاع بھی ہوگئی کہ حضرت صاحب کا وصال ہو چکا ہے اور جسد مبارک دربار شریف کو روانہ ہے۔

شب وصال:

حضرت صاحب نے عارضہ ذیابیطس کی پیچیدگیوں کے باعث ایک ماہ کوئٹہ میں بیمار رہ کر ۸ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ / ۱۴ ستمبر ۱۹۸۶ء کو رات کے سوا گیارہ بجے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۹ محرم کوئٹہ سے سفر کیا اور ۱۰ محرم کی صبح دربار شریف پہنچے جہاں ۹ بجے آپ کو اپنے والد و مرشد حضرت سلطان محمد نوازؒ اور جدِ عالی حضرت سلطان نور محمدؒ کی خانقاہ مبارک واقع چاہ سمندری نزد پرانا دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہ' العزیز میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

کوئٹہ میں حضرت صاحب کے علاج معالجہ کی پوری نگرانی ڈاکٹر محمد اقبال کرتے رہے جو حضرت صاحب کے دیرینہ ساتھی اور معتمد عقیدتگزار بھی تھے وہ کوئٹہ سینی ٹوریم کے سالہا سال ایم ایس رہے اور جب حضرت صاحبؒ کو سول ہسپتال (سنڈیمن ہسپتال) میں ان کے مشورہ پر زیر علاج کر دیا گیا تو عجب اتفاق ہوا کہ ان کا ٹرانسفر بحیثیت ایم ایس

Marfat.com

سول ہسپتال میں ہی ہو چکا تھا۔ہمارے احباب میں ڈاکٹر یوسف سلطانی ٹانک سے،اور ڈاکٹر اللہ نواز محسود کراچی سے حضرت صاحب کی خدمت ونگرانی کے لئے پہنچ چکے تھے۔

وصال: تاثرات حقیقت کے آئینہ میں:

نگہ بلند سخن دلنواز و جان پُرسوز
یہی ہے رخت سفر میرِ کارواں کے لئے

علامہ اقبال کے اس شعر کے عین مطابق جو شخصیت نظروں میں جچی وہ حضرت صاحب ہی تھے۔اولاد علی امیر المومنین کرم اللہ وجہہٗ میں ہر دور سے عظیم شخصیات ظاہر ہوئیں۔ موجودہ بیسویں صدی میں حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ کی نہم پشت سے سلطان غلام دستگیر القادری جیسی عظیم وفعال شخصیت کا ظہور وغروب ہوا۔وہ میرے حقیقی بھائی تھے جن پر مجھے بجا طور پر فخر ہے۔انہی کی شخصیت کے شفاف آئینہ میں تصوف و ولایت کو سمجھنے کا موقعہ ملا۔وہ حضرت سلطان العارفین سلطان الفقر قدس سرہٗ کے ظاہری ومعنوی پیکر تھے جن کو دیکھ کر میں نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کو پہچانا۔وہ میرے لئے مرشد کا مقام رکھتے تھے۔انہوں نے میرے لئے ہر مقام پر صاحب ارشاد کا کام کیا بلکہ اپنے سے تعلق رکھنے والے ہر انسان کو بہتری کے سامان پہنچائے۔مہربانی ومحبت میں مادر مہربان سے بڑھ کر اور شفقت میں پدر محترم و درس و تلقین میں استاد کامل تھے۔ان کی زندگی کا ہر پہلو ہمیشہ موثر نظر آیا۔

بقول نظیری نیشاپوری:

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مینگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست

سر سے پاؤں تک آپ کی باعظمت شخصیت ہمارے دامن دل کو لپیٹ میں لئے جاتی۔ حضرت صاحب کی عظمت و دلپذیری نے نہ جانے کتنے ہزار لوگوں کے دل موہ لئے ہونگے۔ان کے کشتگان محبت میں ایک بسمل و جان مضطرب تو میں ان کا بھائی

Marfat.com

ہوں۔ بقول خواجہ فرید: گھول گھتاں جند فخر جہان کنوں (میں اپنے بھائی فخر جہان پر سے اپنی زندگی قربان کر دوں)۔

البتہ اس کتاب میں عقیدت مندی و خونی رشتہ و تعلق کے روایتی اثرات کی بجائے حضرت صاحب کی زندگی پر حقائق ہی حقائق کا اظہار منتہائے مقصود رہا۔

وصال:

منقبت از فقیر عبدالحمید کلاچوی:

حضرت صاحبؒ کے وصال پر فقیر عبدالحمید کامل کلاچوی کی طرف سے ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء کا تحریر کردہ ھدیہ عقیدت ایسے دلی جذبات اور صداقت کے ساتھ نظم ہوا ہے جس سے مرحوم کی شخصیت اور ان کے وصال پر ہونے والے خلا کا پورا اعتراف ملتا ہے:

ہوئے رخصت ہمارے پیر و مرشد دارِ فانی سے
کسے فرصت ملے گی عمر بھی اب نوحہ خوانی سے
صَفِ ماتم بچھی ہے ہر ارادتمند کے گھر میں
صدائے نالہ و شیون ہے ہر دیوار و ہر در میں
عقیدت مند جتنے بھی ہیں سب فریاد کرتے ہیں
انہیں کا تذکرہ کرتے ہیں اُن کو یاد کرتے ہیں
عزیز و اقربا ہیں سب پریشان شدت غم سے
بجائے اشک خوں جاری ہوا ہے چشم پُر نم سے
بہت صدمہ ہوا ہے عاشقوں کو جاں نثاروں کو
بڑی بے چینیاں ہیں غم زدوں کو سوگواروں کو
دلوں میں درد ہے آنکھوں سے پیہم اشک جاری ہیں
عقیدت کیش محو گریہ ہیں مصروفِ زاری ہیں
غلام دستگیر ان کو کہیں یا دستگیر ان کو
بجا ہے گر کہیں ہم بے مثال و بے نظیر اُن کو

Marfat.com

شریعت اور طریقت کے وہ بن کر آفتاب آئے
وہ لیکر علم و عرفان کے خزینے بے حساب آئے
وہ اک روشن چراغِ محفلِ رشد و ہدایت تھے
وہ اک یکتا فقیر و رہبر و پیر طریقت تھے
ہزاروں گمرہوں کو آپ نے بخشی ہدایت ہے
ہر اک دل میں انہیں کا پیار ہے اُن کی محبت ہے
وہ سلطان فقر کے تھے اور شاہنشاہِ عرفاں تھے
جنیدؒ وقت تھے اور بایزید بزمِ دوراں تھے
دلوں کو زندہ کر دیتی تھی چشم التفات اُن کی
فیوض بیکراں کا ایک مرکز تھی حیات ان کی
وفورِ غم سے الطاف علی کی آنکھ پُر نم ہے
مصیبت کا سماں ہے اور پریشانی کا عالم ہے
بہت بے چین ہیں حامد نواز ان کی جدائی میں
وہ مشفق ان کو مل سکتا نہیں ساری خدائی میں
مصور دردِ فرقت میں تڑپتے ہیں سسکتے ہیں
یقیں آتا نہیں وہ اب بھی ان کی راہ تکتے ہیں
خدایا صبر کی توفیق دے سب سوگواروں کو
سکونِ دل عطا کر غم کے ماروں بے قراروں کو
الٰہی زندہ و تابندہ رکھ اس آستانے کو
متاع فیض و برکت اِس سے دے سارے زمانے کو
سدا انوار کا مرکز رہے کامل مزار اُن کا
ہر اک محفل میں ہو ذکر گرامی بار بار ان کا

Marfat.com

عزیزی صاحبزادہ علامہ محمد نور سلطان نے حضرت صاحبؒ کے انتقال پُر ملال پر جو تاثرات تحریر کئے ملاحظہ ہوں:

بنا کردند خوش رسمی بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

میرے عم مکرم فخر کشمیر حضرت الحاج سلطان غلام دستگیر القادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں: مشک آن باشد کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید۔

کسی نے کیا خوب کہا:

سالہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بیرون

حضرت صاحبؒ کو رب تعالیٰ نے فضائل و کمالات کا ایسا بحر ناپیدا کنار بنایا تھا جس کی وسعت کے احاطہ کے لئے دفتروں درکار ہیں۔ میں نے ان کی طبیعت میں جو استقلال کا پہلو پایا وہ ناقابل فراموش ہے۔ جو فیصلہ بھی انتہائی غور وخوض کے بعد فرماتے، اس پر سختی سے قائم رہتے۔ حالتِ جمال میں ہوتے تو یار و غیر کو بلا تفریق حُسنِ تکلم و خطاب سے نوازتے۔ ان کی جلالی و جمالی صفات کا اس شعر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

حُسنِ سیرت وحسن صورت کا وہ حسین امتزاج علم وعمل کی وہ نفیس تصویر، کوئے جاناں کو انتھک راہی، عشق رسول کا عظیم آفتاب اپنے جدّ امجد حضرت سلطان باھُوؒ کے حسن سے کائنات کو منور فرماتا ہوا ۹ محرم کو واصل باللہ ہوا۔

صورت از بی صورتی آمد برون باز شد انا الیہ راجعون

علامہ صاحبزادہ نور سلطان القادری کا حضرت صاحبؒ کے وصال پر اظہار غم بعنوان ''الوداع''۔

Marfat.com

شاہ کار عظمتِ سلطان باھو الوداع
تاجدار شوکت سلطان باھو الوداع
اے کہ چشم تو زِ عشقِ مصطفیٰ پر نور بود
راز دارِ حشمت سلطان باھو الوداع
ذاتِ اقدس را خدا با ہر صفت موصوف کرد
پاسبانِ صورت سلطان باھو الوداع
اے کہ بودی ہر کسی را ہمچون مادر با پسر
قدر دان نسبت سلطان باھو الوداع
نسبت تو با شہ جیلان چنین پیوستہ بود
جلوہ گاہ خلوت سلطان باھو الوداع
ای کہ کردی نفس خود را پیش اصغر ہم صغیر
نور بار جلوت سلطان باھو الوداع
در فراقش چشم ہر کس خون می نالد بسی
دلنواز و راحتِ سلطان باھو الوداع
غلام باھو اشک بار است وبگوید این چنین
راحتِ جان نکہت سلطان باھو الوداع
در غم تو روز و شب دیدہ شدہ عمردراز
افتخار وحدت سلطان باھو الوداع
در فراقت حضرت الطاف می نالد زبون
رہنمای ملت سلطان باھو الوداع
جانشینت حامد و ارشد سدا دلشاد باد
جانشینِ حضرت سلطان باھو الوداع
گریہ نالہ می کند ہر دم ہمی محسن حسین

Marfat.com

غمگسار رفعت سلطان باھو الوداع
ناصر و منصور در آغوش کس بیند سکون
روح پرور شفقت سلطان باھو الوداع
جامعہ انوار باھو را تو بودی مثل جان
پاسدار سیرت سلطان باھو الوداع
نورسلطان نیست تنہا ہر کسی گوید چنین
نورِ چشم حضرت سلطان باھو الوداع

علامہ صاحبزادہ نور سلطان نے حضرت صاحب کی تاریخ وصال پر ایک قطعہ لکھا ہے اور دو شعر بھی سال وصال کو ظاہر کرتے ہیں:

چاردہ صد بدگذشتہ ہجرت شاہِ جہان
نیز سال ہفت برآن بدزیادہ بی گمان
ہشت شب زندہ سلامت بود آن پیر مغان
نومحرم او بسوئے خلد دیدہ شُد روان

حضرت صاحبؒ کی شخصیت پر ارشد سلطان القادری کا شعری ھدیہ منقبت:

غموں کی دھوپ میں ظلِ سحاب تھے، کیا تھے؟
وہ شاہِ حُسن تھے، عرفاں کا باب تھے، کیا تھے؟
انہیں کے دم سے تھی سب ظلمتوں کو پسپائی
وہ آفتاب تھے، یا ماہتاب تھے، کیا تھے؟
حکیم وقت تھے وہ فخر اہلسنت تھے
ریاضِ طیبہ کا تازہ گلاب تھے، کیا تھے؟
وہ فخر مُلک تھے سرمایہ دین و ملت کے
جہان بھر میں وہ عزت مآب تھے، کیا تھے؟
کسی کو کب ہوئی جرات کہ ان سے بحث کرے

Marfat.com

وہ اہل علم تھے، حاضر جواب تھے، کیا تھے؟
وفا شعار بھی تھے اور غریب پرور بھی
خلوص و مہر کی روشن کتاب تھے، کیا تھے؟
میں سوچتا ہوں کہ میں کیا کہوں انہیں ارشد
وہ بے مثال تھے وہ لاجواب تھے، کیا تھے؟

ملک کے مایہ ناز نامور شاعر و سخنور صاحبزادہ رفعت سلطان حضرت صاحبؒ کے وصال پر گویا ہوئے:

قلب و نظر کو روح کو برباد کر گیا ناشاد اک زمانے کو ناشاد کر گیا

پھر ۱۱۴ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو یوں لکھتے ہیں:

کبھی رونا کبھی فریاد کرنا
مری عادت ہے تجھ کو یاد کرنا
کلیجے کی کسک، دل کی تڑپ سے
دلِ برباد کو آباد کرنا
تیری فرقت میں دن کیسے گزاریں
کچھ اس بارے میں بھی ارشاد کرنا
ہمیں تم بھول کر بھی خط نہ لکھو
کبھی ایسا نہ اے ناشاد کرنا
تری آمد کے ہم سب منتظر ہیں
اچانک آ کے ہم کو شاد کرنا
مشیت کا پرانا مشغلہ ہے
نیا کوئی ستم ایجاد کرنا
قیامت خیز تھا یوم جدائی
قیامت تک اسی کو یاد کرنا

Marfat.com

تری محنت، فراست نے سکھایا
دلوں کو فکر سے آزاد کرنا
قرینہ تھا یہ تیری خوشدلی کا
ہمیشہ غمزدوں کو شاد کرنا
کوئی حد بھی ہے اس کی عظمتوں کی
جسے ہو بھولنا بھی یاد کرنا
رہیں آباد حامد اور ارشد
خدایا یہ کرم ایزاد کرنا
زمانے کے ستم سہہ کر بھی رفعت
اُسے آتا نہ تھا بیداد کرنا

نذرانہ عقیدت از صوفی خورشید عالم (معروف خطاط لاھور)

زندگی ہو کے رہ گئی برباد
کر کے ناشاد چل دیئے ناشاد
کر کے ویران گلشن عالم
خلد میں جا کے ہو گئے آباد
حسن تخلیق شعر پر ان کے
سر گریباں تھے مانی و بہزاد
ان کی رندانہ شعر گوئی سے
ہر قدم پر تھے میکدے آباد
قد بالا کو دیکھ کر ان کے
رقص کرتے تھے باغ میں شمشاد
بیٹھ جاتا ہوں تھام کر دل کو
جب بھی آتی ہے مجھ کو ان کی یاد

Marfat.com

طائر زیست بچ نہیں سکتا
گھات میں جب ہو موت کا صیاد
فخر کشمیر تھے وہ اے مخمور
زندگانی تھی ان کی وقف جہاد

قصیدہ از علامہ صائم چشتی۔فیصل آباد

آپ ہیں سلطان عالم آپ کا ہوں میں فقیر
دستگیری کیجئے میری غلام دستگیر
آپ کے ''پیر مغان'' کی دیکھ کر تابانیاں
ہو گیا ہے میرے دل کا گوشہ گوشہ مستنیر
اپنے مرشد کے تصدق ہم کو بھی دینا نواز
آستانہ آپ کا ہے مرکز خیر کثیر
کیا بتائیں آپ کو ہم حالِ دل اے جانِ جان
جانتے ہیں آپ سب کچھ آپ ہیں روشن ضمیر
سارے عالم میں ہے جاری آپ کا بحر کرم
ہم پہ بھی چشم کرم ہو از پئے پیران پیرؒ
دور کر دیجئے گناہوں کی تپش بہر علیؓ
آپ کے الطاف کی ٹھنڈک ہے مثل زمہریر
حشر تک دیتی رہے گی طالبوں کو روشنی
کی ہے روشن آپ نے جو فیض کی شمع منیر
سروری خواجہ ملی ہے آپ کو میراث میں
آپ ہیں سلطان و فاضل آپ ہیں عالم شہیر
قادری نسبت کے صدقے آپ ہیں قدرت نما
قادریت میں ہے پنہاں قدرت ربّ کبیر

Marfat.com

آپ کی ہر اک نظر ہے مثلِ پارس کیمیا
آپ کی ہر اک ادا ہے بے مثال و دلپذیر
رسمِ شبیری ادا کی آپ نے کشمیر میں
تو محرم ہے شہادت کی شہادت بے نظیر
ہو گیا دنیا کے سب آلام سے آزاد وہ
آپ کی چشمِ عطا نے کر لیا جس کو اسیر
مہربان ہم پہ ہمیشہ جانشین ہوں آپ کے
حمد حامد کا صلہ پائیں ہمیشہ ہم فقیر
خود عطا اس وقت کر دیجئے قصیدے کا عوض
قبر میں صائم کی جب جائیں پہنچ منکر نکیر

نذرانہ عقیدت از صوفی برکت علی قادری عبداللہ پور (شیخوپورہ)

تو رخِ نورِ سلاطینِ جہان
دستگیری دستگیری عاجزان
تو صفاتِ اولیاء و عارفان
تو کلام دستگیری کاملان
نورِ تو روشن زِ قلب دوستان
تو تصور منزلِ صاحب دلان
سلطان باھوؒ را چراغِ آرزو
خستہ حالان تو مرادِ آرزو
دیدنِ تو نور باھوؒ شد عیان
تو کلام عاشقان سرّ نہان
تو ابو جد نور سلطان عارفینؒ
تو ظہور نور سلطان عارفینؒ

Marfat.com

چہرہ انور سکون دوستان
تو خیالِ باعثِ آرام جان
تو جدائی عارفان سوز نہان
جگر بریان قلب گریان کاملان
دوستان در یاد تو گریہ کنان
وز جدائی عاشقان نوحہ کنان
المحافل صاحب محفل توئی
خواجہ توئی سرور توئی اعلیٰ توئی
روئی انور پردہ را برداشتند
تو عشاقان دیدنِ تو می سوزند
من در خاک حبیب پاک شد
روح و جانِ او تصور پاک شد

دمِ وصال خانوادہ کا اعتراف حزین:

سلطان عمر دراز قادری لکھتے ہیں کہ فطری بات ہے کہ ہر خاندان میں ایک دوسرے کے ساتھ تعصب ہوا کرتا ہے اور دوسرے کی نیک نامی کم برداشت کی جاتی ہے لیکن حضرت صاحبؒ کے وصال کے بعد ہمارے چچا زاد بھائیوں سلطان نور محمد اور سلطان فیض احمد کے الفاظ تھے کہ ''آج ہم یتیم ہو گئے ہیں''۔ صاحبزادہ رؤف سلطان نے کہا کہ ''خدا کی قسم اگر میرا سگا بھائی فوت ہوتا تو مجھے اتنا صدمہ نہ ہوتا جتنا حضرت صاحبؒ کے وصال سے ہوا ہے''۔ سلطان حمید صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ہمارے خاندان کی ایک عظیم شخصیت ہم سے جدا ہوگئی ہے جو کہ ہمارے لئے مشعل راہ تھی۔ سلطان خضر حیات (نائب سجادہ نشین دربار حضرت سلطان باھوؒ) نے فرمایا کہ حضرت صاحب کے وصال کے بعد اب تاریکی چھا گئی ہے۔ وہ بہت شوق سے ہم بھائیوں کی دعوتیں کیا کرتے تھے۔ اب اگر کوئی ہمیں مدعو کرے گا تو بھی وہ لطف آفرین

Marfat.com

اور علم حکمت سے معمور محفل کہاں نصیب ہوگی۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ اگر ہم خانوادہ حضرت باھوؒ سو بار فوت ہوں اور پھر جنم لیں تب بھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ حضرت صاحب جیسی عظیم شخصیت کا ظہور ممکن ہو۔

قل خوانی و چہلم:

دربار عالی حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ پر حضرت صاحبؒ کی قل خوانی و چہلم کے لئے جو اشتہارات بطور عمومی اطلاع شائع کر کے تقسیم کئے گئے وہ اس طرح تھے۔

ھو

اللہ

دربار حضرت سلطان باھوؒ (ضلع جھنگ)

مورخہ 21-09-86

جناب محترم ـــــــــــــــــــ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

الحاج حضرت صاحب سلطان غلام دستگیر القادری فخرِ کشمیر رحمتہ اللہ علیہ

بقضائے الٰہی ۹ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ / ۱۴ ستمبر ۱۹۸۶ء کو رات سوا گیارہ بجے وصال فرما گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

حضرت صاحب موصوف کی رسم قُل خوانی و چہلم

۲۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز پیر دن کے گیارہ بجے ہونا قرار پایا ہے جس کے بعد خیرات و طعام کا سلسلہ جاری رہے گا۔

سوگواران

سلطان غلام باھو — سلطان حامد نواز

سلطان عمر دراز — سلطان محمد نواز ارشد

سلطان الطاف علی — سلطان محمد حسین

مصور سلطان

❀❀❀

Marfat.com

باب شانز دھم
تصانیف

اُردو شاعری:

حضرت صاحب کا اردو میں شعری کلام تقریباً چار ہزار اشعار پر پھیلا ہوا ہے۔اس میں حمد،نعت،غزل،قطعات،مخمس،مثلث کے علاوہ شاعرانہ صنعت کے فنون بھی موجود ہیں۔افسوس ہے کہ انہیں شائع کرانے کا اب تک موقع میسر نہیں ہو سکا۔حضرت صاحب نے چاہا کہ فن شعر کے اچھے اساتذہ دیکھ لیں ضروری درستگی یا تصحیح کر لیں پھر چھاپا جائے۔اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود انہوں نے سیالکوٹ کے معروف شاعر عباس اثرؔ صاحب کو ایک مسودہ ''زُلفِ پریشان'' کے نام سے مرتب کر کے انہیں اس پر رائے دینے اور درستی لگانے کے لئے کہا۔عباس اثرؔ آپ کے مُریدین اور عقیدتمندان میں سے بھی تھے۔انہوں نے مسودہ کو دیکھا تو لکھ دیا اس میں بعض الفاظ ایسے ہیں جو اردو شاعری میں مروج نہیں ہو سکتے نیز انہوں نے کلام کو حضرت صاحب کی شخصیت کے مطابقت میں عُریاں قرار دیا۔حقیقت یہ ہے کہ حضرت صاحب کے کلام پر فارسی ادب کے زیادہ اثرات ہیں جس کے باعث شیرینی و اخلاص،رنگ مجاز میں لب و رخسار، زُلف و غمزہ و گریبان کی اصطلاحیں موجود ہیں نیز ہر شعر کے مفہوم میں سوز و ساز،درد و داغ،ہجر و فراق سمایا ہوا ہے۔شعر کی بنیاد میں ہی رنگ مجاز ہوا کرتا ہے۔مگر ہم جب حضرت صاحب کی پوری زندگی اور کردار اور ان کے خلوت عشق و جنون کو غور سے دیکھتے ہیں تو وہاں ایسا مجاز موجود ہے جس میں قریباً تمام صاحب عرفان اور اہل اللہ پابند و گرفتار محویت ملتے نظر آتے ہیں۔وہ مجاز ہے ان کا اپنے مرشد پیرِ صحبت سے وجدانی و روحانی لگاؤ کا،جس کے اظہار میں فن شاعری کی تمام مجازی و حقیقی اصطلاحیں بھی کھپ جاتی ہیں مگر اظہار مکمل نہیں ہوتا اور یہ ایک روگ جان کا سا بن جاتا ہے۔جسے شاعر ابتلا بھی کہ دیتا ہے اور مبتلا بھی کہ دیتا ہے۔حضرت صاحب کی اردو شاعری میں جدید فارسی کے الفاظ بھی مروج ہوئے ہیں جن کو عباس اثرؔ

Marfat.com

جیسے صاحب سخن بھی نہ سمجھ سکے اور احترام کی شدت میں ان الفاظ کو اصلاح کے لئے خارج کرنا چاہتے تھے۔حالانکہ وہ خود نہ سمجھ سکے تھے۔مثلاً حضرت صاحب نے ایک شعر میں آہ وزاری،حیف وافسوس کے مفہوم میں افغان کا لفظ استعمال فرمایا تو عباس اثر لکھتے ہیں کہ افغان ایک قوم کے معنی میں آتا ہے اس لئے فغان سے مختلف ہے۔حالانکہ جدید فارسی میں افغان پوری طرح فغان کے معنوں میں لیا جاتا ہے۔البتہ مجموعہ شعر سرور بیخودی کو عباس اثر نے خوب سراہا ہے۔اصلاحوں کے بارے میں مولانا رومیؒ نے خوب کہا ہے:

چو لب گویم لب دریا بگویم
چو گویم لا الا اللہ بگویم

یعنی میں جب لب کہتا ہوں تو میری مراد وحدنیت کے بحر بیکراں کا ساحل مراد ہوتا ہے اور جب لا کہتا ہوں تو اس سے میری مراد الا اللہ ہوتی ہے۔

حضرت صاحب کا بھی کچھ ایسا ہی رنگ نظر آتا ہے۔حضرت صاحب نے اپنے کچھ اشعار ملک کے نامور شاعر وسخن پرور صاحبزادہ رفعت سلطان کو دیکھنے اور رائے دینے کے لئے حوالہ کیے۔انہوں نے معنی اور مفہوم کی تعریف کی البتہ انہوں نے مشورہ دیا کہ وہ بڑی بحروں میں ہرگز نہ لکھا کریں جنہیں سنبھالنا شاعر کے لئے بہت مشکل ہو جاتا ہے۔اور چھوٹی بحروں میں لکھا کریں۔اُن کا یہ مشورہ ہمیں بھی بڑا صادق نظر آتا ہے کہ حضرت صاحب کے وہ اشعار جو چھوٹی بحروں میں ہیں ہر لحاظ سے بڑے عمدہ ہیں۔ البتہ بعض نظم وغزل بڑی بحروں میں بھی کافی پُر تاثیر دیکھی گئی ہیں۔ویسے اردو شاعری میں حضرت صاحب نے میر تقی میر،بہادر شاہ ظفر،حسرت موہانی،عدم اور رفعت سلطان کی پیروی میں زیادہ نظر آتے ہیں۔رفعت سلطان جن دنوں اسلام آباد میں اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر راشننگ متعین تھے وہاں سے ۲۶ نومبر ۱۹۷۱ کو اپنے مکتوب بنام حضرت صاحب تحریر کرتے ہیں:

مشفق ومکرم جناب صاحبزادہ صاحب

Marfat.com

وعلیکم السلام۔گرامی نامہ ملا۔محبت اور عنایت کے لئے ممنون ہوں۔جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے اگر الطاف علی صاحب کا مرتب کردہ کتابچہ مجھے مل جائے تو میں شوق سے پڑھونگا۔

آپ کی غزل کی اصلاح کر دی گئی ہے اب جو اس کا روپ سامنے آیا ہے وہ ملاحظہ ہو۔ اس غزل کی بحر بہت مشکل تھی اس لئے تمام اشعار کو بہ نگاہ اصلاح دیکھنا پڑا۔اس بحر میں آپ کا تخلص ناشاد استعمال نہیں کیا جا سکتا۔مصرعہ خارج از وزن ہو جائے گا۔اس لئے میں نے آپ کے نام کی رعایت سے آخری شعر میں لفظ دستگیر کا استعمال جس طریقے سے کیا ہے اُمید ہے آپ کو پسند آئے گا۔آپ آسان بحروں میں شعر کہا کریں مشکل بحروں میں شعر کہنا بذات خود ایک مشکل کام ہے۔چہ جائیکہ اچھا شعر کہا جائے۔ نومبر کے سیارہ ڈائجسٹ لاہور میں میری شاعری پر حضرت احسان دانش کا مضمون اور انتخاب کلام ملاحظہ فرمائیں۔نومبر کے شمع لاہور میں میری تازہ غزل شائع ہوئی ہے جو آپ کے مزاج کے مطابق ہے اسے بھی دیکھیں اور دونوں کے بارے میں اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔جملہ صاحبزادگان سمندری کی خدمت میں سلام عرض کریں۔

نیاز آگیں　　　　رفعت سلطان

آیئے حضرت صاحب کی اردو شاعری میں سے ہر ایک صنف سخن میں سے تعارف کے لئے کچھ اشعار پیش کرتے ہیں۔البتہ میں برملا کہوں گا کہ حضرت صاحب کا ہر شعر دل کی سچی اور صادق آواز ہے اس لئے ان شعروں کا انتخاب کرنا آسان کام نہیں۔ہر شعر اپنی عارفانہ و عاشقانہ افکار کے باعث اپنی طرف کھینچتا ہے۔خیر ذرا ملاحظہ ہو کہ مکہ مکرمہ میں آپ رب کریم سے دعا عرض کرتے ہیں:

یارب میری خزاں کو بھی فصلِ بہار دے
نخلِ شراب عشق کو کچھ برگ وبار دے
ممکن نہیں حیات دوامی نہ دے نہ دے
لیکن متاع قرب نبی بار بار دے

Marfat.com

جب دل دیا ہے درد بھی افزوں رہا کرے
سوز درون سے عالم ہستی سنوار دے

میرے خیال میں دعا کا ایسا انداز بھی بہت کم نظر آئے گا۔حرم بیت اللہ میں ایک نیا انداز ملاحظہ ہو:

سرودِ زندگی میں زیر و بم ہے
کبھی راحت کبھی رنج و الم ہے
کہیں بوسہ کہیں سجدہ کہیں طوف
حرم بھی عین تذکار صنم ہے
یہی سرمایہ الفت ملا ہے
جگر میں سوز ہے آنکھوں میں نم ہے
میسر ہو جہاں دیدار جاناں
وہ میخانہ نہیں بیت الحرم ہے

ایک نعت کے اشعار بحضور سرور کائنات ﷺ مدینہ طیبہ میں پیش کرتے ہیں:

محمد مظہر اسرار جاں ہے
محمد مالک کون و مکاں ہے
محمد ہے مکینِ سبز گنبد
جہان سارا محمد کا مکاں ہے
نبی ہاشمی مکی حجازی
بنا جس کے لئے کون و مکاں ہے

حرم بیت اللہ مکہ مکرمہ میں ایک نیا انداز اور پُر معنی اظہار شوق دیکھئے:

الا اے ساقی کوثر جہاں تو نے لیا بوسہ
بحمد اللہ اسی سنگِ مقدس کا لیا بوسہ
حرم میں انکشاف راز الفت یوں ہوا مجھ کو

Marfat.com

محبت ابتدا بوسہ محبت انتہا بوسہ
ہوا تحقیق یہ مسئلہ بھی بیت اللہ میں آ کر
مریض عشق کے دل کی دوا بوسہ شفا بوسہ

اب ایک غزل سے شعر ملاحظہ ہوں کہ کیسا تغزل موجود ہے اور کیسا خیال و ذوق نظر آتا ہے:

شکن شکن تیری زلفیں ہیں جال جال ابھی
چمن چمن لب و عارض ہیں پُر جمال ابھی
اے ناصحان مکرم میں مان لیتا مگر
خیالِ ترک محبت بھی ہے محال ابھی
یہ مان لیں کہ سمجھنے سے اب بھی قاصر ہوں
فراق زار ہے یا عالم وصال ابھی

ایک بار سیّد یوسف گیلانی پیر آف وانا نے حضرت صاحب کے آنے پر یہ مصرع پڑھا:

تیرا جانا نہیں اچھا تیرا آنا نہیں اچھا

تو حضرت صاحب نے اس مصرعہ طرح پر اسی وقت غزل لکھ کر پیش کر دی:

جنوں کے تیز طوفاں میں جو بہ جانا نہیں اچھا
خرد کے ساز و ساماں کا بھی غم کھانا نہیں اچھا
تیرے جانے سے دل میں ٹھیس اور آنے سے بھی وحشت
"تیرا جانا نہیں اچھا تیرا آنا نہیں اچھا"
تیرے وعدہ پہ بیتی زندگانی درد و حسرت میں
محبت کا سہارا دے کے ٹھکرانا نہیں اچھا
متاع دیں بھی چھینا جان و دل ہوش و خرد چھینے
نگاہوں سے کہو اتنا ستم ڈھانا نہیں اچھا
دیار عشق میں لغزش مقام پختہ کاراں ہے

Marfat.com

اگرچہ ہوش مندوں کا پھسل جانا نہیں اچھا
مجھے رہنے دے اے ناصح غبار کوئے جاناں میں
یہ مانا تیری فطرت میں الم کھانا نہیں اچھا
فریب حسن میں رہنا جنوں کی فتح اعظم ہے
فریب زاہد و عابد پہ اترانا نہیں اچھا
پریشاں دیکھ کر اس کو تیرے گیسو پریشاں ہیں
غم ناشاد پر ناشاد ہو جانا نہیں اچھا

اب ایک التماس ملاحظہ ہو جس میں کس درجہ فدا کاری، درد و سوز عیاں ہوتا ہے:

میرے محبوب تجھے اپنے تبسم کی قسم
پھول کھلتے رہے امید کے مرجھائے بھی
درد میں کیف بھی تھا درد سے کلپائے بھی
آبلے دل میں بنے آنکھ میں بھر آئے بھی
ایسی الجھن میں نہ بیتاب دل و جاں کرنا
میرے محبوب تجھے میری شب غم کی قسم
میری خاطر نہ میرے درد کا درماں کرنا
بھول جانا میرا افسانہ بیتابی دل
یاد لانا نہ کبھی قصہ بربادی دل
میں فدا کرتا ہوں خواہش پہ تیری شادیٔ دل
میرے غم پر نہ خفا چہرہ خنداں کرنا
میرے محبوب تجھے عشق کے ماتم کی قسم
میری ناکامی الفت کا نہ ارماں کرنا

ایک مخمس میں نیا انداز ملاحظہ ہو:

Marfat.com

زندگی حسین تھی

رہ کے حسن کے قریں درد دل میں تھا مکیں
فرقت مدام کا گرچہ تھا مجھے یقین
پاس ہم نشین تھی
زندگی حسین تھی

تھا غم فراق بھی آہ دردناک بھی
آرزوئے سوز میں دل تھا تابناک بھی
سوز آفرین تھی
زندگی حسین تھی

ہائے وہ شام وسحر رود دجلہ پر گزر
جب نگاہ لطف نے کردیا نا شاد تر
کس قدر حسین تھی
زندگی حسین تھی

ایک عاشق بیتاب کا اظہار بیان دیکھیے:

میں نے تجھے دیکھا تھا

جب دور مسرت تھا آغاز محبت تھا
حاصل ہوا جب سودا سودائے محبت تھا
بغداد کی راہوں میں
میں نے تجھے دیکھا تھا

رنگین نظاروں میں پرکیف بہاروں میں
دجلہ کے کنارا پر حسرت کی شماروں میں
اُلفت کی نگاہوں میں
میں نے تجھے دیکھا تھا

Marfat.com

ایک تیری ثناء کی تھی یہ جرم و خطا کی تھی
مفتی محبت نے جب مجھ کو سزا دی تھی

نا کردہ گناہوں میں
میں نے تجھے دیکھا تھا

ایک غزل کے چند شعر بھی کیسے اچھے ادا ہوئے ہیں:

حرم میں رہ کے میخانہ ملا ہے
مجھے کعبہ میں بت خانہ ملا ہے
نہیں ہوں کرمکِ شب تاب مجھ کو
متاعِ سوز پروانہ ملا ہے
خدائے کعبہ دل کے تصدق
حضورِ حق صنم خانہ ملا ہے
ہوا پابندِ جام و شاہد و مے
جسے ناشاد دیوانہ ملا ہے

محفل حسن کے انکشاف کے ساتھ عاشقانہ اعتراف بھی دیکھیے جو ایک مخصوص انداز ہے:

"میں نہ تھا"

بارگاہ دلبری تھی میں نہ تھا
حُسن کی محفل سجی تھی میں نہ تھا
عارضِ رنگیں کا جب بوسہ لیا
انتہائے بیخودی تھی میں نہ تھا
تختہ دار و رسن پر وجد میں
زندگانی ناچتی تھی میں نہ تھا
اک تبسم سے جلے ایمان و جاں
حُسن کی عشوہ گری تھی میں نہ تھا

Marfat.com

زیست کی تاریک شب ناشاد کی
حسرتوں کی روشنی تھی میں نہ تھا

پیر صاحب سیّد یوسف گیلانی پیر آف وانا نے ذیل کے عربی کے شعر پڑھے اور اس پر لکھنے کا حکم فرمایا:

لَا تَسَل عَن حَال جِسمِی وَالھَوَایٰ
یَبنِ وَدِّی مَالِھٰذ الحَال شَرح"

اس پر حضرت صاحب لکھتے ہیں:

میرے ندیم نہ پوچھو کہ مجھ پہ کیا گزری
تیری نظر میں کوئی جذب تھا محبت تھی
نہ جانے کیوں مجھے آرام جاں سے نفرت تھی
اگرچہ باغ و بہاراں سے دل کو وحشت تھی
نظر فریب نگاہوں کی پھر بھی حسرت تھی
یہ آرزو لئے محو وفا پہ کیا گزری
میرے ندیم نہ پوچھو کہ مجھ پہ کیا گزری
شراب عشق سے حاصل جو لاشعور ہوا
تیری طلب میں رہا تھا یہی قصور رہا
اگرچہ مجرم الفت رہا مگر دل کو
سزائے جرم کو حاضر تیرے حضور کیا
نہ جانے حامل جور و جفا پہ کیا گزری
میرے ندیم نہ پوچھو کہ مجھ پہ کیا گزری
تمہاری بزم سے اُٹھ کر کہیں سکوں نہ ملا
قرار دل نہ رہا حاصل جنوں نہ ملا
طلسمہائے زمانہ تو کارگر نہ رہے

Marfat.com

فریب حسن سے بہتر کوئی فسوں نہ ملا
تیری غنا سے تیرے آشنا یہ کیا گزری
میرے ندیم نہ پوچھو کہ مجھ پہ کیا گزری

اب خالص تغزل کا انداز ملاحظہ ہو:

دیار جاناں سے اٹھتے اٹھتے نظر میں پائے ضیاء کے آنچل
ہوا میں ہاتھوں کا لہلہانا کف معطر حنا کے آنچل
زلال لب یا سراب جان تھا تمیز میں عقل کھو گئی تھی
مجھے فریب نظر میں پا کر ہٹا دیا لہلہا کے آنچل
رُخ منور کے دیکھنے کو ترستی آنکھیں برس رہی تھیں
میرے تڑپنے پہ رحم کھا کر اٹھا دیا مسکرا کے آنچل

سیّد احمد عادل گیلانی کی فرمائش پر یہ غزل لکھی گئی اس میں سادگی بھی ہے اور سلاست بھی:

خرام آہو مشام خوشبو — حسیں نظر کا حسین جادو
شکست توبہ فریب الفت — کسی کی آنکھیں اور ان میں آنسو
وہ جن کو افعی سمجھ کے سہمے — کُھلے کُھلے تھے انہیں کے گیسو
وصال گریاں، فراق نالاں — نصیب عشاق سوز ہر سو
ہوا میسر زہے سعادت — دل ونظر کو جمال مہ رو
وہ میر وسالار گلرخاں ہے — جسے میسر ہو تیرِ ابرو
مقام ہے میکدہ میں جس کا — یہی ہے ناشاد ابن باھو

تغزل ہی تغزل، واردات و کیفیات کے مناظر:

آج دل پر گھٹا سی ہے چھائی — کیا کسی نے ہے زلف بکھرائی
زندگی میں عدم تھی رعنائی — بزم ساقی حیات نو لائی
جیسے گل پر نکھار فطرت ہے — ایسی جاذب تھی ان کی رعنائی

Marfat.com

پھر حرم سے شراب خانہ میں کھینچ لایا ہے ذوق رسوائی
جانے کیا ہو گیا میرے دل کو تھی بھری بزم میں بھی تنہائی
دل کے جذبات عشق میں نکھرے سُرمگیں آنکھ جبکہ بھر آئی
قلب ناشاد مضطرب سا ہے یاد کر کے کسی کی انگڑائی

اور کیا خوب کہا ہے:

عشق صنم سے دل میں قیامت بپا کروں
رنج و الم سے زیست کو یکدم رہا کروں
رنج والم سے فرصت دو دم ملے اگر
ہے آرزو کہ میں بھی کوئی دم جیا کروں

عبدالحمید عدم کے مصرعہ ''راز افشا ضرور ہوتا ہے'' کی طرز پر:

درد دل کا سرور ہوتا ہے درد میں لاشعور ہوتا ہے
جو در میکدہ پہ آ جائے صاحب دل ضرور ہوتا ہے
اس قدر آزما تو لیں ناصح میکشی میں سرور ہوتا ہے
گرچہ معراج پر کہا جاوے ''راز افشا ضرور ہوتا ہے''
جو محبت کی آگ اپنا لے دل وہی کوہ طور ہوتا ہے
جب تصور کمال ہو جائے غیب میں بھی حضور ہوتا ہے
جانے ناشاد کیوں بہاروں میں رنج سے چُور چُور ہوتا ہے

الخبر سینا میں ایک لانچ میں سفر کرتے ہوئے یہ واردات غزل ملاحظہ ہو۔

کوئی حسرت نہ بن آئی دل کی کوئی صورت نہ بنائی دل کی
محفل حسن میں آکر اٹھنا جانے کس طرح نبھائی دل کی
دل نے بیمار کیا ہے دل کو دل ہی سمجھے گا دوائی دل کی
جس نے چاہی رُخ زیبا پہ نظر اُس نے کب خیر منائی دل کی
عقل کا دور ہے یارو اس میں کون سُنتا ہے دہائی دل کی

Marfat.com

مبتلا ہو کے بھلایا سب کو — ہے یہی ایک بھلائی دل کی
راز دل تم سے کہا ہے ورنہ — بات کب کس نے بتائی دل کی
محفل حسن میں ناشاد آیا — یہ بھی چاہے ہے صفائی دل کی

فرماتے ہیں برادرم سلطان الطاف علی کی خواہش پر لکھا گیا ''شام ہوئی'':

ساقیا لا بھی جام شام ہوئی — ہے جنوں تیز گام شام ہوئی
مطربا پھر عراق کی لے میں — کوئی رنگین کلام شام ہوئی
جذبہ عشق پھر بھی لایا ہے — ان کو بالائے بام شام ہوئی
شاہد و مئے کی بار ہے رخصت — واعظ خوش کلام شام ہوئی
مفتی شہر میکدہ آ کر — ہو گیا نیک نام شام ہوئی
عام ہے فیض میکدہ آؤ — میکشو بھر لو جام شام ہوئی
جانے کیوں ٹھیس سی اٹھی دل میں — جب لیا ان کا نام شام ہوئی
چہرہ شام دیکھنے کے لئے — میری صبح تمام شام ہوئی
قاصدا ایک بار پھر کہنا — ان سے میرا سلام شام ہوئی
تیری صبح وصال کی آخر — ہائے ناشاد کام شام ہوئی

حسرت موہانی کے مصرعہ ''مجھے دیکھتے ہی چھوڑ دیئے مسکرا کے ہاتھ'' کی طرز پر:

خنجر سنبھال کر جو بڑھائے حنا کے ہاتھ
قاتل کے کس قدر تھے حسین تر جفا کے ہاتھ
دیتے ہیں جام ناب دمادم ملا کے ہاتھ
سنتے ہیں ان کے ہاتھ پہ بھی ہیں خدا کے ہاتھ
آنچل سنبھال کر جو اٹھائے حیا سے ہاتھ
وارفتگی میں چھوڑ دیئے مسکرا کے ہاتھ
راز و رموز عشق نہیں ہیں کتاب میں
ہوتے ہیں واردات کسی سے ملا کے ہاتھ

Marfat.com

ایک مسدس میں تغزل ملاحظہ ہو: بعنوان ''اب تک''

دل غم ہجر میں ویران رہا ہے اب تک
خواہش وصل میں حیران رہا ہے اب تک
گرچہ مسمار ہوا عشق کی منزل کا مقام
اور حیران و پریشان رہا ہے اب تک
میرے محبوب تجھے میری محبت کی قسم
عشق ناشاد کا ایمان رہا ہے اب تک
دل کے ویرانے کو آباد بنانے کی سعی
یاد کرنے میں کری اور بھلانے میں بھی کی
تیرے چہرہ کے تصور میں کئی پھول کھلے
اور تیرے پیار کی یادوں میں کھلی دل کی کلی
میرے محبوب مجھے عشق کی عصمت کی قسم
دل غم ہجر میں ویران رہا ہے اب تک

رباعی کے انداز میں پوری غزل اور زندگی کے حقائق کے ساتھ ایک تسلسل میں کہتے گئے۔

عقل کے بس کی بات نہیں دل نے سمجھی دل کی بات
دل میں امڈے طوفانات دل نے دی دل کو شہ مات
مجھ سے ان کو اتنی وحشت کیسے گزریں یہ دن رات
عمر بھی صرف غلامی کر دی پھر بھی اتنے ہیں شبہات
مجھ سے بے مہری کی باتیں غیر پہ اتنی الطافات
پھر بھی میرا تکیہ و ملجا آپ کا در ہے آپ کی ذات

صاحبزادہ رفعت سلطان کے پاس خاطر میں ان کی غزل کے ایک مصرعہ کی طرح پر لکھا گیا:

خیال غیر سے افکار کو رہائی ہوئی تیرے خیال میں اے دوست یہ بھلائی ہوئی

Marfat.com

فریب زھد گیا ترک پارسائی ہوئی   رہِ مجاز سے جب دل کو آشنائی ہوئی

شاعرِ ممدوح کی یہ مشہور غزل ہے:

انہیں مجھ پر پیار آئے نہ آئے   وہ آئے ہیں بہار آئے نہ آئے

یہ زلفیں جو بکھرانے لگے ہیں   بلا سے گر گھٹا چھائے نہ چھائے

فدائے حسن کر دو راحت جان   انہیں پھر بھی پیار آئے نہ آئے

آپ کی ایک مشہور نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں:

مکین گنبدِ خضریٰ تیرا دربار پھر دیکھوں
معطر مُشک عنبر سے در و دیوار پھر دیکھوں
تصور بس گیا ہے چہرہ انور کا آنکھوں میں
مگر جی چاہتا ہے آپ کو اِک بار پھر دیکھوں

ایک مخمس میں تغزل کا نرالہ رنگ بھی ملاحظہ ہو:

مگر اے حسینہ خوش ادا مجھے تجھ سے عشق نہ تھا نہ تھا
مجھے سفر بحر و قطار میں کسی منتظر کا پیار تھا
جو جمع غفیر میں خلوتی کسی سوز و جان کا شکار تھا
تپ جان کے سوز و گداز میں جو شعور و عقل دو چار تھا
مجھے محو جلوہ جو کر دیا کوئی حسن آئینہ دار تھا
مجھے تجھ سے کوئی غرض نہ تھی کسی پردہ دار کا جلوہ تھا
مگر اے حسینہ خوش ادا مجھے تجھ سے عشق نہ تھا نہ تھا

اب دیکھیے ”شمع حسرت“ کے عنوان سے ایک لائحہ عمل تشکیل دیتے ہیں:

وادی ہجر کا سفر کرتے خارزاروں سے جب گزر ہو گا
وحشت غم میں مبتلا ہو کر پارہ پارہ میرا جگر ہو گا
نقش پا کی تلاش میں تیرے سر بہ سجدہ جو میرا سر ہو گا
ہر نشان ترا ہی نشان ہو گا اور ہر سنگ ترا در ہو گا

Marfat.com

زندگی کی مہیب وادی میں جب دل و جان بھول جاؤنگا
تیری الفت کا آسرا لیکر شمع حسرت کو ٹمٹاؤنگا

''وہ اور میں'' کے تکرار کے ساتھ ایک مثلث ملاحظہ ہو:

وہ جلوہ گری سے بے بس تھے میں جامہ دری سے بے بس تھا
مجبور تھے وہ مجبور تھا میں
وہ عالم حسن کی مستی میں میں ان کی نگہ کی مستی میں
مخمور تھے وہ مخمور تھا میں
وہ خوبی اور دلشادی میں میں حسرت اور ناشادی میں
مسرور تھے وہ مسرور تھا میں

ایک عید نامہ شاعر کے احساس درون کو منکشف کر رہا ہے۔یاد اور یاس ،حسرت وتمنا کا اجتماع ہے:

ہم بھی سنتے ہیں عید آئے گی
اور کالی گھٹا بھی چھائے گی برق رخشاں بھی جگمگائے گی
اور قوس قزح کے جھولے پر پھر محبت سکون پائیگی
ہم بھی سنتے ہیں عید آئے گی
آسماں پر بھی زہرہ و پرویں مل کے گائینگی نغمۂ شیریں
اُن کے رنگین لبوں کی رنگینی وصل کا جام بھر کے لائیگی
ہم بھی سنتے ہیں عید آئے گی
راز الفت نگاہ میں سارا کہ کے ہوگا عجیب نظارہ
جھکتی نظروں کو دیکھ کر دل میں اٹھتی پلکوں کی یاد آئے گی
ہم بھی سنتے ہیں عید آئے گی
اور سب کو گلے لگائیں گے مجھ کو دانستہ بھول جائینگے
پھر حسرتوں کے جمگھٹ میں روح ناشاد تلملائے گی

Marfat.com

ہم بھی سنتے ہیں عید آئے گی

شاعر محبت اور پاکیزہ زیست کے لئے کسی اور جہان کی تلاش میں ہیں:

میرے محبوب کہیں اور ملیں گے ہم تم
یہ جہاں والے ہمیں اور نظر دیکھتے ہیں
ان سے مفقود ہے تقدیس محبت شاید
عشق کی پاک نگاہی سے یہ ناواقف ہیں
ان کو حاصل نہیں تقدیس کی لذت شاید
ایسی بستی میں سکون پا نہ سکیں گے ہم تم
میرے محبوب کہیں اور ملیں گے ہم تم
عقل کا دور ہے پرساں نہیں کوئی دل کا
دل کو گمراہ کن و تیرہ نظر سمجھے ہیں
تھا جو مسجود ملائک یہ اسے بھولے ہیں
حسن کو مثل عزازیل بشر سمجھے ہیں
دل کے جذبات میں یاں بہ نہ سکیں گے ہم تم
میرے محبوب کہیں اور ملیں گے ہم تم

یہ واردات و کیفیات عشق کہاں سے حاصل ہوئیں اور ان کی یادوں نے کیا کیا تاثیر پیدا کر دی، ملاحظہ ہوں:

میں نے تجھے یاد کیا
جب سماوہ سے گزرتے ہوئے پائی تھی مہک
جب تیرے حسن نے تھا عشق پہ احسان کیا
جب معطر تیری زلفوں سے ہوئی روح میری
تجھ سے جب عہد کیا عشق کا پیمان کیا
دل کو اندوہ زمانہ سے جو آزاد کیا

Marfat.com

تب بھی اے ماہِ لقا میں نے تجھے یاد کیا

جب لب دجلہ تپاں تھا دل محزون میرا
روز افزوں تھی تڑپ سوز کی کثرت سے مجھے
توڑ ڈالے مئے و مینا مجھے پیاسا دیکھا
تشنگی اور بڑھی وحشت و حسرت سے مجھے
جب نیا طرز ستم آپ نے ایجاد کیا
تب بھی اے ماہِ لقا میں نے تجھے یاد کیا

اب ایک عاشق زار کی واردات ولحظات وصل میں حقائق عرفان بھی ملاحظہ ہوں:

وقت سحر سما گیا میں بھی نگاہ یار میں
بیٹھا تھا جب میں سرنگوں ذوق فراق یار میں
مجھ کو گلے لگا لیا جان و جگر جلا دیا
کتنا لطیف سوز تھا ہائے کسی کے پیار میں
ان کی نگاہ شوخ تھی میرا جگر تھا داغ داغ
برق حسین تڑپ گئی شعلہ لالہ زار میں
بوس و کنار جب ہوا یار نے ہنس کے یوں کہا
تو ہی میرا تھا مدعا عالم انتظار میں

ایک غزل میں نکتہ آفرینی ملاحظہ ہو:

پلایا دست نازک سے جو اس ساقی نے پیمانہ
سراب عقل سے بالا بنایا میں نے کاشانہ
خمار وصل میں مخمور ہو کر رند بیخود نے
کہا میں جام و مینا اور میں ساقی و مستانہ
مجھی سے نور و نار و سوز و ساز آتشیں پیدا
میں نور شمع محفل اور میں ہوں سوز پروانہ

Marfat.com

فراق و وصل کا اندازہ کب ناشاد ہوتا ہے
اسی کا درد پنہاں ہے اسی کا نور رخشانہ

چھوٹی بحر میں گویا ہوتے ہیں:

اُن کا وعدہ وفا نہیں ہوتا یہ کرم بار ہا نہیں ہوتا
غمِ فرقت میں مبتلا ہو کر دیکھنا کیا سے کیا نہیں ہوتا
جب تلک زندگی رہے باقی حق الفت ادا نہیں ہوتا
غمِ ہجراں تیری ہو عمر دراز وصل کچھ دیر پا نہیں ہوتا
عشق و الفت نہیں ہوس ہو گا حسن جس پر فدا نہیں ہوتا
جب محبت نگہ سے ٹکرائی ایسا پھر حادثہ نہیں ہوتا
رسن و دار کے سوا ناشاد سرِ منصور وا نہیں ہوتا

بڑی بحر میں عشق و عرفان یکجا ہیں:

کسی کی الفت میں دل جلانا جہانِ جاں میں بیار سا ہے
سمن بروں کے فریب کھانا فریب فصل بہار سا ہے
تمام اسرار اندرونی سُنا دیئے میں نے میکشوں کو
کہ پیر میخانہ کا انہیں پر سُنا ہے کچھ اعتبار سا ہے
صلوۃ دائم میں محو ہوکر جو روئے دلدار صحف سمجھے
نشاط غم ہو نصیب جس کو میری نظر میں وہ پارسا ہے

پھر ایک چھوٹی بحر ہے اور نیا رنگ ہے۔ ملاحظہ ہو:

الفت کا جادو ہے دل جو بے قابو ہے
عشق کمالِ انساں عشق مقامِ ھُو ہے
محویت جب حاصل پھر کیسا من و تو ہے
مان ہی جا اے ناصح حُسن بڑا جادو ہے
تنہا عشق بنوں میں گویا ایک سادھو ہے

Marfat.com

خاک درِ جیلاں ہے　　جو ابن باھو ہے
ہے ناشاد تمہارا　　جانے کس کا تو ہے

اب عشق و معرفت کے حصول پر واضح کیفیات حال بیان کرتے ہیں:

ظہورِ حسن ہے مظہر لقائے اسم اللہ　　فنائے عشق نشانِ رہِ بقا باللہ
شراب عشق تھا پنہاں نگاہِ ساقی میں　　پلایا جس نے مئے لا الہ الا اللہ

ایک رنگِ تمنا ملاحظہ ہو:

آ عشق کے اسرار بتانے کے لئے آ　　خاموشی دل وجد میں لانے کے لئے آ
آباد ہوا چاہے ہے پھر سوختہ ساماں　　کاشانہ دل پھر سے جلانے کے لئے آ
پھر دل کو خلش ہے تیرے انداز و ادا کی　　پھر شوخ اداؤں سے ستانے کے لئے آ
گو کچھ بھی ہو انجام محبت اسے چھوڑو　　اقرار محبت کو نبھانے کے لئے آ
مدت ہوئی خاموش ہے مقتل کی فضا بھی　　پھر دار و رسن رنگ میں لانے کے لئے آ

رفعت سلطان کے مصرعہ "وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے" کی طرح پر لکھا گیا:

شکنج زلف پریشاں پہ بار گزری ہے
صبا اگرچہ بہت مشک بار گزری ہے
حیات بیت گئی نوحہ و الم میں مگر
خیال یار میں یہ باوقار گزری ہے
تمام عمر جسے میں زباں پہ لا نہ سکا
"وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے"

ایک غزل میں زندگی کا پسندیدہ انداز بیان کرتے ہوئے:

دل کے جذبات میں بہنے کی قسم کھائی تھی　　رنج و آلام کو سہنے کی قسم کھائی تھی
دُردنوشی میں نجات غم دوراں پا کر　　کنج میخانہ میں رہنے کی قسم کھائی تھی
جانے کیوں ہو گیا اظہار محبت مجھ سے　　دل نے یہ بات نہ کہنے کی قسم کھائی تھی
ہائے ناشاد نے کیوں وصل کی راحت چاہی　　اس نے ناشاد ہی رہنے کی قسم کھائی تھی

Marfat.com

ایک طویل نظم ''اللہ ھو'' سے چند اقتباس ملاحظہ ہوں۔

پوچھا محبوب سے میں نے اے خوب رو تیرے روئے حسیں میں ہے کس کی نمو
بولا نور محبت کی ہے اس میں خو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

پوچھا شیدا سے میں نے کہ اے مبتلا تجھ کو صحرا نوردی سے حاصل ہے کیا؟
بولا چاک گریباں میں ذوق رفو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

پوچھا زاہد سے میں نے کہ اے پارسا تیری گوشہ نشینی کا کیا مدعا
بولا در پردہ ہے حسن کی آرزو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

پوچھا ناشاد سے میں نے اے غرقِ غم پایا تو نے کہاں سے یہ راز قدم
بولا سفر سماوہ میں زلفوں کی بُو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

۱۴ اگست ۱۹۵۸ء کو شاہ فیصل ثانی والی عراق کی یاد میں طویل نظم لکھتے ہیں جو مذکورہ تاریخ کو غداروں اور ملک گیری کی ہوس رکھنے والے یزید کے پیروکاروں نے بغاوت پھیلا کر اس کے تمام خاندان سمیت شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فیصل تمہارے روح پہ دائم سلام ہو
نسل حسین ونور نگاہ علی ہے تو ابن کریم ومظہر شان ولی ہے تو
محبوب اصفیاء حبیب نبی ہے تو جو گلستاں لُٹ گیا اس کی کلی ہے تو
جنت کے پھول پھول ہیں تجھ سے مشام ہو
فیصل تمہارے روح پہ دائم سلام ہو

ایک خوبصورت نظم آواز عشق اور آواز حسن کا مکالمہ کی صورت میں قابل توجہ ہے۔

آواز عشق

Marfat.com

بہار حُسن کی رنگین نکھار بن جاؤ　　دلِ حزین کی طرح تابدار بن جاؤ
یہی دعا ہے یہی آرزو ہے سینے میں　　میرے چمن کے تمہیں تاجدار بن جاؤ

آوازِ حسن

نگاہ ناز کے آئینہ دار بن جاؤ　　جہانِ عشق کے پروردگار بن جاؤ
کنارِ دجلہ کسی ماہ رو نے فرمایا　　جو وصل چاہو تو کچھ بیقرار بن جاؤ

شجاع عالم محسود کے لئے ''زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے'' کی طرح پر لکھتے ہیں:

بے سروسامانگی سامان ہے　　حسرت و وارفتگی ایقان ہے
ترک میخانہ نہیں ممکن مرا　　شاہد و مئے پر میرا ایمان ہے
آزمالے ناصحا آکر ذرا　　عشق و مستی باعث عرفان ہے
ہر قدم پر ہیں حوادث الامان　　''زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے''
دیکھ لو آکر مریض عشق کو　　ایک دو دم کا فقط مہمان ہے
باغ و راغ و گل پہ آئی ہے بہار　　تو نہیں ہے زندگی ویران ہے
تشنہ کامی میں رہا ناشاد بھی　　تشنگی میراثِ والا شان ہے

اردو شاعری میں حضرت صاحب کے کلام کا ایک بڑا حصہ ان کے قطعات پر مشتمل ہے ان قطعات میں عشق و عرفان کے ساتھ رشد و ہدایت، پیغام و تعلیم کے گرانبہا افکار ملتے ہیں۔ قطعات میں سے کچھ منتخبات ملاحظہ ہوں:

دل اور آنکھ

دل کا کچھ آنکھ سے تعلق تھا　　آنکھ سے دل کو وجد لاحق تھا
دیکھا، دیدار یار کو دل ناشاد　　روز و شب دار پر معلق تھا

عید

شراب و شاہد و ساقی نہیں آج　　نہ محفل میں وہ رعنا مہ لقا ہے
ہے پھر بھی اہتمام عید ہر جا　　نہ جانے عید کا مفہوم کیا ہے
عید قربان بنی مطہر دل　　دل پہ جو چھا گیا تصور دل

Marfat.com

مجھ کو قربان گاہِ جاناں میں کاش کے لے چلے مصور دل

مرد کامل

لسانِ حق بیان مرد کامل حصول حق حضور مرد کامل
مقدس ہو گئے وہ خاک و پتھر جہاں پہنچے ہیں پائے مرد کامل

زیست

زیست بے ابتلا یہ ناممکن زندگی اور بقا یہ ناممکن
آزمایا ہے بارہا میں نے دوستوں سے وفا یہ ناممکن

زندگی

التفاف نظر نظر تک تھی زندگی گویا لمحہ بھر تک تھی
رات بھر ضوفشاں رہی لیکن زندگی شمع کی سحر تک تھی

عشق

عشق ساجد ہے عشق ہے مسجود عشق عابد ہے عشق ہے معبود
عشق رنگینی نظر میں ہے عشق شاہد ہے عشق ہے مشہود

عشوہ گری

ان کی انگڑائیوں کا کیا کہنا حسن کے خدو خال نکھرے ہیں
بکھری زلفوں میں گویا در پردہ آرزوں کے جال بکھرے ہیں

راز دل

راز دل آپ کو بتاتا ہوں آپ پر اعتبار کرتا ہوں
مے کشی زندگی کا مقصد ہے مے کشوں سے بھی پیار کرتا ہوں

میخانہ

اُن میں ساغر بھی ہے صراحی بھی اور لبریز مے سے میخانہ
ساقیا تیری مست آنکھوں میں کتنا دلکش حسین ہے میخانہ

Marfat.com

عقل و دل

علم سے عقل نور پاتا ہے
اور قرب حضور لاتا ہے
دل نگاہوں کے ہی جھروکے سے
تازگی و سرور پاتا ہے

عشق

عشق شہباز ملک لاہوتی
عشق صیاد دام لاہوتی
عشق والائے عالم جبروت
عشق شاہکار حسن لاہوتی

زندگی اور موت

زندگی انتظار ہے شاید
موت فصل بہار ہے شاید
دل میں اب تاب انتظار نہیں
ان کو بھی انتظار ہے شاید

مدینہ منورہ

حسرت رویت نگار کہاں
میں کہاں اور تیرا دیار کہاں
تیری رحمت نے خود نوازا ہے
دل کہاں اور تیرا پیار کہاں

عشق

عشق ممنون حسن خوباں ہے
عشق کا حسن پر بھی احساں ہے
میرے خون جگر کی رنگینی
چہرہ یار میں نمایاں ہے

پرتو عشق

پرتو عشق حسن بنتا ہے
یہ خطا ہے جدا سمجھ لینا
بیخودی میں کہیں نہ ہو ایسا
خلط وخوں کو خدا سمجھ لینا

چراغ حسرت

تجھ سے اٹھ کر کیے منور پھر
گوشہ دل میں حسرتوں کے چراغ
زندگی ابتلا میں بیت گئی
میں نے چاہا تھا زندگی میں فراغ

Marfat.com

آرزو

سوزنِ لاشعور کو لیکر دامن چاک چاک سیتا ہوں
تو میری آرزو کو مت ٹھکرا میں تیری آرزو پہ جیتا ہوں

درِ میکدہ

لاشعوری میں بھی شعور میں بھی اور جنوں میں بھی آزمایا ہے
اور حاصل کہیں سرور نہیں جو درِ میکدہ میں پایا ہے

دورِ نو

پھر بہار آ رہی ہے گلشن میں پھر غمِ عشق بیشتر ہوگا
ان کے معصوم دل پہ جانے کیا اس نئے دور کا اثر ہوگا

زندگی اور عشق

زندگی آرزو و حسرت ہے زندگی عشق کی نگہبانی
آفتِ زندگی ہوس کاری عشق سے زندگی میں تابانی

وفا

جن کو دامِ وفا میں لا نہ سکا اور اپنا جنہیں بنا نہ سکا
جو مجھے دل سے بھول بیٹھے ہیں بھول کر بھی انہیں بھلا نہ سکا

حسن و عشق

عقلِ بیباک کا فروزندیق اور دل آرزو کا بحرِ عمیق
حسن آئینہ ہے محبت کا عشق کی کر سکا نہ میں تحقیق

پیرِ مُغان (دیوان فارسی):

پیرِ مغان حضرت صاحب کا فارسی شاعری کا دیوان ہے جو ان کی زندگی میں شائع کرانے کا موقعہ حاصل ہو گیا تھا۔کوئٹہ میں یہ دیوان طبع کرایا گیا اور

Marfat.com

آپ نے بعض اشعار شامل کتاب کرنے سے منع فرمایا تھا۔ یہ ان کی اپنی صوابدید تھی ورنہ سارے کا سارا فارسی کلام معیار و معنی کے لحاظ سے کسی گوشہ میں کم تر نہیں تھا۔ صاحب کلام نے اپنی اکثر شاعری اردو ہو یا فارسی بالعموم سفر وحضر میں لکھا ہے۔ حضرت صاحب مرد میدان تھے۔ زندگی کے مسائل، وطن عزیز کے لئے خدمات، سیاسیات پاکستان، روز و شب میں نوافل و عبادات، عزیزان و اقرباء سے گونا گوں روابط و احوال، مریدین و معتقدین کی آمد و رفت میں مصروفیات، ملک کے مختلف صوبوں میں صوفیانہ تبلیغ کے دورے اور پھر زندگی میں آئے دن رونما ہونے والے واقعات، خوشی کے لمحات اور دوستوں کی اموات کے ہجر نامے، ان سب پر غور کریں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے بیسیوں بلند پایہ علمی و ادبی کتابوں کا مطالعہ کیسے کر لیا اور کئی کتابیں اور شعر وسخن کے کام کیسے سرانجام دیئے۔ یوں لگتا ہے کہ عمر خیام کی طرح شعر وشاعری ان کا منصب نہیں تھا مگر جب اپنے تمام زندگی کے سفر میں حالات و معاملات و فرائض سے تھک جاتے تو شعر لکھتے تھے۔

دیوان فارسی ''پیرِ مغان'' آپ کے فلسفہ نشاط وغم کا مظہر بن جاتا ہے۔ فارسی مجموعہ شعر کا نام پیر مغان اس لئے رکھا ہے کہ پیر مغان وہ ہوتا ہے جس کے ہاں عشق وسوز کی بھٹی ہمیشہ جلتی رہتی ہے اور یہ آگ کبھی بجھنے نہیں پاتی۔ پروفیسر آغا صادق حسین نے اپنے تاثرات کو فارسی اور اردو میں پیش کیا ہے۔ اردو میں لکھتے ہیں کہ ان کے حال وقال میں اور کردار وگفتار میں کوئی تضاد نہیں۔ وہ تصوف کے ایک معروف گھرانے سے وابستہ ہیں جس کا مرکز آستانہ حضرت سلطان باھوؒ ضلع جھنگ میں مرجع خلایق ہے اس لئے ناشاد صاحب کے واردات قلبی عرفان وایقان میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان کی شاعری معرفت کی شاعری ہے۔ وہ جو محسوس کرتے ہیں وہی شعر میں بیان کرتے ہیں۔ ناشادؔ صاحب نے جہاں اولیائے عظام اور بزرگان کرام کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کیا ہے وہاں اپنا دل نکال کر رکھ دیا ہے۔ ناشادؔ صاحب کی غزلوں، قطعون اور رباعیوں میں بھی گل وبلبل کے رسمی فسانے نہیں بلکہ تصوف وحکمت اور معرفت وحقیقت کے جواہر

Marfat.com

پارے ہیں۔
آغا صاحب آگے لکھتے ہیں، حسن اتفاق سے ان کے دیوان کے مطالعہ کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا تو مجھے ان کی بلند شخصیت اوران کے بلند پایہ کلام میں حیرت انگیز مطابقت نظر آئی جس سے میں بیحد متاثر ہوا ہوں۔مُلک میں فارسی گو شعراء انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں اور ان میں ناشاؔد کا نام نامی بھی شامل ہے کیونکہ ان کا کلام فارسی شاعری میں ایک گران قدر اضافہ ہے۔
جناب محمد رضا میرزائی، ڈائریکٹر خانہ فرہنگ ایران کوئٹہ (پاکستان) فارسی میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یوں ہے کہ یہ دیوان جناب غلام دستگیر تخلص ناشاد کا ایک شور انگیز و عارفانہ اشعار کا مجموعہ ہے۔آپ کی طبیعت میں روانی اور فکر میں امتیازی نمود پائی جاتی ہے۔ناشاؔد ایران اور ایرانی سے محبت رکھتے ہیں وہ ایک خوش کلام وشیریں زبان عارف ہیں۔وہ عجز ومہر سے وابستہ ہو کر صوفیانہ و عارفانہ خیال کو شاعری کے بہترین لباس میں پیش کر چکے ہیں۔انہوں نے اپنے نفیس افکار اور نازک احساسات کو فارسی شاعری میں نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔
وہ آگے لکھتے ہیں کہ حضرت ناشاؔد نے سیر وسلوک کے عرفان میں اپنی زندگی بسر کی ہے اور وہ عشق الٰہی کی تپش میں سوختہ جان ہیں۔اسی لئے عرفان کی بلندیوں پر تجلی نما ہو کر ایک روشن چراغ کی طرح اپنے عقیدتمندوں اور مریدوں کو منور کر رہے ہیں۔یہ پیر طریقت ہر چیز میں اسی ذات خداوندی کو دیکھ رہا ہے اور شاعری میں ان کا مرکز فکر ایمان روحانیت اور اخلاق کے دائرہ میں ہے۔ان کی یہ کاوش ''پیر مغان'' امید ہے کہ دنیائے ادب میں اس کو قیام ودوام حاصل رہے گا۔
ڈاکٹر عبدالحمید عرفانی تہران، ایران میں سفارت پاکستان کے نامور اور فضیلت مآب کلچرل اتاشی جب تکمیل ملازمت کے بعد پاکستان آئے تو پہلے کوئٹہ میں فیض محمد روڈ پر قیام پذیر ہوئے۔پیر مغان ان کو طباعت کے بعد وہاں جب راقم الحروف نے جا کر فارسی دیوان کے ایک عمدہ تحفہ کے طور پر پیش کیا تو وہ پڑھتے گئے اور مسحور ہوتے گئے وہ

Marfat.com

پکار اٹھے کہ اس دور میں عارف شیراز خواجہ حافظ کی روح مبارک نے کس طرح یہاں نزول کر لیا ہے۔اس مجموعہ کلام پر وہ حیران ہوتے گئے اور اشک بار ہو کر فرمایا کہ وہ اب جسمانی طور پر اس قابل نہیں رہے کہ زیادہ سفر کر سکیں کاش وہ پیر مغان کے فاضل وعارف مصنف کی زیارت کر سکتے۔تاہم انہون نے اپنے تاثرات پر مبنی چند صفحے ۱۱اگست ۱۹۸۴ء کو لکھ دیئے جو ہم نے ایک پمفلٹ کی صورت میں بھی شائع کر لیا۔ملاحظہ ہو:

میں اس مرتبہ انتہائی دل گرفتگی کی حالت میں کوئٹہ پہنچا۔میرے ایک عزیز اور دوست جس کی ہمراہی اور رفاقت میں میں نے بچپن جوانی اور پیری تک کم وبیش ۷۰ برس گزارے(اور ۱۹۳۱ء سے میرے ساتھ ہی کوئٹہ میں مقیم اور یہیں کے ہو کر رہ گئے)ناگہاں وفات پا گئے۔اطباء کے مشورہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شکستہ اعصاب اور شکستہ روح خاکسار یہاں آ پہنچا۔

یہ خواست خداوندی ہی تھی کہ پاکستان کے معروف فارسی اسکالر محقق ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے ہاں جناب پروفیسر سلطان الطاف علی سے ملاقات ہوگئی۔موصوف حضرت سلطان باھو کے احفاد میں سے ہیں۔صاحب دلی جو ان کو اپنے عظیم المرتبت جد امجد سے ملی ان کے چہرے سے عیاں تھی۔پروفیسر صاحب نے پیر مغان کا ایک نسخہ راقم کو مرحمت فرمایا۔پہلی غزل کا پہلا شعر:

بیا ای ماہ رُو ساقی! بیا در دفترِ مُلہا
کہ از بعد رُخ خوبت فتادہ شور در دلہا

آہنگ و بحر بظاہر حضرت لسان الغیب حافظ کی تھی"بعد رخ خوبت"،"شور در دلہا"اور "دفتر مُلہا"حافظ کی دنیا کی بجائے کسی اور تازہ زیر تعمیر دنیا کی نشاندہی کرتے ہیں اور حالات حاضرہ سے مایوس نہیں ہیں۔

بشد عمری بمجوری بہ تلخی ہای مجبوری
بیا کز ذوق مخموری بیارا ئیم محفلہا

Marfat.com

گویا ایک عمر کی جدائی کو بزم وصل ہی میں تبدیل کرتے ہیں۔
اور بنفشہ کو پسینہ آ جانا شاید ہی کسی شاہد نے مشاہدہ کیا ہو۔

بنفشہ خوی ہمی ریزد زرشک عنبریں زُلفت
ز حرفِ شکریں بیزت فتادہ قند در گلہا

یہ اشعار کسی شاعر کی سوچ بچار کا نتیجہ معلوم نہیں ہوتے ایک شاہد معنی پر عام الفاظ ہی کے ذریعہ صدیوں سے بیان شدہ احساسات نازل ہو رہے ہیں۔لیکن طرز گفتار اور خطاب کا لہجہ عصر حاضر کے تشنہ لب اور گراں گوش سامعین سے خاص مناسبت رکھتا ہے۔ یہ کسی پیشہ ور شاعر کی صنائع و بدائع سے لبریز نمائشی شاعری نہیں یہ نوائے سروش ہے۔

دور حاضر میں باصطلاح 'جدید' شعراء (مرد وزن) کے بے شمار شعری یا نیم شعری مجموعے سرسری نظر سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔شعراء نے جن میں شاعرات کی تعداد زیادہ نمایاں تر معلوم ہوتی ہے،عصر اتم کے گوناگوں سیاسی مسائل اور تہذیب نَو کے گمراہ کُن پہلو ہمارے اغلب شعراء اور ادباء کی خاص توجہ کا مرکز ہیں۔کیا ہی اچھا ہوتا اگر ان مسائل کے حل کے لئے بنیادی اخلاقی قدروں کی اہمیت پر زور دیا جاتا۔فرزندِ آدم کو بلند ترین مقام پر پہنچا دینے والی قدر عشق ہی ہے اور ان آسمانی یا آفاقی قدروں کی بنیاد مولانا روم اور اقبال ''عشق'' کو قرار دیتے ہیں۔علامہ اقبال نے مُرشد روم کے نظریہ کو بیشمار اشعار میں پیش کیا ہے،مثلاً:

عشق است کہ در جانت ہر کیفیت انگیزد
از تاب و تب رومی تا حیرتِ فارابی
این حرف نشاط آور می گویم و می رقصم
از عشق دِل آساید با این ہمہ بیتابی

جذبۂ عشق ہی انسان کو ارتقائی توانائی عطا کرتا ہے۔یہ جذبہ کہنگی اور فرسودگی کو تازگی اور نشاط میں تبدیل کر دیتا ہے۔دیوان حافظ کی سراسر جہاں مقبولیت کا راز ہی ہمہ گیر اور

Marfat.com

زوال ناپذیر یہی قصہ عشق ہے۔ گوئٹے نے یہ راز پالیا کہ:

یک قصہ بیش نیست غمِ عشق و این عجب
از ہر کسی کہ می شنوم نامکرر است

یہی وہ پایان ناپذیر داستان ہے، جس کا ہر حصہ اپنے آپ میں مکمل داستان کی تلخیص بھی ہے اور توضیح بھی۔

از ہمان یک حرف دل صاحبِ دلان
ساختند افسانہ ہائے بیکران

''پیر مغان'' کے ارشادات ایک پیشہ ور شاعر کی خوبصورت عبارت سے سوائے چند الفاظ کے کوئی نسبت نہیں رکھتے۔ یہ شعر نہیں، ''واردات'' ہیں۔ اگر ایک صفحہ سے ایک شعر بھی نقل کروں اور دو تین لفظوں میں اپنا قلبی عکس العمل پیش کروں تو مولانا روم کے الفاظ میں: مثنوی ہفتاد من کاغذ شود، اور بات پھر بھی نا تمام کی ناتمام رہ جائے گی اور زندگی کے اس مرحلے میں جب سب قویٰ مضمحل و متزلزل ہو چکے ہیں، بمصداق:
آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔ اپنے مہ آلود، نیم شکستہ آئینۂ دل پر منعکس ہونے والے ستاروں میں سے چند ذرّے ہدیہ کرنے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

اور ایک بار پھر عرض ہے کہ یہ اشارات ماورئی شاعر ہیں۔ یہ خاص طور پر شاعری کے وسیع اور تاریک جنگلوں سے ماورئی ہیں، جن میں آخری چند سال سے بھٹک رہا ہوں، البتہ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ اس لادینیت اور مادہ پرستی کے دور میں بھی میرے ملنے والوں میں سے چند ایسے شاعر بھی ہیں، جن کی شاعری کا محور سرور کائنات ﷺ کی ذات ہے۔ اور ان حضرات کی مصاحبت نے میرے ذوق اور رقّت کو زندہ رکھنے میں میری بہت مدد کی ہے۔ سیالکوٹ میں مولانا ضیاء، مولانا قمر یزدانی اور معروف مدّاح رسول اکرم ﷺ علوم شرق و غرب سے بہرہ مند عبدالعزیز خالد کا خاص طور پر مدیون ہوں۔

کوئٹہ میں استاد علم عروض پروفیسر آغا صادق حسین (اردو فارسی کے بلند پایہ شاعر) نے

Marfat.com

اقبال کے اردو اور فارسی کلام کی ترویج میں موثر کردار ادا کیا ہے۔کوئٹہ میں مقیم ایران کے قونصل آقای وارستہ نے ۱۹۴۳ء میں گورنمنٹ کالج کوئٹہ کے وسیع ہال میں اقبال کی ایران دوستی کے موضوع پر مقالہ پڑھا۔صدر شعبہ فارسی پنجاب یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر سے تبادلہ خیال کے ساتھ ایران میں اقبال کی ترویج اور برصغیر ھند میں بالخصوص کوئٹہ میں فارسی کی مقبولیت اور جدید فارسی سے شناسائی کے متعلق بھی تبادلہ خیال ہوا۔فارسی کی مقبولیت میں علامہ اقبال کی اہمیت پر ایران کی حکومت کو مفصل نوٹ لکھا۔کوئٹہ میں میری ملاقات ۱۹۳۱ء میں ایک نوجوان نثار احمد محشؔر سے ہوئی جو بعد میں رُومی و اقبال کے مکتب عشق رسول ﷺ اور مکتب اخلاق و تصوف (تصوّف بمعنی علم و عرفان وعمل صالح) کی ایمان افروز روایت کی پیروی میں علم وعرفان کی دنیا میں منفرد مقام حاصل کر گئے۔

حضرت سلطان غلام دستگیر القادری کے ''پیر مغان'' کے ایک جرعہ نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔بظاہر تو راقم اپنے موضوع سے دور چلا گیا اور پیر مغان کے ارشادات رقم کرنا بھول گیا لیکن پیر مغان کی دنیا میں دُوری اور نزدیکی کوئی معین معنی نہیں رکھتی۔یہ دنیا زمان و مکان کی دنیا میں موجود ہوتے ہوئے بھی زمان و مقام کی قید سے آزاد ہے

نہ ہے زماں نہ مکاں لا الہ الا اللہ

''پیر مغان'' کا آفتاب بے شمار مقامات اور متغیر وقت کے لمحات میں سے گزر کر آخر بلوچستان (کوئٹہ) میں طلوع ہوا،اگرچہ اس کا نور مشرق و مغرب سے بری ہے لیکن راقم جو از روئے اوقات و واردات حیات اپنے آپ کو بلوچستانی گردانتا ہے۔پیر مغان کو بھی اس کے طلوع کی نسبت سے بلوچستانی خیال کرتا ہے اور اس کا مطلع اسلامیہ پریس کوئٹہ ہی ہے۔اس پریشان گفتاری کے بعد چند جُرعے ہدیہ قارئین میں ان کی ظاہری شکل پر ایک نظر ڈالیے اور پھر باطن یعنی معنی پر،آپ راقم کی تائید فرمائیں گے۔یہ محض ایک شاعر کا کلام نہیں رومی کے الفاظ میں 'کف دریا' ہیں۔راقم کی بیماری بالاخص نسیان پیری کسی متسلسل توضیح کی اجازت نہیں دیتی لیکن صاحب دل قاری کے لئے (اور یہ

Marfat.com

ہے ہی صاحبدل قاری کے لئے) اشارہ ہی کافی ہے۔اشارہ شاعر کی طرز فکر کی طرف ہے۔شاعر کے ذاتی مشاہدات ہی اس کے بیان کا سر چشمہ ہیں۔

چشم زِ فرقت نابینا بینا
وز سوز ہجرت سوزی بہ سینا
از فرقت تو آتش بجانم
للہ بیاور آن جام و مینا

ہجر وفراق کا یہ تاثر 'نابینا' بینا اور سوز سینہ، سینا اور دوسرے شعر میں آتش فراق کو آتش سیّال سے خاموش کرنا اور آتش سیّال بھی ایک ''خاص'' جام و مینا سے منسوب ہے جسکی طرف ''آن'' کا اشارہ ہے۔''آن'' حرف اشارہ کا انہی معنوں میں حضرت لسان الغیب کے کلام میں مستعمل ہے۔

بیا ساقی کہ بیمارم بیا در داروی جان را
معالج ہا نمی دانند درمان دردِ پنہاں را

راقم کے نزدیک ''داروی جان'' سے ایسی دوائی مراد ہے جو روح (جان) سے تیار کی گئی ہو۔درد پنہاں یا دردِ جان صرف روحانی طور پر ہی علاج پذیر ہوسکتا ہے۔اسی قسم کا ''داروئے جان'' ہے جس سے ٹوٹا ہوا آئینہ دل ایسے جڑ جاتا ہے کہ شکستہ دل کو خود بھی معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کہاں سے ٹوٹا تھا۔یہ رہی بیماری اور یہ رہا اس کا علاج۔اور ذیل کے شعر میں حافظ کی آہنگ نمایاں ہے لیکن ندرتِ بیان ''پیر مغان'' کے اپنے ہی مخصوص الفاظ کی مدیون ہے۔حافظ کے شیخ صنعان کی ایمان فروشی سے کہیں زیادہ شدت احساس نمایاں ہے۔

متاع وصل ارزان نیست ای زاہد! بیا بنگر
کہ بر یک جرعہ لعلش فروشم دین و ایمان را

بے دست و پائی بھول کر راقم نے دریائے عشق میں سباحی شروع کر دی، انجام معلوم ہے۔میرے گوش ہوش میں نسیان پیری کے باوجود حضرت لسان الغیب کے بے شمار

Marfat.com

اشعار گردش کرنے لگتے ہیں۔اس سے پہلے کہ بمصداق: کی رھد غرق است او پایان کار،تزلزل دست و پا اور نسیان سے دوچار یہ خاکسار اس بحر عمیق میں غرق ہو جائے،رسماً ایک غزل کے چند اشعار ہدیہ کر کے اس ختم نہ ہونے والی داستان کو ختم کرتا ہوں:

بَر درِ پیر مغان می غلط و ہم سرشار باش
دور کن دلق ریائی با صفا می خوار باش
جُرعہ لعلش شفاء خستگان و بیدلان
در اُمیدِ آب لعلش دائما بیمار باش
بی خودان را سخت در آغوش می گیرد حبیب
گر بر جانان طلب داری ز خود بیزار باش

حافظ کی مشہور غزل (جو ایران کے پڑھے ان پڑھے لوگوں میں یکساں مقبول ہے اور سرِ راہ قہوہ خانوں میں سرتارہ کے ہمراہ گائی جاتی ہے) کے استقبال میں ناشاد کے یہ شعر ملاحظہ ہوں۔

گفتم متاعِ موسم فصلِ بہار چیست
گفتا شگفتہ ترزِ گل روی یار چیست
گفتم کہ بی حجاب مشو پیش ہر خسی
گفتا ظہور خویش بہ خفاش زار چیست
گفتم بہ اشتیاق تو در بجر سوختم
گفتا بذوقِ وصل گل اندوہ خار چیست

حضرت صاحب ناشاد القادری خود پیر مغان کے بارے میں جو فارسی میں اظہار خیال کرتے ہیں اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

خدا تعالیٰ کے نام پر جو وھاب اور ودود ہے جل شانہٗ محمد ﷺ رحمتہ اللعالمین و خاتم النبیین پر اور ان کے تمام صحابہ پر بحساب صلوٰۃ وسلام ہوں۔

Marfat.com

فارسی از رفعت اندیشہ ام درخورد با فطرت اندیشہ ام (اقبال)

یعنی فارسی زبان فکری جولا نگاہ ہے جو میرے طبعی سوچ کے عین مطابق ہے۔

مجھے یہ اظہار خیال کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ فارسی زبان و ادب کے ساتھ میں وراثتاً تعلق رکھتا ہوں۔میرے جدامجد حضرت سلطان باھورحمتہ اللہ علیہ نے تصوف پر فارسی زبان میں ایک سو چالیس کتب تصنیف کیں۔ان میں ایک فارسی میں مجموعہ غزل،''دیوان باھو'' بھی مشہور ہے۔میرے والد بزرگوار نے فارسی میں اشعار لکھے اور ان کی وفات کے بعد میں نے ان کے کلام کو اکٹھا کیا اور اسے ''مجموعہ کلام حضرت سلطان محمد نوازؒ'' کے نام سے ۱۹۶۲ء میں شائع کرالیا۔

اگرچہ اس سرزمین پر انگریزی اور اردو مروج کر دی گئی ہے لیکن فارسی کا ذوق میرے دل میں اپنے اجداد کی طرح محفوظ ہے اور جب کبھی دل کے جذبات شعر کی صورت میں وارد ہوتے ہیں تو فارسی میں لکھ لیتا ہوں اور یادداشت کے لئے اپنے (سالانہ) روزنامچہ میں لکھ لیا کرتا ہوں۔میرے فرزند سلطان حامد نواز اور سلطان محمد نواز ارشد نے میرے مختلف روزناچوں (ڈائریوں) سے ان کو جمع کر لیا اور بتوسط برادر عزیزم سلطان الطاف علی جو بارکھان کالج میں پرنسپل ہیں جناب آقا محمد رضا میرزائی ڈائریکٹر خانہ فرہنگ ایران ،کوئٹہ جو دین و ملت اسلامیہ سے وابستہ ہیں کی نظر تک پہنچا دیا۔مجھے خوشی ہوئی کہ ان کو یہ اوراق پریشان پسند آئے اور برادر عزیز کو انہوں نے یہ اوراق شائع کرانے کے لئے اظہار خیال کیا۔چنانچہ آقای محمد رضا کے تعاون و توجہ سے طباعت کا کام شروع ہوا۔مگر افسوس ہے کہ وہ اپنے مُلک ایران مین انقلابِ نو کے باعث ان کی خدمات اپنے وطن میں ہی طلب کر لی گئیں۔تاہم ان کی خواہش پر بالآخر یہ کام تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔

طریقت میں سلسلۂ قادریہ سے وابستہ ہوں۔میرے مرشد اعلیٰ شاہ نجف ہیں۔اور میرے پیر شاہ جیلان ہیں اور میں خاک پائے سبطین وحسنین ہوں۔اسی نسبت سے بیشک میرے اشعار میں دجلہ وعراق کی یاد ظاہر ہو جاتی ہے اور قلم سے کربلا کی یاد ایک

Marfat.com

حسرت بن کر صفحہ قرطاس پر آ جاتی ہے۔

ھوا گرفتہ سر من بدر گہش ناگہ سجود کرد کہ این سجدہ گاہ عرفان است

اس کے آستانہ پر میرا سر وہاں کی خوشبو پاتے ہی سجدہ ریز ہو گیا کہ یہ سجدہ گاہ عرفان ہے۔

میرا مسلک بھی دگر گون ہے عشق کو اصل اور حُسن کو جزو سمجھتا ہوں۔ اسی لئے تو میں نے کہا ہے ''از عشق من حُسن است حسین'' یعنی میرے عشق سے حُسن کو زیبائی حاصل ہے۔ میں رومی کے فرمان کا قائل ہوں کہ ''بادہ از ماست شد نی ما از و'' یعنی شراب ہم سے مست ہوئی نہ کہ ہم اُس سے۔ میں تمام کائنات کو مجاز سمجھتا ہوں اس لئے کہ اس جہان کو بقا نہیں ہے اور اس کی بنیاد حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ مجاز پر قائم ہے۔ سوائے ذات حقیقی جل شانہٗ کے، مرشد کا عشق اور رسول ﷺ کا عشق سب مجازُ ہیں اگر چہ حقیقت کے لئے وہ رہنما ہیں۔

آقای محمد رضا میرزائی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی طباعت کے لئے میری توجہ مبذول کی اور اس کتاب کی اشاعت کے شروع میں معاونت بھی رکھی اور اب یہ کتاب دو برادر اسلامی مملکت پاکستان و ایران میں رابطہ کے طور پر شمار میں آ رہی ہے۔

جناب آقای ابوالقاسم رحمانی فرو سید آغا صادق حسین و سلطان الطاف علی کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس مسودہ کی تصحیح و ترکیب کے لئے مشاورت کی۔ میر افق کاظمی، رفعت سلطان اور عباس اثر کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے شعر نویسی کے فن، ترکیب بحور و عروض میں رہنمائی فرمائی۔

میں اہل دانش سے معذرت خواہ ہوں اور ان سے امید رکھتا ہوں کہ میرے اشعار میں اگر کوئی کمی یا لغزش پائیں تو درگزر کرتے ہوئے چشم پوشی کر دیں۔

محرم الحرام ۱۴۰۰ھ غلام دستگیر القادری ''ناشاد''

درگاہ حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

پاکستان

Marfat.com

ہم دیکھتے ہیں کہ بیشتر کلام آپ نے دوران مسافرت بدر جنوبی وزیرستان، مانوچلی جنوبی وزیرستان، پھلروان، دمام (سعودی عرب)، موہڑہ شریف (مری)، باجھی فقیر بلوچستان، کراچی، رودی سنی بلوچستان، کوئٹہ، ڈیبہ سروکئی جنوبی وزیرستان، بصرہ، بغداد (عراق)، گرہ جمعہ ڈیرہ اسماعیل خان، ٹانک، گوجر خان، مدینہ منورہ، سردار بخش شہید بھکر، کنار آب جہلم، سپین جنوبی وزیرستان، خیسورہ جنوبی وزیرستان، بحرین، سپلی توئی، جنوبی وزیرستان، گز کنر یہ جنوبی وزیرستان، مکتہ المکرّمہ، مجاہدین ہاؤس ڈیرہ اسماعیل خان، درہ افریدی پشاور، جبل نور غار حرا، مکہ تا منیٰ، منیٰ تا مکہ مکرمہ، ملتان، بحرین تا الخبر، جھنگ، راولپنڈی، عرفات و منیٰ، سرگودھا، محراب پور، مدینہ منورہ بحضور سرور کائنات رحمتہ اللعالمین، گڑھ مہاراجہ، وانا جنوبی وزیرستان، گوٹھ وڈیرہ عبدالرحیم، خانیوال، اوستہ محمد بلوچستان، بدین زئی تنگی جنوبی وزیرستان، مری ہلز، تکیتہ القادریہ سروکئی، نورنگ سرائے بنوں، لہڑی بلوچستان، دشت کنبیلا قلات، عفیف سعودی عرب، مدینکی جنوبی وزیرستان، مراد علی جیکب آباد، مسجد بورک ننگا جنوبی وزیرستان، خراس سعودی عرب، الریاض سعودی عرب، ماڑوچلی تا وانا، وانا تا کندی سر، کندی سر تا تیارزا، لعل شہباز قلندر سیہون شریف اور دربار حضرت سلطان باھو (جھنگ)۔ یہ جائزہ خود بخود واضح کرتا ہے کہ فاضل سخنور کیسے کیسے حالات اور کیسی مصروفیات میں رہتے ہوئے اپنے روحانی ذوق اور قلبی واردات کو پیش کرنے کے لئے بھی وقت کو سمیٹتا ہے یا وقت اسے تلاش کرتا پھرتا ہے۔

پیر مغان غزلیات، منظومات اور قطعات کے مختلف اصناف سے مزین ہے۔ اکثر و بیشتر واردات قلبی، عارفانہ تلاش جستجو اور صدق و وفا کے افکار سے پھولوں کے ہار پروتے چلے جاتے ہیں۔ اس فارسی کلام میں زیادہ تر حافظ شیرازیؒ کا ایسا کامیاب تتبع فرماتے ہیں جیسے حافظ کی روح خود آ کر اپنا فلسفہ و حکمت پیش کر رہی ہو۔ اب ملاحظہ ہو حافظ شیرازی اور حضرت صاحب (جو شاعری میں ناشاد تخلص رکھتے ہیں) میں ہمرنگی و ہم آہنگی:

Marfat.com

حافظ:

الا یا ایھا الساقی اَدِر کاساً و ناولھا — کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

حضرت ناشاد:

بیا ای ماہ رو ساقی بیا در دفتر مُلہا — کہ از بُعد رُخ خوبت فتادہ شور در دلہا

حافظ:

در دیر مغان آمد یارم قدحی در دست — مست از مئی و می خواران از نرگس مستش مست

حضرت ناشاد:

از دست جنون رفتم ای پیر مغان از دست — للہ قدحی در دہ تا باز شوم بد مست

حافظ:

در نمازم خم ابروئی تو بایاد آمد — حالتی رفت کہ محراب بہ فریاد آمد

حضرت ناشاد:

''در نمازم خم ابروئی تو بایاد آمد'' — از جبین سجدہ بہ جنبید و بافتاد آمد

بلکہ آپ نے دیگر کئی نامور فارسی کے شعراء کے تتبع میں بھی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

نظیری نیشاپوری:

ہوائی وصل کسی میکند کہ بوالہواس ست — درآن دلی کہ محبت بود تمنا نیست

حضرت ناشاد:

چرا بہ سوز تو در سینہ ام تجلی نیست — بہ مہر روئی تو عشقم ہنوز رسوا نیست

مولانا جامیؒ:

ناز بوئی من مبادا ناکسان بویت کنند — بابدان کمتر نشین ترسم کہ بدخویت کنند

حضرت ناشاد:

بگذر از ما و من و یک لحظہ آور میکدہ — تا بہ عکس نور خوبان مثل گل رویت کنند

علامہ محمد اقبال: سرودی رفتہ باز آید کہ ناید — نسیمی از حجاز آید کہ ناید

حضرت ناشاد: نگارم در کنار آید کہ ناید — بوصل او قرار آید کہ ناید

Marfat.com

شیخ صدر الدین عارف:

زعشق دوست ہر ساعت درون نا ری رقصم
گہش بر خاک می غلطم گہی بر خار می رقصم

حضرت ناشاد:

صلای ھست ای رندان کہ در در باری رقصم — بذوق یاد وصل او سر بازاری رقصم

حافظ شیرازیؒ: چندانکہ گفتند غم باطبیان — درمان نکردند مسکین غریبان

حضرت ناشاد: دادی تپ جان ای شاہ خوبان — بازم بکردی درغم پریشان

مولانا جامیؒ: نسیما جانب بطحا گزر کن — زاحوالم محمدؐ را خبر کن

حضرت ناشاد: بسوی کوئی محبوبان گزر کن — بذوق دید بازی دیدہ تر کن

الیاس برنی: او بہ ناز عجبی من بہ نیاز عجبی

حضرت ناشاد: دلنوازی عجبی محرم رازی عجبی — سوز وسازی عجبی ہجر درازی عجبی

مولانا جامیؒ: کرم کردی الٰہی زندہ باشی

حضرت ناشاد: بنار عشق گر سر زندہ باشی — بلطفش دائما پایندہ باشی

حضرت ناشاد کے فارسی کلام میں سخنورانہ رموز و ادب کے حروف ،حکمت و فلسفہ،شورِ عشق و آداب نیازمندانہ کا بھرپور استعمال ہے۔بعض اشعار اصطلاحات سے اور تشبیہات سے مملو ہیں بعض میں پوشیدہ داستانوں کے رموز موجود ہیں۔بطور نمونہ چند اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

بہ کنج میکدہ می غلط و پای مستان بوس — رہ نجات ہمین گفتہ پیر میخان ست

تو میخانے کے ایک کونے میں پڑا رہے اور یہاں کے خمار آلودہ ہستیوں کے پاؤں چوم، پیر میخانہ نے کہا ہے کہ اسی میں ہی نجات ہے۔

ستم پذیر ولب جام بوس ولب در بند — اگر ترا بہ لب یار عہد و پیمان ست

اگر تو نے محبوب کے فرمان پر عہد و پیمان کر لیا ہے تو ستم اٹھاؤ، جام کے کناروں پر بوسہ دو اور اپنے لبوں کو مت کھولو۔

Marfat.com

فریب حسن زمکر زمانہ اولیٰ تر　　فریب ماہ رخان تکیہ گاہ ایمان ست

زمانے کے تمام فریب وسحر سے حسن کا فریب زیادہ بڑھ کر ہے (اور) حسینوں کا فریب ایمان کے لئے بھی سہارا ہے۔

شوریدہ جانم شوری چنان زد　　آتش درونِ شہر بتان زد

میں سرگردان روح کا مالک ہوں اور میری سرگردانی نے ایسا اثر دکھایا ہے کہ محبوبوں کے شہر میں آگ لگا دی ہے۔

بر در پیر مغان می غلط وہم سرشار باش　　دور کن دلق ریائی باصفا می خوار باش

تو مرشد کے دروازہ پر جا کر لڑ کھڑا اور مسرور ہو جا، اپنے ریا ونمود کا لباس اُتار ڈال اور صاف وشفاف میخوار ہو جا۔

از دست رفتم توبہ شکستم　　بایاد بستم چون عہد و پیمان

میں نے جب محبوب کے ساتھ اقرار کر لیا تو اپنے آپ سے باہر ہو گیا اور توبہ کو توڑ ڈالا

ناشاد شادم زیرا کہ ہستم　　در زیر ظل سلطان جیلان

میں ناشاد اس لئے شاد ہو گیا ہوں کہ سلطان جیلان (غوث الاعظمؒ) کے زیرِ سایہ آ گیا ہوں۔

فریبِ حسن جانان پیشوا کن　　برو دردِ دل خود را دوا کن

تو محبوب کے حسن کے فریب کو اپنا رہنما کر لے اور جاؤ اپنے درد دل کا علاج کر لے۔

ثبات رشتۂ الفت نگہ دار　　ثوابی گر نمی ارزد خطا کن

تو محبت کے رشتہ کو قائم رکھ لے۔ تجھ سے اگر اچھائی نہیں بن پڑتی تو کوئی خطا ہی کر لے

نکتہ باریکتر زمو گفتی　　آنچہ از بادہ وسبو گفتی

خبری نیست چشم مستت را　　از لب لعل آنچہ تو گفتی

تو نے بال سے زیادہ باریک نکتے کی بات کر لی ہے جب جام وشراب کی بات شروع کر دی۔ آپ کی چشم مست کو خبر ہی نہ ہوئی جو کچھ آپ نے اپنے لب لعل سے کہ دیا ہے۔

رفتم بہ بارگاہ معلّی رضا امام　　عالی مقام سید والا امام دین

Marfat.com

گفتا چگونہ وارد ایران گشتہ ای　　ای اشک ریز سینہ پر سوز ورہ نشین
گفتم تلاش شاہد بغدادی کنم　　گفتا بیا برقص بہ افکار پر یقین
گفتم گدای میکدہ میرم بہ تشنگی　　گفتا کہ تشنگی ست ز میراث شاہ دین

میں امام رضاؒ کی اعلیٰ بارگاہ میں حاضر ہوا جو دین کے عالی مقام امام اور سردار ہیں۔ انہوں نے فرمایا تم کس طرح ایران میں آ گئے۔اے گریہ زار ،پُرسوز سینہ والے (فقیر) رہ نشین ۔میں نے عرض کیا کہ بغداد کے محبوب (غوث الاعظمؒ) کی جستجو میں ہوں۔فرمایا پھر تو آ وَ اپنے اس خیال پر خوب جھومو، میں نے عرض کیا کہ میں تو میخانہ (معرفت) کا گدا ہوں اور پیاس سے مرے جا رہا ہوں فرمایا کہ پیاسا رہ جانا تو ہمارے وارث دین کا ہی میراث ہے۔

تصانیف وتراجم

الرسالتہ الغوثیہ:

سیّدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی کے رسالتہ الغوثیہ کا حضرت صاحبؒ نے عربی سے اردو میں ترجمہ اسرار الٰھیہ کے نام سے کیا جسے سلطان محمد نواز ارشد نے حضرت غلام دستگیر اکادمی کی طرف سے ۱۹۸۹ء میں شائع کرایا۔اس رسالہ کی تاریخ واہمیت کا ایک جائزہ راقم الحروف کے پیش گفتار سے پوری طرح ہو جاتا ہے جو قابل غور ہے:

سلسلہ قادریہ کے امام،سلوک طریقت کے غوث الاعظم شاہ میراں سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز (۴۷۱ھ-۵۶۱ھ) نے تصوف عرفان وفقہ پر جو کتب تصنیف فرمائیں نہایت ارفع و اعلیٰ ہیں۔ان تصانیف میں الہامی واردات و خطابات ربانی پر مشتمل مجموعے بھی ہیں جن کا بیان انہیں کے لئے ہی مخصوص ہوا،اور ان کی وساطت سے فیض عام کے طور پر ظاہر ہوا۔ان الہامات و خطابات ربانی پر مشتمل چند رسالے مشہور ہیں، اوّل فتوح الغیب،دوم فتح ربانی،سوم فیض سبحانی، چہارم رسالہ غوث الاعظمؒ یا رسالہ غوثیہ۔ رسالۂ غوث الاعظمؒ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف سے کم وبیش چھیاسٹھ(۶۶) خطبات بہ

Marfat.com

سیّد عبدالقادر جیلانی سے براہ راست صادر ہونے پر محیط ہے بلکہ خطبات اللہ جل شانہٗ اوراس کے مقبول بندے سیّد عبدالقادر جیلانی کے درمیان راز و نیاز سے معمور مکالمات ہیں جن سے نہایت لطیف عارفانہ اسرار سے حجابات اٹھتے ہیں۔ایسے الہامات و خطابات ربانی جس انسان پر وارد ہو سکتے تھے وہ محبوب سبحانی ہونے کے علاوہ اور کون ہوسکتا تھا۔ایسے اسرار کائنات کا انکشاف اسی پر ہوسکتا تھا جو غوث الثقلین ہو۔

رسالۂ غوث الاعظم دراصل قرآنی فرمان و اطلاع ،رویت حق تعالیٰ پر توضیح ہے جو خود حق تعالیٰ جل شانہٗ کے خطابات و فرمودات سے مملو ہے۔تصوف نفس انسانی اور عرفان رب تعالیٰ کی تعلیم دیتا ہے جسکا مآخذ قرآن حکیم ہے:

○ سنریہم آتینا فی الا فاق و فی انفسہم (۵۳:۴۱)

ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں اور انہی کے نفسوں میں دکھلاتے ہیں۔

○ وَمَن کَانَ فی ھٰذِہٖ اعمیٰ فھُو الاٰ خِرۃِ اعمیٰ واَضلّ سَبِیلاً (۷۲:۱۷)

اور جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راستہ بھٹکا ہوا ہے۔

○ فَاَینما تُو لُّو افثمَّ وَجہُ اللہِ (۱۱۵:۲)

تم جس طرف بھی پلٹ جاؤ وہاں اللہ کی ذات ہے۔

○ اَلَآ اِنّھُم فی مِریۃٍ مِّن لِقَآءِ رَبِّھِم (۵۴:۴۱)

خبردار رہو یقیناً وہ اپنے رب کی ملاقات میں شبہ رکھتے ہیں۔

○ وَفِیٓ اَنفُسِکُم اَفَلا تُبصِرُونَ (۲۱:۵۱)

اور خود تم میں ،تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں۔

قرآن حکیم میں وارد ایسے ہی انکشافات و فرمودات کے ضمن میں بیسیوں احادیث قدسی و احادیث نبوی بھی موجود ہیں۔اولیائے کرام نے حقیقت نفس و عرفان رب تعالیٰ کے لئے انہیں مآخذ پر ہمیشہ بحث کی اور خلق خدا کو یگانگت ،عشق و محبت کی تعلیم دی۔

سیّد عبدالقادر جیلانی غوث الاعظمؒ نے رسالہ مذکورہ میں اپنے مکالمات اور خطابات ربانی جل شانہٗ پیش کر کے انسان اور حق تعالیٰ میں قرب کا حقیقی اظہار کیا ہے۔اسی ضمن

Marfat.com

میں عشق، فقر، و رویت و وصال سے متعلق اشارات ہیں۔ ان فرمودات و خطابات کو ان کے بعد سے آنے والے صوفیائے کرام اپنے کلام و تصانیف میں تکرار کرتے چلے آ رہے ہیں رسالہ غوث الاعظم پر کئی شرحیں لکھی گئی ہیں جن میں زیادہ معروف شرح حضرت خواجہ سیّد محمد حسینی گیسو درازؒ (۷۲۱ھ۔۸۲۵ھ) کی ہے جو کہ جواہر العشاق کے نام سے موسوم ہے۔ اس شرح کا اردو ترجمہ پروفیسر مولوی احمد حسین خان نے گلبرگہ دکن سے ۱۳۷۲ھ میں کیا جو کافی مقبول ہوا ہے۔ خواجہ گیسو درازؒ کی شرح وحدت الوجود کی حقیقتوں میں ڈوب جاتی ہے جس کے لئے قاری کا علم تصوف پر مکمل عبور حاصل کرنا ضروری نظر آتا ہے۔ تاہم سلوک و عرفان کے متلاشی اس ترجمہ سے کافی استفادہ کر سکتے ہیں اور محظوظ ہو سکتے ہیں۔ یہ امر بدیہی ہے کہ رسالہ غوث الاعظم جیسے مکالمات خطابات کا ترجمہ یا شرح کرنے والا کوئی عارف ربانی ہی ہو سکتا ہے ہر کہ و مہ کا احاطہ کار نہیں ہے۔ بقول حضرت سلطان الفقر سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ:

عارف دی گل عارف جانے کیا جانے نفسانی ھو (ابیات باھو: بیت ۹۸)

(اے طالب) عارف (اہل اللہ) کی بات عارف (اہل اللہ) ہی سمجھ سکتا ہے۔ کلام عارف کو یہ اہل نفس کیا سمجھیں۔

یہ محض اتفاق کی بات نہیں بلکہ مشیت ایزدی ہی ہے کہ حضرت گیسو درازؒ کی شرح رسالہ غوث الاعظمؓ کے بعد دنیائے فقر کے سلطان حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ (۱۰۳۸ھ۔۱۱۰۲ھ) کے خانوادہ کے سلطان العصر و عارف حق حضرت غلام دستگیر القادری فخر کشمیرؒ (ف:۱۴۰۶ھ) میں اپنی زندگی میں وصال سے چار سال قبل ہی رسالہ مذکورہ کا نہ صرف اردو میں خود ترجمہ فرمایا بلکہ اس کا اصل متن بغداد شریف (عراق) سے مکتبہ قادریہ بغداد کے مدیر کی اجازت کے بعد حاصل کر کے ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۲ء کو ساتھ لائے۔ زیر نظر رسالہ اُسی اصل متن پر مشتمل ہے۔ حضرت صاحب موصوف کے ترجمہ کا وصف یہ ہے کہ نہایت سہل ہونے کے ساتھ بامعنی اور مربوط ہے۔ ایک عام قاری اور عالم ہر دو اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت غلام دستگیر القادریؒ کی خواہش تھی کہ یہ رسالہ بمعہ اصل متن اور ان کے بامعنی اردو ترجمہ کے شائع ہو جائے۔اس کی طباعت و اشاعت کی سعادت حضرت صاحب کے فرزند سلطان محمد نواز ارشد کو حاصل ہوئی جو مبارک کے مستحق ہیں۔

سیّدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ پر وارد اس ارشاد ربانی کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں :العالم ھو الحق المتجلی فلایکون مع اللہ غیر، عالم حق کا ظہور ہے۔ پس اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں ہوتا۔

(پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی۔ نیپا ہاسٹل کوئٹہ ۱۱ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ/ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۸ء)

رسالہ غوثیہ کا اردو میں عام فہم و سہل انداز میں حضرت صاحب کا ترجمہ کرنا تصوف و عرفان کے میدان میں بہت بڑی خدمت ہے۔رسالہ میں ابتدائی مکالمہ اور خطاب رب تعالیٰ یوں ہے:

فرمایا غوث الاعظمؓ نے جو کہ غیر اللہ سے وحشت کرنے والے اللہ تعالیٰ سے مانوس ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے غوث الاعظمؓ''

میں نے کہا

''اے غوث کے ربّ! میں حاضر ہوں''

فرمایا

جو طور طریق ناسوت اور ملکوت کے درمیان ہے

وہ شریعت ہے

جو طور طریق ملکوت اور جبروت کے درمیان ہے

وہ طریقت ہے

اور جو طریق جبروت اور لاہوت کے درمیان ہے

وہ حقیقت ہے

اور مجھے فرمایا

Marfat.com

اے غوث الاعظمؒ! میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا
جیسا انسان میں

رسالہ میں قرب الٰہی میں حاصل مکالمات و خطابات انتہائی اعلیٰ اسلامی و روحانی تعلیمات کا پُراسرار خزینہ ہیں جس کا ترجمہ عظیم الشان خدمت ہے۔اب بطور نمونہ رسالہ میں آخری مکالمہ وخطاب مطالعہ کریں:

غوث الاعظم نے فرمایا
میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا تو معراج کے متعلق پوچھا
مجھے فرمایا
''اے غوث الاعظمؒ!
معراج میرے سوا ہر چیز سے بلند وارفع ہو جانا ہے
اور معراج کا کمال
مَازَاغَ البَصَرُ وَ مَاطَغٰی ہے''
''نہ آنکھ جھکی اور نہ حد سے بڑھی''
''اے غوث الاعظمؒ
اس کی نماز ہی نہیں ہوتی جس کا میرے
نزدیک معراج نہ ہواور وہ نماز سے محروم ہے''

مثنوی روحی (فارسی):

مثنوی روحی پر حضرت صاحبؒ نے اپنے لڑکپن میں صرف ۱۹ سال کی عمر میں ایسا عالمانہ اور عارفانہ کام سرانجام دیا ہے جسے مکمل کرنا فارسی کے بلند پایہ فاضل اور صاحب بصیرت شاعر ہی سرانجام دے سکتے تھے۔جو انہوں نے کامیابی سے نبھایا۔ آپ نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف رسالہ روحی کا فارسی میں منظوم ترجمہ کر کے اہل علم وفضل کو حیرت میں ڈال دیا کیونکہ یہ مثنوی نہ صرف رسالہ روحی کا معنوی ترجمہ پیش کرتی ہے بلکہ قارئین کے لئے فارسی میں سہل انداز میں مفہوم

Marfat.com

بھی پیش کر دیتی ہے۔حضرت صاحبؒ نے اپنے اس علمی کام کو ان الفاظ مین اپنے والد گرامی قدر (بڑے حضرت صاحبؒ) کے نام سے منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انتساب

اپنے والد و مُرشد حضرت سلطان محمد نواز رحمتہ اللہ علیہ کے اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں، جنکی نظر رحمت سے ''مثنوی روحی'' لکھنے کی جرات اور سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت صاحب پیش گفتار میں خود لکھتے ہیں ۔اپنے والد و مرشد حضرت سلطان محمد نوازؒ کے وصال کے بعد تقریباً انیس سال کی عمر میں بلوچستان (ضلع قلات) کا دورہ کیا۔خلیفہ محمد بخش عرف شہوانی پیر قوم شاھوانی ،خلیفہ صالح محمد عرف صالو شورزئی بنگلزئی اور کافی اہل ذوق احباب ہم سفر تھے۔مورخہ ۹ رجب المرجب ۱۳۵۷ھ بمطابق ۴ ستمبر ۱۹۳۸ء جانو خان بنگلزئی سکنہ جوہان کے گھر میں خلیفہ شہوانی پیر کے توجہ دلانے پر ''رسالہ روحی شریف'' کا فارسی منظوم ترجمہ لکھنا شروع کیا۔پھر دشتڑی ،اسپلنجی اور دشت کا دورہ کرتے ہوئے ۱۶ رجب المرجب ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۳۸ء دشت کمبیلا رئیس برخوردار کے شہر میں ''مثنوی روحی'' اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اپنے مرشد کی نظر رحمت سے اختتام پذیر ہوئی۔

اپریل ۱۹۸۴ء غلام دستگیر القادری ناشاد

اس مثنوی کی طباعت عزیزی سلطان محمد نواز ارشد کی مساعی جلیلہ سے حضرت غلام دستگیر اکادمی (پاکستان) کے تحت ۱۹۹۱ء کو ہی ہوئی۔اس طباعت کے لئے راقم الحروف نے ''اعتذار بحضور کار پرداز'' کے عنوان سے جو اظہار خیال ہے مثنوی کی تاریخی اور علمی حیثیت کو ظاہر کرتا ہے، ملاحظہ ہو:

وصال سے دو سال قبل برادرم مرحوم و مغفور حضرت صاحب سلطان غلام دستگیر القادری (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۶ء) نے رسالہ روحی من تصنیف حضرت سلطان العارفین سلطان باھو (ف:۱۱۰۲ھ/۱۶۹۱ء) کا منظوم ترجمہ فارسی میرے حوالہ کیا تا کہ اس پر نظر ثانی کی جائے اور طباعت کے لئے تیار کیا جائے۔جیسا کہ ان کے پیش لفظ سے واضح ہے کہ یہ

Marfat.com

مثنوی ۱۹۳۸ء میں تحریر فرمائی اور پھر اپنی گونا گوں مصروفیات کے باعث دوبارہ نہ دیکھ سکے۔حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف رسالہ روحی پر کافی کام ہو چکا ہے اور یہ ایک اصول کی بات ہے کہ کسی کتاب پر جو بھی کام کیا جاتا ہے اس کا مقصد دراصل اسے آسان تر اور واضح تر انداز میں پیش کرنا ہوتا ہے۔مجھے اس مثنوی یا منظوم ترجمہ کے خالق سے اب یہ اظہار معذرت بصد حسرت و یاس عرض کرنا ہے کہ میں ان کی زندگی میں ان کے اس عظیم الشان ادبی و عارفانہ کام کو توجہ نہ دے سکا۔جس کے باعث یہ نہایت ہی گرانمایہ نظم اب تک طباعت سے محروم رہی بلکہ جویان حق و رمز شناس اس گوہر مقصود سے محروم رہے۔اس تاخیر کے لئے میں سخت نادم ہوں۔مگر اب جبکہ حکم ارشاد پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے ان کی مبارک و ارفع روح کے اطمینان پر بھی یقین ہو گیا ہے۔

میں نے جب اس مثنوی کی تہذیب و آرائش کے لئے قلم اٹھایا تو مجھے حیرت ہوئی کہ اب تک رسالہ روحی پر جس قدر بھی کام ہوا ہے وہ لفظی اور معنوی لحاظ سے اس قدر سہل اور با محاورہ کبھی نہیں ہوا جیسا کہ اس نظم میں ہوا ہے۔اس نظم یا مثنوی میں بڑا وصف یہ ہے کہ رسالہ روحی کا مکمل ترجمہ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی بغیر کسی اشکال کے اس کے معانی کو واضح کر دیا گیا ہے۔اس میں شک نہیں کہ فارسی دان حضرات کے لئے دراصل یہ کام آسان ہوا ہے اور وہ اب رسالہ روحی کے نکات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔مگر رسالہ روحی کا کسی بھی دیگر زبان میں اب ترجمہ کر دینا بھی آسان تر ہو گیا ہے۔اس لئے کہ اس مثنوی میں مطالب کو بڑے آسان الفاظ میں لایا گیا ہے۔

ثالثاً مجھے یہ کہنا ہے کہ تصوف کی تاریخ میں بالعموم اور حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ کے انتہائی بلند پایہ صوفیانہ کلام پر بالخصوص ایک طفلگی کی عمر میں زبان فارسی میں عالمانہ و عارفانہ مثنوی کا نظم کر دینا ایک غیر معمولی شخصیت کے کام کو دلالت کرتی ہے۔حضرت صاحبؒ کی یہ مثنوی رسالہ روحی کا خوبصورت ترجمہ بھی ہے اور تفسیر بھی۔مجھے یقین ہے کہ ادب فارسی کے شناسان اور حضرت سلطان العارفین کے فلسفہ

Marfat.com

تصوف کے متلاشی ارباب ذوق و نکتہ دان اس مثنوی کی طباعت پر مسرت کا اظہار کریں گے۔ رسالہ روحی میں جو معانی عام فہم نہیں تھے اب صاف ہو کر صفحہ قرطاس پر آ چکے ہیں۔

۲۵ دسمبر ۱۹۸۹ء سلطان الطاف علی

دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ

اس رسالہ کی تمہید میں حضرت صاحب اپنی مثنوی کا آغاز اس طرح کرتے ہیں:

بعد حمدِ ذات پاک ذوالجلال ہم ثنائی شاہِ مُرسل بی مثال
ہم بہ مدحِ چار یارانِ کبار ہم نیازِ آن امامان دُر دار
ہم نیاز و بندگی ارواح ہفت ہم غلامی شاہِ میران شاہِ تخت
ہم سلام بر تمامی عاشقان اولیاء و انبیاء و مُرسلان
می نگارم نظم این اوراق را این رسالہ روحی آفاق را
خود دھد توفیق و خود عقل و شعور میکند کل کارہا را خود حضور
خود بیند خود بخواند شعرہا نیست توفیقم بجز آن شاہ ما
این چنین فرمود آن سلطانِ حق بُردہ در خوبی زمہ رویانِ حق

یعنی: اس ذوالجلال کی ذات پاک کی حمد اس بیمثال بادشاہ رسول اکرم ﷺ کی ثناء کی چار یاران کبار کی مدح اور ان گرانقدر امامان (اہل بیت) کی نیاز کے ساتھ ان ہفت ارواح (سلطان الفقر) کی نیاز مندی کی جاتی ہے۔ تخت (معرفت) کے شاہ میرانؒ کی غلامی اور تمام عاشقان (اولیائے کرام) پر سلام کے ساتھ اور تمام اولیاء و انبیاء و رسولوں پر سلام کے ساتھ ان صفحات پر نظم لکھ رہا ہوں جو کائنات (انسانی) کی اس (تصنیف لطیف) رسالہ روحی پر ہے۔ وہ خود توفیق اور عقل و شعور بخشنے والا ہے وہ خود تمام کام مکمل فرماتا ہے وہ خود دیکھ رہا ہے اور خود ان اشعار کو مطالعہ فرماتا ہے۔ مجھے تو اُس بادشاہ (عرفانی و روحانی) کے بغیر ہمت و توفیق حاصل نہیں ہے۔ اس حق تعالیٰ کے سلطان (باھو) نے اسی طرح فرمایا ہے جو رب تعالیٰ کے تمام حسین (عارفوں) میں حسن و خوبی

Marfat.com

پر سبقت لے گیا ہے۔

آگے چل کر مثنوی روحی کے لئے رسالہ روحی کے مطابقت میں اردو ترجمہ بھی شامل ہے۔البتہ مثنوی کے آخر میں حضرت صاحب نے جو اختتامیہ تحریر فرمایا ہے ملاحظہ ہو اور اس کا ترجمہ بھی کیا جاتا ہے۔

حمد للہ رقم شد این مثنوی ۔ این رسالۂ روحی نغزِ معنوی
یافتم امداد از ارواحِ شان ۔ ورنہ فہم کج کُجا دررائ شان
عفو خواھم من زلغزش ہائی خود ۔ غلامی آرم بہ پیش شاہِ خود
جراتِ در کارشاھان کردہ ام ۔ حسرتِ افکارِ پنہان کردہ ام
مثنویٔ روح را دارم حبیب ۔ کو طفیل روحِ پاکان شد نصیب
بادعائی پیر شاھوانی شدست ۔ گرچہ فکر ورائ من بس ناقص ست
درخراسان دشت گوئی باختہ ۔ شہر کمبیلا سعادت یافتہ
شہر برخوردار و ہم درخانہ ۔ ملاّ عبدالقادرِ مستانہ
ای شدہ دستار امروزش بَسَر ۔ شد خلیفہ شاہ سُلطان او مگر
شانزدہ رجب المرجب روز شُد ۔ روز یکشنبہ بہ این افروز شد
یک ہزار و سہ صد و پنجاہ ہفت ۔ رفت از ہجری ہمیں سمتِ شدست
رقم می گشتہ ہمی اوراق بَس ۔ شد بہ تمت این رسالہ پاک بس

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ مثنوی مکمل ہوگئی یہ جو رسالہ عمدہ روحی و معنوی ہے۔ میں نے ان کی ارواح (مبارکہ) سے امداد پائی ہے ورنہ کوئی ٹیڑھی فکر ان کے ہاں کہاں ہے۔ میں اپنی کوتاہیوں سے معافی مانگتا ہوں اور اپنے شاہ (سلطان العارفین) سے معافی چاہتا ہوں۔میں نے اُن (روحانی) بادشاہوں کے کام میں جرات دکھائی ہے اور خفیہ اسرار کی حسرت اختیار کی ہے ،روح کی اس مثنوی کو میں نے اپنا لیا ہے جو مجھے پاک روحوں کے طفیل نصیب ہوگئی ہے۔شاہوانی پیر (محمد بخش) کی دعا سے یہ (کام) ہوا ہے اگرچہ میں تو ناقص فکر و رائے والا ہوں۔اس نفیس دستاویز (خطی) کا اختتام میں

Marfat.com

نے بلوچستان میں کیا ہے۔

خراسان کے علاقہ دشت میں یہ گیند سر کرلیا ہے (اور) وہاں شہر کنبیلا میں یہ سعادت پا لی۔ (کنبیلا کے) شہر برخوردار میں ملا عبدالقادر مستانہ (خو) کے گھر میں آج اس کے سر پر دستار باندھ دی ہے اور وہ گویا شاہ سلطان (العارفین) کا خلیفہ ہو گیا ہے۔

۱۶ رجب المرجب کا دن ہے اتوار کے روز یہ کامیابی ہوئی ہے تیرہ سو ستاون (۱۳۵۷ھ) ہجری کا سال ہے کہ یہ صفحات لکھ دیئے گئے (اور) یہ رسالہ مطہرہ مکمل ہو گیا۔

سفر نامہ بغداد:

سفر نامہ ایک آپ بیتی ہے جس کے مطالعہ سے مصنف کی شخصیت کے کے جو پہلو اجاگر ہوتے ہیں سب سے پہلے ان کا بیان ضروری سمجھتا ہوں۔ گویا سفر نامہ کے بین السطور سے شخصیت کا انعکاس ہوتا ہے۔

شخصیت میں ایک کارکن: آپ بحری جہاز کے سفر سے ناواقف اور کبھی بیرون مُلک نہیں گئے مگر پیر صاحب (سیّد یوسف گیلانی) آپ کو ہی اپنے ساتھیوں کے آرام و حفاظت کے لئے معتمد اور کارکن سمجھتے ہوئے ساتھ جانے کا حکم دیتے ہیں۔

انکساری و تعمیل: آپ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے سلسلہ کے بہت بڑے پیر طریقت ہیں مگر اپنے پیر صحبت کے خدام کی خدمت میں سفر اختیار کرنے میں تامل نہیں فرماتے۔

پُر سوز و پُر وقار: بصرہ کسٹم چیکنگ کے موقعہ پر باوجود کڑی چیکنگ کے کسٹم آفیسر آپ کے عملہ کو بغیر چیک کئے گزار دینے کی اجازت دیتے ہیں اس کی وجہ آپ کی صاف گوئی اور باوقارانہ جواب تھا۔ آپ کے دوران قیام و سفر بغداد عراقی لوگ آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے حتیٰ کہ گاڑیوں میں لوگ اپنی سیٹیں چھوڑ کر آپ کو پیش کرتے ہیں۔

جاذب شخصیت اور مصروف کار: آپ کی شخصیت اتنی پُرکشش نظر آتی ہے کہ خاندان گیلانی اور ان کے خدام آپ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا پسند کرتے ہیں۔

Marfat.com

پیر صاحب برسوں بعد بغداد جاتے ہیں مگر وہ اپنی دیگر مصروفیات کے باوجود آپ سے باقاعدہ اور روزانہ تعلق رکھتے ہیں۔شہزادہ غالب بغداد کی بارونق فضا کے باوجود رات کے ۱۱ بجے تک آپ کے ساتھ ہوتے ہیں اور پھر آپ کو فرائض وعبادات کے لئے بھی وقت صرف کرنا ہوتا ہے اور ساتھ ہی پیر صاحب کی ڈاک جو آپ کے لوازمات میں ہوتی ہے باقاعدہ لکھتے ہیں جس کے اکثر نصف شب کے بعد انہیں وقت ملتا ہے اور اکثر راتیں بیٹھے بیٹھے فرائض کی ادائیگی میں سحر ہو جاتی ہیں۔

قوت مشاہدہ: دوران سفر بغداد میں قیام کے دوران اکثر آپ پر محویت کا عالم طاری رہا مگر ذرہ بھر کی فکر انہیں گردوپیش سے پوری طرح آگاہ کر دیتی ہے چنانچہ سفرنامہ میں مقامات،شخصیات اور اشیاء پر محققانہ بیان دیتے ہیں جو معلومات کا بڑا ذخیرہ بن جاتا ہے۔

بچوں سے پیار: آپ سفرنامہ میں جہاں اور باتیں تفصیلاً لکھتے ہیں وہاں بچوں کے متعلق بھی بڑی دلچسپی سے لکھتے ہیں،چنانچہ وعا،بان اور زید وغیرہ اور دیگر بچوں پر موضوعات پڑھنے کے قابل ہیں۔آپ کے موضوعات میں مسلمان،عیسائی سب بچے شامل ہیں ان کی دلچسپیاں،فراست اور عادات کو پوری طرح قلمبند کرتے ہیں۔بچوں سے پیار کرتے ہیں اور ان سے کبھی تنگ نہیں ہوتے چنانچہ بچوں سے متعلقہ باب بھی دلچسپ ہے۔

درویشوں سے لگاؤ: آپ نے ہر حال میں درویشوں کی صحبت کو پسند فرمایا اور ان سے بسا اوقات بغداد میں اشارات بھی حاصل کئے۔دربار غوث اعظم کے قریباً تمام درویشوں اور مجذوب لوگوں کو بھی قدرتی طور پر آپ سے لگاؤ رہتا ہے اور آپ نے انہیں اپنا عزیز اور ہمراز سمجھ کر کئی بار گلے سے لگایا۔اس طرح درویشوں کا باب میری نظر میں ''سفرنامہ'' کا محبوب ترین حصہ ہے۔

مخلص پاکستانی: عراق میں آپ جہاں بھی جاتے ہیں ایک مخلص اور محبّ وطن پاکستانی کا کردار ادا کرتے ہیں۔آپ کا لباس پاکستان کی عوام کا سا ہے اور فخریہ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

عراقی مجھے میرے لباس اور حلیہ سے پاکستانی ہونا سمجھتے ہیں۔قابل احترام مصنف جب پاکستانی سفارتخانہ پر سبز پرچم دیکھتے ہیں تو اس سے پیار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور بیساختہ کہتے ہیں کہ اپنے مُلک کی سرزمین پر کھڑا ہوں۔پاکستانی سفارت کے پورے نظام پر نگاہ ڈالتے ہیں۔اُن کے اچھے کردار کی تعریف کرتے ہیں اور ایک محبِ وطن کی حیثیت سے ان کی خامیوں پر کڑھتے ہیں اور صاف صاف کہہ دیتے ہیں کہ قونصل خانہ کے افسر کا رویہ افسوسناک ہے اور ہمارا پراپاگنڈا سخت کمزور ہے۔کشمیریوں کی آزادی کے لئے لڑنے والے اور پیر آف وانا لشکر کی قیادت کرنے والے ہمارے مصنف بغداد میں بھی عراقیوں کے کشمیر سے متعلق موقف کوسُن کر خوش ہوتے ہیں۔وہ ہندوستان کے ناپاک پراپاگنڈا کی لاتعداد اشاعت کو خوف کی نظر سے دیکھتے ہیں۔مصریوں کی غلط فہمی اور ہٹ دھرمی پر اظہار افسوس کرتے ہیں۔آپ پیر صاحب آف وانا کی ان مواقع کی باتوں کو وضاحت سے لکھتے ہیں جب وہ واقعی اکابرین سے مملکت پاکستان کے متعلق معلومات بہم پہنچاتے ہیں اور پاکستان سے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کا موجب بنتے ہیں۔

ادیبانہ طبع: ہمارے مصنف کا ہمیشہ ادیبانہ رنگ رہا ہے۔تمام کا تمام سفرنامہ ادبی لحاظ سے ایک نایاب اور لاجواب نسخہ بن جاتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ عصر حاضر میں اس رنگ میں کوئی ادبی کتاب نہیں دیکھی گئی۔ابوالکلام آزاد کے ''غبار خاطر'' کا سا سماں بندھ جاتا ہے۔جناب ماہر القادری کا ''سفرحجاز'' پڑھا تھا جو دل کی گہرائیوں میں اترنیوالا بیان تھا اور اب یہ ''سفرنامہ بغداد'' کچھ اور ہی نئے رنگ نئے جذبات اور نئے انداز کے ساتھ وارد ہوتا ہے۔

نفسیات: مصنف میں ماہر نفسیات کا خاصہ اُن کی حکمت و انسان شناسی کو واضح کرتا ہے۔وہ دوران سفر غیر معقول اشخاص سے محض اس لئے بات چیت کرتے ہیں تاکہ وہ ان کے ساتھیوں کو نہ چھیڑیں۔گویا اپنے ہمرکاب لوگوں کی کمزوریوں سے بھی پوری طرح واقف ہیں۔

Marfat.com

مصنف تہذیب کے بیباک اور آزاد لوگوں کو اس بنا پر پسند کرتے ہیں کہ ان میں بناوٹ اور منافقت نہیں۔ان کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ایک سوسائٹی اور معاشرہ کا اپنے آپ کو فرد تصور کرتے ہوئے یہ نہیں چاہتے کہ لواحقین اور ساتھیوں کو ان سے کسی قسم کی کوفت ہو حتیٰ کہ کچھ روز کھانسی کا عارضہ ہوتا ہے تو شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ دوسروں کو بلاوجہ تکلیف ہو رہی ہوگی گویا آپ لازمی طور پر معاشرت پسند ہیں۔

ایک مقام پر آپ اپنی ذات سے محبت کرنے لگتے ہیں۔دراصل اس کی وجہ از حد صفائی قلب ہوتی ہے۔جب قلب گواہی دیتا ہے کہ اس میں کوئی مادہ ضرر رسان نہیں رہا اور اس میں صرف ہمدردی، محبت مخلوص اور خدمت کا جذبہ ہی ہے تو بلاشبہ اپنی ذات سے محبت جاگزین ہو جاتی ہے۔

مصنف کو جنون، وحشت اور گریہ کے مقامات سے بھی گزرنا پڑا اور ان کے مکمل اثرات بتاتے ہیں۔جنون انہیں شدت محبت دیتا ہے جس میں انتظار، وصل و ہجر کی سب کیفیات ہیں۔وحشت انہیں ضرورت سے زیادہ سب کچھ بھلا دینے کی کیفیت عطا کرتا ہے تو گریہ وزاری انہیں دجلہ کے کنارے لے جاتی ہے اور مشہوری ہوتی ہے۔

ندانم دل شہید جلوۂ کیست — نصیب او قرارِ یک نفس نیست

بصحرا بردمش افسردہ تر گشت — کنارِ آبجوئے زار بگریست (اقبال)

آپ کو بہتیرا کہا جاتا ہے کہ بغداد میں مزید قیام کریں مگر اجازت لینے کا ہی ارادہ کرتے ہیں۔اور جب جانے کی اجازت ملتی ہے تو جیسے پشیمان ہو گئے ہوں، اب جانے کو جی نہیں چاہتا۔گویا آپ کا دل معصوم بن جاتا ہے۔آپ کے دل کی کیفیات یوں ہو جاتی ہیں کہ غم ہجر آمادہ کرتا ہے کہ بغداد کو خیر باد کہا جائے اور جب واقعی جانے کا وقت آتا ہے تو درودیوار دامنگیر ہو جاتے ہیں، میری الفت درودیوار سے پوچھ۔

آپ کے گھر سے بعض دنیوی اور گھریلو تکالیف کی اطلاع کا خط ملتا ہے مگر بڑے حوصلہ کے ساتھ مزید قیام کا فیصلہ کرتے ہیں۔یہ کہنا غلط ہوگا کہ آپ میں Escapism یا گوشہ نشینی کی علت رونما ہوگئی تھی۔آپ نے تو زندگی کا ہمیشہ مردانہ

Marfat.com

دار مقابلہ کیا۔ یہاں مزید قیام دراصل اس وجہ سے تھا کہ انہیں زندگی کی زندگی یا اصل روح سے واسطہ پڑ چکا تھا۔ کیا خوب فرمایا:

بھول ہی جا غموں کو آج کی رات   آج کی رات پھر نہیں ہو گی

آپ کو محبت، وصل اور فراق کی تمام دولتیں حاصل تھیں اور روحانی زندگی کا بیشتر حصہ یہی ہے اس لئے بجا طور پر بغداد کو اب چھوڑنے کو جی نہ کرتا تھا۔ روانگی کا احساس اس قدر شدت غم لاتا کہ بعض اوقات نماز کے اوقات تلاطم غم کے تھپیڑوں میں بہ جاتے۔ اس کا اظہار صاف طور پر سفرنامہ میں کرتے ہیں۔

بغداد کے بچے آپ کے پرانے مخصوص پاکستانی وضع لباس و ریش کو دیکھ کر انگلیاں اٹھاتے ہیں تو آپ اس کا اظہار نہایت فراخدلی سے کرتے ہیں اور محظوظ بھی ہوتے ہیں۔ ایک بچی کو شرماتا ہوا دیکھتے ہیں تو بہت بھلا لگتا ہے کیونکہ اسے مشرقی انداز میں پایا بعض مقامات پر مصنف اپنے آپ کو سگ، چور اور خائن سا سمجھنے لگتے ہیں یہ مواقع دراصل ان کے جذبات محبت کی شدت کو ظاہر کرتے ہیں اور ان مقامات کے بیان میں اپنے کم حوصلہ ہو جانے کی علامت ان مخصوص الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ عالم محبت میں جذبات پر قابو رکھنا بھی تو گویا امین ہونے کے مترادف ہے اور وہ بعض اوقات جذبات کا اظہار کر بیٹھتے ہیں جو اُن کے نزدیک خیانت کہی جا سکتی ہے۔

ہوائی جہاز والوں کے اشتہار پر آپ کی مغموم ہنسی معنی خیز ہے۔ حساس طبع واقع ہوتی ہے موسم میں تغیر و تبدل آپ کو اپنی ذات پر غور کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

ایک درویش باوجود خواہش کے نکاح نہیں کر سکا تو آپ بخوبی اس کی کمزوریوں کو چن لیتے ہیں اور اس پر تبصرہ کرتے ہیں جو دلچسپ ہے۔

تاریخ میں جاہ وجلال رکھنے والوں کی موجودہ بوسیدہ یادگاروں کو دیکھ کر آپ پر بھی خیام کا سا حزن و ملال پیدا ہو جاتا ہے اور پھر حافظ و خیام کا سا فلسفہ نشاط بھی عود کر آتا ہے لیکن فوراً ہی کوئی اور وجہ روحانی تسکین کا باعث بنتی ہے۔

چائے کے ترک و اختیار کرنے کا بیان آپ کا نہ صرف ایک ادبی شہ پارہ ہے بلکہ ذوق

Marfat.com

وابستگی اور جنون کا دلآویز ٹکڑا ہے۔ درویش کا آپ کو جھنجھوڑتے ہوئے کہنا کہ ''تم نے کب بغداد چھوڑا ہے!'' مجنون و متغیر کے لئے چونکا دینے والی بشارت ثابت ہوئی ہے، جس سے مضمون اور حقائق کا خاصا تاثر قائم ہوتا ہے۔

فاضل مصنف ماہر نفسیات کی طرح جنس نازک کی آزادی و مغرب پسندی کے باوجود ان کی حیائے چشم کی حقیقت پر غور کرتے ہیں اور پھر اس معاشرہ سے پیدا ہونے والے اثرات کے فوائد و اسباب علل کو بھی پیش کرتے ہیں۔

طبیعت میں رنگ انقلاب ہے۔ وہ بغداد پہنچ کر غوث الاعظم کی زیارت پر بھی نہیں جانا چاہتے اگر وہاں رنگ حقیقت کو نہیں دیکھ پاتے یا ان کو دیکھنے سے دوسروں میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو۔ لیکن آپ کی یہ دونوں آرزوئیں پوری ہوتی نظر آتی ہیں۔ پہلی خواہش کے پورے ہو جانے کے اعتراف میں آپ کئی بار کہتے ہیں کہ مجھ پر رحم کر دیا گیا، میرا جرم معاف کر دیا گیا، مجھے دولت وصل سے نوازا گیا اور ان کی تفاصیل صبح نور، شب برات اور ایک نظارہ وغیرہ میں موجود ہیں۔ آپ کی دوسری آرزو بھی اس حد تک پوری ہوتی ہے کہ گویا سارا بغداد آپ پر انگلیاں اٹھاتا ہے۔ یہ آپ کے جنون کی برکت تھی یا کچھ اور تھا بہر حال اس کی تفاصیل ''لوگ مجھے گھور رہے ہیں''، ''سب لوگ مجھ پر ہنستے ہیں'' درویشوں اور زائرین کے حالات اور روانگی کے وقت کے حالات میں ملتی ہیں۔

ابن العربی کے اثرات: مصنف ابن العربی کے عقیدہ تصوف کے رنگ سے آشنا ہیں بلکہ اس کے قائل بھی نظر آتے ہیں۔ وہ مختلف معاشروں میں جو اختلاف دیکھتے ہیں اسے اپنی اپنی صفات کا مظہر بتاتے ہیں۔ غوث الاعظم کے دربار پر ایک بلوچ خلیفہ سے آپ کا اکثر سامنا ہوتا رہا۔ خلیفہ صاحب اس قدر متکبر ثابت ہوتے ہیں کہ آپ کو ہاتھ ملانے سے بھی انہیں عار ہوتا ہے۔ قدرتی طور پر آپ ایسے اشخاص سے جو اپنے کو محض پیر، فقیر، سجادہ نشین، خلیفہ، مولوی وغیرہ ہونے کے زعم میں بلند تر سمجھتے ہیں ان سے متنفر ہوتے ہیں اور اسی طرح خلیفہ مذکور کو بھی ناپسند کرتے، مگر فلسفہ وجودی آپ کے دل

Marfat.com

میں خلیفہ مذکور کے لئے بھی بحیثیت انسان احترام کے لئے اُکساتا ہے کیونکہ بعض صفات قہار و جبار بھی تو ہیں۔
''صرف ایک مینار'' کے بیان میں آپ اس خیال کو پھر یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ''وحدت ہی سب کچھ ہے اگرچہ کثرت کے مظاہرہ میں متضاد تجلی ہوتی ہے اور ان کا اثر و تاثیر اور فعل و عمل بھی جدا جدا ہوتا ہے لیکن بالذات وہ سب ایک ہی ہو جاتے ہیں اس طرح آپ پھر وجودی فلسفہ کے اثر کو ظاہر کرتے ہوئے کُل کو ایک وحدت ذات بناتے ہیں۔
اس کے بعد آپ مزید فلسفہ وجودی پر پختہ کار نظر آنے لگے ہیں۔ جبکہ ''میری نماز'' کے بیان میں فرماتے ہیں کہ ''کبھی خیال کرتا ہوں میں انہیں سجدہ کر رہا ہوں اور کبھی یہ جانتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو سجدہ کر رہے ہیں اور میرا جسم ایک مہمل سی شے ہے ایک خیال باطل ہے''۔ ''واپسی پر جہاز میں ایک نماز'' کے بیان میں ابن العربی کے فلسفہ کی مزید ایک کڑی کی پوری تصویر نظر آتی ہے۔
مخصوص کیفیات: سفر نامہ سے مصنف کی مخصوص کیفیات کا بھی اظہار ملتا ہے۔ ان پر ہر انسان اپنی جداگانہ رائے بھی دے سکتا ہے۔ مثلاً سماوہ کے مقام پر آپ کی بوئے جان سے پیدا ہونے والی کیفیات اگرچہ مافوق الفطرت نہیں ہوسکتیں مگر اس کی حقیقت کو مصنف خود ہی خوب سمجھ سکتے ہیں۔ آگے چل کر یہی خوشبو غوث الاعظم کے دربار میں مزید اثر پذیر ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ پر عظیم روحانی و باطنی اثرات کارفرما ہوئے ہیں۔ یہی روحانی کیفیت آپ پر سیدنا عبدالجبار کے مزار پر حاضری کے دوران بھی طاری ہوتی ہے۔ اسی طرح زیارت غوث الاعظم کے بعد مزید ٹھہرنا نہیں چاہتے۔ یہ آپ کے مخصوص روحانی احوال تھے جن کی بنا پر جلد اجازت طلب کرتے ہیں۔ خانقاہ غوث الاعظم پر حاضری اور جالی مبارک کے اندر داخل ہونے اور وہاں کی کیفیات کا واقعہ جس سے آپ اپنے کو دامن رحمت میں پاتے ہیں تبصرہ سے بعید ہے اور مصنف کا ہی ذاتی تجربہ ہے جس سے انہیں نوازا گیا۔
خانقاہ غوث الاعظم کے قفل سے مس کیا ہوا پانی پینے سے آپ شفایاب ہوتے ہیں اور

Marfat.com

جو راحت کا احساس کرتے ہیں دنیائے روحانیت کے اصحاب اسرار کے لئے سمجھنے میں کوئی مشکل بات نہیں البتہ ہر کس و ناکس اس محبت و عقیدت کے رموز میں ایسی عنایات سے آشنا نہیں ہو سکتا۔

ایک صبح آپ کو ایک نظارہ پیش کیا جاتا ہے جس سے اخذ ہوتا ہے کہ اسے دیکھنے والا ہی سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کا بیان دوسروں کا کام نہیں۔ الفاظ کا جام کیفیت حال کی شراب پیش نہیں کر سکتا۔ ''پس قیامت شو قیامت رابہبین''

تاہم اس قدر بتا دیا ہے کہ آنکھوں نے دیکھا کانوں نے سُنا مشام جان نے پھر وہی خوشبو حاصل کی زبان و دل و دماغ معطر و مسرور ہوئے۔ ہاتھوں نے چھوا اور یہ سب کچھ یک چشم زدن تھا۔ تو اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ آپ پر عنایات روحانی کی فراوانی ہوئی اور وصل سے نوازا گیا۔ سبحان اللہ تعالیٰ۔

اپنی کیفیت حال کا پیر صاحب کی خدمت میں اظہار کرنا حضور پیر صاحب کا تسلی دینا اور امید دلانا اور پھر سید منصور گیلانی سے ملاقات کے دوران سید صاحب موصوف کا تمام شکوک کا خود بخود جواب دینا اور سمجھانا غوث الاعظم کی عظیم کرامت و عنایت ہے۔

جب انتہائی کرب کی حالت تھی تو ایک حسین چہرہ کا نمودار ہو کر صبر و تلقین کرنا اور رونے سے گریز و ہنسنے کی تلقین کرنا ایک مخصوص معاملہ و حال سے متعلق ہے اس کی وضاحت بھی دیکھنے والے کا ہی شاید کام ہو۔ بہر حال عجیب کیفیات رہیں۔

حج کا ارادہ کیا تو اس موقعہ پر ایک درویش کا آپ کے ارادہ کو بھانپ لینا اور آپ کے لئے اس موقعہ ارادہ ترک کرنے کا فیصلہ دینا دراصل آپ کے اضطراب کا غائبانہ طور پر مداوا بنا۔

حضرت جنید بغدادی اور سری سقطی کے مزارات پر حاضری سے جو رقت طاری ہوئی اس کی کیفیت صاحب کتاب کے سوا کوئی کیا سمجھ سکتا ہے۔ ہم تو اس قدر اقرار کر سکتے ہیں کہ آپ پر روحانی فتوحات و فیوضات کے دروازے کھول دیئے گئے۔

شب برات آپ کے لئے دولت وصل لے کر آتی ہے اور تقریباً ایک گزشتہ نظارہ کی سی

Marfat.com

کیفیات وارد ہوتی ہیں ۔آپ کی دعا قبول ہوتی ہے اور آنکھیں دیکھتی ہیں۔دولت دیدار کے انوار ہمارے مصنف کو مبارک ہوں اور ہمیں اس کا بھی احساس ہے کہ وہ مزید وضاحت کن الفاظ میں ادا کریں گے۔

سلطان العارفین قدس سرہٗ کی کتب کے مطالعہ پر ہر کتاب کی تاثیر کے مطابق آپ پر مختلف واردات روحانی کا نزول ہوتا ہے اور محسوس کرتے ہیں کہ گویا حضرت قدس سرہٗ آپ سے خطاب فرما رہے ہیں۔

''پھر جنون کا ابھرنا'' میں آپ کے واردات شوق از حد بیتابانہ ہیں اور سماوہ پر خود بخود جنون کی حالت کا طاری ہو جانا پُر اسرار کیفیت ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری کی خانقاہ پر حاضری کے موقعہ ھوھو باھو باھو کی آوازیں آپ کو سُنائی دیتی ہیں اور آپ کو یقین کامل واصل ہوتا ہے کہ یہ واقعہ وہی روح ثانی ہے جو ایک پردہ میں پھر روح پنجم حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی صورت میں دنیا میں آئے ہیں۔

معاشرے پر نظر: مصنف ہر نئی معاشرت کو گہری نگاہ سے دیکھنے پرکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔جو دوران سفر عراقی خواتین کی بیباکی اور مردوں کی آزادانہ فطرت بھی آپ کی توجہ کا باعث رہے۔اچھائی اور برائی کی پرکھ کے معیار ہر سوسائٹی کے الگ الگ ہیں جن پر اپنے رسوم و رواج کے گہرے اثرات ہیں اور آپ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ہماری دنیا میں اکثر چیزیں جنہیں ہم اچھا یا بُرا تصور کرتے ہیں وہ ہماری مخصوص معاشرت و رسوم کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ایک چھوٹی بچی کے بیان میں حضرت صاحب کی گہری نگاہ کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے کہ کس طرح اندازہ لگاتے ہیں کہ بغداد کے بچے بالعموم اور وہ بچی بالخصوص اعلیٰ قوت دماغ اور قوت حوصلہ کی حامل ہے اور کس خوبی سے اندازہ لگاتے ہیں کہ داڑھی بغداد میں نایاب ہے۔آپ نے بغداد کی زبان لباس کو خوب دیکھا سمجھا اور رائے زنی بھی کی۔''دعا'' کے بیان میں ظاہر کرتے ہیں کہ بغداد میں مشرقیت مفقود ہے۔مختلف شخصیات سے ملتے ہیں اور بالخصوص گیلانی خاندان کے

Marfat.com

افراد سے ملاقات ہوتی ہے۔باوجود اس کے کہ خاندان سے عقیدت کاملہ ہے ہر فرد پر مکمل تبصرہ فرمادیتے ہیں اور ان سے متعلق معلوم صفحہ قرطاس پر لاتے ہیں۔

مختلف فرقوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور ہر ایک کے جذبات وعقائد کو ٹٹولتے ہیں۔بغداد کے مذاہب پر خوب بحث کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ ہر فرقہ اپنے فرق پر قائم ہے اور ایک دوسرے سے تعصب نہیں رکھتے۔گویا ملت اسلامیہ کے شیرازہ میں وہاں انہیں مضبوطی نظر آتی ہے۔بعض اقلیتوں اور فرقوں پر آپ اچھی معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔

آپ ایک طرف تو مقدس مقامات پر رقت طاری ہے ھو کا عالم پیدا ہو جاتا ہے اور دوسری طرف مستعدی کا یہ حال ہے کہ جگہ جگہ تصویر کشی کی جارہی ہے۔

وزارت اوقاف کے نظام،اوقاف کے اعداد وشمار و دیگر تفاصیل نہایت محنت و تقسیم سے قلمبند کرتے ہیں اور خاندان گیلانیہ کی مختلف شاخوں اور افراد پر بھی پوری تحقیق کے ساتھ معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔عراقی حکام کے رویہ اور طرز ملاقات کو بغور دیکھتے ہیں اور باحسن طریق اس کا موازنہ اپنے مُلک سے کرتے ہیں۔مصنف خواتین،تعلیم نسواں،مختلف رسوم معانقہ کے علاوہ تعلیم،غیر ملکی تعلیم،ریلوے،زراعت،وصیت کے تمام رواج،عراق کی عدالتیں،قاضی ومفتی کے اختیارات اور مساجد کے نظام و سرکاری تحویل میں ہونے پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں اور مفید نتائج بہم پہنچاتے ہیں۔

صاحب کتاب کئی بار اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ اہلیان بغداد مغربیت میں رنگے جا چکے ہیں مگر ساتھ ہی اطمینان کے ساتھ بتاتے ہیں کہ ان کے دل اسلام سے معمور اور محبت اسلامی سے بھرپور ہیں۔گویا مسلمان چاہے مشرقی لباس و رنگ میں ہے یا مغربی میں بحمد اللہ اخوت اسلامی کا رنگ ان میں یکساں ہے۔مصنف عراقی مسلمانوں کے عقائد پر پختگی کی تعریف کرتے ہیں چاہے وہ جس فرقہ سے بھی ہوتے ہیں وہ قطعاً تنگ نظر نہیں ہیں۔ہر ایک اپنے عقیدہ میں پختہ کار ہے اسے دوسروں کے عقیدہ پر کوئی اعتراض نہیں۔فراخدلی سے اسلام کی بنیادی نظریات کے پیش نظر اخوت کی رسی کو پکڑے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

آپ مختلف پیشوں اور کاروبار پر دلچسپ معلومات فراہم کرتے ہیں۔مثلاً بوٹ پالش کی دکانوں کے طور طریق،حجام کی صفائی کا نظارہ وغیرہ بہت ہی دلچسپ حالات ہیں۔ریسٹورنٹ اور قہوہ خانوں کی سیر بھی مکمل کراتے ہیں اور عراقیوں کی خوراک وغیرہ پر بھی بتفصیل معلومات رکھتے ہیں۔

صوفیانہ اثرات: مصنف راہ طریقت کے کامیاب راہرو اور رہبر بھی ہیں۔وہ سرزمین عراق کا سفر اپنے ظاہری مرشد یا پیر صحبت کے ایماء پر اختیار کرتے ہیں اور ان کے حکم کو بلا چون و چرا بجا لاتے ہیں۔''کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا''۔کے مصداق وہ اپنی بہت سی مجبوریوں اور ضروریات کو بالائے طاق رکھتے ہیں۔منزل عشق میں مقام محمود حاصل ہونے کے باوجود ایاز کی طرح خدمت پر ماموری دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔

دنیا کے جہاز سے اتر کر منکر نکیر سے باآسانی چھٹکارہ دینوی آلائشوں سے پاک رہنے کا نتیجہ بتاتے ہیں۔اور غوث الاعظم مرشد کامل سے نسبت کی برکت بتاتے ہیں۔آپ ظاہری بناوٹ ونمود ونمائش کی زندگی ناپسند کرتے ہیں۔صفائی قلب اور ظاہر و باطن کے ایک ہونے کو پسند کرتے ہیں۔

اس لئے نئی تہذیب کے عراقی ان کے قریب قابل ستائش بن جاتے ہیں۔حقیقت پسندی آپ کی فطرت میں ہے اس لئے اس انداز کا حجاب جس سے پردہ کا مقصد ہی فوت ہو جائے ناپسند کرتے ہوئے اپنی ہمسفر فاطمہ کو برقعہ اتار دینے کی تلقین کرتے ہیں۔آپ کو جس خدمت کے لئے سفر کا حکم دیا گیا تھا اس کی تکمیل پر فوراً اجازت چاہتے ہیں گویا مقدس سرزمین پر اور نئے علاقہ میں کوئی اور خواہش بھی ساتھ نہ تھی۔تعمیل حکم صوفی کا کارنامہ ہے۔اب دراصل بغداد پہنچ کر فوراً اس لئے اجازت لینے کی سوچتے ہیں کہ غوث الاعظم سے اگر ظاہری اور باطنی زیارت نصیب نہ ہو تو صرف مزار پاک پر حاضر ہو جانے سے کیا سود۔وہ بھی گویا راہ حقیقت پر گامزن ہوتے ہوئے ایک نئی منزل کی تشنگی تھی۔غوث الاعظم کے دربار پر حاضر ہونے کے احساسات ایک

Marfat.com

عاشق اور صوفی کے دل کے بغیر اور کسی کے نہیں ہو سکتے۔ سیدنا عبدالجبارؒ کے مزار پر مرے ہوئے تاریخی سانپ کے ڈھانچہ کو دیکھ کر اپنے تزکیہ نفس کی انہیں مزید تسلی ہوتی ہے۔ آپ کی محویت کا یہ عالم ہے کہ حضور غوث الاعظم کے مزار پر پہنچ کر اطراف کی محسوسات سے بالاتر ہو جاتے ہیں ورنہ وہاں بھی بہت بڑا تاریخی و روایتی اژدھا کا ڈھانچہ پڑا ہے اور اسے نہیں دیکھتے۔ محویت کا یہ عالم ہو جاتا ہے کہ چاہے جس فعل میں ہیں حواس خمسہ مکمل طور پر ایک ہی لگن میں ہیں۔ جب حصول مقصد میں اپنے حواس خمسہ اور جسم و روح کو مکمل طور پر معتمد سمجھتے ہیں تو ان عوامل سے ہمدردی ہو جاتی ہے گویا اپنے آپ سے محبت ہو جاتی ہے۔ راہ عشق میں جو شخص اپنے جسم و جان کو صدا قربانیوں کے لئے پیش کرتا ہے بلا شک اسے اپنی ذات سے ہمدردی ہو جاتی ہے۔ حقیقت میں صوفی بغیر اپنے شیخ کے کسی سے راہ طریقت کے لئے دست سوال دراز نہیں کرتا اور آپ سید ابراہیم گیلانی اور سید ابراہیم نقیب الاشراف کے ہاں انکار کے مرتکب ہوتے ہیں۔ عقیدتاً قابل افسوس ہوتا ہے مگر دراصل پختگی کی دلیل ہے اور خود فرماتے ہیں کہ مجھے پیر سید یوسف گیلانی فیض اللہ کے دست مبارک سے ہی لینا مدعا ہے۔

نماز، روزہ، سخاوت وغیرہ کو ہیچ تصور کرتے ہیں اور اس حقیقت کو پاتے ہیں کہ اصل چیز تزکیہ نفس ہے جو عشق کی آگ سے صفائی حاصل کرتا ہے۔ باقی سب کچھ فریب نفس ہے۔ آپ لازمی طور پر ایک صوفی باصفا ہیں اور یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں عشق و عرفان سے متعلقہ قابل قبول کتاب ملی اس سے محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ حافظ شیرازی کے کلام نے قدرتی لگاؤ رہا اور بغداد میں ہونے والی قلبی واردات کے لئے عارف شیراز کے کلام سے زیادہ اور کون سی کتاب طبیعت کے لگن کے موافق ہو سکتی تھی۔ سلطان العارفین کا کلام پڑھنا اور دیگر صاحب حال حضرات کا کلام پڑھنا تسکین قلب کے باعث رہا۔ حسرت صدیقی کا کلام بھی زیر نظر رہتا ہے۔

امام ابو یوسف کے مزار پر حاضری کے موقعہ پر بھی تزکیہ نفس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ بغداد کا ہر فرد اچھا لگتا ہے ان کے لباس اور عادات تک محبوب ہیں۔ صرف اعتراض ہو

Marfat.com

سکتا ہے تو اپنے نفس پر حتیٰ کہ عبادت بھی بغدادیوں کی اچھی لگتی ہے۔ دوران قیام عراق میں صرف دو اشخاص پر معترض ہوتے ہیں اور اس کی وجہ بھی دراصل آپ کی تزکیہ نفس کی منازل کا طے کرنا ہے کیونکہ سجادگی کا اور پیرزادہ ہونے کا تکبر جس انداز میں دیکھتے ہیں اس سے نفرت کرتے ہیں۔

منصور حلاج سے عالم تصور میں جو باتیں کرتے ہیں صوفیانہ سرمستی کے پُر کمال انداز ہیں۔ ایک نابینا درویش کا واقعہ مالک حقیقی سے بے لوث محبت کی کہانی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک عاشق نے اپنا دل کھول کر رکھ دیا ہے گویا راز پنہان کو افشاں کر دیا ہے۔ آپ متمول لوگوں میں عابد و زاہد و پارسا کا شمار کرتے ہیں اور انہیں عشاق کا حاشیہ بردار ہی سمجھتے ہیں۔

آپ سفر کے عام حالات لکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ راہ طریقت کی منازل کے نشیب و فراز بھی طے کرتے جاتے ہیں جس کے اثرات سے کوئی بیان میں پھیکا پن نہیں رہتا۔ عام سفر کی بات ہوتی ہے اور تصوف و عشق کا کوئی خاص نقطہ بھی سمجھا جاتے ہیں۔ گویا:

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

سوز و گداز مصنف کا خاصہ ہے اور جو سوز و گداز کے گوناگوں کیفیات و واردات اس سفر نامہ میں ملتے ہیں وہ نفسیاتی، قلبی، روحانی، ذہنی، صوفیانہ اور مجاز کے اعتبار سے بھی سب سے بڑا مجموعہ ہیں۔ اور سفر نامہ میں دنیائے عشق و محبت کی سرمستیوں کے ایسے انوکھے انداز موجود ہیں جن کا کیفیات و واردات کے لحاظ سے پہلے کبھی اظہار نہیں ہوا۔ مصنف بجا طور پر اپنی اقتضائے فطرت آتش سمجھتے ہیں جس کی تپش کا بیان ہی تڑپا دینے کے لئے کافی ہے۔

سفر نامہ میں ڈرامائی رنگ بھی ملتا ہے جب آپ عالم بالا سے دنیائے دنی میں پہنچ جانے کا تصور اسی سفر نامہ میں بتاتے ہوئے بحری جہاز کو دنیائے دون سے تشبیہ دیتے ہیں۔ آدم کا اس میں مجبوری داخل ہونا اور پھر سرزمین عراق مصنف کے لئے نیا جہان بنتا ہے جہاں پہلے منکر نکیر سے بھی سامنا ہوتا ہے اس لحاظ سے مصنف کل مخلوق آدم کے

Marfat.com

احساسات فطری و نفسیاتی کا مجموعہ و مظہر ہیں ۔وہ اس دنیا سے نئے جہان میں قدم رکھتے ہیں تو فطری طور پر ہچکچاتے ہیں۔

ایک بار پاکستانی طعام کے ذکر کے موقعہ پر مصنف اپنے کو عالم اسفل والوں میں اور بغدادیوں کو عالم بالا کی عادات والوں کے شمار و قطار میں لا کر کھڑا کرتے ہیں اور موقعہ و محل کو خوب نبھاتے ہیں۔سفر نامہ میں مصنف کے فلسفہ زندگی کو امام رازی کے فکر کے قریب پایا جاتا ہے۔وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ دنیا جو رنج و حزن کا گھر ہے اس کا سفر راحت (اخرٰی) کی امید سے کٹ رہا ہے۔

حرف آخر :سفر نامہ صوفیانہ واردات و کیفیات کا ایک نادر مرقع ہے اور یہ رہروان اقلیم عشق و معرفت کے لئے بالخصوص اور بغداد و عراق کو گامزن ہونے والوں کے لئے ایک عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا ہے۔اس میں اکثر واقعات عشق و سرمستی سے اس قدر بھرپور ہیں کہ اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔وہ واقعات جن کے پڑھنے سے راقم الحروف زیادہ اثر پذیر ہوا ان کے نام لینا ضروری سمجھتا ہوں ۔اور میرے خیال میں ان سوز و گداز و صداقت بھرے واقعات کی تپش اور چبھن کسی کے لئے بھی کم نہ ہو گی۔مثلاً ایک سندھی ، طور ملنگ ، حاجی جان محمد سندھی ، ایک نابینا درویش ،موٹر بان پر اثر ، وقت رخصت ، پھر جنون کا ابھرنا ،ان کا پیار وغیرہ۔

بعض ایسے حالات بھی درج ہیں جن سے خوب ہنسنے ہنسانے کا سامان بنتا ہے ۔مثلاً حاجی ولی محمد کی بچوں سے جھڑپ،فاطمہ اور کسٹم وغیرہ۔مذہبی چھیڑ چھاڑ ،وہابی اور بعض ایسے عنوانات ہیں جن کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ صاحب کتاب ایک فراخ دل مسلمان ہیں جن کی نگاہ عالمی اسلامی اخوت پر ہے اور صوفیانہ مسلک کے داعی ہیں جو طریق ہر تعصب سے بالا اور ساری دنیا کو ایک رشتہ محبت میں جوڑنے کا جوہر رکھتا ہے اور یہی روح اسلام ہے۔

Marfat.com

رسالہ اظہار حقیقت (مرتبہ ۱۹۸۴ء):

اس رسالہ کے آغاز میں شیخ سعدیؒ کا یہ قطعہ لکھا ہے:

شنیدم کہ مردان راہِ خدا دلِ دشمنان رانکر دند تنگ
تُرا کی میسر شود این مقام کہ با دوستانت خلافست و جنگ

گویا اس رسالہ سے یہ بھی مقصد تھا کہ اولاد سیدنا غوث الاعظمؓ بالخصوص سادات رزاقی و سادات عزیزی میں جو ان دنوں اختلافات نظر آ رہے تھے ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اور خاندان گیلانی میں کوئی کشیدگی نہ رہے۔

رسالہ کا آغاز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو اللہ الواحد القہار

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمیں یہ اظہار خیال کرنا ہے کہ سیدنا عبدالرزاق گیلانی، سیدنا عبدالوھاب گیلانی و سیدنا عبدالجبار گیلانی (رحمتہ اللہ علیہما) کے تینوں گیلانی خاندان دنیا کے مختلف حصوں اور پاکستان میں بھی موجود ہیں جس طرح سیدنا عبدالعزیزؒ کا خانوادہ چلا آ رہا ہے۔ بغداد میں سیدنا عبدالرزاق کی اولاد ختم نہیں ہوئی بلکہ وہاں ان کا ایک اچھا خاصہ خاندان زندہ وموجود ہے جن میں مشہور شخصیات بھی ہیں اور بغداد کا ہر عام و خاص انہیں جانتا ہے اور تسلیم کرتا ہے۔

دربار غوث پاکؓ بغداد کے کلیدار صاحب جناب سیّد سالم ابن سید احمد شرف الدین گیلانی ہیں۔ ملتان میں حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کا گیلانی خاندان سیدنا عبدالوھاب کی اولاد سے ہیں۔ گھوٹکی ضلع سکھر میں پیر محسن شاہؒ (المعروف موسن شاہ) کا خاندان سیدنا عبدالجبار کی اولاد سے ہیں جن کا ثبوت مناقب سلطانی مصنف سلطان حامد قادری میں موجود ہے۔ اسی طرح گمبٹ شریف اور رانی پور (سندھ) میں معروف گیلانی خاندان بھی سیدنا عبدالوھابؒ کی اولاد سے ہیں۔ پنجاب میں ضلع ساہیوال میں حجرہ شاہ مقیم والے گیلانی سیدنا عبدالرزاقؒ کی اولاد سے ہیں۔ قریباً پانچ سو سال سے سیدنا بہاول

Marfat.com

شیر قلندر گیلانی اور سیدنا شاہ مقیم گیلانیؒ اکھنڈ ہندوستان میں تشریف لائے اور آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ کی اشاعت فرمائی۔آپ کے مزارات اور آپ کی اولاد سے ایک بڑا خاندان حجرہ شاہ مقیم میں موجود ہیں۔انہی کی اولاد سے کچھ بھیرہ (ضلع سرگودھا) اور کچھ کھارا پیراں میں موجود ہیں۔اور سلسلہ عالیہ کی خدمت کر رہے ہیں۔حجرہ شریف کے فیض یافتہ لوگوں میں میاں محمد بخشؒ (مصنف سیف الملوک بزبان پنجابی) معروف شخص ہو گزرے ہیں۔سیدنا عبدالرزاقؒ کی اولاد سے دو مکمل خاندان بغداد شریف میں موجود ہیں جنہیں بیت سید مصطفیٰ المعروف بیت کلیدار اور بیت سید فیض اللہ کہتے ہیں۔

سیّدنا غوث الاعظم نے اپنے بڑے فرزند سیدنا عبدالرزاق کو خود بیعت و تلقین فرمایا اور خلافت اور اذن بیعت بھی عطا فرمائی اور انہوں نے اپنے تمام بھائیوں کو اذن عطا فرمایا اور تلقین بیعت فرمائی۔سیدنا عبدالرزاق کی اولاد میں نقابت و تولیت رہی ہے۔مصر، شام، حمی، ہندستان، پاکستان اور دنیا کے کونے کونے میں تبلیغ و اشاعت کے لئے طریقہ قادریہ کی نمایاں خدمت کی ہے۔اس وقت بھی حمی اور دمشق میں سیدنا عبدالرزاق کی اولاد سے سینکڑوں گیلانی موجود ہیں جن میں سے پیر محمد سعدی عرف شامی پیر جو کہ متعدد بار پاکستان تشریف لائے اور ان کا گھرانہ کافی معروف ہے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ جیسی شخصیت جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں بلکہ افغانستان، خراسان اور کشمیر کے پار چین کی سرحد تک سلسلہ عالیہ قادریہ کی اشاعت کی اور ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کو راہ ہدایت کی تلقین کی اور اُن کا فیض تا قیامت جاری ہے۔انہوں نے بھی ظاہری بیعت رزاقی خاندان کے چشم و چراغ سیّد عبدالرحمٰن دہلویؒ سے کی اور ان سے فیض حاصل کیا۔

حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ نے اپنی کتاب ''رسالہ روحی'' میں سات ارواح ذاتی میں سے چوتھا روح سیدنا عبدالرزاق کا ہونا تحریر فرمایا ہے اور ان کی شان میں فرمایا ہے:

''سراسر نظر ایشان نور وحدت و کیمیائے عزت، بہر کس پرتو عنقائے ایشان افتاد نور مطلق ساختند و احتیاجی بریاضت ورد وظائف ظاہری طالبان رانپر داختند''

Marfat.com

(اُن کی نظر سراسر نور وحدت اور کیمیائے عزت ہے۔ان کا نایاب سایہ جس پر پڑا اسے نور مطلق بنا دیا۔وہ طالبوں کو ظاہری ورد اور مشقت میں نہیں ڈالتے)۔

موجودہ زمانہ میں بھی سیدنا عبدالرزاق کی اولاد مذہبی اور اسلامی خدمات احسن طریقہ سے سرانجام دے رہے ہیں۔وہ جس اسلامی ملک میں بھی گئے اس کی روحانی اصلاح کے ساتھ ساتھ مُلک وقوم کی سلامتی واستحکام کے لئے کوشش جاری رکھتے ہیں۔

نقیب: یہ کوئی سیاسی ٹائٹل نہیں ہے بلکہ خاندان گیلانیہ کے کسی ذمہ دار شخصیت کو شرف اس کے خاندان کی طرف سے ملتا ہے۔لفظ ''نقیب'' سے مراد نگران ہے۔نقیب وہ شخص ہوتا ہے جو کہ تمام قوم کی نگہبانی کرتا ہو۔عراق میں صرف گیلانی خاندان کا نقیب نہیں بلکہ اکثر دوسرے بڑے خاندانوں میں نقیب موجود ہیں جو کہ اپنے نام کے ساتھ نقیب لکھتے ہیں۔بصرہ اور دوسرے اہم شہروں میں اب بھی نقیب موجود ہیں۔زبیر کا قبرستان جس میں خواجہ حسن بصریؒ کا مزار ہے اس کا ایک بڑا حصہ نقیبان بصرہ کے مزاروں سے بھرا پڑا ہے۔اسی طرح موصل، نجف اور مندلی میں بھی نقیب ہیں جو کہ غیر گیلانی ہیں وہ اپنے خاندان کے نقیب اور اشراف ہیں۔جس طرح پاکستان میں متبرک خاندانوں کے سربراہوں کو سجادہ نشین، گدی نشین، یا اعلیٰ حضرت وغیرہ کہا جاتا ہے اسی طرح عراق میں لفظ نقیب استعمال کیا جاتا ہے۔پیر صاحب سیدنا طاہر علاؤ الدین گیلانیؒ نے تذکرہ قادریہ میں پیر سیّد حسن گیلانی کو ''نقیب آف کابل'' کا لقب دیا ہے۔اسی طرح ہر خاندان کا سربراہ اپنے خاندان کا نقیب کہلا سکتا ہے۔یہ کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس کے استعمال کی شرعاً کوئی ممانعت ہو۔

خاندان گیلانی کو باقی سادات یا عامتہ المسلمین پر جو شرف حاصل ہے وہ صرف جناب غوث پاک کی اولاد ہونے کی وجہ سے ہے۔باقی رہا لفظ نقیب زادہ یہ ایک اضافی لفظ جو کہ پیران پیر صاحب کی اولاد سے بعض صاحبان اپنے ساتھ شامل کر لیتے ہیں ورنہ صرف لفظ ''الگیلانی'' اس قدر جامع اور بابرکت ہے کہ اس کے ساتھ کسی دوسرے خطاب کی ضرورت نہیں ہے۔سیدنا عبدالعزیز کی اولاد میں قریباً ایک صدی کا عرصہ

Marfat.com

نقابت رہی ہے اور ان کی اولاد نقیب زادہ کہلاتی ہے۔اسی طرح سیدنا عبدالرزاق کی اولاد آٹھ سو سال سے نقیب رہی ہے اس لئے سیدنا عبدالرزاق کی اولاد کا ہر فرد نقیب زادہ کہلانے کا مستحق ہے۔

بغداد میں اولاد غوث پاک سے چھ خاندان معروف چلے آ رہے ہیں۔

۱۔ بیت سید علی ۲۔ بیت سید زکریا ۳۔ بیت سید مراد

۴۔ بیت سید خمیس ۵۔ بیت سید فیض اللہ ۶۔ بیت سید مصطفیٰ (کلیدار)

انہیں حکومت عراق اور تمام اہلیان عراق صحیح النسب حسنی گیلانی بغدادی تسلیم کرتے ہیں۔
احوال واقعی یوں ہے کہ سید محمود نقیب رزاقی تک نقابت و تولیت صرف رزاقی خاندان میں ہی رہی ہے اور ان سے قبل عزیزی خاندان سے کوئی فرد نقیب نہیں ہوا۔شیخین سیدنا زین الدین اور سیدنا شمس الدین جنہیں عزیزی خاندان کے بزرگ و جد امجد سمجھا گیا ہے دراصل وہ بھی حقیقتاً رزاقی خاندان سے ہیں۔رزاقی خاندان سے محترمہ علویہ چھ سال تک نقابت و تولیت پر سرفراز رہیں۔مولوی گل حسن تذکرہ غوثیہ کے صفحہ ۹۱ پر لکھتے ہیں کہ سید علی سجادہ نشین سے پہلے سید محمود رزاقی یعنی شاہ عبدالرزاق صاحب کی اولاد سے صاحب سجادہ تھے اور قدیم سے اس خاندان میں سجادگی چلی آ رہی تھی۔
وہی آگے لکھتے ہیں کہ سید علی نے جو شاہ عبدالعزیز کی اولاد سے تھے اگرچہ ان کی پہلی بیوی بھی صاحب اولاد تھیں نیز رزاقیوں سے بغداد میں کوئی نہ رہا تھا اس دختر نیک اختر سے شادی کر لی اور صاحب سجادہ ہو گئے ورنہ محال تھا۔دراصل اس بات کا امکان نظر آتا ہے کہ اس وقت رزاقیوں میں کوئی بالغ نہ تھا اور معصوم موجود تھے اس لئے سیدہ علویہ کا نکاح یا شادی سید علی سے ہو گئی۔بلکہ یہ زیادہ ممکن ہے کہ گل حسن کے مرشد سید غوث علی شاہ جب بغداد گئے تو کوئی رزاقی نوجوان سے ان کا آمنا سامنا نہ ہوا ہوگا اور وہ سمجھے ہونگے کہ رزاقیوں کا کوئی بھی نہ بچا۔
سیدہ علویہ: خاندان رزاق میں آخری نقیب خاتون جس کا ذکر سیدنا طاہر علاؤ الدین گیلانی نے کیا ہے ان کا اصل اسم گرامی سیدہ عاتکہ خاتون ہے جو کہ علویہ کے نام سے

Marfat.com

مشہور تھیں۔ یہ خاتون سید محمود صاحب نقیب کی دختر نیک اختر تھیں۔
سید محمود نقیب رزاقی کے وقت میں واقعی وبا پھیلی اور خاندان گیلانیہ کے بیشتر افراد فوت ہو گئے۔ رزاقی خاندان میں یہ دختر المعروف مسماۃ علویہ اور چند کمسن بچے سید فیض اللہ و سید عبدالرحیم پسران سید صالح ابن سید علی الکبیر نقیب زندہ بچ گئے۔ علویہ بڑی صاحب علم و فضل تھی اور معمر بھی تھی چونکہ نقابت کا مستحق صرف رزاقی خاندان تھا اور رزاقی خاندان کے پسماندگان بہت ہی کمسن تھے اس لئے حکومت نے نقابت و تولیت علویہ خاتون ہی کے سپرد کر دی اور وہ رزاقی خورد سال سید فیض اللہ و سید عبدالرحیم کے ولی کی حیثیت سے پورے چھ سال نقابت و تولیت کے عہدہ پر سرفراز رہیں۔
جہاں یہ گیلانی خاندان آباد تھا یعنی باب الشیخ کے قریب اکثریت شیعہ مذہب کی تھی اور ان کا کافی زور تھا۔ ان دنوں عراق میں پردہ کی بہت پابندی تھی اور معترضین یہ کہنے لگے کہ ایک جلیل القدر گیلانی خاندان کے سربراہ اور نقیب انتظامیہ امور میں غلاموں یا غیر محرموں کے ساتھ گفتگو کرتی ہے اور اس کا اہل تشیع مذاق اڑانے لگے اور شرعی اعتراض کرنے لگے۔ محترمہ علویہ کو نقابت و تولیت جیسی بھاری ذمہ داری کے فرائض سرانجام دینے کے لئے کارکنوں کی ضرورت تھی اور ان کے ساتھ پس پردہ بولنے ان سے پوچھنے اور انہیں ہدایت دینے پر مجبور تھیں۔ دوسری طرف غیر مذاہب والوں اور مخالفین کے شرعی اعتراض تھے۔ اس لئے انہوں نے سید علی گیلانی سے نکاح کر لیا تاکہ وہ ان کے ساتھ معاون ہوں۔ اور ان کے احکام کے مطابق انتظامیہ امور بجا لائیں اور وہ بحیثیت کارکن کام کرتے رہے۔
اس کے علاوہ علویہ صاحبہ کا نکاح کرنے سے ایک یہ مقصد بھی تھا کہ سید علی صاحب ان کمسن رزاقی بچوں کی پرورش و حفاظت کے لئے بھی معاون و مفید ہوں گے۔ سید علی گیلانی بہت متقی پرہیزگار ہوشیار مدبر اور قابل تھے اور وہ نہایت احسن طریقہ سے تمام کاروبار سرانجام دیتے تھے۔ جتنے تک یہ دو گیلانی رزاقی صاحبزادے نابالغ رہے سید علی صاحب سے نکاح کے باوجود محترمہ علویہ ہی نقیب رہی لیکن جب یہ رزاقی پسماندہ صاحبزادے

Marfat.com

بالغ ہوئے تو انہوں نے سید علی کی بزرگی عمر رسیدگی حلیم طبعی اور شرافت کو دیکھ کر اور اس احسان کی قدر کرتے ہوئے جو کہ سید علی نے ان دونوں کی پرورش میں کیئے تھے عہدہ نقابت سید علی کے سپرد کر دیا اور اس طرح سید علی صاحب نقیب ہوئے۔

سید علی گیلانی نقیب کی وفات کے بعد ان کے فرزند سید سلیمان نقیب ہوئے جس پر سید عبدالرحیم رزاقی کو اعتراض تھا اور وہ چاہتا تھا کہ سید علی گیلانی کے بعد نقابت و تولیت کا عہدہ ان کے پاس واپس آ جانا چاہئیے لیکن تقدیر الٰہی سے سید عبدالرحیم رزاقی فوت ہو گئے اور پھر تھوڑے عرصہ بعد سید فیض اللہ بھی راہی ملک عدم ہوئے۔

اس کے بعد سید فیض اللہ گیلانی کے فرزند سید محمود رزاقی گیلانی جوان ہوئے تو انہوں نے سید سلیمان کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کچھ مدت تحقیقات کے بعد عدالت نے سید محمود ابن سید فیض اللہ گیلانی رزاقی کو نقابت و تولیت کا مستحق قرار دے دیا۔اس فیصلہ کے بعد سید سلیمان گیلانی نقیب سخت بیمار ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں راہی ملک عدم ہو گئے۔اس کے بعد سید عبدالرحمٰن ابن سید علی گیلانی نقیب (جو کہ مسماۃ علویہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) میلہ لے کر سید محمود ابن سید فیض اللہ گیلانی کے پاس آئے۔اپنے بھائی کی اچانک موت اور اپنا سیدہ علویہ کا فرزند اور خواہر زادہ ہونا جتلایا اور کئی واسطے دیکر اور منت سماجت کر کے التماس کی تا کہ وہ دادا کا مصلیٰ یعنی نقابت اس کے پاس رہنے دیں تا کہ اس کی عزت بھی قائم رہ جائے۔ساتھ ہی تولیت کے تمام اختیارات انہیں سپرد کرنے کا وعدہ کیا۔اور اپنے آپ کو خاندان کا خادم رہنے کا اقرار کیا۔چنانچہ سید محمود گیلانی اور باقی رزاقیوں نے سید عبدالرحمٰن کی منت سماجت اور عاجزی کو دیکھ کر گدی ان کے سپرد کر دی اور یوں سید عبدالرحمٰن گیلانی نقیب بن گئے۔

اس کے بعد سیّد عبدالرحمٰن گیلانی کی یہ پالیسی رہی کہ عملاً تمام اختیارات املاک و اوقاف کی نگرانی،کسی کو مقرر کرنا یا دور کرنا،یا بموقعہ ضرورت خرچ کرنا وغیرہ۔سب اختیارات سیّد محمود گیلانی رزاقی کو دیئے رکھے اور خود برائے نام نقیب رہے اور سب کچھ سیّد محمود گیلانی کے مشورہ سے کرتے رہے اور اس طرح انہوں نے سیّد محمود گیلانی رزاقی

Marfat.com

کو اپنی زندگی میں مطمئن کیے رکھا اور سیاہ و سفید کا مالک بنائے رکھا۔ نیز باقی خاندان گیلانیہ کے حقوق بھی محفوظ رکھے۔ چنانچہ اس طرح نقابت عزیزی خاندان میں رہ گئی۔ یہ ہے اصل حقیقت اور اصل تاریخ جو بیان کر دی گئی۔

بیت السید فیض اللہ الکیلانی رزّاقی : سیّد فیض اللہ ابن سیّد محمود ابن سیّد صالح ابن سیّد علی الکبیر نقیب رزاقی کے تین فرزند سیّد محمود گیلانی، سیّد عبدالقادر گیلانی اور سیّد صالح گیلانی ہوئے۔

سیّد صالح کی نرینہ اولاد نہ تھی اور صرف ایک دختر تھی۔ سیّد عبدالقادر کے تین فرزند سیّد عبدالرزاق، سیّد عبدالکریم اور سیّد عبدالجبار ہوئے۔ سیّد عبدالرزاق لاولد رحلت فرما گئے۔ سیّد عبدالکریم اور سیّد عبدالجبار بقید حیات موجود ہیں اور ان کی اولاد بھی ہے۔

سیّد عبدالکریم حکومت عراق کی طرف سے وزارت خارجہ میں اعلیٰ عہدہ پر مامور ہیں۔ سیّد محمود ابن سیّد فیض اللہ کے تین فرزند ہوئے جن کے اسمائے گرامی سیّد عاصم، سیّد محی الدین اور سیّد یوسف (پیر آف وانا) ہیں۔ سیّد محی الدین اور سیّد عاصم دونوں بغداد میں لاولد وفات پا گئے۔

شجرہ خاندان رزاقی بغدادی آل سیّد فیض اللہ الگیلانی

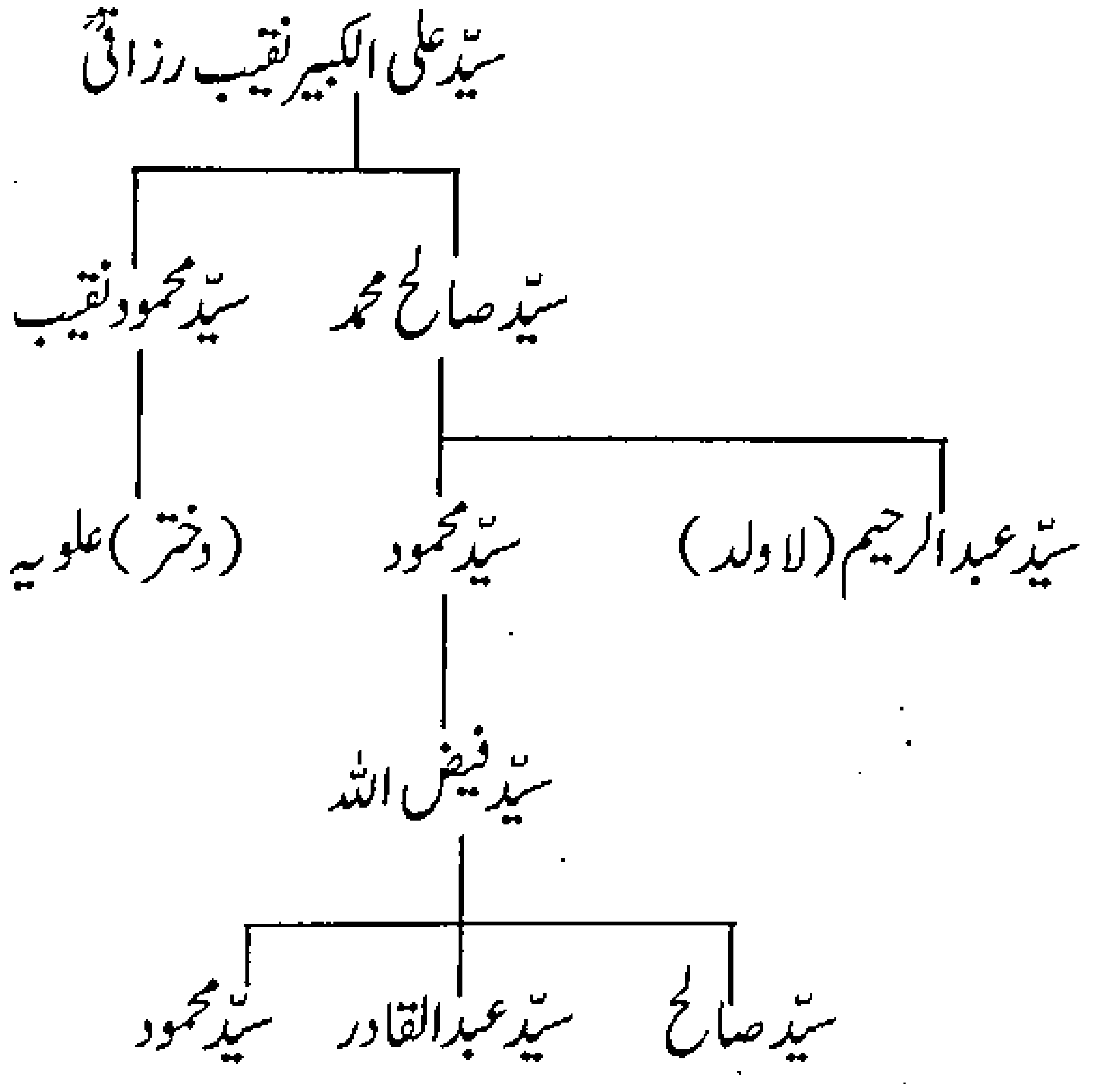

Marfat.com

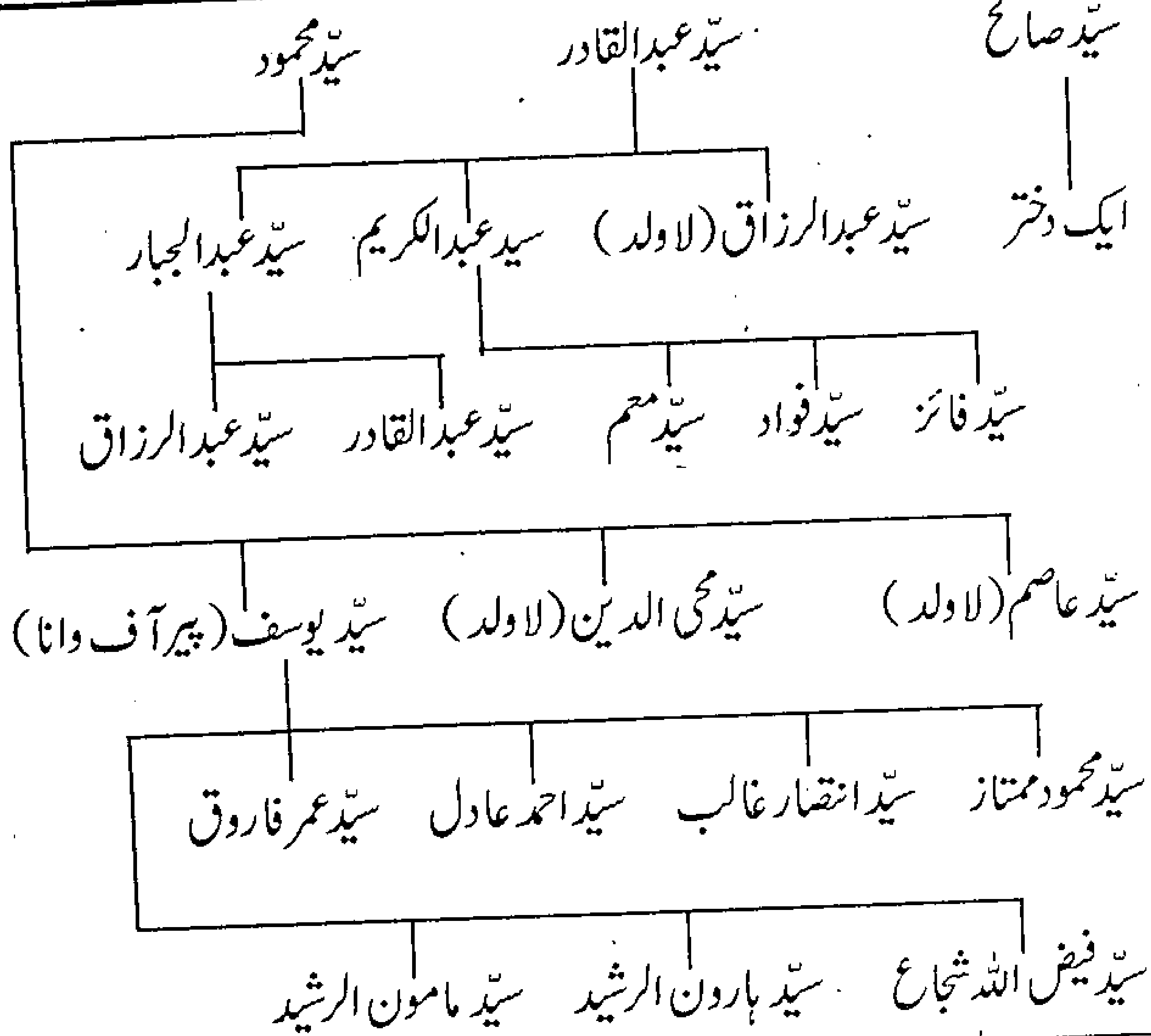

بیت سیّد مصطفیٰ کلیدار رزاقی بغدادی: اس خاندان کو بیت کلیدار اس لئے کہا جاتا ہے کہ جناب غوث پاک کے دربار کی کلید اسی خاندان کے ہاتھ میں ہے خانقاہ مبارک پر جو نذر و نیاز یا چڑھاوے مخلصین پیش کرتے ہیں ان سے نقیب صاحب کا کوئی واسطہ نہیں ہے اور وہ کلیدار کا حق ہے۔ اس طرح دربار کے اندر صفائی وغیرہ اور بست و کشاد کا انتظام بھی کلیدار کے سپرد ہے۔ کلیدار کا خاندان گیلانی رزاقی ہے۔ بیت سیّد فیض اللہ گیلانی جدی طور پر نقابت و تولیت کے وارث رہے اور خدمت دربار کلیدار کے ذمہ رہی۔ سیّد فیض اللہ الگیلانی رزاقی کا سن بلوغ پر پہنچنے تک ان کا نقابت کا حق محفوظ تھا اور علویہ محترمہ ان کی جگہ قائم مقام و سربراہ کی حیثیت سے نقیب تھیں۔ لیکن سیّد فیض اللہ وغیرہ رزاقی خاندان نے سیّد علی صاحبؒ نقیب عزیزی کی پیرسنی، بزرگی، بردباری، حلیم الطبعی اور صاحب کمال و حامل فیوض باطنی ہونے کی بنا پر اپنے ایسے حق سے دستبردار ہو جانا جو کہ آٹھ سو سال سے نسلاً بہ نسلاً ان کے لئے وقف چلا آتا تھا اور جسے تمام شاہان اسلام اور عامۃ المسلمین بھی تسلیم کرتے تھے۔ یہ ایک ایسا قدم تھا جو کہ عظیم ترین

Marfat.com

قربانی تھی۔اس طرح سیّد فیض اللہ کے بعد ان کے فرزند سیّد محمود کا بھی اپنے خواھر زادہ سیّد عبدالرحمٰنؒ کو نقابت سپرد کر دینا اور خود دعویدار نہ بننا بہت بڑی فراخدلی ہے اور ناقابل فراموش واقعہ ہے۔

اوقاف قادریہ کا مسئلہ :سیّد عبدالرحمٰن گیلانی نقیب کی نقابت کا اوّلین زمانہ بہت اچھا گزرا اور تمام گیلانی خاندان (بغداد) کو خواہ وہ عزیزی تھے یا رزاقی انہیں وقف قادریہ سے باقاعدہ حصہ (وظیفہ) دیا جاتا رہا۔تمام خاندان گیلانی کی روٹی لنگر سے تھی اور شادی واموات و باقی ضروریات بھی خزانہ وقف سے پورے کیے جاتے تھے۔ہر شخص کو چونکہ اپنا حق مل جاتا تھا اس لئے تقریباً سب خاندان مطمئن رہا لیکن ان کی نقابت کے آخری ایام میں ان کے فرزند سیّد محمود حسام الدین کی دسترس سے بے چینی اور بداعتمادی شروع ہوگئی۔پھر جیسے ہی نقابت سیّد محمود حسام الدین نے سنبھالی اور ان کے مشیر اعلیٰ سیّد ہاشم مسعود ہوئے تو خاندان گیلانی کے باقی افراد میں عدم اطمینان پیدا ہوتا گیا۔ان کی طرف سے بھی بعض گھرانوں کے وظائف بند کر دیئے گئے بلکہ بعض گھرانوں کی ایسی املاک جو وقف قادریہ میں نہ تھیں اور ان کی ذاتی تھیں وقف قادریہ میں لئے جانے کے دعوے کر دیئے گئے۔بلکہ رزاقی خاندان کی تمام دستاویزات اور قیمتی کاغذات و املاک وغیرہ وسندات شاہان اسلام اور متبرک کتب جو علویہ محترمہ کی تحویل میں تھے عزیزیوں کے قبضہ میں آ گئے۔اسی طرح یعقوبہ میں رزاقی خاندان کی ذاتی املاک تھیں جو سیّد ہاشم مسعود نے پٹہ پر لے لیں اور دو سال بعد جب رزاقیوں نے زر پٹہ کا مطالبہ کیا تو ادائیگی سے انکار کر دیا گیا اور ان املاک کو وقف قادریہ میں شمول کا بتایا گیا۔مزید برآں بیت سیّد فیض اللہ گیلانی سے نہر جائر اور بیت کلیدار سے عوار کی املاک وقف قادریہ میں شامل کر لی گئیں۔ایسے حالات میں جب رزاقی خاندان کو معیشت کے مسائل سامنے آئے ،وظائف بند کر دیئے گئے اور کافی املاک چھین لئے گئے تو مجبوراً سیّد محمد صالح رزاقی ،سیّد عبدالجبار فائز رزاقی (جو کہ سیّد یوسف فیض اللہ گیلانی کے چچا زاد بھائی تھے) نے نقیب الاشراف کے خلاف عدالت میں عدم اعتماد اور تلافی حقوق کا

Marfat.com

دعویٰ پیش کرا دیا۔ سیّد عبدالجبار گیلانیؒ نے استنبول تک جا کر انتہائی جانفشانی سے شاہی فرمان کی نقول، شجرہ نسب اور کئی سندات کی نقول مصدقہ حاصل کیں اور عدالت میں پیش کیں۔ کئی سال یہ مقدمہ چلتا رہا اور کئی پہلو بدلتے رہے۔ بالآخر حق کو فتح ہوئی۔ چنانچہ قانون ساز اسمبلی عراق نے یہ قانون پاس کر دیا کہ وقف ذریہ قوم کے موجودہ افراد میں تقسیم کی جائے اور اس پر شاہی فرمان بھی نافذ ہو گیا۔ نیز عدالت نے نقابت و تولیت کو علیحدہ قرار دے کر نقیب کے پاس صرف تسبیح و مصلیٰ چھوڑ دیا اور باقی کوئی اختیار نقیب کے پاس نہ رہنے دیا۔ وقف قادریہ کی نگرانی کے لئے دو متولی اور دو ناظر مقرر کئے جو کہ ایک کمیٹی کی شکل میں انتظامیہ سنبھالتی ہے اور حساب صاف رکھتے ہیں۔ وزارت اوقاف اس کی نگران ہے۔ اسی طرح خاندان گیلانی بغدادی کے وظائف از سر نو شروع ہو گئے اور اب خاندان گیلانی بغدادی کو خزانہ وقف قادریہ سے روٹی بھی ملتی ہے اور نقدی بھی۔ اور جن کے بقایا جات غصب کئے گئے تھے وہ بھی بطور قرضہ ادا کئے گئے۔ اور تقسیم شرعی طور پر مردوں کو دو حصہ اور عورتوں کو ایک حصہ کا مستحق قرار دیا گیا۔

سیّد ابراہیم گیلانی کی نقابت: سیّد احمد عاصم کی زندگی کے آخری ایام میں ہی حالات بدل چکے تھے اور نقابت کی کوئی قدر و منزلت و طاقت نہیں رہی تھی۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد جب سب گیلانی یہ سمجھ گئے کہ نقیب بن کر محض پابند ہو کر بیٹھنا ہی ہے اور اختیارات و نقد ہاتھ میں نہیں ہے تو وہ تولیت کے عہدہ کو خاص اہمیت نہ دینے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ تولیت و نقابت وزارت اوقاف کی زیر نگرانی ہو چکی تھی اس لئے بغیر اختیارات نقابت کسی کو پسند نہ آئی۔ سیّد ابراہیم گیلانی جو ضعیف العمر تھے اور سب سے زیادہ متمول بھی تھے انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ نقابت قبول کریں اور انہوں نے نقیب بننا قبول کر لیا۔

ایک واقعہ قابل ذکر ہے کہ محترمہ علویہؒ کے بعد سیّد علی گیلانی اور ان کی اولاد میں نقابت آ گئی اور ان کی اولاد میں سیّد سلیمان و سیّد عبدالرحمٰن گیلانی کے علاوہ سیّد عبداللہ، سیّد حسن، سیّد زین الدین اور سیّد احمد گیلانی بھی تو فرزندان تھے مگر سیّد حسن گیلانی نے

Marfat.com

محسوس کیا کہ ان کا حق مشیخت تلف کیا جا رہا ہے تو وہ بغداد چھوڑ کر کابل میں اقامت پذیر ہو گئے اور پھر بغداد واپس نہ آئے۔

اہم شخصیات قادریہ گیلانیہ: سیّد عبدالکریم، سیّد عبدالجبار، سیّد یوسف، سیّد صالح، سیّد سالم، سیّد حسین گیلانی عزیزی خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور اسی خانوادہ کے سیّد حسن گیلانی (کابل والے) اور ان کے فرزندان سیّد علی حیدر گیلانی جیسی شخصیات ناقابل فراموش ہیں۔ ہندوستان، پاکستان اور افغانستان میں ان کی اسلامی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اسی طرح سیّد عبدالقادر گیلانی (سفیر عراق در پاکستان) جو سیّد عبداللہ گیلانی کے فرزند ہیں ان کی حکومتی خدمات کے علاوہ طریقت میں خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔ جو غوث الاعظمؒ کے معتقدین کی دلجوئی کرتے ہیں ہفتہ میں ایک روز عقیدتمندوں سے ملاقات اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تعلیم دیتے ہیں۔ اسی طرح سیّد ابراہیم کی اولاد میں سیّد نجم الدین جو کوئٹہ میں ایک عرصہ قیام پذیر رہے بڑی شخصیت تھے۔ سیّد جمال الدین (بمبئی والے) نے اپنی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد واقع بغداد شریف کی حفاظت و ذمہ داری کے لئے پیر ابراہیم سیف الدین کو وکیل مطلق مقرر کر لیا ہے۔ عوام الناس سے ملنا اور عامۃ المسلمین میں مل جل کر سادہ زندگی بسر کرنا عین اسلام ہے لوگوں کا خاندان گیلانی کا ادب کرنا یا ان سے ڈرنا دنیاوی شان و شوکت کے لئے نہیں بلکہ اس امانت کے لئے ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے جناب غوث پاکؓ کو عطا فرمائی ہے۔ خاندان گیلانی کا محض اسی نعمت پر فخر ہے اور یہی امانت دولت فقر باقی لوگوں اور اس خاندان میں باعث امتیاز و افتخار ہے۔ اگر یہ امانت فقر نہ ہو تو گیلانی خاندان دنیاوی لحاظ سے ٹاٹا اور برلا ہندو سیٹھوں کا بھی (دنیاوی عروج میں) مقابلہ نہیں کر سکتا اور اسی طرح بغداد میں بھی کئی ایسے متمول لوگ ہیں جو گیلانیوں سے دنیاوی مال و متاع زیادہ رکھتے ہیں۔

نیز یاد رہے چاوش وغیرہ خدام دربار ہیں اور انہوں نے زندگی دربار غوث پاک کی خدمت میں گزاری ہے اور شب و روز باوضو رہ کر ذکر اذکار، عبادات اور زائرین دربار

Marfat.com

کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں لہٰذا چاوش یا باقی خلفاء اگر تبلیغ کے سلسلہ میں کسی علاقہ میں جائیں اور لوگوں کو جناب غوث پاکؒ کے سلسلہ عالیہ میں داخل کریں اور انہیں وظائف و اذکار بتائیں اور اسلامی احکام کی ترویج کریں تو یہ بہت اچھے درویش ہیں۔ اگر کوئی شخص ان مبلغوں کو کوئی چیز فی سبیل اللہ یا جناب غوث پاکؒ کے نام پر دے تو جائز و حلال ہے۔ ان مبلغوں کے لئے روٹی کھانا چائے بنانا یا فی سبیل اللہ کچھ حاصل کرنا کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے۔

❁❁❁

Marfat.com

SOURCES OF THE BOOK

مآخذ ۔ حوالہ جات

Diaries

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1946ء تا 1954ء

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1953-54ء/1373ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1954-55ء/1374ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1955-56ء/1375ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1956-57ء/1376ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1958-59ء/1378ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1959-60ء/1379ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1960-61ء/ 1380ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1961-62ء/1381ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1962-63ء/1382ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1963-64ء/1383ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1964-65ء/1384ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1966ء/1385ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1967-68ء/1387ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1968-69ء/1388ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1969-70ء/1389ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1970-71ء/1390ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1971-72ء/1390-91ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1972-73ء/1392-93ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1973-74ء/1393ھ

Marfat.com

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1974ء/1394ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1975ء/1395ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1976ء/1396ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1976-77ء/1397ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1978ء/1398ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1979ء/1399ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1980ء/1400ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1980-81ء/1401ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1982ء/1402ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1983ء/ 1403ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1983-84ء/1404ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1985ء/1405ھ

حضرت صاحب کے روزنامچے (ڈائریاں) 1986ء/1406ھ

LETTERS

مآخذ حوالہ جات

مکتوب حضرت صاحب بنام سلطان الطاف علی 1937ء

مکتوبات حضرت صاحب بنام سلطان الطاف علی 1951ء تا 1967ء

مکتوبات حضرت صاحب بنام سلطان الطاف علی 16 فروری 1968ء تا 20 جولائی 1986ء

DIARIES OF AUTHOR

روزنامچہ ہا سلطان الطاف علی 1968ء تا 1985ء

روزنامچہ ہا سلطان الطاف علی 1986ء

HISTORICAL

تاریخ کشمیر سیّد محمود آزاد 1992ء

Marfat.com

کشمیر کے حملہ آور | میجر جنرل اکبر خان | 2008ء لاھور

DOCUMENTS

ھبہ نامہ اراضی مانڑو چلی (جنوبی وزیرستان) از قوم میرودود خیل درامن خیل بحق حضرت صاحب 28 جولائی 1969ء

مولوی مہر اللہ | ایک مخطوط مکتوبہ سلطان الطاف علی

مخطوط مکتوبہ سلطان الطاف علی در بارہ ثمن خیل مدرسہ

مکتوبہ سلطان الطاف علی بنام حضرت صاحبؒ

''اظہار حقیقت'' مخطوطہ حضرت صاحبؒ

تبصرہ ''سفر نامہ بغداد'' مخطوطہ مکتوب سلطان الطاف علی

مخطوطہ مکتوبہ حضرت صاحبؒ بنام حبیب اللہ نیازی

رسالۃ الغوثیہ ترجمہ غلام دستگیر القادری مطبوعہ لاھور 1989ء

مثنوی روحی (منظوم ترجمہ فارسی) غلام دستگیر القادری مطبوعہ لاھور 1991ء

''پیر مغان'' مخطوطات ابتدائی حصے

پنجابی ادبی، اکادمی کی میٹنگز، دفتری دستاویزات

''الوداع'' از نور سلطان القادری

سلطان المشائخ | سلطان ارشد القادری | لاھور 1986ء

منظومہ ھدیہ عقیدت از فقیر عبدالحمید کلاچوی

سلطان العصر | سلطان ارشد القادری | لاھور 1987ء

سہ ماہی دستگیر، کوئٹہ (مدیر۔ارشد القادری) | جولائی تا ستمبر 1990ء

سہ ماہی دستگیر، کوئٹہ (مدیر۔ارشد القادری) | جولائی تا ستمبر 1992ء

سہ ماہی دستگیر، کوئٹہ (مدیر۔ارشد القادری) | جنوری تا جون 1994ء

سہ ماہی دستگیر، کوئٹہ (مدیر۔ارشد القادری) | خصوصی شمارہ 1999ء

حیات سروری | فقیر عبدالحمید کلاچوی | لاھور 1961ء

Marfat.com

سلطان محمد نواز (حیات و تعلیمات) ڈاکٹر سلطان الطاف علی لاھور 2009ء
مرآت سلطانی ڈاکٹر سلطان الطاف علی لاھور 2006ء۔2013ء
سب سے پہلے پاکستان پرویز مشرف لاھور
مصاحبہ ملک سیلانی محسود
Guide to the sources of Asian History & Pakistan
National Archives of Pakistan , Islamabad 1993.P.82-83

❀❀❀

Marfat.com

حضرت صاحب اور ان سے متعلق چند اہم تصاویر

Marfat.com

Marfat.com

جہادِ کشمیر 1948ء

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم

Marfat.com

بغداد شریف ۔ 1957ء

محویت جب حاصل پھر کیسا من و تو ہے

Marfat.com

باب جبریل مدینہ منورہ۔1978ء

حاجی سلطان نور حسین کے وصال پر مکتوب

حاجی اشفاق و حاجی موسیٰ خان

حج۔1978ء۔منیٰ میں

ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

Marfat.com

پیرِ صحبت کے حضور

پیر میخانہ مرا جامِ جہان بینم داد

حضرت صاحب اور پیر صاحب مجاہدین کے ہمراہ

ہمتِ حُر با قضا کرد دمشیر

Marfat.com

مکین گنبد خضریٰ تیرا دربار پھر دیکھوں

روشنی چشم و جان فرزندان

سلطان محمد نواز ارشد ۔ سلطان حامد نواز

Marfat.com

دربار شریف۔1979ء

استراحت و مطالعہ

آخری خطبہ حق باھو کانفرنس کوئٹہ۔1986ء
طواف کعبہ دل کن اگر دلی داری

Marfat.com

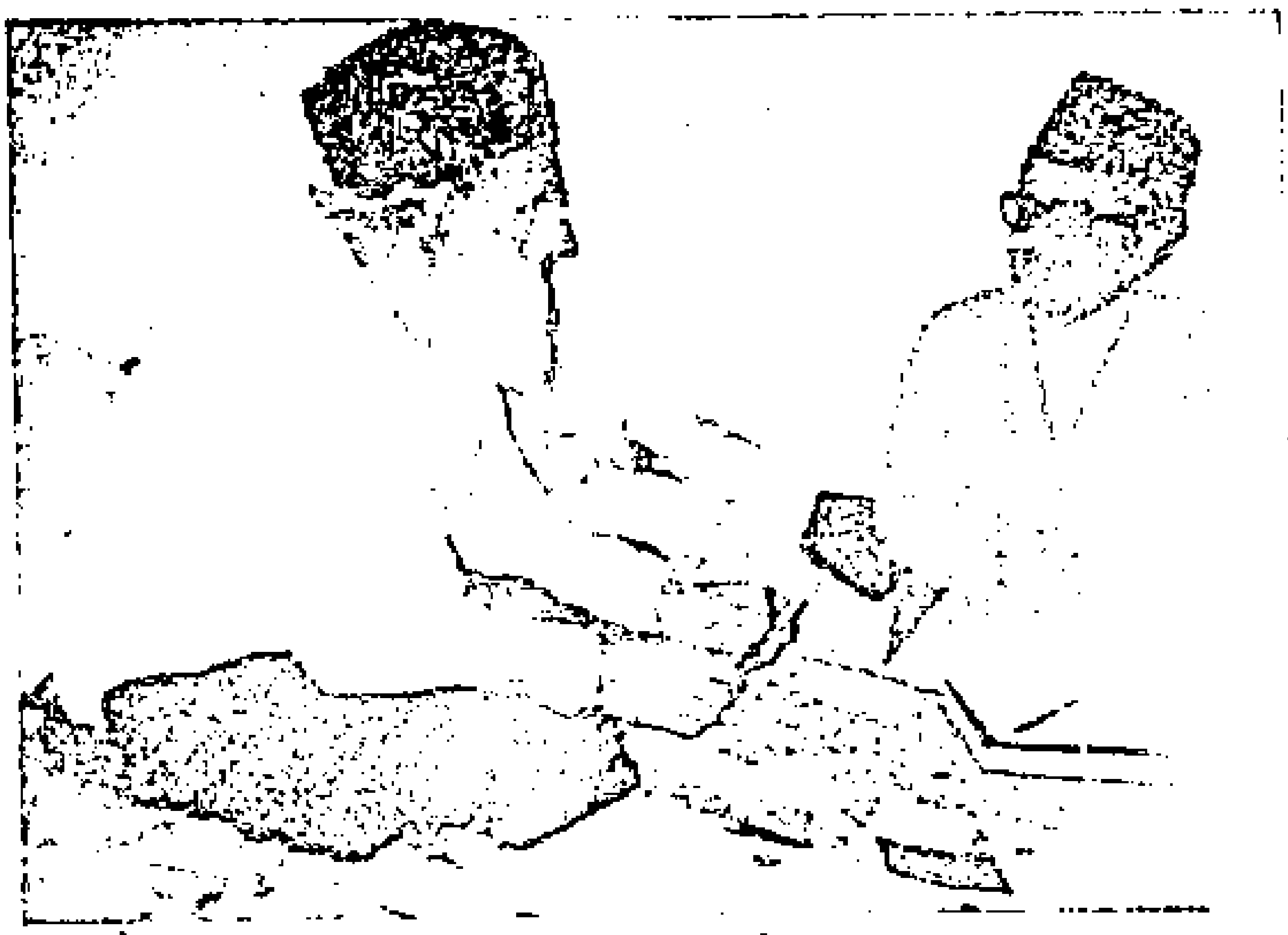

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پُر سوز

دربار شریف 1976ء

سلطان الطاف علی کے ساتھ علمی تبادلہ خیال

علم را بر دل زنی یاری بود

دربار شریف۔1986ء تعمیرات پر ایک نظر

Marfat.com

حضرت صاحب کے دست راست مجاہدین

ملک زرجان درامن خیل محسود

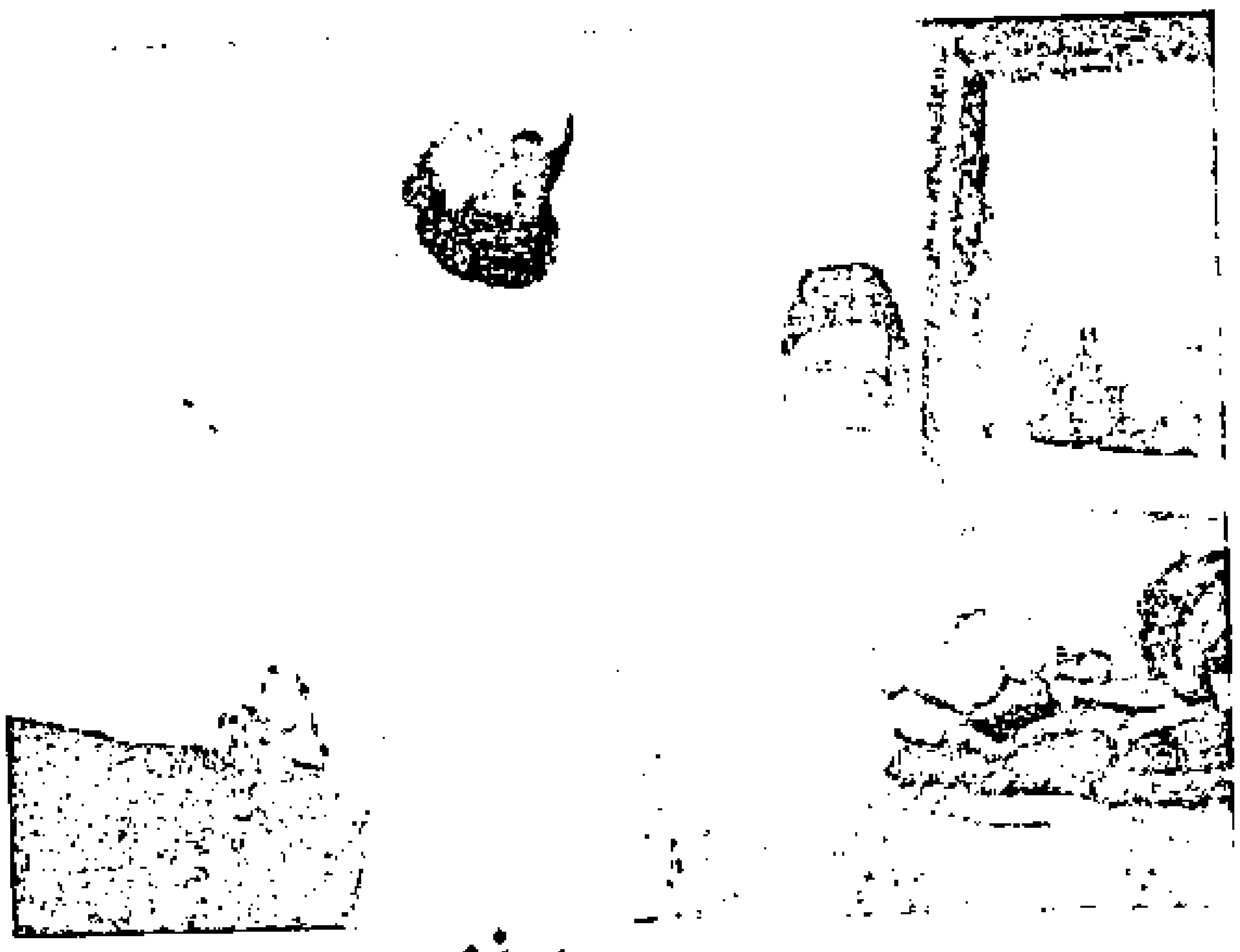

خلیفہ خان مومن نیکزنخیل محسود

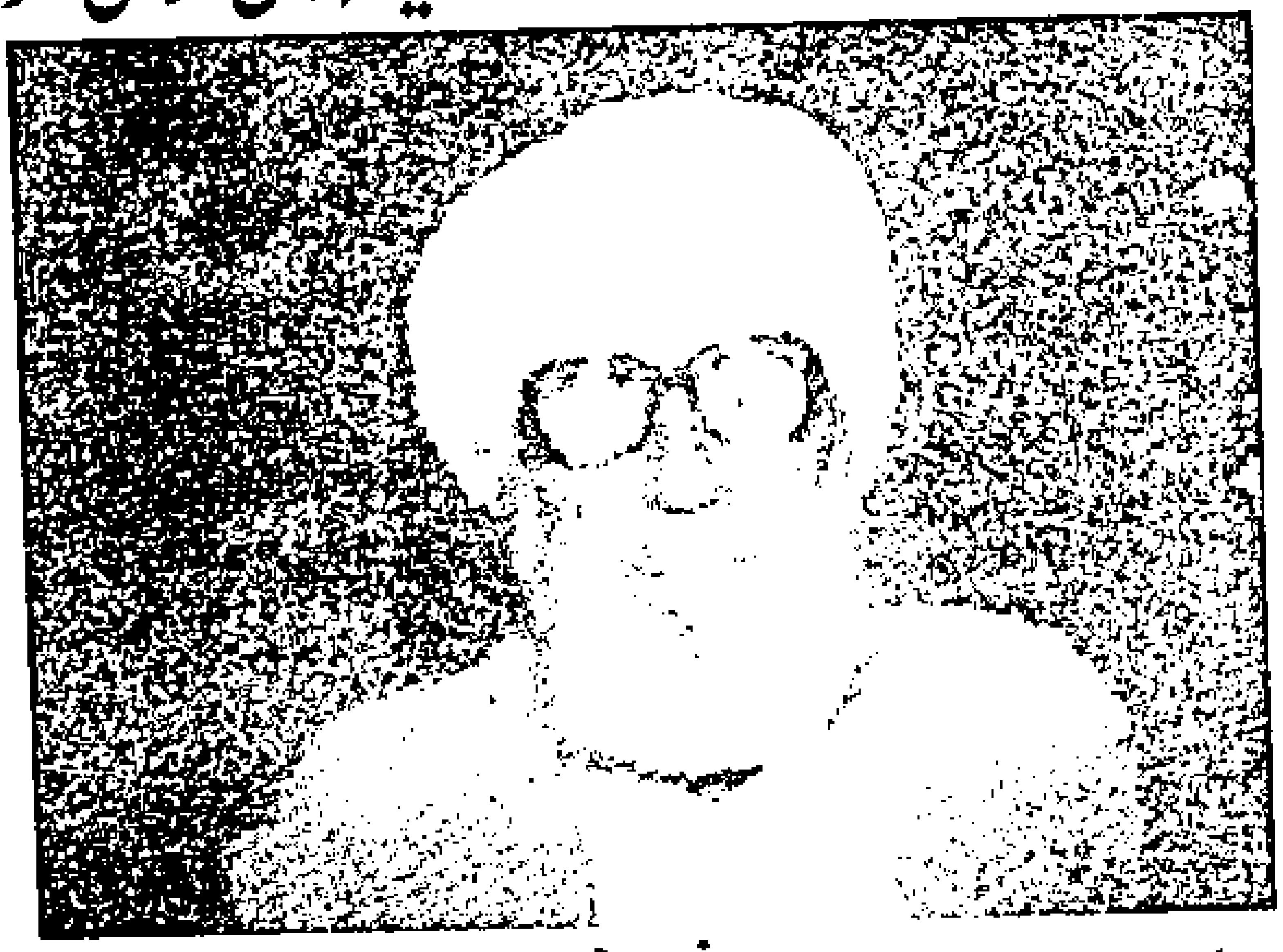

ملک سیلائی خان محسود شمن خیل 93 سال کی عمر میں

حضرت صاحب کے ساتھ

صادق وراست گو خلیفہ شہبازی، وفا شعار ملنگ سعید گل کاکو

Marfat.com

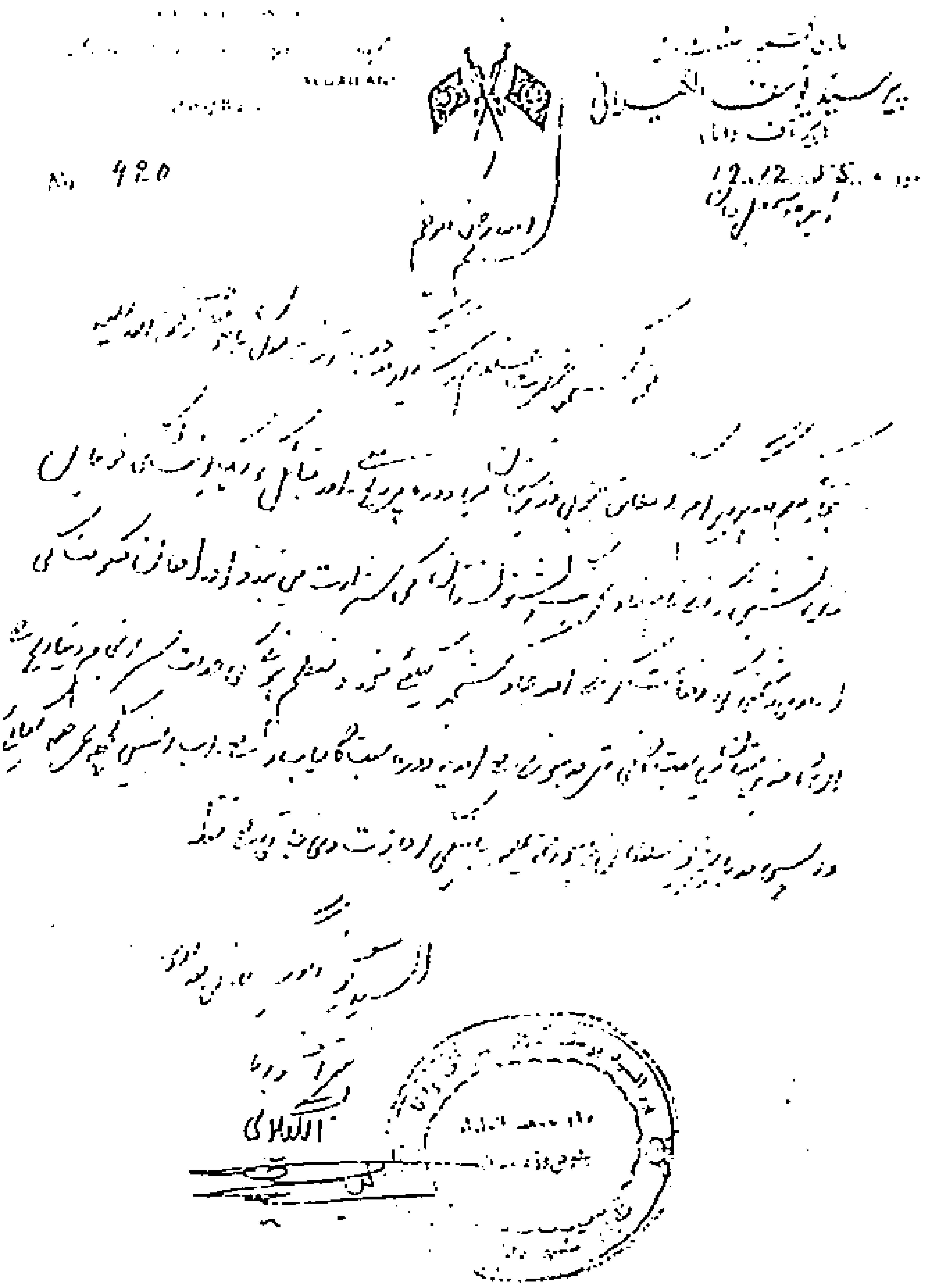

Marfat.com

Pir Sahib Ghulam Dastagir al Qadri Sahib did very good work in the Kashmir War of 1948-1949 with me. He was responsible for organising and looking after Pir Sahib of Wana's Lashkar in my area. It was due to his influence, control and whole hearted cooperation that Wana Lashkar put up a very good show against Pakistan's enemy in Kashmir. I am confident that Ghulam Dastagir sahib will be a very useful leader when ever Pakistan needs his services.

His work in Kashmir was Voluntary, and his keenness for national cause far excellent. I consider him a very reliable Leader.

[signature] Brig.
Pakistan Army.

Marfat.com

[illegible]

Lahore,

11 March 1951.

Pir Ghulam Dastgir Alqadri is the Agent of the Pir of Wana, who at one time in Kashmir was a very good influence on Lashkarwals in the struggle at Kashmir on the Gujrat front. This gentleman is cultured and very sensible in outlook. He is a devoted Muslim and would be capable of rendering service to Pakistan against our ~~his~~ enemies, a loyal type and any help that can be rendered to him will make him more grateful and appreciative of the spirit of Pakistan. He has worked in Gujrat under very difficult conditions and I have found him very willing and co-operative worker.

He has come all the way to Lahore to get this letter of appreciation.

Major General,
Comd.

Marfat.com

Jahedu Fi Sabilillah

The Azad Kashmir Government are pleased

to confer the award of [illegible].

BAHU SULTAN

on GHULAM DASTAGIR KHALIFA PIR SAHEB [illegible] (IRREGULAR TPS).

for conspicuous gallantry and devotion to duty in

the Kashmir Jihad

Authority D. C. R. 397 dated 29-4-49.

[signature]

DEFENCE MINISTER ~~[illegible]~~ President

Azad Kashmir Government

Muzaffarabad

Marfat.com

JAHDU FI SABI LILAH

Ministry of Defence.

AZAD JAMMU & KASHMIR GOVERNMENT.

No. D/-103-/---

Dated Muzaffarabad

The 28 March 49

The Azad Kashmir Government are pleased to grant "FAKIR-I-KASHMIR" to Khalifa Ghulam Dastgir Khalifa Pir of [illegible] for his dauntless courage and conspicuous gallantry in the Kashmir JEHA-D

[illegible signature]

[illegible] Minister,
[illegible] Govt.
28/3

Marfat.com

حکومت آزاد کشمیر

حکومت آزاد کشمیر جناب ملک ..... [حضرت خلیفہ غلام دستگیر صاحب] صاحب کا
[از حضرت سلطان باہو رحمت اللہ علیہ]

شکریہ ادا کرتی ہے جو جہاد کشمیر کے لئے ......

مجاہد اپنے ساتھ لائے یہ سند ان کو بطور شکریہ دوستی کی

یادگار اور آئندہ کے دوستانہ تعلقات کیلئے دی جاتی ہے

ابتدا جہاد اکتوبر ۱۹۴۷ء سے آج تک لگاتار نہایت سرگرمی
تبلیغ و تنظیم و مشکل کاروبار میں عظیم الشان امداد دی۔
... جہاد کے سلسلہ میں بار بار امداد کی
بذات خود جنگ میں ...
محاذ اوڑی
جموں نوشہرہ ... ۱۹۴۹ء

الطارق
13.2.49
کمانڈر آزاد کشمیر فوج

Marfat.com

Marfat.com

[illegible]

His Lashkar strengthened the border and fought with the raiders very bravely, as a result of which they bitterly failed in carrying out their schemes of destruction of the Muslim population.

He has helped the administration a lot in controlling the unruly mobs of Pathans & tribesmen who had entered the distt. with a view to get their way through to the State of Jammu and Kashmir in order to help their Muslim brethren in their war of liberation against the Dogra rule.

Throughout this he was assisted by his two 'Khalifas' namely Hazrat Ghulam Dastagir Sahib and Ali Akbar Khan alias Khan Khalifa who too are to be mentioned in the same application.

Pir Sahib and his party has helped the Muslims of Pakistan in the critical period when all the forces of Non Muslims were out to repeat the bloody drama of the East Punjab and the Non-Muslim State in the state of Jammu and Kashmir & the adjoining Pakistan territory which he should be thanked.

I hope he will do even more [illegible] for the help and [illegible]

[illegible]

1947

(Sd) [illegible]
Superintendent of Police,
Gujrat.

Copy to :- 1. Hazrat Ghulam Dastagir Sahib.
2. Khalifa Ali Akbar Khan.

Marfat.com

come at very short notices into the district headquarters and used to proceed to the front after a stay of a day or two in Gujrat town. Arrangements had to be made for their accommodation, feeding etc. and I feel gratified to think that no disturbance of these arrangements was caused by the lashkars nor did they take the law into their own hands if they felt dis-satisfied with the arrangements.

4. I have not had many opportunities to meet the Pir Sahib of [illegible]ana but I had sufficient opportunity to watch the work and conduct of Hazrat Ghulam Dastgir, Al-Qadiri. I found him a cultured and a helpful gentleman, reasonable in his demands and modest in all his activities. He is now going away after winding up his establishment in the Gujrat town, and I wish him health and happiness where-ever he may go.

Dated, Gujrat, the
8th January, 1949.

Deputy Commissioner.

Marfat.com

DEPUTY COMMISSIONER'S HOUSE, GUJRAT.
Dated, Gujrat, the 18th Jan. 1949.

Sayyed Yousaf Gillani Baghdadi, the Pir of Wana has asked me to give my appreciation of the work done by him and his followers in the district of Gujrat. I joined this Distt. in the month of April, 1948 and as such my account of the work done by Pir Sahib and his followers will mainly be restricted to the period since I am in this district. I have, however, [seen] the reports of the work done by him since the begining of the Kashmir war and I shall give my impressions based on these reports.

2. I am told that the first Lashkar which invaded Kashmir and reached within four miles of Srinagar was organized and sent by the Pir of Wana. Again the first Lashkar which invaded Jammu province and passed through Gujrat Distt. was also organized and sent by the Pir. In both these compaigns one of the most important workers was his Khalifa, Hazrat Ghulam Dastgir, Al-Qadiri of Hazrat Sultan Bahu. The Lashkar which passed through Gujrat and fought on the front between Nowshehra and Kathuha from 23rd November, 1947 till the cease-fire of 1st January, 1949, i.e. about one and a quarter years, did great work in fighting with the Indian troops. I have been informed of some incidents in the district resulting in the breach of law and order, but in view of the fact that such large army of wild and free Pathans were scattered all over the district, it is remarkable that such law and order as it existed in the district was maintained. The credit for this goes in a great measure to the Pir Sahib and his followers, who kept the un-ruly Pathans in discipline and under strict control.

3. After I came to this district on 10th April, 1948, there was no major incident resulting in a breach of law and order in this district. Khalifa Ghulam Dastgir Sahib was requested to appoint some of his Pathan followers to help the police in maintaining discipline and law and order and this plan was found to be very successful. I feel pleasure in certifying that Khalifa Sahib and his followers did really good work in this direction. Hundreds of Tribes-men used to

Marfat.com

[illegible] Ghulam Dustgir of [illegible] has been [illegible] throughout the Kashmir Campaign. Had it not been for his unfatiguable and willing work and [illegible] the work of Suleman Khel, Wazirs, Mahsud and Bittani lashkars would not have reached the standard they have achieved. He is one person who had joined the campaign in October '47 and continued without a break until the end of the active service.

He is an honest and sincere worker. He has proved himself a capable leader in controlling and employing the tribesmen. During this short period he has been to all fronts with various lashkars.

It gives me great pleasure to record my appreciation for services rendered by Sahibzada Ghulam Dustagir.

D/ 1/1/49

Tariq
General,
C-in-C, Azad Kashmir Forces.

Marfat.com

[illegible] most useful [illegible] He has always been willing in his co-operation and [illegible] officers [illegible] concerning Pir of [illegible] [illegible]. On one occasion in February 1948 when a Mahsud [illegible] returning from Gujrat had looted some kit at [illegible] Railway Station, Khalifa Ghulam Dastgir rushed there in the middle of the night and through his personal efforts managed to recover most of the looted property from the lashkar.

I am grateful to him for his loyal and valuable service to the national cause and wish him well.

Tariq

General,
C-in-C Azad Kashmir Forces
GENERAL HEADQUARTERS
AZAD KASHMIR.

D/ 14 Sep'48.

Marfat.com

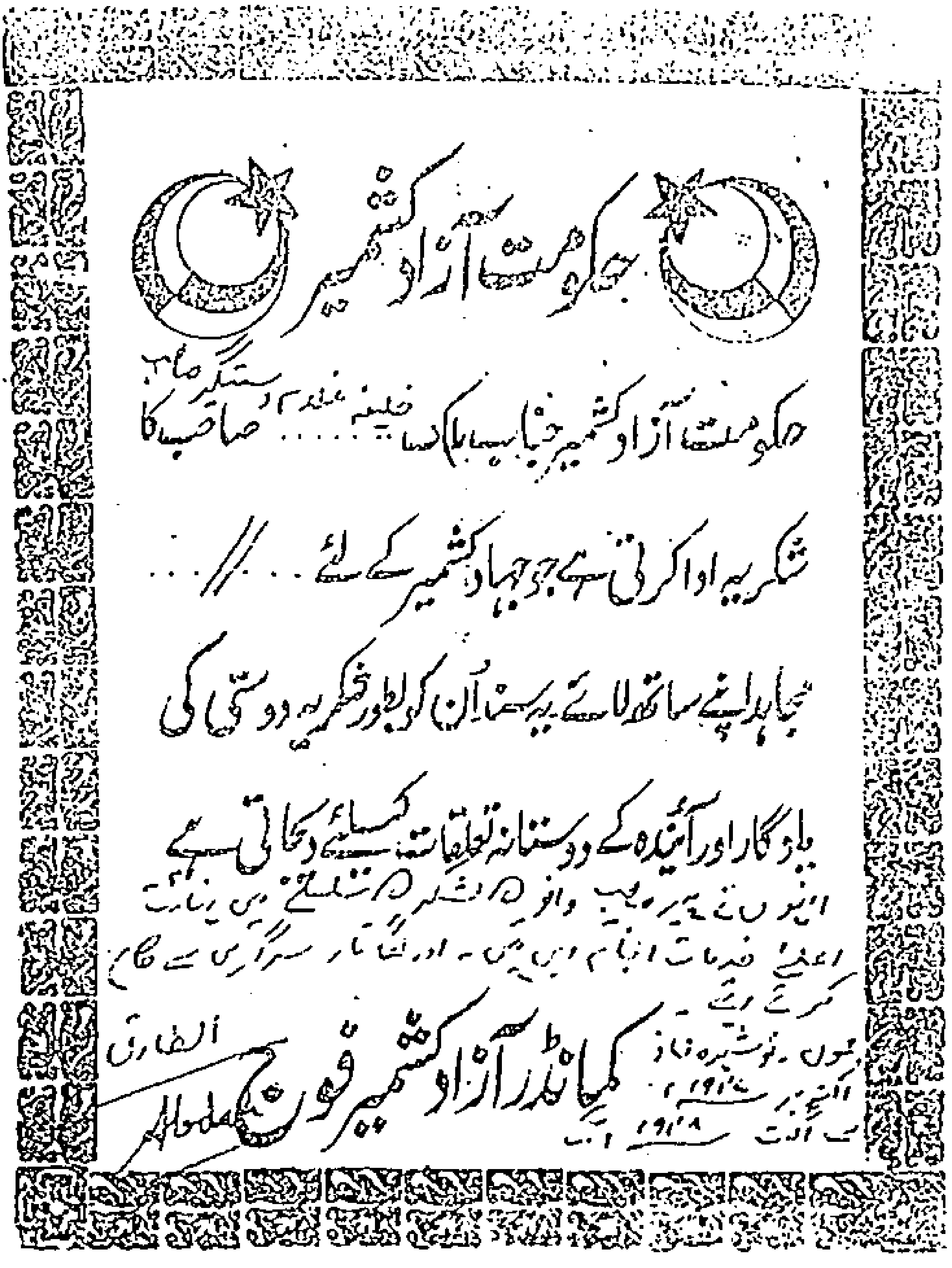
حکومت آزاد کشمیر
حکومت آزاد کشمیر جناب خلیفہ غلام دستگیر صاحب ...... صاحب کا
شکریہ ادا کرتی ہے جو جہاد کشمیر کے لئے ...... //
مجاہد اپنے ساتھ لائے یہ سند ان کو بطور شکریہ دوستی کی
یادگار اور آئندہ کے دوستانہ تعلقات کیلئے دی جاتی ہے
انہوں نے ... [illegible] ... سلسلے میں نہایت
اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں۔ اور لگاتار سرگرمی سے کام
کرتے رہے
الفارق
کمانڈر آزاد کشمیر فوج

Marfat.com

حکومت آزاد کشمیر

حکومت آزاد کشمیر جناب ملک حضرت غلام دستگیر صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہے جو جہاد کشمیر کے لیے دس ہزار مجاہد اپنے ساتھ لائے۔ یہ سند اُن کو بطور شکریہ دوستی کی یادگار اور آئندہ کے دوستانہ تعلقات کے لئے دی جاتی ہے

الطارق
26/2/48
کمانڈر آزاد کشمیر فوج

Marfat.com

<u>SPECIAL PERMIT Form AKF/X/1</u>

HAZARAT PIR SAHIB OF UANA is permitted to proceed to AZAD KASHMIR TERRITORY via MURREE, PANJAR and MIRPUR. HE can take with him any number of men.

He is EXEMPTED from paying ROAD TAXES, TOLLS etc etc.

All are requested to help him and his men.

He is permitted to travel by day and by NIGHT.

Dated 16 JULY 48

Capt.
GSO (AKF)

GENERAL HEADQUTERS
AZAD KASHMIR

Marfat.com

To whom it may concern.

Hazrat Ghulam Dastgir Al-Qadri of Sultan Bahu has worked with me for the past four months. He was a great help to me in organising and leading the Lashkars. He has got such wonderful hold over the tribes, working with them without his help and guidance it would have been absolutely impossible. There is no doubt that he is a great asset for the State.

Sialkot.
6.3.48.

I. J. Kiani
Col
(I. J. KIANI)
Azad Kashmir Force

Marfat.com

O CERTIFICATES IN SERVICES OF JEHAD FROM:

1.Col.I.J.Kiani,Azad Kashmir Force,dated 6-3-48
2.Capt.Yousaf,GHQ (AKF)Azad Kashmir dated 16-7-48
3.Al Tariq,Commandr Azad Kashmir Fauj dated 28-2-48
4.Al Tariq Commandar Azad Kashmir Fauj
5.Tariq,General C-in-C,Azad Kashmir Forces General Head quarter Azad Kashmir dated 14-9-48
6.Tariq,General C-in-C,Azad Kashmir Forces dated 01-01-49
7.Deputy Commissioner,Gujrat dated 18-01-49
8.Obaidullah khan,Supritendent of police,Gujrat dated 19-01-49
9.Mohammad Nawaz (Abdali II) officer on special duty Rawalpindi,GHQ.Azad Kashmir force dated 26-01-49
10.AlTariq,Commander Azad Kashmir Fauj dated 13-02-49
11.Defence Minister,Azad Jammu & Kashmir Govt. Muzaffarabad.date 28-03-49
12.S.Ali Ahmad Shah,Defence Minister,President Azad Kashmir Government Muzaffarabad dated 29-04-49
13.Major General Comd.HQ 10 Division,Lahore dated 11-03-51
14.Pakistan Army dated 14-03-51
15.Pir Syed Yousuf Algilani (Pir of Wana) Ghazi-e-Kashmir Lieut.Col.Dera Ismail Khan dated 19-12-55

Marfat.com

Pir Sahib of Wana calls back Pir Ghulam Dastgir Alqadri from the Jihad duty for the unknown period after the declaration of ceasefire.

On 9th of April 1949 Pir Ghulam Dastgir Alqadri supplies to the Rawalpindi Headquarter of the Azad kashmir a complete list and record of the mujahdeen who served the Jehad.

On 25th of April 1949 the Govt. of Azad Kashmir through Gen Tariq presented the Hazrat Sahib Pir Ghulam Dastgir Alqadri title of "FAKHR E KASHMIR" with a cash of rupees 500/- for his services in the Jihad Fi Sabeel Allah.On that day 6 more mujahdeen were also presented the titles on recommendations of Hazrat Sahib.

So this was all memorandum found in the diaries 1946 to 1949 of Hazrat Sahib Pir Ghulam Dastgir Alqadri Fakhr e Kashmir of the Pir of Wana lashkar. Their lashkar served Jihad at Mir Pur, Bhimbar, Poonch,Chamb,Acknur,Assar,Garhi Habibullah, Shahsawar,Bagh,Naushehra,Baboot and Siri Nagar also.Their mujahdeen's camp remained at Sialkot, Lala Musa and mostly at Gujrat.

Marfat.com

needed for the cause of Islam and the country.On 24th Jan 1949 Khwaja Nazim ud din declares Governor raj in punjab and Sir Francis Mowi becomes Governor of Punjab.On 25th Jan 1949 Pir Sahib of Wana meets the Prime minister of Pakistan at 8:30 PM at Rawalpindi.Pir Ghulam Dastgir Alqadri meets with Gen.Muhammad Zaman kiyani and Mushtaq ahmed cheema also there.On 9th of Feb 1949 Pir Sahib of wana puts on his white Arabic long shirt and takes off his Militia dress that he always kept on wearing during the Jihad.

It is Surprising as well as a greatness to note that Pir Ghulam Dastgir Alqadri for the first time receives Rs-112 only from the Rawalpindi Headquarter as his travelling expenditure on the 12th of Feb 1949 when he leaves for his home after the prolonged Kashmir war of 1 year 4 months and 19 days(from 24-09-47 to 15-02-1949)(Though ceasefire is declared on 2nd of Jan 1949 but the Pir of Wana lashkar with Amir ul mujahdeen Pir Syed Yousuf Algilani and the Commandant of the lashkar Pir Ghulam Dastgir Alqadri actually hand over the all responsibilities to the Pak army on 15 Feb 1949).On 15 Feb 1949 the

Marfat.com

From 28th Nov to 3rd of Dec 1948 some adminisrative problems are discussed and Pir Sahib of Wana expresses his resentment against the police authorties.On 7th of Dec 1948 Acknur front and Assarr front is looked after. On 9th of Dec 1948 Pir Sahib of Wana explains his belief. how they entered th Jihad just to please Allah Almighty and to serve the Muslims of this area.Now while Pakistan Army is in better position to handle and control the affairs we are ready to quit.On 21st of Dec 1948 Pir Sahib of wana addresses a great gatherng in the Jamia mosque Chiniot where the divisional officers and Pir Ghulam Dastgir Alqadri his deputy were present.

On 2nd of Jan 1949 on the decision of Kashmir Commission cease fire at Kashmir between Pakistan and India takes place at 1 A.M after the midnight.Before the cease fire a heavy casuality was received from the enemy at Beri,Pattan and Poonch.

On 14th Jan 1949 Pir Sahib and Pir Ghulam Dastgir Alqadri (known as Hazrat Sahib) promised the authorities to join for help whenever they are

Marfat.com

back the commanding officer from Acknur sector Hence the arrangement in this respect was wanted Pir Ghulam Dastgir Alqadri visits Assarr mahaz himself An attack from mujahadeen being planned from Chhamb side to the enemy position

On 3rd of Muharam 1368/4th of Nov 1948 the enemy fighter at Bhooj Pur continued bombarding and one aeroplane was shot down by the mujahdeen,on 7th of Nov 1948 shelling from the enemy continued in abundnce at Chhamb On 20th of Nov 1948 50 Mahsud mujahdeen are encircled by the enemies at Poonch But they showed gallantry and great Islamic brevity and killed hundreds of the enemies and succeeded in coming out of the critical area with loss of 8 shaheeds On 24th of Nov 1948 many administrative problems were discussed with the Deputy Commisioner of Gujrat The Pir of Wana lashkar that uptill then was under the MALF administration was decided to come under RALF Brigade

On 27th Nov 1948 the administrative system totally fails and the enemy captures Poonch and a great number of civilians are killed

Marfat.com

ullah Khan also meets there.Justice Din Muhammad also meets there whose ability and personality is much adorned by Pir Ghulam Dastgir Alqadri. A change in the Govt.Policy is being noted and Pak Army is to control all the mahaz in near future.A meeting with Gen.Tariq is also held there.

On 24th shawal 1367/30 Aug 1948 Sardar Muhammad Ibrahim Khan President Azad Kashmir is seen by Pir Ghulam Dastgir Alqadri at Gujrat dak Banglo on 26th shawal 1367/1st Sep 1948 a long meeting with Gen.Tariq takes place and discussions on administrative problems are carried on.

On 7th of Ziqad 1367/11 Sep 1948 the Quaid e azam Muhammad Ali Jinah the first Governor General and founder of Pakistan dies at 10:25 hours at Karachi.On 9th Ziqad 1367/13 Sep 1948 Pir Ghulam Dastgir Alqadri becomes president Muslim league at Darbar Hazrat Sultan Bahu.

On 2nd of Muharam 1368/3rd of Nov 1948 meeting with Gen Tariq takes place.A batch of 200 mujahadeens along with malik Zarjan (Draman Khail) sobedar Rasha din and malik Sel khun is being sent to Jamu mahaz. COl. Rana has called

Marfat.com

meets with the mujahideen to encourage them on 26th of Shaban 1367/Jun 1948.He remained there with the lashkar for four days and nights and the area is conquered at last.On 29th of Shaban at night COl Bakhtiar rana and Lt.Iqbal are also met at Babot.During the Babot mahaz lot of bombardment and shelling is made by the enemies particularly on the sights of the lashkar's commandant Pir Ghulam Dastgir Alqadri and God Almighty saved him with his party.On 2nd of Ramzan 1367/11th Jun 1948 Pir Sahib of Wana did broadcast a fatwa on radio advising mujahideen not to keep fasting during ramzan jihad days and they may complete their fasting days after jihad is over after ramzan Pir Ghulam Dastgir Alqadri also crossed the most difficult hilly area of Shahsawar (Manamran) and at many places faced shelling of the enemy but continued his journey to the all mahaz area From 5th to 6th of Ramzan at Shahsawar mahaz about four fighters of the enemy continued shelling and chasing them On 25th om Ramzan 1367/July 1948 meeting with Pir Sahib of Wana the Amir ul Mujahdeen is arranged at Muree Nawabzada Fateh

Marfat.com

and major Yousuf Political agent Azad Kashmir is held on 27th and 28th of Jamadi II 1367/4th-5th Nov 1948, for the administrative problems. Next day General Amir Muhammad Khan Afghan also meets at the Kala Camp.

On 17th of Shaban 1367 A.H/Jun 1948 grievances of the Pir Sahib lashkar against the administration are discussed with Gen. Tariq of Azad Kashmir Army, major yousuf Abdali, the political agent. Gen. Tariq confesses and begs pardons for the faults of major Sher Alam and other junior officers who could not behave in proper way. Pir Ghulam Dastgir Alqadri shows his grievances against the administrative officers on 18th of shaban 1367/Jun 1948 also. The lashkar leaves for the Babot mahaz on 21st of Shaban 1367 A.H/Jun 1948 and major Kamal Pasha also begs pardon from the Pir Sahib lashkar of his mistakes. On 24th of the same month Mr Abdul Rehman Police SI at Gujrat is also reprimanded by Pir Ghulam Dastgir Alqadri on his wrong conception against the Pir sahib men. Pir Ghulam Dastgir Alqadri personally goes to the Babot mahaz and visits the critical area where he

Marfat.com

Gen.Abdullah Khalid,Col Asadullah,D.C Gujrat,Police Capt: Gujrat Col. Habib ,Nawab Zulfiqar Ali Khan of Karnal and Nawabzada Fatehullah Khan of Dera ismail Khan.

On 22nd of Rabi ul awal 1367/6 Jan 1948 the Pir sahib of Wana is called by Mr Liaqat Ali Khan Prime minister of Pakistan for a meeting and Pir Ghulam Dastgir Alqadri is directed to have a tour of the Sialkot sector areas on 9th of Rabi II 1367/23rd Jan1948.The Mujahideen Lashkar Looted the Hindu's train who were migrating to India.But on hearing this Pir Ghulam Dastgir Alqadri rushed to the railway station and arranged to get back each and every thing to the non Muslim travellers.On 30th Rabi II 1367/14 Feb 1948 some conspiracies are detected against the Pir Sahib of Wana just to bring down his position.

The enemy attacked us at Barrila but were repulsed successfully on 12th of jamadi II 1367/18 Oct 1948 On 23rd of jamadi II 1367/29 Oct 1948 CO1 Mustafa is consulted at the Assarr mahaz.Moreover the lashkar is sent to the Bhimber mahaz and meeting with Gen.Tariq of Azad Kashmir army,CO1 Anayat

Marfat.com

1366 A.H/27th Oct 1947).The Akhnur sector once conquered came under Gorkhas pressure again and the lashkar started all offensive fighting while on 29th of Muharam 1367 A.H/14th Nov 1947 the heavy fighting at Jummu continues.The Mujahideen also getting ready to attack Chhamb on 2nd of safar (1367 A.H/17th November 1947).

On 22nd Safar 1367 A.H/7th Dec 1947 Pir Ghulam Dastgir Alqadri meets with col. Anayat Kayani at Sialkot for administrative purposes.He found the General as a heroic person. Pir Ghulam Dastgir has a meeting with Nawab Mamdot (Punjab Chief Minister) Mirza sikandar and Sardar Ibrahim of Kashmir along with the Pir Sahib of Wana at the residence of Deputy Commissioner Gujrat for the administrative and strategic affairs on 27th of Safar 1367 A,.H/12th Dec 1947.On 6th of Rabi ul awal 1367/20th Dec 1947 the Mujahideen gain victory at Chawanda and at Charwa battles without having sufficent ammunition and guns

On 16th of Rabi ul awal 1367 A.H/30th Dec 1947 at Gujrat Piari Mahal a meeting is held with the Pir Sahib of Wana.The attendants of the meeting were

Marfat.com

Pakistan.

Moreover meeting of Pir Ghulam Dastgir Alqadri with Mr.Abu Saeed in respect of Faqir Eppi and his message to Faqir of Gileshai is remarkable in this respect.

On 7th of Zilhaj 1366 A.H/22 Oct 1947 Pir Ghulam Dastgir Alqadri joins the Pir of Wana Lashkar as the commandant and leaves for Peshawar and then to Garrhi Habibullah as the first target of the Mujahideen on 10th of Zilhaj 1366 A.H.They conquered Muzaffar Pur and then Domail in no time.Battle at Garhi Habibullah has also been stated on 16th of Zilhaj 1366A.H/1947.Pattan Shahr is conquered and the important personalities Sardar abdul Qayum Khan Prime Minister (Chief Minister) of N.W.F.P. Nawab iftkhar Hussain Mamdot Prime minister(chief minister) of pujab, Syed S.B Shah foreign secretary of Pakistan also meet them at Garhi Habibullah on 20th of Zilhaj 1366 A.H/18th Oct 1947.Fighting at Siri Nagar airport takes place on 22nd Zilhaj 1366 A.H/27th Oct 1947.The Suleman Khel tribes were being prepared by the Pir of Wana for the Jummu Mahaz (from 30th Zilhaj

Marfat.com

Nekzenkhel to create loyalty for the seprate land of Muslims,Pakistan.

According to Pir Ghulam Dastgir Alqadri his spiritual leader Pir sahib of Wana also hoisted the Pakistan flag at the Wana Tahsil on 15th of July 1947 Pir Ghulam Dastgir Alqadri also tries to make friend Qazi Sher Ali khan but he proved to be an opponent is the important secret revealed in the diary.Pir Ghulam Dastgir Alqadri had also a round of talks with Sher Ali Khan about Pakistan and its borders on 8th of Shawal 1366 A.H/1947 He also tries to make friend Faqir of Eppi in Pakistan favour and sends a message to him on 6th of Shawal 1366A.H/ 1947.Like wise he writes about the opposition of Gul Khatam and Sheva Faqir in South Waziristan

At last Pir Ghulam Dastgir Alqadri meets with Haji Mirzan Ali Khan known as the Faqir of Eppi of Waziristan on 8th of Shawal 1366 A.H/1947 and parted to him advice to be friend with Pakistan as the war with Pakistan shall be treated as rebellion against the Islamic Country.Faqir Eppi in return sends message to Pir Ghulam Dastgir Alqadri on next day showing conformity with the idea of helping

Marfat.com

common Jirga alongwith their tribal elites and got passed resolutions in favour of Pakistan and Muslim League.on 14th and 15th of Shaaban 1366A.H/5th July 1947 he got gathered the Miani tribe at Kot Nawaz (Gomal) near Tank and advised them to come forward for the Muslim League and Pakistan. He was also fully successfu there.Pir Sahib of Wana also had risen with Pir Ghulam Dastgir Alqadri and they collected voters in favour of Pakistan on 18th of Shabaan 1366 A.H/9th July 1947.At the Dabara lectures near Tank om 19th of Shabaan 1366 A.H/ 1947 they succeeded in converting many congressmen to the League in favour of Pakistan. Sajjada Nasheen of Hazrat Sultan Bahu,Habib Sultan,a relative of Pir Ghulam Dastgir Alqadri also toured Laki Marwat to Peshawar in support of Muslim League in those days.The Pir Sahib of Wana ,syed Yousaf Algelani hoisted the Pakistan falg at the Wana Camp on 29th of july 1947 according to diary notes of Pir Ghulam Dastgir Alqadri.On Eid ul Fitr day the 1st of Shawal 1366 A.H/18th august 1947 Pir Ghulam Dastgir addressed the Mahsud tribesmen at Badar

Marfat.com

13th of Shawal 1365 A H/10 Sep 1946 he delivered lectures to the Bat Khel Tribe of the Darra Razeen for reforming their social life On 29th of shawal 1365A.H/26 Sep 1946 he also delivered lectures to the Sirki Khel Wazirs of South Waziristan

Pandit Jawahar Laal Nehru Dr Khan Sahib and Ghafar khan landed at South Wazirisrtan on 23rd of zeqad 1365 A.H/19 Oct 1946 but due to the successful tours of Pir Ghulam Dastgir alqadri and respectful spiritual leader Syed Yousuf Algilani. Pir of Wana (1332A.H/1905-1396 A.H/1976)the tribesmen of South Waziristan rejected fully the Congressmen and they said that they never liked to see even the enemies of Allah Stones were thrown at Nehru Party.The people abused him and asked him to go back and cook his Pakorras.

Faiz Sultan. uncle of Pir Ghulam Dastgir Alqadri also went to sindh to support Mir Jaffar Khan Jamali. a Muslim league leader on 10th of Muharam 1366 A.H/5th Dec 1946.

On 26th Rabiul Sani 1366 A.H/19 Feb 1947 he attended and led the Muslim League Confrence at Spinkai South Waziristan with Mahsud,Wazir,Bhitani,

Marfat.com

PIR GHULAM DASTGIR ALQADRI A DEVOTED AND SELFLESS MUJAHID OF THE PAKISTAN MOVEMENT AND JEHAD-E-KASHMIR

Sahibzada Pir Ghulam Dastgir Alqadri (1919-1986) son of Hazrat sultan Muhammad Nawaz,ninth in the pedgree of Hazrat Sultan Bahu (1039A.H/1629 - 1102 A.H/1691)(R.A),a famous sufi of the Qadria order of Pakistan,hailing in Shorkot,Punjab.

Pir Ghulam Dastgir Alqadri,a great scholar poet and a spritual leader having followers in all over the country and specially in South Wazirstan and Balochistan Tribal areas.For the cause of Pakistan and freedom of the Indian Muslims he worked volunteerly for the Muslim League.

On the Muslim League side he helped Nawab Qutub Din Kati khel of Tank (D.I.Khan Div) in his tours from 21st of safar to 23rd of safar 1365 A.H/26 to 28 jan 1946.At Badar valley in South Waziristan (the area of Mahsuds tribe) he celebrated Eid-ul-Fitr on ist of Shawal.1365 A.H/29 Aug 1946 with the tribals and offered prayers for all the Muslims.On

Marfat.com

BIOGRAPHY
OF

Fakhr-e-Kashmir
PIR GHULAM DASTGIR ALQADRI

(Jehad-e- Kashmir, Tariqat, Pir-e-Sohbat, South Waziristan, Personalities & headmen, Jehad Certificates & award, Literary works)

DR.SULTAN ALTAF ALI
Ezaz-e-Fazeelat

Marfat.com